

بِمَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

از تصنیف و تالیف میرزا محمد علی قزوینی صاحب المیزان فی تفسیر قرآن کریم و تالیف فی علوم دینی و فقهیه و کلامیه و ادبیات



با اهتمام و اخراج میرزا محمد علی قزوینی صاحب المیزان فی تفسیر قرآن کریم و تالیف فی علوم دینی و فقهیه و کلامیه و ادبیات

مطبع میرزا محمد علی قزوینی
کتابخانه و کتب مطبوعه

۱۹۶۲
۵۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَسْمَحُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ قَالُوا وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 اما بعد جاننا چاہیے کہ علم دین افضل جمیع امور دینی ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ذکر کیا کہ
 آپ کے سامنے دو شخص ایک عالم تھا اور ایک عابد تھا کہ بزرگی عالم کی عابد پر ایسی ہوتی ہے جیسی بزرگی میری تم میں سے ادنیٰ شخص
 اور حدیث صحیح میں آرد کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور جتنی مخلوقات زمین و آسمان میں ہیں یہ بیان تک کہ پیوستہ سورخ میں آوے
 مچھلی دریا میں دعا مانگتے ہیں بہتری کی واسطے اور شیخ شخص کے جو علم دین سکھاتا ہے روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو ترمذی اور
 دارمی نے تو فرمایا جناب باری تعالیٰ نے اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ یعنی اس کے بند و مومنین اس کے
 ڈرتے ہیں ہی لوگ جو عالم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
 قَاسِمًا بِالْقِسْطِ یعنی گواہی دی اس نے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے اور فرشتوں اور علم والوں نے کہ وہ قائم ہے و ہامد
 اور انصاف کے تو اس مقام پر پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس سے شروع کیا اور دوسری بار ملائکہ کا ذکر کیا اور تیسرے مرتبہ میں علم
 کہا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے وَكَهَيْكَ هَذَا أَشْرَقًا وَفَضْلًا وَجَلَالًا وَتَبْلَاً یعنی کفایت ہے آیت واسطے شرف علم
 اور جلال اور بزرگی اس کی کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ
 یعنی بلند کرے گا اللہ تعالیٰ درجے اور ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے اور ان لوگوں کے جو دین گئے علم منقول ہے حضرت
 ابن عباس سے کہ علم کے واسطے مومنین پر سات سو درجے زیادہ ہیں در بیان دور جو ان کے پاس ہو بس کی راہ ہے اور سطح
 بہت آیت افضل اور بزرگی علم میں آوے میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء و اشراف ہیں انبیاء کے اور یہ بات علوم و
 کوئی ترتیب کے تہا بنو سطر و رسالت سے نہیں ہے کوئی شرف بھی شرف و اشراف سے ہے کہ ان کو اور فرمایا حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کہ اس کی اصل علم ہے ہر مال سے علم تیری گنجائی کرنا اور مال کی تو محافظت کرنا ہی اور علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے

اور مال میں اگر خرچ کرے تو کم ہو جائیگا اور اگر علم کو خرچ کرے تو اور زیادہ ہو جائیگا اور کم حضرت علیؓ کے حکم عالم بہر صائم قائم چاہے یہ توفیقیت ہو مطلق علم دینی کی اور علم دینی میں کوئی علم علم فقہ سے زیادہ نہیں ہوا سکتا کہ پہچاننا ہوتا ہے اسے حلال اور حرام اور حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا اور علم حدیث اگرچہ اسکی اصل ہی لیکن یہ اس سے مانو ذہنی اور اسکی اصل اور نتیجہ ہی اور علم فقہی فضیلت میں فرمایا حضرت زکریاؑ علیہ السلام نے جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہی بہتری کا تو اللہ کو فقیہ کو دیتا ہی دین میں روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور جامع ترمذی میں روایت فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الکف عابد یعنی ایک فقیہ اشد ہی شیطان پر ہزار عابد سے اور نہ مایا کہ دو خصلتیں ہیں کہ نہیں جمع ہوتی ہیں منافق میں ایک ابھی سیرت یعنی نیک خلق اور دوسری فقیہ ہونا دین میں روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر دین کا ایک ستون ہے اور ستون اس دین کا فقہ ہے

بیان تصنیف اس کتاب اور درج احادیث و روایات مسئلے کا

و تصنیف اس کتاب کی یہ ہے کہ جب ہم نے زماں میں بعض لوگوں نے خلاف حق یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی ہوائیں کے موافق جو حدیثیں مشکوٰۃ شریف وغیرہ سے دیکھ لیں اور سپر عمل کرنے لگے اور عوام الناس کو جو مقلد مذہب عین کے تھے اپنی خواہش کی طرف بلائے لگے تو رفتہ رفتہ ایسا حال ہوا کہ ایک فرقہ اوجھلا ہوا گیا یہاں تک کہ خفیوں کی جماعت سے دور رہنے لگے اور جن جن مجددین کہ خفیوں کی بڑی بڑی جماعتیں ہوتی ہیں حاضر نہیں ہوتے بلکہ اپنی ایک الگ سبب خاص مناسک کے جمع اور عبادت کرنے لگے اور جو لوگ مقلد تھے اور انکو ہر مسئلے میں آگاہی ہوا ان ماحولیت سے جو اس سے متعلق ہیں نہیں تھی انکو سمجھنے لگے کہ اس مسئلے میں کوئی تصدیق دلیل نہیں اور جب سپر عمل کرتے ہیں اس باب میں سبج حدیث دیکھو مشکوٰۃ یا ترمذی وغیرہ میں موجود ہے اور اسی طرح اپنے زعم ناقص کے موافق اعتراضات کیا کرنے لگے اور حال اہل عصر کا یہ تھا کہ انکے اکثر علمائو کلمی نے ان احادیث سے جو مذہب خفیہ میں لائل ہیں آگاہی تھی اس وجہ سے نہایت شور و زاع مسلمانوں میں واقع ہوا تب اس عاجز و پست نے یہ ارادہ کیا کہ کوئی کتاب قسم کی تالیف کرنا لازم ہے میں ہر مسئلے کی دلیل قرآن شریف اور حدیث سے مذکور ہو اور جو حدیث لکھی جاوے تخریج بھی اوکی تخریر ہو تاکہ ان حدیثوں کو مقلدین بہر خفیہ یاد کر کے ان لوگوں کو الزام معقول دے سکیں تو اس باب میں معلوم ہوا کہ کتاب شرح وقایہ جو میں نے مقبول اور درس میں داخل ہی ترجمہ کرنے اور ہر مسئلے میں احادیث متعلق اس کے ذکر کر کے جرح و تعدیل اور توثیق و رواۃ بھی اس کے ساتھ شامل کیجیے تاکہ ناظر کو اس کتاب کے بخوبی احادیث سے فہم ہو سکے

بیان شرف اس کتاب کا اور فوائد اس کے

یہ سلفا فائدہ اس کتاب میں یہ ہے کہ ہر مسئلے میں احادیث جو متعلق اس مسئلے کی ہیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ محبت ہو اس کے منکرین بد و سرافاندہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس میں لکھی ہیں اکثر انکے ضعف و جرح بحث کی ہو اور صحت کو اگر ثمرات پر اثبات کو پہنچایا ہے تاکہ منکرین کو جملے کلام باقی نہ رہے تبسیر فائدہ یہ ہے کہ اکثر مقامات میں احادیث ہدایہ کی بھی تخریج کر دی ہے تاکہ ہدایہ پڑھنے والے کو بھی فائدہ حاصل ہو جو تھا فائدہ یہ ہے کہ اگر مسائل مختلف فقہاء میں جو قول مختار ہو اوسکو بھی ذکر کر دیا ہے تاکہ عمل کرنے والے کو اطمینان ہو و کیا بخوان فائدہ یہ ہے کہ جو اس کتاب کو اول سے

آخر تک دیکھو اسکو نہایت وقوف احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل مذہب حنفیہ سے مطلع ہو جاوے گا چنانچہ
فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب محبت ہر اوں لوگوں کے لیے جو مقلد ہیں مذہب حنفیہ کے ساتھ ان فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب
محبت ہر اوں لوگوں پر جو طعن کرتے ہیں مذہب حنفی پر انھوں ان فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب نافع ہر اوس شخص کو
جو عالم ہو کہ کیونکہ فی الغور وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اوس مسئلے کی نکال سکتا ہو اور جو شخص اردو عبارت
پڑھ سکتا ہو اسکو بھی نفع ہوگا تو ان فائدہ یہ ہے کہ اکثر مقامات میں جو مسئلے مشکل ہیں اوں کی تفصیل کر دی ہے
تاکہ ناظر کو ملال نہ ہو کہ اسو ان فائدہ یہ ہے کہ باوجود رعایت ان سب باتوں کے رعایت مختصر بھی کی ہے
تاکہ کتاب نہایت دراز نہ ہو جائے اور اتنا اختصار بھی نہیں کیا کہ سمجھ میں نہ آئے کیا رہو ان فائدہ یہ ہے کہ
جو مسئلے مشہور ہیں اور اوس میں غیر مقلدین بہت نزاع کرتے ہیں اوس میں لفظ حدیث بھی نوکر کیا ہے اور تفصیل کی ہے تاکہ
بخوبی محبت ہو جاوے اور ہر بار ہو ان فائدہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں مذکور ہیں سب کی تخریج کر دی ہے اور بے نشان
حدیث نہیں لکھی تاکہ کوئی طعن نہ کر سکے تیسرے ہو ان فائدہ یہ ہے کہ حدیث موضوع ہر اوسکو نہیں دیکر کیا اور اگر کہیں غلط کر گیا
تو کھدیا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اتفاق ہے محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لفظ اختیار نہیں کر جب کہ کھدیا ہو
کہ حدیث موضوع ہے تو لکھا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من کذب
علی منقول اظہر من الشمس من النار الخرجہ المستند یعنی جو شخص جو حدیث منقولہ سے بصرے اور قصد اتویا ہے کہ
بنالیب سے ٹھکانا اپنا جہنم میں نکالا اسکو صحیح مستند اور حدیث نہایت صحیح ہے اور مستند اسکو متواتر کیا ہے اور
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھ سے اور وہ جانتا ہے کہ یہ حدیث کذب ہے تو جیسے جیسے حدیث
مقام اپنا جہنم میں روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض احفظ جو حدیثیں بے نشان بیان کی ہیں اور بعض
طرح طرح کے جھوٹے حدیث ہیں جو روایت شدہ ہیں اوسلئے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جہنم میں سے حدیثیں
اپنی عقل سے کہ تو جیسے کہ تم کو کہ مقام اپنا جہنم میں روایت کیا وہ حدیث میں ہے کہ جس شخص نے قرآن میں کہا ہے جانیو جہنم
کہ تم کو کہ اپنا مقام جہنم میں اور قرآن کے معنی بیان کرتے ہیں نہایت احتیاط لازم ہے اور اگر کوئی حدیث قرآن کے معنی میں ہے
اور وہ منقول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نہ ہوں تو بیان کرنا ناگوار بھی خوب نہیں ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جس
شخص نے قرآن شریف میں عقل سے کہا اور اوس نے ٹھیک کہا تو بھی اوس نے خطا کی روایت کیا اسکو نرندی اور ابوداؤد

بیان تعریف حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اسکو کہتے ہیں کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فضل حضرت کے سننے ہو
اور آئے اوس سے منع نہ کیا تو جو زبان سے فرمایا اسکو حدیث قولی کہتے ہیں اور جو کہا ہے اسکو حدیث فعلی کہتے ہیں اور جو آپ کے سامنے ہوا
اسکو حدیث تقریری کہتے ہیں اور حدیث شوم ہوتی ہے تو تر او کھاؤ تار او کھاؤ کہتے ہیں جسکو ہر زمانے میں استلوگوں نے روایت کیا ہو
کہ احتمال کذب کا اوں کی طرف عقل کے نزدیک محال ہے اور آحاؤ اسکو کہتے ہیں جسکی روایت میں ہند کثرت نہوا آحاؤ
تین قسم کے مشہور اور عزیز اور غریب مشہور ہے کہ جسکو ہر زمانے میں تین یا زیادہ راویوں نے روایت کی ہو اوس

عزیزہ ہی جسکو ہر زمانے میں دو راویوں نے روایت کی ہو اور غریب وہ ہی جسکی روایت کسی زمانے میں ایک ہی راوی سے ہووے تو اب جانا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یقینی حاصل ہوتا ہو اور احتمال شک کا بالکل اہل بیت ہوا ہو اور آحاد روایت کے علم یقینی حاصل ہوتا ہو اور بعض صورت میں جبکہ معرفت حدیث حاصل ہی علم یقینی بھی اوس کے حاصل ہوتا ہو اور آحاد میں بعضی روایت مقبول ہو اور بعضی مردود اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہو تو مقبول در نہ مردود۔
فائدہ متواتر حدیث بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی موجود نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ہر صحیح قول اہل بیت کے بعض الکتاب فائدہ جو آحاد مقبول ہی اوسکی دو تین میں ایک صحیح اور ایک حسن صحیح کو کہتے ہیں جبکہ دینار پر بیگز کا خط درینے والے لوگوں نے ہر زمانے میں برابر روایت کیا ہوا اور نہ اوس میں کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگوں کی مخالفت بھی نہ ہو اور صحیح حدیث کے کئی حصے ہیں پہلا درجہ یہ کہ اتفاق کیا ہو اور سپر بخاری و مسلم نے یقینی دونوں کی کتابوں میں یہ حدیث موجود ہو تو دوسرا درجہ یہ کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھے وہ جو بخاری مسلم کی نظر اور ایک طرح پر ہو یا پنجویں وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہو چھٹے وہ جو صرف مسلم کے طور پر ہو ساتویں وہ جو سوا بخاری اور مسلم کے اور حدیث کے اہل بیت نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بعضوں کے نزدیک شرط بخاری اور مسلم کی یہ ہے کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنے والے اور پرمیزگار ہوں غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہوں اور بعضوں کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہے کہ جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح اون دو تابعی سے دو تابعی نے روایت کیا ہو سب طبقوں میں تو شخص ثقہ روایت کرتے چلے آتے ہوں اور یقیناً حدیث کی کتابوں میں منکور ہی اور حسن اوس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح کی طرح ہے ہو لیکن اوسکے راویوں کا درجہ حفظ و غیرہ میں صحیح کے راویوں کے برابر ہو کر ملنے میں دونوں برابر ہیں اور دونوں نجات ہیں لیکن تیسرے میں صحیح حدیث زیادہ تر حسن اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی میں کوئی وجہ ضعف کی مشابہت یا غلط یا فسق یا بجا حالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہو یا اوسکے راوی پر لوگ لعن کر دیں تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہو تو اوسکا نام متعلق ہو اور اگر انتہا سے ساقط ہو تو مثلاً نام صحابی کا مذکور نہ ہو تو اور تابعی حدیث میں کہے کہ تو اوسکو مرفعل کہتے ہیں اور اگر دور راوی برابر ساقط ہوں تو معضل ہی اور نہیں تو منقطع اور کبھی منقطع کو مرفعل کہتے ہیں اور مرفعل کو منقطع کہتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اوسکا راوی جھوٹا ہو تو اوس حدیث کو موضوع کہتے ہیں یا اوپر تحت جو ٹھہ کی گئی ہو تو اوسکو متروک کہتے ہیں یا غلطی بہت کرنا ہو یا غافل ہو یا اوسکو وہم بہت ہو کہ ایسے لوگوں کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہو یا فاسق یا بدعتی ہو تو اوسکو منکر کہتے ہیں فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہیں جس نے حالت ایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہو اور پھر ایمان پر آئے امتحان کیا ہو تو تابعی اوسکو کہتے ہیں جس نے صحابی کو دیکھا ہو اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہیں جس نے تابعی کو دیکھا ہو تو فائدہ یہ ضعف اور قوت میں سب راویوں میں محدثین بیان کرتے ہیں لیکن صحابی تو سب ثقہ ہیں کوئی ضعیف نہیں اور نہ ان کے کسب کا لعن ہی فائدہ ایک قسم حدیث کی مجلس یعنی وہ حدیث جس میں اسی نے شیخ کو چھپایا ہو وہ ہے اور اوسکا

نام نہ لیا ہو کسی صحت سے اور ایک قسم مضطرب و جسمیں اوچون اختلاف کیا ہو سند یا متن میں اور ایک قسم مزج
 جسمیں اوی نے کچھ اپنا کلام بھی حدیث میں شامل کر دیا ہو و کہو کہ ایک قسم متعفن یہ یعنی جو برابر ایک نے دوسرے سے روایت کیا
 فائدہ اور شاؤ اسکو کہتے ہیں جو حدیث مخالف روایت معتد کو کون کے ہو و اور معلول اس حدیث کو کہتے ہیں
 جسمیں کسی طرح کی علت پوشیدہ جو صحت حدیث میں قبح کرتی ہو یا بی جا وے اور متابع اسکو کہتے ہیں کہ ایک اوی نے
 ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور اسکی پوشا بہ بھی کہتے ہیں اور مرفوع حدیث جو کلام رسول صلی
 علیہ وسلم یا فعل اچھا ہو و اور موقوف وہ حدیث ہی جو صحابی کا فعل یا قول ہو و اور وقف کہتے ہیں صحابی کا قول یا فعل
 ذکر کرنے کو اور رفع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ذکر کر کے کو فائدہ اور ان قسموں کے سوا اور بھی قسمیں حدیث کی
 ہیں لیکن اس جا پر بوجہ اختصار کے ترک کیا فائدہ حدیث کی مشہور کتابیں چھ ہیں اور انکو صحاح ستہ کہتے ہیں صحیح بخاری
 اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابو داؤد اور نسائی اور سنن ابن ماجہ اور معجموں کے نزدیک ابن ماجہ صحاح میں داخل نہیں اور
 موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحاح میں داخل ہی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جتنی حدیثیں ہیں صحیح ہیں جس میں نہیں ضعیف
 حدیث اور نہیں نہیں پائی جاتی اور باقی چاروں کتابوں میں سب قسم کی حدیثیں صحیح اور حسن اور ضعیف ہیں اور صحاح انکا
 نام ہوا سطرہ ہر ایک حدیث میں ان کتابوں کی صحیح ہیں اور ان کتابوں کے سوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں اور
 انہیں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں مثلاً مساجم ثلاثہ طبرانی اور سنن دارقطنی اور سندرک حاکم کی اور مصنف ابن ابی شیبہ
 عبد الرزاق کا اور سند دارمی کی اور حال ان سب کا تفصیل استان المجتہدین میں مذکور ہے اور ہم جا پر صحاح ستہ والو کا حال آنحضرت کی کچھ حدیثیں

احوال بخاری کا

نام و نسب انکا ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہوتے دو قامت انکا میا نہ تھا ضعیف
 یعنی دُبلے آدمی تھے اور حالت طفولیت میں دونوں آنکھیں جاتی رہیں تھیں اس سبب سے انکی والدہ کو نہایت
 ملال تھا خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھوں میں روشنی عنایت کی
 اور یہ تیری گریہ و زاری کا بدلہ ہے سچ کو جب آنکھیں کھلا کہ آنکھیں کھلنے کی شوق پڑا جب اس برس تھے مکتب میں جہاں پیش
 کہ سنتے یاد کر لیتے اور اوی سن میں شغل حدیث کا اسکو تھا اور جب مکتب سے فارغ ہوئے ایک شخص کو بخارا میں سنا کہ وہ حدیث
 تھے اور داخل انکا نام تھا بخاری نے اسکو پاس آمد و رفت شروع کی ایک روز داخل اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے کہ
 یکایک انکی زبان سے نکلا سُفْیَانُ عَنْ ابْنِ الزُّبَیْنِ عَنْ اَبْرَاهِیْمَ اَوْ سِیْقَتِ بخاری نے کہا کہ ابوالزبیر نے ابراہیم سے
 نہیں سنا داخل رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مبارکباد دی پھر بخاری نے کہا کہ اہل نسخے میں کچھنا چاہیے سو داخل گھر میں گئے
 اور اہل نسخہ لائے اور بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا سینے تو غلط پڑھا اب صحیح کیا ہے کہا بخاری نے کہ صحیح سُفْیَانُ عَنْ ابْنِ الزُّبَیْنِ
 عَنْ عَدِیِّ عَنْ اَبْرَاهِیْمَ عَنِ ابْنِ حِزَانَ ہوا داخل حیران ہوئے اور اپنے نسخے کو جسمیں پڑھتے تھے صحیح کیا اور جب سولہ برس کے ہوئے
 تمام کتابیں حدیث کی آپکو یاد تھیں عامر بن اسمعیل ایک بزرگ بخاری کے زمانے میں تھے کہتے ہیں کہ بخاری حدیث سچ
 اوستا دون کے پاس بلا دوات و قلم کے جلتے آتے تھے تو ہم لوگوں کو کہتا کہ تم کو کیا فائدہ ہے اس سچو سننے ہو معمول تھا ہو

اسی طرح سب لوگوں نے اوکو کونا شروع کیا سو مہوین دن بخاری نے کہا کہ تنہ مجھے تنگ کیا اب جو تنہ لکھا ہو اوکو کونا
لاؤ اور میری یاد کو اوس سے مقابلہ کرو اس عرصے میں پندرہ ہزار حدیث سب لوگوں نے لکھیں تھیں بخاری نے سب سے پہلے
شروع کیا اور ایسا خوب یاد تھا کہ سینے اپنی حدیثوں کو اونسے صحیح کر لیا پھر کہا بخاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے غار
محنت کرنا ہوں تو ہم لوگوں نے اوس کو سچا مانا کہ شخص شہنی ہو سکی برابری کوئی نہ کر سکیگا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ سبب
کہ ایک روز حق بن ابویہ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ اگر کوئی جدا صحیح حدیثوں کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ باحد شہ لوگ اس پر
عمل کرنے لگیں بخاری کے دل میں بات اثر کر گئی چھ لاکھ حدیثیں اونکے پاس تھیں اونکا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت
صحیح پائی اوکو لکھا اور باقی کو ترک کیا اور مولیک یا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کے واسطے غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا کر
کر پلا آتی مجھے خطا ہو و آخر اس طرح سولہ برس کامل محنت کر کے مسجد کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف
کے بیچ میں صحیح بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بخاری نے خرنگ میں کہ ایک گائون ہو دو فرسخ ستر قند سے وقت
نماز عشا کے اور دن عید فطر بعد نماز ظہر کے سال دو سو چھپن ہجری میں اوکو مدفون کیا اور بائیسھ برس کی عمر آگئی تھی

بیان مسلم کے احوال کا

انکے باپ کا نام حجاج ہوا روکیتا اونکی ابو اسیم اور لقب ابو عساکر الدین ہوا نیشاپور جو ایک شہر ہے خراسان میں ہا
کے رہنے والے ہیں ابو زرہ رازی اور ابو حاتم نے جو اجلہ محدثین میں سے ہیں اونکی جلالہ اور امامت پر کو اپنی تھی
اور صحیح مسلم اونکی نہایت عمدہ کتاب ہے تین لاکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہوا بعضوں نے اسکو صحیح بخاری پر
مقدم رکھا ہے کہ حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح تر یا وہ مسلم کی کتاب سے نہیں ابو حاتم رازی نے
کہ اجلہ محدثین میں سے ہیں مسلم کو خواب میں دیکھا اور اوکا حال پوچھا مسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو میرے اوپر ساج کیا ہوا
چاہتا ہوں رہتا ہوں اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر میں کسی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو مارا
سال دو سو اور دو میں بعضوں نے کہا ہے کہ دو سو چار میں اور بعضوں نے کہا کہ دو سو چھ میں اور صاحب جامع الاصول نے اسکو اختصار
کیا ہے اور وفات اونکی کیشنبہ کو شام کے وقت اور ذہنبہ کے دن چھ سوین تاریخ کو جب میں سال دو سو اسیٹھ میں فوت ہوئے
اور وفات اونکی اسی طرح پر ہوئی کہ ایک مجلس میں لوگوں نے اسے ایک حدیث پوچھی انھوں نے اسکو نہ پہچانا اور اپنے
گھر آگے سب کتابوں میں تلاش کرنا شروع کیا اور لوگوں نے نہ سامنے اونکے ایک ٹوکرا کھجور کا رکھ دیا تھا آیا ایک
خرما کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ حدیث نہ ملی اور خرما تمام ہو گیا اور یہ اونکے انتقال کا سبب اللہ تعالیٰ غفرلہ و اجمعین

احوال ابو داؤد کا

نام انکا سلیمان بن شعث بن ہماق بن بشر بن شداد بن عمر بن عمران الازدی سجستانی ہے او سجستان عرب ہے سیستان کا او
سیستان ایک ملک ہے سند اور ہرات کے بیچ میں متصل ہے قندھار کے اور وہ جاہل ملک تھا کہ ایک سجستان ایک قریہ قریب
بصرے کے خطا ہے قولہ انکا سند دو سو اور دو ہجری میں ہو اور اکثر بلاد اسلام میں مانند مصر اور شام اور حجاز اور عراق
اور غیر اسان غیر امین سیر کی اور علم حدیث کو بخوبی سمجھ کیا حفظ حدیث اور عبادت اور تقویٰ اور صلاح میں ایک فرد کامل تھے

نیز بعضوں نے کہا ہے کہ

اور آپ لیکن اس کا شادہ رکھتے تھے اور ایک تنگ لوگوں نے اس حال کو اون سے دریافت کیا فرمایا کہ دھر کا شادہ واسطے کتابوں
 حبث کے ہو اور دوسرے اس کے شادہ رکھنے کی کچھ حاجت نہیں ہر اہل ہر اور موسیٰ بن مارون کہ ایک بزرگانِ وقت میں سے تھے فرماتے کہ ابو داؤد دین
 واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت میں اسطے جنت کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے امام احمد کے پاس گئے
 انھوں نے اس کو دیکھ کے بہت پسند کیا اور ابو داؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا اور اس حدیث میں کتاب میں چار
 آٹھ سو حدیثیں ہیں اور اس کتاب کا حدیث صحیح ہو یا حسن اور اسید واسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابوں سے زیادہ
 اور وفات ابو داؤد کی سولہویں تاریخ میں چل سال دو سو اور پچتر ہجری میں ہوئی اور بعد میں مرفوع ہو اور آپ کی تہتر سال ہوئی

احوال ترمذی کا

کنیت اگلی ابو عیسیٰ ہی اور نام منصب محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن یسحاق سلمیٰ اور ترمذ نام ایک شہر کا ہی اور ترمذی
 شاگرد ہیں بخاری کے اور مسلم اور ابو داؤد سے بھی روایت کرتے ہیں یسوع طلب علم حدیث میں مہر تھے اور یکتا اب انکی
 عمدہ تصانیف سے ہی کئی فائدہ من پر نسبت اور کتابوں کے زیادہ شتمل ہر اول ترتیب اسکی خوب ہی دوسرے تکرار کر ہی تیسرے ہر مقام
 مذاہب ائمہ اور وجہ استدلال ہر ایک کی ذکر لہین ہیں جو تھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے بحث کی ہی پانچویں ضعف اور ثبوت
 راویوں سے بھی غرض ہر اور انکو خلیفہ بخاری کا کہتے ہیں اور قورع اور زہد اور خوف انکا بیحد تھا خون آسمی سے برسوں دوا کیا
 آخر اندھے ہو گئے اور ایک حکایت عجیب انکی یہ ہے کہ کلمے کی راہ میں ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اس شخص سے دو جز حدیث
 لکھے تھے اور فرصت قرارت کی نہیں پائی تھی ترمذی نے اس وقت اون سے قرارت طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ دو جز لکھا
 یکا یک ترمذی نے جو انکو تلاش کیا تو وہ شطے اور گم ہو گئے تھے دو جز وسفید کاغذ سا کہ کمال کے حدیث اون سے سننے لکھنے کی نگاہ
 جو اس کاغذ جاڑی غصے ہو کر ہو کر گیا تم مجھے ہنسی کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہیں بیٹے اون جزو کو گم کیا لیکن احادیث سب
 مجھے اون جزو کی یاد ہیں شیخ نے تعجب سے کہا کہ بڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک بڑھ دیا اور میرے بھوے اور سب حدیثیں سنا دیں
 شیخ نے کہا کہ اسکا جھوکھیر نہیں آتا سابق سے تم نے یاد کر لی ہو انکی ترمذی نے کہا اتھان فرمائیے شیخ نے چالیس حدیثیں غریب لکھا
 انکو ایک بار سنا دیں ترمذی نے ان حدیثوں کو پھر حدیث ایک بھی نہ بھوے اور سنا دیا اور ایسے ایسے متھان انکے حافظے کے اکثر ہوا کیا اور کہتے ہیں کہ
 اس جلس کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلا اس کتاب کو علی گھار کے سلمے میں پیش کیا سب نے پسند کیا بعد اس کے علما ہی عراق کے سلمے مذہبی
 خوش ہوئے بعد اس کے سلمے میں اس کتاب کو رواج دیا اور وفات انکی ترمذی نے و شنبہ کی رات کو ستائیسویں چہرین سال دو سو ستروانو ہجری میں ہوئی

احوال نسائی کا

نام انکا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن محمد بن سنان بن یزید نسائی ہی اور یہ نسبت ہر طرف نسائے کے نام ایک شہر کا ہی
 خراسان میں پیدا ہوئے سال دو سو اور چودہ ہجری میں اور پڑے بڑے شیخوں کو اور عالموں کو حدیث کے پایا شافعی مذہب تھے اور
 ہمیشہ ایک وزر روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چارویں بیان تھیں ہر رات کو ایک کے پاس جاتے
 تھے اور نوٹ دیاں بھی بہت تھیں اور پہلا ایک کتاب حدیث کی کہی اور نام اسکا سنن کہی رکھا جب اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے
 ایک میر نے نوٹ سے پوچھا کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں ہیں سب صحیح ہیں انھوں نے کہا کہ صحیح بھی ہیں جن میں سب قسم کی

حدیث میں ہر دوسرے عرف کا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجیے جس میں سب حدیثیں صحیح ہو دین تب انھوں نے اس کو خلاصہ کر کے صحیح حدیثیں منتخب کیں اور نام اس کا مجتبیٰ رکھا اور اس کو سنن مغری بھی کہتے ہیں اور وہ جو سنن سنائی ہیں ان میں مشہور ہی ہیں مغری ہی اور سبب اس کی مخالفت کا یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مناقب میں ایک کتاب انھوں نے تصنیف کیا بعد فراغت کے انھوں نے کہا کہ اس کتاب کو جامع و شوق میں بیان کریں کہ وہ ان کے لوگ بسبب عظمت نبیؐ کے خواجہ کی طرف سے کہتے ہیں کچھ تھوڑا سا بیان اس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ نے امیر المؤمنینؑ سے جو مناقب میں بھی کچھ لکھا ہے فرمایا کہ معاویہؓ کو یہ کافی ہے کہ نجات پا جاوین ان کے مناقب کہاں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک ان کے مناقب میں کچھ صحیح نہیں ہے مگر کچھ کہ عام لوگوں نے ان کو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتین بارنا شروع کیں کچھ چوٹ ان کے فوطون میں پونجی کر اس کے سبب آپؐ نے ان کو اٹھانے کے لئے انھوں نے کہا کہ مجھ کو ہفت روزہ عظیم میں لکھو کہ یاد ان کے ہونے سے میری جان غرض کے میں بچوچھ اور صفا اور مرہ کے میں فون ہو فوات و فی و شنبہ تاریخ ہجری سال تیس تین میں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ راہ میں ان کا انتقال ہوا اور وہ ان سے لاش ان کی کے میں لے گئے

احوال ابن ماجہ کا

نام کا ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربعی ہے اور ربعی نسبت ہی طرف ربع کے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے اور قزوین نام ایک شہر کا ہے عراق عجم میں اس کا کتاب ان کی عمدہ تصانیف میں ہے اور صحاح ستہ میں بقول راجح داخل ہے اور جب اس کی تصنیف سے فالانغ ہوئے ابو زرہ رازی کے پاس گئے انھوں نے اس سنن کو دیکھ کر کہا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ میں اکثر کتابیں فن میں کی بیکار ہے اور واقعی یہ کتاب مختار اور عدم تکرار میں ہے نظیر حوا و ابو زرہ نے اس کتاب کی صحت کی شہادت دی اور ان کا غالب ہے کہ اس میں کئی حدیث نہایت ضعیف موضوع ہوئی اور اس سنن میں تیس کتب ہیں ان میں ایک ہزار پانچ سو باب ہیں اور سب حدیثیں اس کی خارج ہیں اور صحیح ہے کہ ابن ماجہ کی ما کا نام تھا ابو عبد اللہ او اس کے صحابی تھے سند و سوا و نو ہجری میں پیدا ہوئے اور بہت شائع حدیث سے استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات ان کی شنبہ کے روز تیرہ و تیس ہجری سن ۲۴۱ میں ہوئی

بیان تقلب کا

جاننا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب میں کو مذہب یا روچیز سے واجب کیا ہے اور بعض نے مستحسن توہم اخذ تالیف فنی میں اس طرز پر کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہو وہ جادوں کے مانند ہو کہ ماخذ اور اصول میں واقف ہو کلام اس کی آیات منسوخہ و غیر منسوخہ اور علانی ان کی میں بخوبی مطلع ہووے اور معرفت ضعیف حدیث اور صحت میں بہرہ تام ہو کیفیت رواۃ سے آگاہ ہو بہت احادیث اس کو مستخرج ہوں اکثر کتابیں حدیث کی اس کے مطالعے سے گذرین ہوں تو ان سب صورتوں کا جو شخص جامع ہووے اس کو تقلب کا سبب سمجھیں کہ مستحسن ہے اور جو شخص میں شرائط تحقق نہیں تقلید کا وجہ و سبب ہے حق میں ہے اور اس نے فی میں ایسا شخص اولیٰ مذکورہ کا جامع ہووے اکثر تقاضوں میں تحقق نہیں اگرچہ ممکن الوجود یا مکان عقلی ہے اور تقلید اللہ مجتہدین شامل شرعیہ میں حقیقت اطاعت خدا اور رسولؐ میں داخل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ اور اس سے اسطے مفسرین نے اولیٰ ان کے ہر منکر است امر اور سلاطین سلطین مراد لیے ہیں نہ مجتہدین نہ تبعات چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ اس کی تائید لرا بقول اللہ تعالیٰ

اور بعض نے کہا کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہو وہ جادوں کے مانند ہو کہ ماخذ اور اصول میں واقف ہو کلام اس کی آیات منسوخہ و غیر منسوخہ اور علانی ان کی میں بخوبی مطلع ہووے اور معرفت ضعیف حدیث اور صحت میں بہرہ تام ہو کیفیت رواۃ سے آگاہ ہو بہت احادیث اس کو مستخرج ہوں اکثر کتابیں حدیث کی اس کے مطالعے سے گذرین ہوں تو ان سب صورتوں کا جو شخص جامع ہووے اس کو تقلب کا سبب سمجھیں کہ مستحسن ہے اور جو شخص میں شرائط تحقق نہیں تقلید کا وجہ و سبب ہے حق میں ہے اور اس نے فی میں ایسا شخص اولیٰ مذکورہ کا جامع ہووے اکثر تقاضوں میں تحقق نہیں اگرچہ ممکن الوجود یا مکان عقلی ہے اور تقلید اللہ مجتہدین شامل شرعیہ میں حقیقت اطاعت خدا اور رسولؐ میں داخل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ اور اس سے اسطے مفسرین نے اولیٰ ان کے ہر منکر است امر اور سلاطین سلطین مراد لیے ہیں نہ مجتہدین نہ تبعات چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ اس کی تائید لرا بقول اللہ تعالیٰ

واجب ہر عامی اور غیر عامی پر جو نہ پونہا ہو درجہ اجتہاد کو التزام ایک مذہب میں کا مجتہد نہیں ہے اور کما شیعہ بھی مذہب
نوعی روئے الطالبین من أمثال اجتہاد المطلق فقالوا اختتم بالاجتہاد ولا تبعه حتى أو جوا تقلید
واحد من هؤلاء علمائهم ونقل إمام الشافعي أن اجتماع عليہ یعنی اجتہاد مطلق تو ختم ہو گیا ساتھ مذہب
اربعہ کے اور واجب ہر تقلید ایک کی ان میں سے استہدایہ نقل کیا امام الحرمین نے اجماع اسپر اور سحر العلوم نے شرح تحریر ابن
من لکھا ہر غیر المجتہد المطلق بلکہ تقلید مجتہدین مکاتبت المجتہدین المطلقین یعنی جو مجتہد
مطلق تھا وہ کو لازم ہر تقلید کسی مجتہد مطلق کی قرار کوئی مقام رکھ کر ان اقوال سے اتنا ہی ثابت ہوا کہ تقلید کسی امام اربعہ میں ایسی
اور ہم بھی کسی مسئلے میں جو مخالف امرہ راجع ہو عمل نہیں کرتے بلکہ کوئی مسئلے پر موافق ابو حنیفہ کے کو کسی موافق شافعی کے سیدھے عمل کرتے
ہر تہجد و کما یہ ہو کہ باعث اسکا یا حصول درجہ اجتہاد ہو کہ جس کا قول صحیح موافق امامیہ کے پاتے ہیں اور ہر عمل کرتے ہیں اس صورت میں تقلید کیا
کیا حاجت ہو اور اگر غیر حصول اجتہاد کے یا مری تو مخالف حق اور باطل کی کوئی تفریق کیا ممکن ہے یا نہیں ہر غیر مجتہد کو کہ عمل کسی ایک
مسئلے میں ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں شافعی پر کیا ملام علی عاری سے مسئلے میں اپنے کہ تالیف کیا ہو اسکو فقال کے روئے بنی حجب
عليه أن يعتن مدّ هباً من لذلّ اهب امتامد هب الشافعي في جميع الفرع والوقائع ولما كان
مالاً وامتامد هب أبي حنيفة وغيره وليس أن يفعل من هب الشافعي ما يعقواة ومن
مدّ هب أبي حنيفة ما ير ضاهة لأن الكونجوة ناذلك لا دسي إلى الخبط والخروج عن الصبط
حاصلة ينرج إلى نفي التكليف لأن مدّ هب الشافعي إذا اقتضى شئ من الشئ ومدّ هب أبي حنيفة
مثلاً باحة ذلك الشيء يعينه أو عكس ذلك فهو أن شاء مال إلى الحلال وإن شاء مال إلى
الحرام فلا يتحقق التحلة والتحريم في ذلك إعدام التكليف وإبطال فائدته واستيصال قاعدة
وذلك باطل انتهى ما ذكره بلکہ واجب ہو او پھر میں ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروغ و قلع میں
یا مذہب مالکی یا مذہب حنفی اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب مالکی یا حنفی سے کیونکہ
جو زمین اس کے کام مودی ہو گا فرض ہے کہ اور نہ کلنے کے ضبط سے اور حال سکا نفی تکلیف ہو کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی
امر کے ہو اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلاً اسکی تحلیل کو تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو ملت
و حرمت کا تحقق و تقرر جاتا ہے اور اس میں مرجع اعدام تکلیف ہو اور ابطال ہو اس کے فائدے کا اور استیصال ہو اسکی بنا کا
اور یہ باطل ہو اور کما جمیع میں لا خیر فی أن يكون حنفياً في بعض المسائل وشافعياً في بعض الآخر
نہیں بہتر کو حنفی ہو بعض مسائل میں اور شافعی بعض میں اور شرح عین العلم میں ہر قول التزم أحد مدّ هباً كان حنيفة
والشافعي قلزم عليه ولا يقدّر غير في مسئلة من المسائل یعنی جسے لازم کہ ایک مذہب مثلاً
مذہب ابو حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہو کہ ہمیشہ اسی مذہب پر رہے اور سوا اسکے کسی مسئلے میں غیر کی تقلید نہ کرے اور کما
ابن عبد البر نے ان تتبع المذاہب غیر جائز بلکہ اجتماع یعنی تلاش رخصتوں کا ہر مذہب میں ممنوع ہو بالاجماع اور
تفسیر احمدی میں ہر اذ التزم مدّ هباً يجب عليه أن يذوم على مذہب التزمه ولا يتقلد عنه إلا ما يشرع

[illegible]

الکثر ذریعہ میں کے بالاتفاق اور اکثر اولیاء اور کاملین اسی مذہب کے مقلد ہیں و ہر شمار میں ہر قول شیعہ
 علی حدیث کہ کتب میں اولیاء الکرام معین انصف بقبائلیات الجاہلۃ و رکض فی میدان الشہادۃ
 کا ترجمہ ہے کہ وہم و شفیق البکرم و معرف الکرمین و آبی بن یزید البسطامی و فضیل بن عیاض
 داؤد الطائی و آبی حامد اللعابی و خلف بن یحییٰ بن عبد اللہ بن المبارک و وکیع بن الجراح
 و آبی بکر الوکائی و غیرہم آخر کمال اسی ہی ذکر کیا اکثر علماء نے اور کہا اہل شیعہ کہ ہمیں مذہب امام ابو حنیفہ کا قدیم
 ہی اسی طرح آخر تک پہنچا اور دیکھنے کی بات ہے کہ امام عظیم صاحب اتباع حدیث میں اور وہی زیادہ ہیں کہ حدیث میں رسول کو قبول
 کرتے ہیں اور قیاس کو اس کے مقابلے میں جائز نہیں رکھتے تو افسوس ہے اور ان لوگوں کے کہ باوجود مشابہ ان امور کے اور
 اس اعتبار سے ان لوگوں کو صاحب اس سے شمار کرتے ہیں اور اس میں اس کے مسائل کو اپنے زعمِ باطل کے موافق خلاف
 احادیث اور آیات کے سمجھتے ہیں اور ان کے تابعوں کو کہ سوادِ علم میں داخل ہیں کلام اور خاملی کہتے ہیں مثل مشہور ہے کہ چاند خاک
 ڈالنے سے اپنے ہی ہونہر پر خاک پڑتی ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت دیا ہو وہ لوگ بھی شریک اتباع اس طریقہ میں
 باز نہ آویں گے اور بعض لوگ جو صدق یسعیون ما تشاہدہ منہا اتباع الفتنہ ہیں باغواۃ مفسدین کے شاگرد ہیں
 محروم ہیں بے یزید بن لیثیفوا نقول انہ یافقوا ہجوہ واللہ میدونہ ہو کو کفر و فساد میں
 یہی کہ بوقت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ میں سے ہے قسم کا نکال دے جسکی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح یا آیت قرآن میں
 سے نہ ہو تو اس صورت میں اگر خامل اس مسئلے میں کلام کرے اور اوپر عمل کرے تو قول تھا را لاف قول ہو گا اور وہ جو مسئلہ فقہ
 یا قرأت میں پیچھا مام کے یا قلمتیں کے مسئلے میں کلام کرتے ہیں مسائل کو جسے فضل الہی سے اس کتاب میں فضیل سے بیان کیا ہے اور
 تمامی مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہو گا حال اگر امام شافعی کے مذہب میں بھی ایسے ایسے مسئلے ہیں جنکی دلیل ضعیف
 اور ان میں کلام نہ کرنا پسند کرنا اور حدیث نہ بخون اور پر کیا اور کھانا اس طرح کا جس پر اسکا نام نہ لیا گیا ہو و تصدق کوئی مذہب اسکا نہیں
 مسئلے میں اسکی ادائیگی ہو تو قسم کے مسائل جو ہیں ان اساقول ہو جو مخالف صحیح حدیث ہو و اگر کسی دلیل سے اسکی تسک ہو و اللہ اعلم

جواب ابون مطاعن کا جنکو اکثر غیر مقلدین بیان کیا کرتے ہیں

طعن پہلا ہم لوگ احادیث کے اوپر عمل کیا کرتے ہیں اور تعجب ہے کہ قول ابو حنیفہ کا تو قابل قبول ہے اور قول جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل عمل کے نہیں ہے جواب احادیث پر عمل کرنا تو عین ہمارا اسلوب ہے مگر یہ کہ جس شخص کو معرفت حدیث کی
 اور ناسخ و منسوخ کی ہو و اور معانی حدیث سمجھتا ہو و اور طریقہ استدلال جانتا ہو و تو اس شخص کو عمل بالحدیث جائز ہے و جو نہیں
 یہ شرط تحقیق نہیں ہو کہ عمل کرنا احادیث پر دیکھنے جائز نہیں ہے بشرط شرح تحریر میں ہو و لیس للعالمین لا خذل بظاہر الحدیث
 یحاکم کوئی مفسر و قاضی ظاہرہم اومنسوخ خاب علیہم و السجی غالی الفقہاء لعدہم الا حدیث و فی حقہ
 لا یخرف فی صحیحہ لا خیار و سونیہما و تانیہما و منسوخہا فاذا اعتقد کلان تارکاً لوالدہ علیہ انتہی
 یعنی انہیں جائز ہے کسی کو تسک کہ ساتھ ظاہر حدیث کے سبب سے از سر نو ہو و اسکی ظاہر سے یا منسوخ ہو و اسکی بلکہ اللہ
 حامی و صریح طرف حق کے جہت میں ہر مسئلہ میں اسکی طرف معرفت صحیح احادیث اور قیام اور ناسخ و منسوخ کے پس اگر ہمارا دیکھا

اور اگر کسی نے
 اس کے قول کو
 جاننا چاہے
 کلام اللہ ہے
 خدا کو ہم سب
 پر واجب ہے
 نہ منہ

محمد علی

ظاہر حدیث پر تو ہوگا تارک اوس چیز کا جو واجب ہو اور پھر اور کفار یا مشرکین یا یہ میں منظور ہو العارضی اذکما سمع حدیثاً
 لیس لہ ان یاخذ بظاہرہ ویرفعہا از ان یتکون مضر و فاعین ظاہرہ او منسوقاً عنہا لیس العارضی اذکما
 اسکے وہی ہیں جو اب بیان کیے اور بھی کفار میں قوم ہوں ان المعنی یشیعہ ان یتکون من من یخذ عنہ الوقفہ
 ویعتمد علیہ فی البلد فی العارضی و اذا کان المعنی علی ہذا الصلۃ فیکل العارضی تقلیداً و انکاراً
 المعنی اخطأ فی ذلک ولا یشیعہ باین ہلکذا روی الحسن عن ابی حنیفہ و ابن سیرین عن محمد
 قیس عن ابی یوسف انتہت یعنی چاہیے کہ معنی ہو اور ان خصوصاً کہ لی جاتی ہو اسے فقہ اور عقائد کیا جاتی ہیں اور پھر میں
 معنی کے اور جبکہ یہ معنی اس صفت پر پس علمی پر لازم ہو تقلید اوسکی اگر یہ معنی سے خطا کی ہو اس مسئلے میں اور نہ اعتبار کر
 ساتھ میں اس معنی کے ایسا ہی روایت کیا جو حسن ابو حنیفہ سے اور ابن سیرین نے امام محمد سے اور شیعہ نے امام ابو یوسف سے
 اور سلم الثبوت میں کہ اجماع کیا ہو تحقیق میں اور منع عوام کے تقلید صحابہ سے بلکہ ان پر لازم ہو اتباع اؤن لوگون کا کہ بلا دی ہو انھوں
 نے اور باب کیا ہو انھوں نے پس مجتہد اور منع کیا ہو انھوں نے اور منع کیا ہو انھوں نے اور اس پر کیا گیا ہو ان اصلاح سے منع کو
 تقلید سے سوا چار امور کے کہ کو کہ یہ بات نہیں جانی گئی جو غیر میں ان چاہے کہ اور ان میں کلام ہو اور وہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح کی کہ اصل مضامین اوسکے ایسے نہیں ہیں کہ بیان کیے سے سمجھ میں ہر خام و عام کے
 نہ تو ہیں مثل مطالبہ طلاق اور علوم فلسفہ کے اور ان جنی کر غلط ہو کر اوسکے مضامین کو سمجھ کر عبارت نکال لینا اور بیان کر دینا
 ہر علمی اور ان پڑھے کو آسان ہو بلکہ بعض مضامین ظاہر میں نہایت آسان اور سہل تھے ہیں لیکن حقیقت اوسکی سوا اقصیٰ کے اور کو
 نہیں کھلتے پس اگر ظاہر پر ایسے مضامین کے شخص ہوں تحقیق کے واقف ہوں یا وجود استطاعت اور قدرت سوال کے عمل کر گیا تو عجب نہیں کہ
 مواخذہ وار ہو مگر اس کے قول امام ابو حنیفہ پر ہم طرح سے عمل نہیں کرتے کہ یہ بالذات انھیں کا قول ہو بلکہ اس طرح پر کہ یہ قول
 اؤن کا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہو اور موافق شریعت کے ہو تو قول ابو حنیفہ اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ
 سنا فافہم نہیں بلکہ کوئی قول ابو حنیفہ کا اس قسم سے نہیں پایا جاتا جسکی دلیل کچھ احادیث و آیات ہو جو اور پھر دوسرے تکیہ عمل عامی کو
 ظاہر حدیث پر منع ہو اور قول ابو حنیفہ کا موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو جو عمل کرنا احادیث پر ایسی کے موافق اور
 ترک کرنا تقلید ابو حنیفہ کی نہایت عقل و انصاف سے بعید ہو اور ابوشامہ سے جو منع تقلید میں مروی ہو تو بقدر صحت نقل کے وہ میں منسبت ہو
 لوگون کے کہ جنھوں نے حرام کہا ہو نظر کرنے کو کتب احادیث میں اور ہم لوگ کہو ہرگز حرام نہیں کہتے بلکہ موجب اجر جزیل اور ثواب
 جانتے ہیں اور شارق الاوار میری خلاف حدیث چلنے سے منع کیا ہو بعد تنفیق ہو جائے اوس بات کے کہ یہ مخالف ہو اوس حدیث کے
 سو وہ کچھ مخالف ہر کہ نہیں ہو اور علی ہذا القیاس ہی ہر ادبی ان قولوں سے اور شیخ عبدالحی محمد دہلوی شرح سطر السعادت میں
 لکھا کہ مصولت اور قرار و طلاق کا آخر رہنے میں تعین اور تخصیص نہ ہو کہ ضبط اور دبط کا دین دنیا اسی میں ہی پہلے سے غیر
 جسکو اختیار کرے ہو سکتا ہو اور بعد اختیار ایک نہ ہو کہ دوسرے مذہب کی طرف جانا ہے تو ہم سونہن اور تفرق کے اعمال اور احوال
 میں ہوگا پس قرار و متاخرین مختار ہو اور اوس میں غیر ہو ایک بھی مجتہد کے تابع کو نہیں ہو چتا ہو اگر کوئی حدیث مخالف
 اپنے مذہب کے پاس نہ پائے مذہب کو چھوڑ دے اور اوس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین کا ہے علماء کو اس طریقہ میں سہولت

محمد بن کوثری نے نہیں ہوا اور محمد کا در حقیقت حکم کتابت سنت ہوا اور کلام صاحب شریعہ العزیز یعنی مولانا شمس علی ہمدانی
اس آیت کی تفسیر میں بکلی شیعہ مآلفینا علیہ السلام ناک کی منع میں اس تعلیق کے کہ شرکین یا کو مقلدین میں حکم خدا و رسول کے
پیش کرتے تھے ہر شخص میں اس تعلیق کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہوا اور کلام صاحب شریعہ کرتے ہیں تعلیق کو
حال انکو خود بھی معلوم تھے اور خود ہی تفسیر میں ولا تجعلوا لله انداد اس کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اوں کو گونہیں جسکی اطاعت
بحکم خدا فرض ہو محمد بن شریعت اور خودیوں خط و کتابت میں کہ حکم اوںکا بھی واجب الاتباع ہو عوام بہت پرکھو نہ فہم اسرار شریعت اور
دقائق طریقت انکو میری طرف سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فاستلوا اهل الذکر انکم لا تعلمون یعنی پوچھو انصیحت والوں
اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے محمد ابو یوسف میں لکھا ہے کہ جہاں تو بیشک تسک کرنے میں ساتھ ان اہل بیت کے
مصلحت عظیمہ ہوا اور اعراض میں کوسے بڑا مفید ہوا اور ہم میان کو بیگے اوںکو کئی وجوہ سے انتہی طعن و سزا دیکھو صحاح
کی کتاب میں جو احادیث کے نقل میں اور کتابوں میں ستر یا دہ متبرین اکثر جاحدین شافعیہ کے موافق ہیں اور حنفیہ کے مخالف تو اول
اس صورت میں عدم اتباع مذہب حنفیہ ہوگا جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتاب میں حدیث کی ہیں کہ جبکو محمد بن
بیان کیا ہے مثلاً معاجم طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنیف ابن ابی شیبہ کا کتاب میں و در قطنی کی تصانیف طحاوی کی تصانیف میں
اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یہی ہے اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح میں جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کر چکے
اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں نہ ہو وہ صحیح نہ ہو و سیکڑوں حدیثیں صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی شرط پر
کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن میرا حنفی مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر جامعہ اہل حدیث کی کہتے ہیں اور قیاس اور
کو دخل ہے ہن ہوا اسطے نام انکا اہل الولے ہوا اور یہ نام انکا قیاس سے ہر ترمذی میں جایا دیکھو مسائل مذہب حنفیہ کو لکھا ہے
وہو قول اہل التائمی جواب ظاہر اہل سنیہ کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بارکی ستنہا
اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول و کلام اہل ذکر نہیں آتا تھا اس وجہ سے بعض لوگوں نے انکو اہل راہ گنا شروع کیا
اور یہ نام و طعن نہیں ہو سکتا الا اس صورت میں کہ مسائل انکے صرف راہ اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال انکہ کوئی مسئلہ انکا
قسم کا نہیں جسکے ساتھ اور محمد نے بھی تسک کیا ہو اور کیوں کہ اہل راہ لوگ ہر گھٹے حال انکہ نزدیک حدیث ضعیف مرسل
مقدم تو وہ اولیٰ تر ہی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کسینے از راہ تصب
یا کسی اور وجہ سے کوئی کلمہ خلاف اوںکی شان کے کہا تو اس پر اعتبار کرنا در صورتیکہ وہ مطابق واقعہ و نفس الامر کے نہ ہو نہایت جہالت
اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہو و نہیں گذر کہ کسینے اس کے کلام میں رد و قبیح نہ کیا ہو اور اسکا نشان میں کچھ لکھا ہو
یہ ملن تاکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اتفاق مشائخ طریقت اور حاکم شریعت کے اولیا گیارہ میں سے ہیں اور سیکو
اہل حق ہیں اوںکی طاعت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا اوںکی شان میں کہا ہے اور اسی قبیل سے حارثا
و شاعرانہ مذاہمات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو کچھ کہنے لگے مثلاً
ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی پڑائی کرنا چاہیے لازم نہیں یا ابن الجوزی نے از راہ خطائے غوطہ
رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اس سے ابن الجوزی رحمۃ اللہ کی پڑائی کرنا اور اوںپر طعن کرنا لازم نہیں طعن چوتھا ہے جو چار مذہب

۱۵
محمد بن کوثری نے نہیں ہوا اور محمد کا در حقیقت حکم کتابت سنت ہوا اور کلام صاحب شریعہ العزیز یعنی مولانا شمس علی ہمدانی
اس آیت کی تفسیر میں بکلی شیعہ مآلفینا علیہ السلام ناک کی منع میں اس تعلیق کے کہ شرکین یا کو مقلدین میں حکم خدا و رسول کے
پیش کرتے تھے ہر شخص میں اس تعلیق کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہوا اور کلام صاحب شریعہ کرتے ہیں تعلیق کو
حال انکو خود بھی معلوم تھے اور خود ہی تفسیر میں ولا تجعلوا لله انداد اس کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اوں کو گونہیں جسکی اطاعت
بحکم خدا فرض ہو محمد بن شریعت اور خودیوں خط و کتابت میں کہ حکم اوںکا بھی واجب الاتباع ہو عوام بہت پرکھو نہ فہم اسرار شریعت اور
دقائق طریقت انکو میری طرف سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فاستلوا اهل الذکر انکم لا تعلمون یعنی پوچھو انصیحت والوں
اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے محمد ابو یوسف میں لکھا ہے کہ جہاں تو بیشک تسک کرنے میں ساتھ ان اہل بیت کے
مصلحت عظیمہ ہوا اور اعراض میں کوسے بڑا مفید ہوا اور ہم میان کو بیگے اوںکو کئی وجوہ سے انتہی طعن و سزا دیکھو صحاح
کی کتاب میں جو احادیث کے نقل میں اور کتابوں میں ستر یا دہ متبرین اکثر جاحدین شافعیہ کے موافق ہیں اور حنفیہ کے مخالف تو اول
اس صورت میں عدم اتباع مذہب حنفیہ ہوگا جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتاب میں حدیث کی ہیں کہ جبکو محمد بن
بیان کیا ہے مثلاً معاجم طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنیف ابن ابی شیبہ کا کتاب میں و در قطنی کی تصانیف طحاوی کی تصانیف میں
اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یہی ہے اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح میں جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کر چکے
اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں نہ ہو وہ صحیح نہ ہو و سیکڑوں حدیثیں صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی شرط پر
کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن میرا حنفی مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر جامعہ اہل حدیث کی کہتے ہیں اور قیاس اور
کو دخل ہے ہن ہوا اسطے نام انکا اہل الولے ہوا اور یہ نام انکا قیاس سے ہر ترمذی میں جایا دیکھو مسائل مذہب حنفیہ کو لکھا ہے
وہو قول اہل التائمی جواب ظاہر اہل سنیہ کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بارکی ستنہا
اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول و کلام اہل ذکر نہیں آتا تھا اس وجہ سے بعض لوگوں نے انکو اہل راہ گنا شروع کیا
اور یہ نام و طعن نہیں ہو سکتا الا اس صورت میں کہ مسائل انکے صرف راہ اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال انکہ کوئی مسئلہ انکا
قسم کا نہیں جسکے ساتھ اور محمد نے بھی تسک کیا ہو اور کیوں کہ اہل راہ لوگ ہر گھٹے حال انکہ نزدیک حدیث ضعیف مرسل
مقدم تو وہ اولیٰ تر ہی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کسینے از راہ تصب
یا کسی اور وجہ سے کوئی کلمہ خلاف اوںکی شان کے کہا تو اس پر اعتبار کرنا در صورتیکہ وہ مطابق واقعہ و نفس الامر کے نہ ہو نہایت جہالت
اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہو و نہیں گذر کہ کسینے اس کے کلام میں رد و قبیح نہ کیا ہو اور اسکا نشان میں کچھ لکھا ہو
یہ ملن تاکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اتفاق مشائخ طریقت اور حاکم شریعت کے اولیا گیارہ میں سے ہیں اور سیکو
اہل حق ہیں اوںکی طاعت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا اوںکی شان میں کہا ہے اور اسی قبیل سے حارثا
و شاعرانہ مذاہمات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو کچھ کہنے لگے مثلاً
ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی پڑائی کرنا چاہیے لازم نہیں یا ابن الجوزی نے از راہ خطائے غوطہ
رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اس سے ابن الجوزی رحمۃ اللہ کی پڑائی کرنا اور اوںپر طعن کرنا لازم نہیں طعن چوتھا ہے جو چار مذہب

محمد بن کوثری نے نہیں ہوا اور محمد کا در حقیقت حکم کتابت سنت ہوا اور کلام صاحب شریعہ العزیز یعنی مولانا شمس علی ہمدانی

فصل حنیفہ، طلاہات کتاب کے بیان میں

جانا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب میں جہاں آیا ہے اور اسے امام محمد اور امام ابو یوسف میں اور طریقین سے امام محمد اور امام ابو حنیفہ اور شخصین سے امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ اور اس کتاب میں حروف صداد سے جو قلم حلی سے لکھا مراد کتاب اصل شرح و تفسیر اور حرف فاسے زیادت اور جوا حادشیں کنزائد مضمون اصل کتاب پر ہیں بطریق فوائد کے مراد ہیں اور جہاں مطلق امام ہی مراد امام ابو حنیفہ ہیں اور ائمہ اربعہ سے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور امام احمد رحمہم لہ مراد ہیں اور لفظ شخصین سے ذکر احادیث میں بخاری اور مسلم مقصود ہیں اور جہاں سے بچارون علماء باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابو داؤد و ابی یسائی اور ترمذی رحمہم اللہ منظور ہیں اور مقصود پہلی تصنیف و تالیف اس کتاب سے فائدہ خلق اللہ ہی نہ کسی کار و اور کسی کا اظہار خطا منظور ہی تو اب یہ بندہ عاصی پر عاصی فقیر حقیر رنگ خاندان محتاج چیزتہ ایزدستان محمد و حید الزمان ولد مولوی محمد سیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اسکا اول صاحبوں کی خدمت میں حج اس کتاب کے مطالعے سے مسرور اور محظوظ ہوں عرض ساجی کہ جس جگہ پر ازرا خطا انسانی کے کوئی قسم کی لغزش و کھین تو پرہ غصہ سے چھپاؤں اور مجھ کو گناہ اور سیکر والدین اور تہائی عزیز و اقارب اور عامہ مسلمین کے واسطے دعا خیر کریں اور اس کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ رکھیں کہ جس جگہ پر نام مبارک حضرت سیدنا و مولانا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آئے آپ پر صلوة و سلام بھیجیں کیونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جس شخص پر ذکر کیا جائے نام میرا اور وہ درود بھیجے مجھ پر تو میرا خلیل ہے و حقیقت میں مجھے افسوس کی بات ہے کہ جو دنیا میں کسی کا دوست ہوتا ہو اس کے ذکر کے وقت مدح و ثنائیں اور سبکی مشغول ہوتا ہے اور جب محبوبہ ہا شافع روز جزا پہنچے حق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنلگا اور بھول کر محروم تو اب صلوة و سلام سے رہیں اور جس کی آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ذکر آئے ان پر کلمہ

رضی اللہ عنہ کا کہنا ضرور جائزین اور تابعین کو اور اور علما کو بکلمہ رحمۃ اللہ علیہ التفتا کرین اور قبل شروع اس کتاب کے
 باادب بیٹھ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف تین بار اور سورہ اخلاص تین بار اور الحمد ایک بار پڑھیں اور ثواب و سکا
 تمام صحابہ اور علما اہل بیت کو پونہ چارویں بعد اس کے کتاب کو مطالعہ کریں اور پھر بعد فراغ کی بھی ایسا ہی کریں اور
 تصور کرتے رہیں کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہیں یا سکھاتے ہیں وہ سب غنا کا کھانا ہے اور اس کی نیامندی کے لیے اور عمل
 کرنے کے لیے کرتے ہیں اور غرض دنیا اور تحصیل مال کبھی علم سے نہ کہے کہ بعد رعایت ان شب شرائط کے ضرور اللہ تعالیٰ اس کے علم میں
 برکت دے گا اور توفیق عمل کی عطا فرماوے گا اللہم وفق لنا یا خیر واجعل خواتمنا مؤمنات یا خیر اللہم یسّر

عَلَيْنَا مَهْجَاتِ الْعِلْمِ وَأَعْظِنَا عِلْمًا تَأْفِعًا وَفَعْمًا كَامِلًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَبَطْنًا

مُسْتَقِيمًا وَعَمَلًا مُقَرَّبًا اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ

وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ آمِينَ يَا رَبِّ

الْعَالَمِينَ مَتَّى مَقْدَمَةُ الْكِتَابِ وَيَنْتَلُوْهَا

كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَاللَّهُ يَنْصُرُ الْمُتَّقِينَ

يَا كَرِيْمُ يَا وَهَّابُ

نقطہ

صفحہ		۲۰		۲۱		۲۲		۲۳		۲۴		۲۵		۲۶		۲۷		۲۸		۲۹		۳۰		۳۱		۳۲		۳۳		۳۴		۳۵		۳۶		۳۷		۳۸		۳۹		۴۰		۴۱		۴۲		۴۳		۴۴		۴۵		۴۶		۴۷		۴۸		۴۹		۵۰		۵۱		۵۲		۵۳		۵۴		۵۵		۵۶		۵۷		۵۸		۵۹		۶۰		۶۱		۶۲		۶۳		۶۴		۶۵		۶۶		۶۷		۶۸		۶۹		۷۰		۷۱		۷۲		۷۳		۷۴		۷۵		۷۶		۷۷		۷۸		۷۹		۸۰		۸۱		۸۲		۸۳		۸۴		۸۵		۸۶		۸۷		۸۸		۸۹		۹۰		۹۱		۹۲		۹۳		۹۴		۹۵		۹۶		۹۷		۹۸		۹۹		۱۰۰		۱۰۱		۱۰۲		۱۰۳		۱۰۴		۱۰۵		۱۰۶		۱۰۷		۱۰۸		۱۰۹		۱۱۰		۱۱۱		۱۱۲		۱۱۳		۱۱۴		۱۱۵		۱۱۶		۱۱۷		۱۱۸		۱۱۹		۱۲۰		۱۲۱		۱۲۲		۱۲۳		۱۲۴		۱۲۵		۱۲۶		۱۲۷		۱۲۸		۱۲۹		۱۳۰		۱۳۱		۱۳۲		۱۳۳		۱۳۴		۱۳۵		۱۳۶		۱۳۷		۱۳۸		۱۳۹		۱۴۰		۱۴۱		۱۴۲		۱۴۳		۱۴۴		۱۴۵		۱۴۶		۱۴۷		۱۴۸		۱۴۹		۱۵۰		۱۵۱		۱۵۲		۱۵۳		۱۵۴		۱۵۵		۱۵۶		۱۵۷		۱۵۸		۱۵۹		۱۶۰		۱۶۱		۱۶۲		۱۶۳		۱۶۴		۱۶۵		۱۶۶		۱۶۷		۱۶۸		۱۶۹		۱۷۰		۱۷۱		۱۷۲		۱۷۳		۱۷۴		۱۷۵		۱۷۶		۱۷۷		۱۷۸		۱۷۹		۱۸۰		۱۸۱		۱۸۲		۱۸۳		۱۸۴		۱۸۵		۱۸۶		۱۸۷		۱۸۸		۱۸۹		۱۹۰		۱۹۱		۱۹۲		۱۹۳		۱۹۴		۱۹۵		۱۹۶		۱۹۷		۱۹۸		۱۹۹		۲۰۰		۲۰۱		۲۰۲		۲۰۳		۲۰۴		۲۰۵		۲۰۶		۲۰۷		۲۰۸		۲۰۹		۲۱۰		۲۱۱		۲۱۲		۲۱۳		۲۱۴		۲۱۵		۲۱۶		۲۱۷		۲۱۸		۲۱۹		۲۲۰		۲۲۱		۲۲۲		۲۲۳		۲۲۴		۲۲۵		۲۲۶		۲۲۷		۲۲۸		۲۲۹		۲۳۰		۲۳۱		۲۳۲		۲۳۳		۲۳۴		۲۳۵		۲۳۶		۲۳۷		۲۳۸		۲۳۹		۲۴۰		۲۴۱		۲۴۲		۲۴۳		۲۴۴		۲۴۵		۲۴۶		۲۴۷		۲۴۸		۲۴۹		۲۵۰		۲۵۱		۲۵۲		۲۵۳		۲۵۴		۲۵۵		۲۵۶		۲۵۷		۲۵۸		۲۵۹		۲۶۰		۲۶۱		۲۶۲		۲۶۳		۲۶۴		۲۶۵		۲۶۶		۲۶۷		۲۶۸		۲۶۹		۲۷۰		۲۷۱		۲۷۲		۲۷۳		۲۷۴		۲۷۵		۲۷۶		۲۷۷		۲۷۸		۲۷۹		۲۸۰		۲۸۱		۲۸۲		۲۸۳		۲۸۴		۲۸۵		۲۸۶		۲۸۷		۲۸۸		۲۸۹		۲۹۰		۲۹۱		۲۹۲		۲۹۳		۲۹۴		۲۹۵		۲۹۶		۲۹۷		۲۹۸		۲۹۹		۳۰۰		۳۰۱			
------	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	--	--

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْجَمْعُ الْأَوَّلُ كِتَابُ الطَّهَارَةِ

فصل وضو کے بیان میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز کے پس دھو لو اپنے ہاتھ کو اور ہاتھوں کو کہ منیوں تک اور سر کو اپنے سر کا اور دھو پاؤں کو ٹخنوں تک فرض وضو میں چار چیزیں ہیں پہلے دھونا مونہہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی اوسے دوسرے کان کی اوتک اور سر کے نزدیک اگر د میان کان اور خستار کے ترکے اور پانی نہ بہاے کافی ہو جیسا کہ گناہوں پر وضو کرنے والا اگر ترکے سب اخصاً وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہو مگر عدل نے معنی اسکے یوں بیان کیے ہیں کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہوں اگر چہ پی در پی نہ بہیں دوسرے دھونا دونوں ہاتھوں کا کہ منیوں سمیت تیسرے دھونا دونوں بیرون کا ٹخنوں سمیت اور امام نے فرمے کہ منیوں اور ٹخنوں دھونا فرض نہیں اور حنفی روایت میں شام کی امام محمد سے وہ فرمے کہ جو چہ قدم میں نہ نزدیک گرو تھے جوتی کے لیکر صحیح یہ کہ وہ ہڈی اونچی ہو جس پر ہڈی کی ہڈی ختم ہوئی ہو چھتے مسح کرنا جو ختانی سر کا ف کیونکہ روایت کیا مسلم اور طبرانی ابو داؤد اور نسائی ہے متغیر بیسے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے توسع کیا اور پیشانی اپنی کے اور اوپر علمے اور روزوں کے اور پیشانی کے سے جو ختانی مس کے برابر ہوتی ہو اور روایت کیا ابو داؤد اور مسلم نے توسع کیا کہ دیکھائیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور اٹھ کر سر چاہے تھا پس ہاتھ لے کر اپنے علمے کے اوسر کیا مقدم سر کو اور قدم سر کے سے جو ختانی سر کو کہتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی ہے تھی کے علمے سے اور شافعی نے اور اٹھ کے سے جو ختانی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان سے مروی ہے روایت کیا اسکو سعد بن منصور نے اور ابن عمر سے صحیح ہے کہ اگر کتا کیا او وضو نہ کرے مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن المنذر نے اور کسی صحابی سے اسکا مسح

وضو میں چار چیزیں ہیں پہلے دھونا مونہہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی اوسے دوسرے کان کی اوتک اور سر کے نزدیک اگر د میان کان اور خستار کے ترکے اور پانی نہ بہاے کافی ہو جیسا کہ گناہوں پر وضو کرنے والا اگر ترکے سب اخصاً وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہو مگر عدل نے معنی اسکے یوں بیان کیے ہیں کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہوں اگر چہ پی در پی نہ بہیں دوسرے دھونا دونوں ہاتھوں کا کہ منیوں سمیت تیسرے دھونا دونوں بیرون کا ٹخنوں سمیت اور امام نے فرمے کہ منیوں اور ٹخنوں دھونا فرض نہیں اور حنفی روایت میں شام کی امام محمد سے وہ فرمے کہ جو چہ قدم میں نہ نزدیک گرو تھے جوتی کے لیکر صحیح یہ کہ وہ ہڈی اونچی ہو جس پر ہڈی کی ہڈی ختم ہوئی ہو چھتے مسح کرنا جو ختانی سر کا ف کیونکہ روایت کیا مسلم اور طبرانی ابو داؤد اور نسائی ہے متغیر بیسے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے توسع کیا اور پیشانی اپنی کے اور اوپر علمے اور روزوں کے اور پیشانی کے سے جو ختانی مس کے برابر ہوتی ہو اور روایت کیا ابو داؤد اور مسلم نے توسع کیا کہ دیکھائیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور اٹھ کر سر چاہے تھا پس ہاتھ لے کر اپنے علمے کے اوسر کیا مقدم سر کو اور قدم سر کے سے جو ختانی سر کو کہتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی ہے تھی کے علمے سے اور شافعی نے اور اٹھ کے سے جو ختانی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان سے مروی ہے روایت کیا اسکو سعد بن منصور نے اور ابن عمر سے صحیح ہے کہ اگر کتا کیا او وضو نہ کرے مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن المنذر نے اور کسی صحابی سے اسکا مسح

کہ ایسا ہی وضو جسے زیادہ کیا اور پر سکے بڑا کیا اور جو راول کلم کیا اور روایت کیا ابو نعیم بن عمار نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا بار بار یا تین بار میں اگر کر گیا اس سے یا زیادہ کیا تین بار دھو کر سو اس سے خطا کی اور سنا سکی بیچ ایسا ہی ہو یا جب کہ تین میں اور کلمے سو بہت سی حدیثیں ہر خصوص کے تین بار دھو کر تین میں اور پڑھ کر تین میں جو اس مقام پر لکھی ہو تو وہ بانی نہیں مگر کلمہ اور سکا دار قطنی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے اور دونوں سندیں ضعیف ہیں **ص** دشوین جیسے سر کا مسح کرنا ایک بار اور امام شافعی کے نزدیک تین بار سارے سر کا مسح سنت ہے اور جامع ترمذی میں حضرت علی سے روایت ہے کہ اٹھو اپنے وضو کیا اور مسح کرنا کیا اور کہ لکھا ہے تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا **ف** اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی کہا ابن العمامہ نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار کرتے تھے اور سحر الساعات میں ہے کہ حضرت سج کی تکرار بھی نہیں کرتے تھے اور ایک حدیث میں تکرار مسح کی آئی ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اور پڑھ میں جو لکھا ہے کہ حضرت عائشہ نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا سر کا ایک بار اور کہا کہ یہ وضو حضرت عائشہ سے حدیث بخاری نے کہا کہ میں نے نہیں بانی اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ بانی نے اس کو روایت کیا ہے اور مجاہد طبرانی میں اس حدیث کا کہیں انہیں ایسا لکھا ہے لیکن نے اور یہ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث صحیح و معتبرین طبرانی کے موجود ہے مسند ابی یوسف وغیرہ **ص** لکھا ہے جو درود و نوافل کا مسح کرنا مسح کے بانی سے **ف** یعنی جو تری یا تھوٹا ہوں مسح سے باقی ہو اسی سے دونوں کا نون کا مسح کر اور نیا بانی زلیو سے کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ اور دار قطنی نے ساتھ صحیح کے حضرت عبد اللہ بن زید اور ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا کہ دونوں کا مسح کرنا میں نے بھی سہریں اعلیٰ میں اور جب میں داخل ہوں تو سہریں میں جس بانی سے مسح کیا ہو اسی بانی سے کا نون کا بھی مسح کرے اور عوطا میں اور میں ہضائی میں روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کرنا ہی بندہ مومن باہر سے پہنچے وقت کلمی کرنے کے گناہوں سے مومن سے اور ناک میں بانی ڈالنے سے ناک سے اور ہونہ دھونے سے مومن سے یہاں تک کہ بلکون کے نیچے سے بھی اور ہاتھ دھونے سے ہاتھ کے یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی اور مسح سے یہاں تک کہ کا نون سے بھی اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ کان بھی سر میں داخل ہے اور یہ حدیث حمایت صحیح ہے اور یہی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں بھی شہرہ بیاض کوئی نہ ہو اور ضعیف کیا ہے اور مسکو بعض لوگوں نے اور ثقہ کہا ہے اور مسکو اکثر لوگوں نے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک کا نون کے مسح کو سب سے نیا بانی لیو سے بار حرمین نیت کرنا وضو کی شروع کرنے کے وقت **ف** یعنی نیت کرنا سات کلمی کہ میں وضو کرتا ہوں واسطے رفع حدیث کے اور پڑھنے نماز کے یا چھوڑنے مصحف کے وغیرہ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ افعال بالتیستیع یعنی ہوا اسکے نہیں کہ ثواب ملوں گا ساتھ نیت کے ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عمر سے **ص** پڑھو میں نے تیر کرنا وضو کا اصل ہے کہ پہلے ہونہ دھو کر ہاتھ کو اسی طرح اخیر تک **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے ایسا ہی کیا ہے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک نیت اور ترتیب دونوں فرض میں جو دھو میں پڑھ دھو نا اعتنا وضو کا ایک خشک وضو جو دھو نام ملک کے نزدیک یہ فرض ہے اور ان سب سے سنت ہے پڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہے اور

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

وضو میں دو چیزیں ہیں پہلے شروع کرنا دھوئے میں چھانکے داہنی طرف سے اور اسکا نام تیاہن ہے **ف** مشابہ پہلے داہنا ہاتھ دھو کر پھر بائیں ہاتھ اس طرح کہ چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندر دست رکھتا ہے تیاہن کو ہر شے میں تیاہن کہ جو میں اور جو تا پہننے میں اور لنگے کرنے میں اور سب کاموں میں روایت کیا اسکو بخاری اور سلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان کہ فرمایا حضرت نجیب وضو کرو تم سو شروع کرو ساتھ داہنی طرف کے انوشح القدر میں ہر کہ سینتوں میں داخل ہے **ص** دوسرے گردن کلک کرنا کیونکہ حضرت نے مسح کیا گردن پر **ف** بیت دو لون ہاتھوں کی اوٹھیں سے لگاؤنی فتح القدر میں کہ روایت کی ترمذی نے والی شے حجر کہ حضرت نے مسح کیا کہ ایک کالون کا تین بار پھلہا گردن کا تین بار اور یہ حدیث چند طریقوں سے مروی ہے جو حسن میں اس مسح گردن کا مستحب ہے ہر گاہ

فصل بیان میں اونیہوں کے جو وضو کو باطل کرتی ہیں

جو چیز وضو کو توڑتی ہے اسکو ناقض وضو کہتے ہیں اور ناقض وضو کی بارہ چیزیں ہیں **ص** پہلے کلنا کسی چیز کا گے سے یا چھ سے برابر ہر کہ وہ چیز معتاد ہو **ف** یعنی ہاؤس کے کلنے کی عادت جیسے کہ پیچھے سے بانی یا کیراٹھکے **ص** یا غیر معنی **ف** یعنی ہاؤس کے کلنے کی عادت نہ **ص** جیسے کیراٹھ یا رچ قبل سے یا ذکر سے نکلے اور اس میں اختلاف مشائخ کا ہے **ف** درختار میں آہیکو اختیار کیا ہے کہ سب تو تون میں ٹوٹ جاویگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَجَاءَ أَحَدَهُمُ مِّنْهُمْ مُّسْتَسْقِئًا** **فَالْخَاطِئُ** یعنی ٹوٹ جاتا ہے وضو جب کہ آیا ہو تم میں سے کوئی بیخانے سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کا وضو **وَالْأَمِينُ** صحت اور کچھ یعنی نہیں ہے وضو اگر آواز سے یا بوسے بانی کی روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کما ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے بانی ہر شے سے اور آیت دلائل کرتی ہے کہ جو معتاد ہی اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے نہ غیر معتاد سے اور امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ غیر معتاد سے نہیں ٹوٹا لیکن ہمارے امام اور اکثر لوگوں کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ روایت کی بخاری سلم ابو داؤد وغیرہم نے عائشہ سے صحیح استحا ضے کے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا فاطمہ بی بی حبیش کو کہ دھوپانے سے خون اور وضو کرو واسطے ہر نماز کے اور جو روایت کی دقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے وضو اوس سے چھ نکلے اور نہیں ہے اوس سے سجود داخل ہو جاوے سو یہ حدیث ضعیف ہے اور اسناد میں اوسکی دو شخص ضعیف ہیں اور ہلے میں جو حدیث لکھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کہ حدیث کیا چیز ہو فرمایا جو نکلے آگے چھپے سے یہ بھی ضعیف ہے اور اوس کے مخرج کا نام نہیں معلوم ہوا **ص** دوسرے کلنا کسی چیز کا اگر نجس ہو سو ان دورا ہوں سے مانند خون اور پیر کے جب نہ آوے اوس جگہ تک جسکا دھونا وضو یا غسل میں واجب ہے **ف** کیونکہ روایت کیا بخاری اور سلم نے عائشہ سے کہ امامک آئین فاطمہ بی بی حبیش کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کما کہ میں استحا ضے ہوتی ہوں اور نہیں پاک ہوتی ہوں **ص** کیا چھوڑ دوں میں نماز کو فرمایا حضرت نے نہیں اور یہ ایک کہ ہے اور حیض نہیں پس جب کہ حیض آئے تو چھوڑنے سے نماز کو اور جب بن حیض کے ختم ہوں پس دھو تو اپنے سے خون کو اور نماز پڑھ اور وضو کرو واسطے ہر نماز کے جب کہ آئے وقت تو حضرت نے دیکھو جو نکلے سے وضو کا حکم کیا لیکن اس جگہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تو حضرت سے ہوا واسطے حکم فرمایا تھا کہ وہ قبل سے نکلتا تھا او ماسوا ان دورا ہوں سے جو نکلے اوسکی تباہ میں یہ حدیث نہیں توجواب و سکایہ ہر کہ اول توقیاس کیا یعنی اور جب کہ خون کو اس

تھیں ہر شے میں تیاہن
دوسرے گردن کلک کرنا
کیونکہ حضرت نے
والی شے حجر کہ
حضرت نے مسح
کیا کہ ایک کالون
کا تین بار پھلہا
گردن کا تین بار
اور یہ حدیث
چند طریقوں سے
مروی ہے جو حسن
میں اس مسح
گردن کا مستحب
ہے ہر گاہ

اور اس میں اختلاف
مشائخ کا ہے
بانی ہر شے سے
اور آیت دلائل
کرتی ہے کہ جو
معتاد ہی اوس سے
وضو ٹوٹ جاتا
ہے نہ غیر معتاد
سے اور امام مالک
کا مذہب یہی ہے
کہ غیر معتاد سے
نہیں ٹوٹا لیکن
ہمارے امام اور
اکثر لوگوں کے
دیکھو جو نکلے
سے وضو کا حکم
کیا لیکن اس
جگہ کوئی کہہ
سکتا ہے کہ یہ
تو حضرت سے
ہوا واسطے حکم
فرمایا تھا کہ
وہ قبل سے
نکلتا تھا او

خون پر اور اگر نانو تو دلیل لاتے ہیں ہم ساتھ اس کے جو روایت کیا امام مالک نے موطا میں ساتھ سند صحیح کے عبد اللہ بن عمر سے کہ اونکی لکیر پھوٹی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اوس نماز پر جو پھر بھی تھی اور ایسا ہی عبادت ہی علی ابی بکر اور سلمان اور ابن عباس سے اور ایسا ہی روایت کیا مالک نے سعید بن مسیب سے اور صدیقین جتنی اس باب میں آئی ہیں ضعیف ہیں اور وہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وضو پر خون بہنے والے سے یہ سو روایت کیا ہے کہ وہ قطعی اور ابن عدی نے اور دونوں کی سندیں ضعیف ہیں اور دوسری حدیث جو ہدیہ میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص نے کسے یا کسی کو دیکھو کہ نماز میں اونکی پس چاہے کچھ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جب تک کہ بات نہ کرے اوسکو ابن ماجہ نے عایشہ سے روایت کیا ہے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور دارقطنی نے روایت کیا اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو اور عبد الرزاق نے مصنف میں مانعہ روایت کیا حضرت علی سے اور وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اوسکی حارث ہے کہ شامی نے کہ وہ کذاب ہے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک جو ان دورا ہونے کے سوا اور جگہ سے نکلے اوس سے وضو نہیں ٹوٹتا **ف** اور یہی مذہب امام مالک کا ہے اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر تھوڑا ہو تو نہیں ٹوٹتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاوے گا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہیں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وضو نہ کیا اور یہی حدیث ہدیہ میں لکھی ہے جو آج بھی کہ اس حدیث کا پتا نہیں کہ کس کتاب میں ہے اور کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور وضو نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے انس سے روایت کیا ہے اور اوسکی اسناد میں صالح بن مسافع کا ضعیف ہے کہ دارقطنی نے کوفی نہیں اور کہا ائمہ حدیث نے کہ ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہے ایک قطرے کا وضو خون میں وضو مگر یہ کہ ہو بہتا ہوا تھا اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابی ہریرہ سے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اوسکی موجودہ فضیل بن عیاض کا کہنا احوال بھی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہے اور یہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے القاسم حدث یعنی فری حدیث ہے تو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے دو طریقوں سے اور دونوں طریقے ضعیف ہیں تو اب جانا چاہیے کہ اس باب میں حدیث عبد اللہ بن عمر کے جواب پر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہے اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لاتے ہیں کہ روایت ہے سعید بن مسیب سے جو بڑے تابعین میں سے ہیں کہ لکیر پھوٹی تھی اونکی یہاں تک کہ رنگین ہو جاتی تھیں اونکیاں اونکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور جواب اوسکا یہ ہے کہ اسکو روایت کیا مالک نے موطا میں اور امام مالک نے ایک روایت میں اسے موطا سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے اور جب دونوں متعارض ہوئیں تو احتیاطاً جسدین ہو اوس پر عمل کرنا چاہیے اور احتیاطاً ایمین ہے کہ وضو کرے **ص** تو اگر نہ ہو بلکہ اپنے مقام پر جم جائے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور امام زفر کے نزدیک جو لوگ کاف ہیں نزدیک اوس سے وضو نہیں ٹوٹے گا کہ خون نکلنے میں یہ بھی شرط ہے کہ بہتا ہوا ہو اور جس سے جو اور خون نہیں **ص** اولگ زخم کو دبایا اور اس سے خون نکلا اور تباؤ نہ کر گیا اولگ نہ پھوڑا تو تباؤ نہ کرتا وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر کسی چیز کو دانستے کاٹا اور اثر خون کا دیکھا یا خلال کیا اور لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناک میں اونگی کی اور اونگی پر خون دیکھا یا ناک جھاڑی اور او میں خون جابھو مثل غلے کے مسور کے نکلا ان سب صورتوں میں وضو نہ ٹوٹے گا **ف** اس واسطے کہ بہتا ہوا نہیں ہے اور نہیں ہے خون

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

نہی

گزرے اور دوسرے کو اکا کہتے ہیں اور تیسرے کو اسٹنڈ **ف** کیونکہ روایت کیا عبد اللہ بن محمد ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوا سپر جو سو یا سجد میں وضو یہاں تک کہ مضطرب لیٹے کیونکہ جب لیٹا ہی مضطرب ہو جائے میں جوڑا مسکا اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور او سمن ہر کہ نہیں وضو ہوا کیو جو سوجا و بیٹھا ہوا اور روایت کیا اسکو یہی تھی نے اور او سمن ہر کہ نہیں واجب ہر وضو او سپر جو سوجا و بیٹھے یا کھڑے یا سجد میں اور امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی سو جائے تو ٹوٹ جاوے گا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجد یا رکوع میں سو جاوے تو بھی ٹوٹ جاوے گا اور امام احمد کے نزدیک جس حدیث پر سو جائے دیر تک وضو ٹوٹ جاوے گا اور یہاں دلیلیل یہ حدیث ہے اور بعض شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد میں اسکی زید بن میمانی خالد دالانی کا ہیں ابن حبان نے کہا کہ بہت خطا کرتا ہے اور یہ طرح اور لوگوں نے جوابا و سکا یہ ہر کہ صحیح جو ذہبی نے کہا ہے کہ حدیث اسکی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ نہیں حرج ہر ساتھ حدیث اسکی ہے اور نہیں کلام کیا اس حدیث میں ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہر وضو اس شخص پر جو سوجا و کھڑا یا بیٹھا یہاں تک کہ سوو پہلو پر اور روایت ہر ضعیف ہے کہ میں سجد میں بیٹھا ہوا سو رہا تھا کہ کیا ایک شخص نے مجھ سے کہ پڑا تو میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پس کہا میں نے یا رسول اللہ آیا وضو واجب ہو اس پر فرمایا نہیں یہاں تک کہ رکھے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی بھی بیٹھا کہ کثیر کا سقا ضعیف ہے اور اگر پہلو پر لیٹا یا کھڑا لگا کے سب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاوے گا کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو مٹتا ہی بیٹھا نے اور پیشا ہوا سو نے سے روایت کیا اسکو ابن خزیر نے اور صحیح کیا اسکو اور ترمذی نے صفوان بنیہ عثمان سے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت انس سے کہا انھوں نے کہ تھے اہمما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے پھر کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا **ص** اور ان میں طبع کے سوا اگر سوو وضو نہیں جاتا مثلاً کھڑے یا بیٹھے یا رکع یا ساجد **ف** کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے ہوتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہر وضو او سپر جو سوجا و کھڑا یا بیٹھا یہاں تک کہ سوو پہلو پر روایت کیا اسکو ابن عدی جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کیا ہزار نے بسند صحیح کے کہ تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس رکھتے تھے پہلو اپنے زمین پر سو بعض انہیں سو جاتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب **س** کا یہ ہر کہ مراد اس سونے سے اونگہ ہے اور نہیں تو مخالفت ہوگی ہاں حدیثوں کی جو اوپر گذرے اور مسکات لہذا ابس کے مطابق نہیں اس روایت کے طور اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے کہ میں سو یا نزدیک خلاہ ابی ہیموز نے کہ پس کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر حدیث تک یہاں تک کہ پھر سونے اور لیٹے اور پھر اٹھے بلال بن سو خبری انکو نماز کی تو کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایسا کہ سونے تب بھی وضو نہیں جاتا جواب یہ ہر کہ حضرت کی خصوصیات میں سے تھا چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے **ت** نام عینا ی و لا یتا کہ قلبی یعنی سوتی ہیں میں پڑھتی ہوں انھیں اور نہیں سوتا دل میرا تو یہ او کیجئے واسطے نہیں ہو سکتا غرض کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہے

یہ حدیث ابی حنیفہ کے لئے

یہ حدیث ابی حنیفہ کے لئے

ص اشھور میں حیوشتی ٹوٹن جنوں اور حیوشتی میٹھی بھی داخل ہے کہ چلنے میں پیراوسکا لغزش کرے **ف** ان چیزوں کے واسطے وضو جاتا رہتا ہے کہ جب سنبھلے وضو جاتا رہا غفلت کے سبب تو اس میں بھی سنبھلے سے زیادہ غفلت ہوتی ہے **ص** گیارہویں فقہہ نماز پڑھنے والے بالغ کا اوس نماز میں جس میں کوع اور بخود ہو **ف** کیونکہ روایت کیا دارقطنی نے بیچ فقہ اندھ کے کہ فرمایا حضرت نے جسے تم میں سے فقہہ کیا تو چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا یہ حدیث بعد از عجمی جو صحابی ہیں ان سے مروی ہے اور ان کے راویوں میں امام ابو حنیفہ بھی ہیں ابن ابی جوزی نے وہم کیا جو کہا انھوں نے کہ وہم کیا او حسین ابو حنیفہ نے اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے مسجد بن ابی معبد خراسی سے کہ حضرت علی الدعلیہ وسلم ایک ن نماز میں تھے یا کیا ایک اندھا آیا اور کہا تم نماز کا پس گرا کر ٹوٹن میں اور ہنسی آئی قوم کو یعنی اون لوگوں کو کہ حضرت علی الدعلیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے پس فقہ کیا انھوں نے تو جبوقت فارغ ہوئے آپنا ز سے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے فقہہ کیا ہو اسے تو وہ اعادہ کرے وضو کا اور نماز کا اس کا بعد پچھن لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ مسجد تابعی ہیں صحابی جواب ہے کہ مسجد جو تابعی ہیں حال میں ابھر کے رہنے والے یعنی اور یہ مسجد خراسانی اور یہ صحابی ہیں اور ایسا ہی صحیح ہے اور اگر مرسل ہو ابی الدعلیہ پر جو بڑے تابعی ہیں تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ مرسل بہار نزدیک حدیث ہے جیسا کہ اکثر محدثین نے کہ حدیث مرسل صحیح ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت نے جو کوئی نماز میں پس چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا اگر کوئی کہے کہ اسناد میں اسکی بقید بیٹا ولید کا ضعیف ہے تو جواب دے سکا ہے کہ بقید کی روایت اگر مشہور شخصوں سے حال شاکہ کر کے ہو تو مقبول ہے اور مسلم نے اس سے روایت کیا ہے متابعتہ تواب حدیث میں کی سطح کا ظاہر امام شافعی کہتے ہیں کہ روایت یہ صحیح ہے کہ فرمایا حضرت نے ہنسی توڑنی یا نماز کو اور نہیں توڑنی وضو کو تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقہ سے وضو نہیں پڑتا جواب یہ ہے کہ اسکی اسناد میں عبدالرحمن بن اسحق کا جبکہ کینت ابو شیبہ ہی ضعیف ہے ایسا ہی اسکی بھی نے اور کہا کہ حدیث اسکی منکر ہے اور وہ کچھ نہیں **ص** اور اگر ذکر کا فقہہ کرے تو وضو اسکا نہیں پڑتا اور اگر نماز پڑھتا ہے میں کوئی بالغ یا ذکر کا فقہہ کرے وضو نہیں پڑتا اس طرح فقہہ تلاوت میں جو ایسی نماز ہے کہ اوس میں کوع اور بخود نہیں پڑتے وضو نہیں پڑتا بلکہ نماز ٹوٹ جاوے گی اور فقہہ نماز کو جب پڑتا ہے کہ جب شخص گناہ ہو تو اگر نماز میں جو ہے تو فقہہ کیا تو نہیں پڑے گا اور امام شافعی نے نزدیک وضو فقہہ سے کہ کسی نے نہیں پڑا ہو یا سوتا ہنسی کی تم نہیں ہیں بلکہ فقہہ اس طرح نہیں پڑے گا و سکا اور اس کے پاس لوگ سنائی دیکو اور نماز اور وضو دونوں ٹوٹا ہے ذکر کرنا اس طرح نہیں پڑے گا و سکا و سکا سنائی دیکو اور اس کے پاس لوگ سنائی دیکو اس سے نماز ٹوٹی ہے وضو نہیں پڑتا تیسرے تبسم اس طرح پڑھنے کہ نہ ہو سکا اور نہ اس کے پاس والوں کو سنائی دیکو اس سے نہ وضو پڑتا ہے اور نہ نماز باطمینان مباشرت فاحشہ اور وہ یہ ہے کہ بعد وضو دونوں ننگے ہوں اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے چھو جاوے اور آلت مرد کی کھڑی ہووے اور عورت کی فرج سے چھو جاوے **ف** امام احمد کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ وضو کر اونٹ کے گوشت سے روٹا کیونکہ سکا ہوا دود اور تر مذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے برائے ہے اور صحیح کیا اسکو محمد بن ابی اور روایت کیا مسلم نے مثل اسکے عاجز ہے اور احمد مانند اسکے اسکی بیٹے سے تصریح ہے تو جواب یہ ہے کہ روایت کیا بخاری سلم الوداد نے حضرت ابن عباس سے کہ حضرت علی الدعلیہ وسلم نے کھایا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو کیا یہ حدیث تو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ بکری کے گوشت کھانے سے وضو نہیں جاتا اور پہلے ابتدائے اسلام میں پھر پڑے فرمایا تھا تو وضو اوصلا کما شئت اللہ یعنی وضو کرنا اس سے

اشھور میں حیوشتی ٹوٹن جنوں اور حیوشتی میٹھی بھی داخل ہے کہ چلنے میں پیراوسکا لغزش کرے ان چیزوں کے واسطے وضو جاتا رہتا ہے کہ جب سنبھلے وضو جاتا رہا غفلت کے سبب تو اس میں بھی سنبھلے سے زیادہ غفلت ہوتی ہے گیارہویں فقہہ نماز پڑھنے والے بالغ کا اوس نماز میں جس میں کوع اور بخود ہو کیونکہ روایت کیا دارقطنی نے بیچ فقہ اندھ کے کہ فرمایا حضرت نے جسے تم میں سے فقہہ کیا تو چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا یہ حدیث بعد از عجمی جو صحابی ہیں ان سے مروی ہے اور ان کے راویوں میں امام ابو حنیفہ بھی ہیں ابن ابی جوزی نے وہم کیا جو کہا انھوں نے کہ وہم کیا او حسین ابو حنیفہ نے اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے مسجد بن ابی معبد خراسی سے کہ حضرت علی الدعلیہ وسلم ایک ن نماز میں تھے یا کیا ایک اندھا آیا اور کہا تم نماز کا پس گرا کر ٹوٹن میں اور ہنسی آئی قوم کو یعنی اون لوگوں کو کہ حضرت علی الدعلیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے پس فقہ کیا انھوں نے تو جبوقت فارغ ہوئے آپنا ز سے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے فقہہ کیا ہو اسے تو وہ اعادہ کرے وضو کا اور نماز کا اس کا بعد پچھن لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ مسجد تابعی ہیں صحابی جواب ہے کہ مسجد جو تابعی ہیں حال میں ابھر کے رہنے والے یعنی اور یہ مسجد خراسانی اور یہ صحابی ہیں اور ایسا ہی صحیح ہے اور اگر مرسل ہو ابی الدعلیہ پر جو بڑے تابعی ہیں تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ مرسل بہار نزدیک حدیث ہے جیسا کہ اکثر محدثین نے کہ حدیث مرسل صحیح ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت نے جو کوئی نماز میں پس چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا اگر کوئی کہے کہ اسناد میں اسکی بقید بیٹا ولید کا ضعیف ہے تو جواب دے سکا ہے کہ بقید کی روایت اگر مشہور شخصوں سے حال شاکہ کر کے ہو تو مقبول ہے اور مسلم نے اس سے روایت کیا ہے متابعتہ تواب حدیث میں کی سطح کا ظاہر امام شافعی کہتے ہیں کہ روایت یہ صحیح ہے کہ فرمایا حضرت نے ہنسی توڑنی یا نماز کو اور نہیں توڑنی وضو کو تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقہ سے وضو نہیں پڑتا جواب یہ ہے کہ اسکی اسناد میں عبدالرحمن بن اسحق کا جبکہ کینت ابو شیبہ ہی ضعیف ہے ایسا ہی اسکی بھی نے اور کہا کہ حدیث اسکی منکر ہے اور وہ کچھ نہیں وضو نہیں پڑتا اس طرح فقہہ تلاوت میں جو ایسی نماز ہے کہ اوس میں کوع اور بخود نہیں پڑتے وضو نہیں پڑتا بلکہ نماز ٹوٹ جاوے گی اور فقہہ نماز کو جب پڑتا ہے کہ جب شخص گناہ ہو تو اگر نماز میں جو ہے تو فقہہ کیا تو نہیں پڑے گا اور امام شافعی نے نزدیک وضو فقہہ سے کہ کسی نے نہیں پڑا ہو یا سوتا ہنسی کی تم نہیں ہیں بلکہ فقہہ اس طرح نہیں پڑے گا و سکا اور اس کے پاس لوگ سنائی دیکو اور نماز اور وضو دونوں ٹوٹا ہے ذکر کرنا اس طرح نہیں پڑے گا و سکا و سکا سنائی دیکو اور اس کے پاس لوگ سنائی دیکو اس سے نماز ٹوٹی ہے وضو نہیں پڑتا تیسرے تبسم اس طرح پڑھنے کہ نہ ہو سکا اور نہ اس کے پاس والوں کو سنائی دیکو اس سے نہ وضو پڑتا ہے اور نہ نماز باطمینان مباشرت فاحشہ اور وہ یہ ہے کہ بعد وضو دونوں ننگے ہوں اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے چھو جاوے اور آلت مرد کی کھڑی ہووے اور عورت کی فرج سے چھو جاوے امام احمد کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ وضو کر اونٹ کے گوشت سے روٹا کیونکہ سکا ہوا دود اور تر مذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے برائے ہے اور صحیح کیا اسکو محمد بن ابی اور روایت کیا مسلم نے مثل اسکے عاجز ہے اور احمد مانند اسکے اسکی بیٹے سے تصریح ہے تو جواب یہ ہے کہ روایت کیا بخاری سلم الوداد نے حضرت ابن عباس سے کہ حضرت علی الدعلیہ وسلم نے کھایا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو کیا یہ حدیث تو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ بکری کے گوشت کھانے سے وضو نہیں جاتا اور پہلے ابتدائے اسلام میں پھر پڑے فرمایا تھا تو وضو اوصلا کما شئت اللہ یعنی وضو کرنا اس سے

جسکو لگی اگ اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی بالاتفاق تو یہ بھی حکم اجداد اسلام میں تھا اور ابنین یا اور یہ جو بعض لوگوں کے کہنا ہے کہ روایت کی دافطنی اور بقی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوس سے ہو جو نکلے اور نہیں ہو اوس سے جو داخل ہو تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا ہے اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہیں ٹوٹا اگر کثیر ازخم سے نکلے تو وضو کو نہیں توڑتا اس واسطے کہ وہ پاک ہو اور جو اوپر نجاست ہو وہ تھوڑی ہو اور سیر اگر مرد کے ذکر سے کثیر نکلے وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر دیر سے نکلے تو ٹوٹ جائیگا اس واسطے کہ دیر سے نکلنا تھوڑے کا بھی ناقص ہے اور اگر قبل سے عورت کی نکلے تو اس میں اختلاف ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گر پڑے وضو نہ ٹوٹے گا اور وضو کو نہیں توڑتا یہی مومن عورت کا **ف** یعنی مثلاً بوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اس کا چھوا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جائیگا اگر ہتھیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو اس کے نزدیک بھی نہ ٹوٹے گا اور امام مالک کی نزدیک اور شافعی سے ایک روایت میں اور یث اور سہق کے نزدیک اگر چھونا مشہور ہے اور عورت کو بھی اوس وقت مشہور ہے تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر ایسا نہیں تو نہ ٹوٹے گا امام شافعی سمجھتے ہیں اس باب میں کہ عورت چھونا مشہور ہے وضو کو توڑتا ہی اوس کے کہ روایت کیا ابن ابی جوزی نے مساندین جلدی سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے لکھا ایک شخص آیا دیکھے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپ اوس شخص میں جو پونچا کسی عورت سے سب کچھ سوا جماع کے یعنی قبلہ اور حلقہ اور پیار سب کیا سوا جماع کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوس کے لیے کہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا ہو پھر نماز پڑھ سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دے کے لیے وضو کا حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل سہرہ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اوس کے کہ نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز پڑھنا تو واجب نہیں ہوتا اور بغرض تسلیم کے جواب یہ ہے کہ جائز ہو کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی مرتکب ہوا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے مذہب میں بھی وضو لازم آتا ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ روایت کی بخاری سلم نے عائشہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں حضرت کے سامنے چٹ لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے دبا دیتے تھے جسکو سو میں اپنے پیروں سے دھال دیتی اور ایک روایت میں ہے کہ گھروں میں اوس دن چراغ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے انھیں سے کہ میں نے ایک رات گم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو میں نے چھو لیا انکو ساتھ ہاتھ اپنے کے پس گیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت سجدہ میں تھے اور فرماتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں وضو تیری سے غصے تیرے سے آخر حدیث تک اور روایت کیا بخاری نے عائشہ سے کہ وہ بھی کہتی تھیں حضرت کے اور حضرت عتکان بن جہش اور عتکان بن جہش میں ظاہر ہے کہ حضرت نے وضو نہ تھے اور روایت ہے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میری گود میں اور میں ناقص تھی پس پوچھتے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہ کی گود میں اور عقل اس بات کو جائز نہیں کہی کہ حضرت نے وفات پے وضو کی ہو یہ حدیثیں کہ سب صحیح ہیں حجت ان لوگوں پر ہیں جو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو توڑتا ہے اور حدیثیں ایسی بہت ہیں لیکن لوگ کہتے ہیں کہ چھونے سے عورت کے اگر بشوہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ دلیل یہ بھی لاتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے میں داخل ہے تو اوس سے وضو کر روایت کیا اسکو دافطنی نے اور معاف ہے اس حدیث سے کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اوسکا لمس ہے جو بوسہ عورت اپنی کا یا چھونے کو

اپنے ماتھے سے تو اس پر وضو ہی اور روایت ہے ابن شہاب سے کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو ہی روایت کیا
ان دونوں کو مالک نے موطامین اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی حنیفہ سے کہ عہد امیر بن سعید نے کہا ہے کہ بوسہ
لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو ہی اور ابو عبیدہ نے عہد امیر بن سعید سے نہیں سنا اور روایت کیا ابو سکوانام مالک نے
موطامین بغیر اسلاف کے جواب سکا ہے کہ روایت ہے حضرت عائشہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں
اپنی کا پھر مکے طرف نماز کے اور وضو کیا روایت کیا ابو سکوانام نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ خارجی نے ضعیف کیا اسکو اور بھی بن سعید قطان کہہ کہ یہ کچھ نہیں
اور کہا کہ جیسے اسکی اسناد میں عروہ نہیں سنا جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سبب ثقہ ہیں اور سنن کی
گوایہ بیاضی پر گواہی ہے اور دوسرا جواب یہ ہے بصورت تسلیم کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب بنت جحش سے عائشہ سے
اگر کوئی کہے کہ زینب مجہولہ ہے اور تقریب میں لکھا ہے کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہے کہ جہل قرن ثانی یعنی تابعین میں مقبول
چھ اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اوزاعی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ہیں داقطنی کی روایت میں ابو
بکر بن محمد بن اور دوسرا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم بن
انھوں نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم بن جحش نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کہا ترمذی اور ابو داؤد کہ اس باب میں حضرت سے کچھ
صحیح نہیں ہوا جواب اسکا یہ ہے کہ ابراہیم تابعی ثقہ ہیں اگر بالفرض سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت
دوسرا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے علل میں کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم بن جحش نے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم بن جحش سے
انھوں نے اپنے باپ سے جواب یہ حدیث موصول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے نہیں لازم آتا کہ جہان میں کچھ نزدیک کوئی حدیث صحیح
نہیں ہوئی جائز ہے کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں نہ ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم بن جحش سے ابو حنیفہ و ثوری
نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو ملایا حفصہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف اس میں ہوا جواب اسکا یہ ہے کہ ثوری اور ابو حنیفہ
دونوں بڑے اماموں میں اور ممکن ہے کہ بات کہ ابراہیم بن جحش کو ایک حدیث حفصہ سے ہو پھر ثوری سے عائشہ سے ثوری نے عائشہ
کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حفصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی لفظوں میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت
بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کے ابو یوسف نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اسکا یہ ہے
کہ یہ امر بعد ثقہ ہونے اور یوں کچھ برائین اور جائز ہے کہ یہ دو حدیثیں جو ان روایت کیا دارقطنی نے عائشہ سے کہ پونجا او کو قول
ابن عمر کا کہ بچ بوسے کے وضو ہو سو کہا انھوں نے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں
کرتے تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کیا سعید بن بنانہ نے محمد بن عمرو بن عطاء انھوں نے
عائشہ سے انھوں نے حضرت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہ شافعی نے سعید کا حال میں بیان
پس اگر ثقہ ہو تو حجت ہے جو روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کو بیہقی نے خلافت میں نقل کیا
روایت کیا ہے ابو حنیفہ کیا اور انھوں نے جواب ہے کہ ضعیف حدیث بھی جب اس بارہ و جموں سے روایت کی جاوے تو وہ حسن ہو جاتی ہے
اور یہ جو بعض ضعیفین نے حجت پر لیا ہے کہ روایت ہے ابو یوسف سے کہ انھوں نے کہا میں نے رسول خدا وضو کر کے اسطی نماز کے

نہی
نہی

۷۱

ابن عباس سے

پھر بوسے اعلیٰ اپنے کلاہ کھیلے اور اس سے کیا ٹوٹ جاتا ہو وضو اس سے فرمایا نہیں تو یہ حجت ضعیف ہے کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اور اسناد میں اس کی رکن بیٹا عبد اللہ کا ترک کردی گئی یہ حدیث اس کی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے مسند ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا تو جب اتنی حدیثیں اس باب میں ضعیف اور صحیح آئیں تو یہ بات اس کے نزدیک جو ضعیف ہو ظاہر ہو گئی کہ حضرت وضو نہیں کرتے تھے بلکہ وضو سے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگرچہ عورت کا بشہوت بھی مہین وضو ہوتا البتہ حضرت کے ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ ان کو بہت حرمس تھی مسئلہ بیان کرنے میں اور سوال صلی اللہ علیہ وسلم مخالفت ان کے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسا کہ روایت کیا احکم نے عائشہ سے کہ نہیں ہوتا تھا کوئی دن لیکن حضرت ابو سعد بن ہرکاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوٹے تھے ہمارے اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عورت کے چھوٹے سے وضو نہیں جاتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے قول میں اس سے کیا مراد ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذ لا مستسمر النساء یعنی تم کرو اگر نہاؤ پانی جب کہ چھوٹے عورتوں کو جواب دے سکا یہ کہ اس سے مراد اس جگہ جماع ہے جیسا کہ امام عبد اللہ بن عباس نے اشد علم ص اور چھوٹا ذکر کا بھی وضو کو نہیں توڑتا کیونکہ روایت کیا انسائی اور ترمذی اور ابو داؤد نے طلق بن علی سے کہ حضرت پوچھے گئے اس شخص سے جو چھوٹے ذکر اپنا پھر وضو کرے سو فرمایا حضرت نے کیا ہے وہ مگر ٹکڑا تم میں سے ہے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح تہی حدیثوں کی اس باب میں اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد اسکا مستقیم ہے نہ مضطرب اور روایت کیا طحاوی ابن المدینی سے صحت اہل جیسا کہ آگے آگیا **ص** اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں سے ٹوٹ جاتا ہے **ف** دلیل اوکی یہ ہے کہ روایت ہے بوسہ بہت وضو سے فرمایا حضرت نے جو کہ چھوٹے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور انسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی ترمذی نے اور صحیح کیا اسکو احمد اور دارقطنی اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو استاد ہیں بخاری کے کہا انھوں نے کہ طلق کی حدیث اچھی ہے بیکار نزدیک تیسری حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی اور کہا عمر و بیٹے علی فلاس نے کہ حدیث طلق کی ہمارے نزدیک ثابت تہی حدیث بوسہ سے روایت کیا اسکو طحاوی اب ایک بات انصاف کی یہ ہے کہ نووی جو شافعی مذہب ہیں لکھتے ہیں کہ مطابقت حدیثوں میں جب کہ ممکن ہو سکے واجب ہے تو اس جگہ دونوں حدیثیں طریقیں کی صحیح ہوں مطابقت اس طور پر ہو سکتی ہے کہ حدیث بوسہ میں وضو کے معنی ہاتھ دھونا ہے تو یہ حکم معنی ہاتھ کا دھونا مستحب ہے اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت جب واجب ہے کہ دونوں حدیثیں جابنیں کی قوی ہوں اور اس حدیث طلق کی ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ حدیث طلق کے راوی جتنے ہیں سب نقد ہیں تو حقیقت علی بن المدینی اور عمر و فلاس اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن حزم اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح کریں تو پھر احتمال ضعیف کا کلامنا صرف ہم پر ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثیں ہیں جواب دے سکا یہ ہے کہ ماسوا ان دونوں حدیثوں کے دونوں ملوں حدیثیں ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی یہ ہیں حدیث بوسہ ابو یوسف سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص چھوٹے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد میں اس کی سختی بن عبد اللہ بن عمر کی ہے اور ایسا ہی فضیلان بیٹا کوثر کا روایت ہے امام حیدر سے کہ اس حدیث سے حضرت نے فرماتے تھے جو کہ چھوٹے فرج اپنی کو پس چاہیے کہ

مسند ابن عباس سے

منوکرے اور اسناد میں اسکی علامہ بیٹا حارث کا نسبت کیا گیا ہو طرف قدر کے اور مختلط ہو گیا تھا آخر میں ملا وہ اسکے
 ہمارے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہا اسے اس حدیث کو صحیح نہیں دیکھا اور کچھ بن ابی سفیان
 سے نہیں سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا یہی نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہے اور وہ ابن
 نے جابر سے روایت کیا وہ بھی ضعیف ہے اسناد میں اسکی تصدیق عبد الرحمن کا موصول ہے اور ایک روایت میں عبد الرحمن
 مدنی کا ضعیف ہے اور روایت کیا احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے من شئت فقل توطأ
 یعنی جو شخص کہ چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کیا احمد اور دارقطنی اور اسحاق بن راہوی نے سند اپنی علیہ
 بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوئے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور یہاں تک کہ
 کی حدیث میں ہیں ابی امامہ کی روایت کہ پوچھے گئے حضرت چھوئے ذکر کے فرمایا کہ وہ مگر مایہ تجھے یعنی اس کے چھوئے سے
 وضو نہیں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث ضعیف ہے اسناد میں اسکی ہفتر بیٹا زبیر کا ترک کر دی گئی ہے حدیث ابی
 اور ایسا ہی روایت ہے محمد بن مالک اور عائشہ وغیرہا سے روایت کی ابو یعلیٰ موصلی نے عائشہ سے کہ سنا میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں پرواہ رکھتا ہوں میں اسکو چھوؤں یا ناں اپنی کو اور اسناد میں اسکی چھتر
 بیٹا زبیر کا ترک کر دیا گئی ہے کہ روایت کیا حاکم نے قاسم سے انھوں نے عائشہ سے کہ جب چھوئے عورت فرج اپنی کو یا تھیلے
 سے سوا سب وضو ہو تو جوابا دسکایہ کہ فتویٰ راوی کا بخلاف روایت کے باطل ہے نزدیک محدثین کے لیکن سب حدیث میں
 ہیں تو نہ باقی رہی حدیث شافعی کی طرف مگر کثرت کی اور ہماری طرف مگر طلق کی اور یہ جو بعض علما شافعی نے لکھا
 کہ ابو ہریرہ نے روایت کی حضرت سے کہ جو چھوئے ذکر اپنا وضو کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے ابو ہریرہ
 سے چھ لائے تھے سلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہو گئی جوابا دسکایہ کہ طلق کے اسلام لانے سے قبل
 الی ہریرہ کے یہ بات لازم نہیں آتی کہ طلق پھر نہ لکے ہوں اور نہ اوکو صحبت رہی ہو علاوہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہے
 کیونکہ اسناد میں اسکی زید بن عبد الملک کا ہے اور وہ ضعیف ہے تو اب کچھ محبت نہیں اگر کوئی کہے کہ جب حدیث میں مختلف ہو بیرون
 ابی اقبال صحابہ سے تسک ضروری جواب یہ کہ یہ تو ہمارا مطلوبہ ہے روایت کیا صحابی سے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعود اور
 حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ہمارا اور ضعیف اور سعید بن مسیب اور عطاء اور کرمہ اور ابی ہریرہ
 رحمہ اللہ کا روایت کیا امام محمد نے موطا میں اور ابن ابی شیبہ نے علی اور ابن عباس اور ضعیف اور عمران بن حصین کے اون
 سب کے کہ ان میں نہیں پرواہ رکھتا ہوں کہ چھوؤں ذکر کو یا اپنی ناں کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے
 چھوئے ذکر سے بیچ نماز کے پس کہا کہ نہیں پرواہ مگر اگر تجھے اور روایت کیا محمد نے ابی الدرداء سے ماننا اسکے اور روایت کیا
 سعید بن مسعود نے انھیں ایسا ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہی حضرت علی سے کہ وہ پوچھے گئے اوس سے سو کہا کہ نہیں جرح کر
 ساتھ اسکے اور ابن مسعود بھی ایسا ہی روایت کیا اور اسی سے ملتا ہے روایت کیا اور اب کچھ ضعیف ہے کہ آیا ایک شخص طرف میں وضو کرے
 سو کہا کہ چھوئے ذکر اپنے کو نماز میں تو عبد اللہ بن مسعود کے کہ ذکر ترا نہیں ہو مگر مانع سار بدن سے کہے کہ اور روایت کیا محمد
 کا ایک شخص نے پوچھا عطاء سے کہ اگر کلامی یا محمد وضو کرے کہ چھوئے فرج اپنی کو بعد وضو کے سو ایک شخص نے قوم سے کہا کہ عبد اللہ

ابن مسعود

عبد اللہ بن مسعود

عبد اللہ بن مسعود

عبد اللہ بن مسعود

یعنی کسی شخص کے چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوئے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور یہاں تک کہ

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو خمس جانتا ہو تو کاغذ لے اور اسکو کھٹکھٹا دے کہ یہی قول ہے عبداللہ بن عباس کا اور امام شافعی
نہ ہسبک لونا بن عمر اور عمر بن الخطاب ابو یوسف اور زید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن عمر و بن العاص اور جابر اور عائشہ وغیرہ

باب غسل کے بیان میں

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں پہلے پانی موندہ میں ٹھکانا دو سکر تا کہ میں پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک دو نو
چیزیں غسل میں سنت ہیں **ف** دلیل پہلی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ** یعنی اگر تو تم
جب پسینہ آئے کہ پاکی کرو تو فقط سہانے کا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ کلی وغیرہ بھی فرض ہے اور اس واسطے کہ فرمایا حضرت نے
نیچے ہر مال کے جنابت ہے سو ترک کرو اور صاف کرو بدن کو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور یہ جو حدیث پہلے میں لکھی ہے کہ فرمایا
حضرت نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے وضو میں اور فرض ہے غسل میں تو یہ حدیث مینے نہیں پائی اور شیخ ابن العمام
نے فتح القدیر میں اس حدیث کو بیان نہیں کیا لیکن روایت کیا ابن عدی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ کلی اور ناک میں پانی
تین بار فرض ہے غسل میں اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہیں کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو سیرت
محمدا علی بن ابی ہریرہ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے وضو میں اور فرض ہے غسل میں نزدیک امام ابو حنیفہ سے کہ امام مالک
اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دو نون میں سنت ہیں اور امام احمد کے نزدیک دو نون وضو اور غسل میں واجب ہیں دلیل
امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہے کہ روایت کیا مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے وضو کیا بغیر مضغے اور استنشاق کے
اور کہا کہ مینے ایسا ہی کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول میں بروایت ابی داؤد ایک روایت میں ہے کہ اوسمین
تو کہ مضغے اور استنشاق کا نہیں ہے اور دلیل امام احمد کی یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد نے لقیط بن جبر سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو
کرے تو پس کلی کر اور روایت کیا دارقطنی نے ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضغے اور استنشاق کے **وَاللَّهُ أَعْلَمُ**
بِالْصَّوَابِ ابی الدیلمی **الرَّجْعُ وَالْمَاءُ** ص تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اس کے دانتوں میں کھانا رہا غسل درست ہو گا
ف کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پونچ جاتا ہے **ص** تیسرے پونچنا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہیں
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَاطْفِئُوا** یعنی پاکی کرو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ**
یعنی نیچے ہر مال کے جنابت ہے **رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ** اور ملنا کچھ دھونے میں داخل نہیں تو جب شارب نے حکم فرمایا دھونے کا تو ملنا
اوس سے لازم نہ ہو گا جیسے کہ ظاہر ہے مائل **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہے تو اگر اتنا خون میں باقی رہا غسل درست
نہو گا بلکہ اس کے نیچے کا دھونا واجب ہو گا اور اگر غسل ہی باستی بازنگ یا خا وغیرہ درست ہو جاوے گا اس واسطے کہ پانی اون
سما جاتا ہے اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اس کے غسل کیا جائے اگرچہ روغن پانی کو قبول نہیں کرتا اور اگر وہ جانتا ہے کہ بالی کے
چھید میں بغیر بالی ہلائے پانی نہ پونچے گا ہلاو اور اگر بالی سوراخ میں نہیں ہے اور وہ جانتا ہے کہ بے تکلف پانی سوراخ میں پونچے گا
تکلف کرے اور اگر جانتا ہے کہ بغیر تکلف کے نہیں پونچے گا تکلف کرے اور اگر بعد بالی نکلنے کے سوراخ بند ہو گیا ہے اور جانتا ہے
کہ اگر پانی گذرے گا داخل ہو گا اور اگر غافل ہو گا نہ گذرے گا پانی اور نہ داخل ہو گا پانی کو اوس سے گزرنے اور لکڑی وغیرہ کے داخل
کرنے سے تکلف کرے اور اگر اس کی اوچل میں تنگ لکڑی ہے واجب ہے کہ وضو اور غسل میں اسکو ہلاو تاکہ پانی وہاں پونچ جاوے

غسل میں تین چیزیں

بزرگ محمد علی

عقد گشتی
پرسہ نماز
کہ غصہ میں
کھانا پانی

اور جس کی کا خندہ نہوا ہو کو اسکو غسل میں قلعے کے اندر پانی پونہا نا بعضوں کے نزدیک واجب ہے اور بعضوں کے نزدیک نہیں
 باوجود اسکے کہ اگر پیشاب قلعے تک جاتے اور باہر نکلے وضو جانا رہتا ہی غسل میں سنت یا پنج چیز میں بہن پہلے دھونا و دھون
 ماتھ کا دوسرے دھونا فرج کا تیسرے اور کرنا جاست کا ہدین کے بعد فرج کے دھونے کے چوتھے وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہ میں
 پانی مستعمل جمع ہوتا ہو یا لون کے دھونے میں تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہ دھو کر تو اگر غسل کی جگہ کسی لوح یا پتھر پر پانی
 اور سے بہتا جاتا ہو تو وہیں پر دھو کر یا پتھر میں یا تمام بدن پر پانی روان کرنا **ف** کیونکہ روایت کی بخاری سلم نے فرمایا
 سے کہ رکھا سینے واسطے حضرت عک کے پانی ہو ڈھاپا سینے او کو ساتھ ایک کپڑے کے تو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونوں ہاتھوں پر سو دھوا
 او کو پھر ڈالا دونوں ہاتھوں پر پھر دھو دھوا او کو پھر ڈالا اپنے ہاتھ سے بائیں پر سو دھوئی فرج اپنی پھر مارا ماتھ اپنا زمین پر اور پھر
 او کو زمین پر پھر دھو دھوا او کو سولگی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور دھو دھو یا موند کو اور کو منیون تک ہاتھوں اپنی کو پھر ڈالا پانی سر پر اپنے
 اور سر کے بدن پر پتھر یا پتھر ایک کو زمین پر ہٹ گئے سو دھو پیر اپنے تو دیا سینے او کو ایک کپڑا پس نلایا او کو اور چلے اور دھو جاتے تھے
 دونوں ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور یہ لفظ بخاری کے ہیں اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اسکو اور روایت کی ابو داؤد
 اور بخاری سلم وغیرہم نے عایشہ سے اور یہ ان الفاظ ابو داؤد کے مذکور ہیں ساتھ سند صحیح کے کہ تھے حضرت جب غسل کرتے تھے جناب سے
 دھوتے تھے دونوں ہاتھ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو اپنے ہاتھ پر پھر دونوں ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی کو پھر دھوتے تھے
 جیسا کہ وضو ہی واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ اپنا برتن میں پھر نکلی کرتے تھے بالون اپنے کو یہاں تک کہ جب دیکھتے کہ
 پانی پہونچ گیا بدن کو اور صاف ہو گیا ڈالتے پانی سر پر زمین پر تو اگر کچھ پانی بچ رہتا ڈال لیتے تھے اسکو اپنے او پر **ص** عروق
 واجب نہیں کہ اپنی چوٹی کھولیں بلکہ بالون کی چڑ کو ترک کر لیں کیونکہ حضرت نے اسم کہ سے فرمایا کہ کافی ہو چکا جب پانی تیرے بالون کی جڑ
 پہونچ جاو اور اسی طرح ترک کرنا بھی سب بالون کا واجب نہیں اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ ترک کرے کیسو وہ کو اور پھر **ف**
 یہ حدیث ان لفظوں سے صحاح میں نہیں روایت کیا مسلم نے اسم کہ سے کہا انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ میں عورت ہوں کہ باندھتی ہیں
 چوٹی کیامیں کھولا کروں اسکو واسطے غسل جناب سے فرمایا حضرت نے نہیں کافی ہو چکا کہ ڈالے تو سر پر اپنے تیرے ہاتھیں لب پانی
 پھر ڈالے تو اپنے او پر پانی تو پاک ہو جاو گی تو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ بھی اور اس طرح روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو
 بن العاص حکم کرتے تھے عورتوں کو اس بات کا کہ جب غسل کریں کھولیں چوٹیاں اپنی سو حضرت عایشہ نے کہا تعجب ہے عبد اللہ
 بن عمرو حکم کرتے ہیں عورتوں کو چوٹی کھولنے کا کیا نہیں حکم کرتا تو انکو کہ سنڈا ڈالیں ہر اس نے تحقیق میں اور حضرت غسل کرتے تھے ایک
 برتن اور میں نے یاد کرتی تھی تین ہوں پر یہ روایت صحیح مسلم میں ہے اور ایسا ہی غسل حضرت سے ہو چکا کہ ایک روایت میں حکم کی یہ بھی
 کہ کیا میں کھولوں چوٹی کو واسطے حضرت نے فرمایا حضرت نے نہیں اور اسی طرح بہت سی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں **ص**
 اور یہ سب حدیثیں جب ہیں کہ بال عورت کھولنے ہوں اور لیکن جب کھلے ہوں تو کھول دے کہ اگر نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ کھول دے کہ اگر نہیں
 اور مرد اگر اپنی چوٹی کھولے تو کھولنا واجب ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر وہ نہیں لیکن ایسا نہیں کہ کھول دے کہ اگر نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ کھول دے کہ اگر نہیں

فصل ان میں ان چیزوں کے غسل لازم آتا ہے

اور لو کو وجہ غسل کہتے ہیں اور وہ چار چیزیں ہیں **ص** پہلے ٹھنڈا مٹی کا اپنی جگہ سے کو کر کے شہو سے تو اگر بغیر شہو کے

انزال ہوا غسل ہرگز نہ کرنا چاہئیں اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا آخرت میں علی علیہ السلام نے بانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بیعتی مہنی کے لکھنے سے روایت کیا اسکو مسلم نے ابی ہریرہؓ سے اور یہ حدیث سنو کہ کسی پر اور دلیل جاری ہو کہ اس حدیث سے مراد وہی بانی ہو جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام اللہ کے معنی اللہ کے نام ہیں اس بات پر اور بھی دلیل آئی ہے کہ روایت کیا ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی جیسے محدثین بھی نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی جیسے ابو حنیفہ نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی جیسے عکرمہ نے انھوں نے عبد اللہ بن علی سے انھوں نے اپنی ماں سے کہ پوچھا اوکل ان فی حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما سے مذی کو پس کہا کہ ہر زنی اگرچہ اور تحقیق کہ ایک ہی ہو اور ایک ہی لیکن مذی تو وہم کہ مرد بی عورت کے لیے سوا ظاہر ہو جاوے اس کے اوپر کچھ مہنی کچھ پانی تو وہم کہ ذکر اپنے کو اور خضیون کو پھر وضو کرے اور غسل کرے اور کیونکہ مذی تو وہم ہوتی ہو بعد پیشاب کے دھو کر ذکر اپنے کو وضو کرے اور غسل کرے اور کیونکہ مہنی تو وہم پانی بڑا ہی اور شہوت ہوتی ہو اور عورت میں قناتہ اور عکرمہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے واللہ اعلم **ص** اور امام ابی یوسفؓ کے نزدیک فقط عورت سے شہوت نکلے اگرچہ وقت جدا ہو شہوت نہ ہو تو اگر مہنی اپنی جگہ مہنی سے نہ نکلے ہوئی اور اس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر عضو کا تھا یا یہاں تک کہ شہوت جاتی رہی بعد اس کے مہنی بغیر شہوت کے نکلے امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسفؓ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر مہنی نکلے طرفین کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسفؓ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور ایسا ہی اگر خواب میں ہو کہ غسل واجب ہوگا اور مرد عورت سب برابر ہیں اور ایک روایت میں امام محمد سے منقول ہے کہ اگر عورت کو احتلام اور لذت وغیرہ ہوا اور تری نہ ہو تو غسل واجب ہے اور شمس المائتہ نے کہا کہ اس روایت پر عمل کیا ہوا ہوگا **ف** اگر کسی نے یہاں پہنچے یعنی جاگ کے فقط پانی دیکھا تو وہ سکایاں لگے آتا ہو اور اگر سوتے میں یہ باتیں سب سب سمجھیں تو اسکو احتلام کہتے ہیں تو اس صورت میں اگر تری دیکھے کہ غسل واجب ہو گا اگر تری نہ ہو تو عورت کیونکہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ امام مسلم رضی اللہ عنہما کا یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا کیا عورت پر ہو چکا دیکھے غسل فرمایا کہ بان جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث تک اگر روایت کی انس رضی اللہ عنہ کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کو دیکھے خواب میں جیسا کہ دیکھتا ہو مرد خواب میں ہو فرمایا آپ نے جب ہوا اس سے جو ہوتا ہو اس سے سوا سب کچھ غسل کے روایت کیا اسکو مسلم نے قوسنی شرح مسلم میں لکھا ہے کہ معنی اسکے یہاں کہ اس سے مہنی نکلے جیسا کہ مرد جب اس سے مہنی نکلے تو غسل کرنا اور جماع سلمائون کا اس بات پر ہو کہ جب احتلام ہوا اور تری نہ ہو تو غسل لازم آوے گا اور روایت کیا ابن ماجہ اور وہ بھی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جگہ ایک تم میں کا خواب میں ہو اور تری دیکھے اور احتلام ہو سکے یا نہ ہو غسل کرے اور جب باو کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو اوپر غسل لازم نہیں آوے گا اور علیؓ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب باو عورت سے خواب کے خوابا ہو تو غسل کرے روایت کیا اسکو مسویہ اور ایک روایت میں ہے و خولہ بنتی حکیم رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہو چکا تو غسل کرنا نہ ہو جیسا کہ نہیں ہو چکا تو غسل کرنا نہ ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور روایت کیا ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتوں میں سے

تیک کیا اور غسل نہیں کیا ترمذی نے کہا اس باب میں روایت ہوائی ہریرہ اور عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہ ایک حدیث
 عروسی اللہ عنہ کی حسن ہے اور روایت کیا ہے بخاری ابو سلمہ اور ترمذی اور مالک و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن کثیر و ابن کثیر
 خطیب رحمہ اللہ نے من جمیع کے کہ ناگاہ ایک شخص آیا مہاجرین اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ لکھ سو پکارا عروسی
 نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہے آئے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجھ کو مشغول کیا تھا آج کے
 روز اور میں گھر نہیں گیا تھا کہ ناگاہ آؤ ازاؤ ان کی سنی ہوئی رہا میں بن عبد بن آیا اور کچھ دیر کی بیٹہ کے واسطے دیکھو حضرت
 رضی اللہ عنہ کہا کہ فقط وضو ہی نہیں کیا اور حضرت نے حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ لوٹے اور نہ دیر
 اور عروسی اللہ عنہ نے لوٹنے کا حکم نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے تو ایک حدیث سنن ابو داؤد و ابن کثیر
 کہ کچھ لوگ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو پانی آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمیع کے واجب ہے کہتے ہو تو فرمایا کہ نہیں اور
 لیکن غسل زیادہ پاک کرنے والا ہے اور بتو اور اسکے لیے جو غسل کرے اور جو شخص نہ کرے تو کچھ وسیع واجب نہیں آخر حدیث
 اور کہتے ہیں کہ امر واجب ہے اور حدیث میں ضروری ہے واجب ہے علیہ السلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
 اخبرنا محمد بن امان بن صالح عن عیسیٰ بن عمار عن ابراہیم بن الحنفی قال سالت عن الغسل يوم الجمعة
 والغسل من النجاسة والغسل من العیدین قل انی افسلت فحسن وانی فزئت فلیس علیک
 بالحکم ثبت یعنی خبر دی ہے محمد بن ابان بن صالح نے ابو یونس سے سنا حدیث سے کہنا حدیث سے کہ ابو یونس
 ابراہیم بن محمد رحمہ اللہ غسل دن جمیع اور جماعت اور عیدین اور غنوں کہا کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہے اور اگر نہ کرے تو کچھ
 تیرے اور نہیں اور بھی روایت کیا جمیع مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
 علیہ السلام نے جس نے نہ وضو کیا سچا کیا وضو کو پھر آیا جسے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ بل خشا بایگا اسکے لیے جو کچھ درمیان
 ہو سکے اور درمیان جسے کے ہو اور زیادہ تین دن آخر حدیث تک اور وہ جو ابو داؤد ابن عباس سے روایت کیا ہے سند اسکی صحیح ہے
 میرزا نیکادہ روایت کیا ابو یونس ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر نہ نہا تھے دن جمیع کے اور ترک
 کرتے تھے اور سکو اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے واما اعلم اور کچھ بیان اسکا باب جمیع میں آؤ گیک اور اس جگہ
 ہرے ہی روایتیں ہیں کہ ذکر کرنا اور کمالی ہوا ہے نہیں صل و شکر و نون عید و کچھ واسطے یعنی عید الفطر اور عید اضحیٰ
 و سبائہ ہے کہ عیدین کے غسل میں کوئی حدیث نہیں ہے لیکن ضعف خالی نہیں ہیں پہلے تو یہ کہ روایت ہے فاکہ بن عبد رزق اللہ
 سے کہ صحابی ہونا و نا مشہور ہے کہا ابو یونس کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمیع اور دن عید فطر کے اور دن خوار و روز
 عرفہ کے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد و طبرانی نے اپنی مجموعہ میں اور سنن ابن ماجہ میں اور سنن بزار میں بھی روایت
 شیخ ابن التمام نے کہا کہ حدیث ضعیف ہے واما سہی ذکر کیا تو وہی اور روایت کیا ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنا کہ
 تھے حضرت غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحیٰ کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور یہی حدیث سے صحیح الجمع میں
 کہنا و ابن شہری کہنا ایک قوم کو کہ جو غسل سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہی تھے کچھ گریہ کہ تم غسل نہیں کرتے تو یہ صحیح
 روایت کیا اسکو ابن کثیر اور ابن کثیر نے اور کہا کہ صحیح ہے واما سہی اور یا دکننا محفوظ نہیں انتہی تو اس میں یکلام ہے کہ اگر

۴۱
میلان میں پانی کے
میلان میں پانی کے
میلان میں پانی کے

کی روایات کا بھی اعتبار نہیں جب تک یہ اصل سند معلوم نہ ہوں اور اگر حدیث ضعیفہ بھی ہو اگر کسی میں ان کتابوں میں اور
مجلد الدین فرزدادی لکھا ہو کہ اس باب میں وحدیثین آئین میں یعنی ایک حدیث ابن عباس کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی
محدود ہوں جسے اوپر نقل کیا ہے وہ دونوں ضعیف ہیں اور بعض محققین لکھا ہے کہ حدیث ابن عباس اور فاکہ کے تیسری حدیث ابن
میں نہیں باقی البتہ روایت ہی موطا میں ساتھ صحیح کے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلتے تھے غسل
کرتے تھے پہلے اسکے کہ بائیں لیکن یہ بات ہو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت کی تابعداری بہت کرتے تھے اور ذرا سی بات
بھی جو حضرت نے نہیں کی ہوتی تھی نہیں کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت کو غسل کرتے دیکھا ہوگا جیسا کہ فیروز
نے لکھا لیکن محترم ابن عمر رضی اللہ عنہما اگہ کان یختل لکل عید وشدۃ مباحۃ لہم لمنا بعد الشیۃ
یقنونی ان الحدیث فی هذا الباب صحیحہ یعنی صحیح ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور
شدت مبالغہ اور واسطے متابعت سنت کے چاہتا ہے اس بات کو کہ حدیث اس باب میں صحیح ہے فقط واللہ اعلم اگر کوئی کہے کہ حدیث کی
ترندی اور داری نے زید بن ثابت سے اور کمال حسن کے کہ حضرت نے کچھ اتارے واسطے چاندو سیکے کے اور غسل کیا تو اس سے سنت ہونا
او کا ثابت ہونا تو جواب یہ ہے کہ عموم میں نہیں بلکہ اس سے صحیح بات ہو کہ ایک بار کیا تو غسل سخت جاوے گا نہ سنت لیا ہی لکھا ہے ابن العلام
فع القدر بین هذا ما ظہر ہے لان لعل اللہ یحکمت بعد ذلک امرًا صریحاً واسطے احرام کے
ف احرام کے واسطے غسل کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک مسنون ہے اور روایتیں اس باب میں صحیح ہیں اور بیان اسکا حج کے
باب میں آویگا صریحاً جو تھے دن عرفہ کے ف کیونکہ اوپر بتائے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن عرفہ کے
اور فیروز اور عید غزوہ عرفہ کے روایت کیا اسکو بڑے اوطار نے اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد اور ابو احمد وغیرہم رحمہم اللہ میں نے بھی

باب پانی کے بیان میں جس سے وضو جائز ہے اور جس سے جائز نہیں

جائز ہے وضو میں پانی سے اور جس سے یعنی زمین پانی سے مثل کوئین وغیرہ کے ف اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَ بِهِ سُبُلَكُمْ یعنی اور اللہ تعالیٰ اتارے گا پانی آسمان سے تاکہ پاک کرے تمکو اور اس سے
اور فرمایا وَآتَيْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا اور اتارے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں پانی
کے پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی پاک ہونے پر کوئین زمین دلیل ہے جو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما
کہ پوچھا گیا کہ حضرت نے کیا وضو کرنا ہم کو میں اجناعت سے اور وہ کنواں ہے کہ ڈالے جائے زمین کے اوپر سے حیض کے طور پر بودا و حین
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہیں نجس کرتی ہے اور مسکو کوئی چیز اور حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن العلقم
رحمہم اللہ علیہما اور امام احمد رحمہم اللہ علیہ نے اور جماعت پر اس کے دلیل اجماع ہے جیسا کہ آگے آویگا اور ہر جہ میں جو حدیث لکھی ہے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہیں نجس کرتی ہے اور مسکو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے گا یا بو یا مزہ او سکا تو روایت کیا
اسکو بیہقی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ جیسا کہ آگے آویگا اور پانی دریا کے پاک ہونے پر دلیل ہے کہ روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ
اور ابو داؤد اور نسائی نے تحقیق کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتا ہے زمین
میں اور اٹھتا ہے میں اپنے ساتھ پانی تو خدا تو فرماتا ہے کہ زمین ہم سے پاک ہے ہونا کیا وضو کرنا ہم دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی

دیا پاک ہر پانی اور سکّا اور صلال ہر مردہ اور سکّا کہ ترمذی نے کہ پوچھا میں نے محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو تو کہا کہ اس حدیث صحیح ہے اور باقی تفصیل اسکی خوشیخ ابن کاسم فتح القدر حاشیہ ہدایہ میں لکھی ہے **ص** اور برف کے پانی سے اگر چاہا ہوا نہ ہو اور اگر چاہا ہو تو جائز نہیں **ف** ایونکہ جس رت میں برف مانند پانی کے ہو تو حکم اور سکّا پانی کا سا ہی وضو جائز ہوگا اور جس صورت میں جمی ہوئی ہو تو وہ پانی میں داخل نہیں کیونکہ پانی کی حقیقت میں بہنا بھی داخل ہے **ص** جائز ہے وضو اس پانی سے جو رکے رکے بدبودار ہو گیا ہو یا اونگے گدے کی صف کے پاک چیز نے مثل خاک یا اشنان یا صابون یا زعفران کے بل دیا ہو **ف** اس واسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہے اور روایت کیا نشائی نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا روز فتح کے ایک برس کے کہ اوسمین اثر کے کا تھا اور تفصیل نسخ القدر میں ہے **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو کہ پاک کرنا اوس سے مقصود ہو تو وضو اوس سے جائز ہے اگر یہ غالب ہو جاوے اور پانی کے مثلاً گاڑھا کرے اور اوسکی قش اور سیلا یعنی ہننے کو کھوے تو وضو اوس سے جائز نہیں اور اگر وہ چیز ایسی نہ ہو یعنی اوس سے پاک کرنا مقصود نہ ہو تو اس صورت میں اوس کو دلوں میں ہین ایک وایت میں غلبہ شرط ہے یعنی اگر غلبہ شرط نہیں یعنی چاہے غالب ہو چاہے نہ ہو تو اوس سے جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی میں مل گئی ہو زمین کی قسم ہے وضو اوس پانی سے جائز نہیں اگر چہ غالب ہو **ف** اور احتیاط اسمیں ہے جو امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے **ص** اگر پانی جاری میں کوئی چیز غرق جائے اور اثر اوس کا یعنی رنگ بو مزہ نہ بدلے وضو اوس سے جائز ہے **ف** اس واسطے کہ نجاست اوس میں شہرگی بلکہ بجا نیکی ایسا بھی بدلے میں اللہ اعلم لہو اب **ص** پوشیدہ ہے کہ جاری کی سکوکتے ہیں علماء کا اسمیں اختلاف ہے وضو کے نزدیک پانی جاری کو کہتے ہیں کہ گھانس اور تنکے وغیرہ کو بہا لیجائے **ف** اسی کو صاحب شریعہ وقایہ نے اختیار کیا ہے اور وضو کے کہلک جاری نہ ہو سکو لوگ جاری سمجھیں اور اسکو درختا کرتن میں اختیار کیا ہے اور حق میرے نزدیک یہ ہے کہ جاری اوس کہتے ہیں کہ طلق جریان اوسمین پایا جاتا ہو اگر یہ کیسا ہی خفیف ہو واللہ اعلم **ص** تو اگر تندی اور پیر کوئی بجاوے اور پانی ران ران نکلتا ہو وضو اوس سے جائز ہو کیونکہ وہ پانی جاری ہے اور پانی ضعیف میں جو آہستہ بہتا ہو اس طرح پر وضو کرے کہ پھر پانی مستعمل کو نہ اٹھا لے یا وہ چلوں اتنی دیر کرے کہ پانی مستعمل جاوے اور مستعمل پانی کا بیان آگے آجاوے گا **ف** کیونکہ پانی مستعمل نجس ہے امام بو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور اسکا ذکر آگے ہم کریں گے **ص** اگر حوض درہ کہ ہو اور ایک طرف سے اوسمین پانی آتا ہے اور دوسری طرف سے نکلتا ہے تو ایسی طرف میں اوس جس سے وضو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے **ف** درختا کرتن میں یہ یہ قطعے یعنی اسی پر فتویٰ ہے **ص** اور وضو کے نزدیک اگر چار در چار ہوں یا کم تو جائز ہے اور اس سے زیادہ میں جائز نہیں اور اگر پانی بدبودار ہو اور حوض ہو جاوے کہ اوسکی نجاست ہے وضو اوس سے درست نہیں اور اگر معلوم ہو کہ وضو جائز ہے کیونکہ کبھی ہو سبب زیادہ رکھنے کے ہو جاتی ہے واللہ اعلم اور اگر امواکثار وان ندی میں بڑا اور اوسکے عرض کو بند کیا اور پانی کتے کے اوپر جاری ہے اگر وہ پانی جو کتے سے ملا ہو اسی کہ اوس پانی سے جو کتے سے الگ ہو اوسکے نشیب میں وضو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے فقہ ابو حنیفہ نے کہا ہو کہ سنیاسی پر اپنے مشائخ کو پایا ہے اور امام ابی یوسف سے مروی ہے کہ اگر کوئی وضو پانی کا نہیں لایا ہو اوس وضو کرے میں کچھ خوف نہیں اور اگر پانی میں ایسا جانور جاوے کہ پانی میں پیدا ہوتا ہے اور اوسمین جیتا ہے جیسے مچھلی اور مینہ کن وضو اوس سے جائز ہے

ف ان چیزوں کو کرنے سے اس واسطے پانی نہیں نجس ہوتا کہ ان جانوروں کی جگہ بھی پانی ہو ایسا ہی اگر کیا صاحب ہائیے
 اور عاقلیٰ نجفی سننے کے واسطے لازم آیا ہے کہ اگر درندہ خشکی میں مر جاوے تو چاہیے کہ نجس ہو کیونکہ درندہ کا مقام خشکی پر لیکن اسکا جو
 یون ہو سکتا ہے کہ حد تک مراد وہ ہے کہ نجس ہو سکے جسے نہیں مکتا اور ایسا معدن درندہ کا خشکی نہیں واللہ اعلم اور دوسری دلیل
 ہر ایسے میں خشکی پر لکھی ہے کہ ان میں نجس نہیں کیونکہ جو جانور کہ دوسری پانی میں نہیں ہوتا اور جب خون نہ ہو تو پانی نجس ہوگا کیونکہ خون
 نجس کرنے والا چیز ہے انہیں اہم ہذا التعلیل هو الاصلح اور اگر پانی کے سوا اور میں مثل سر و غیر کے اگرچہ چیزیں مر جاوے
 تو بعضوں کے کہ اسکا سوا مچھلی کے اور میں نجس ہو گیا اور بعضوں کے کہ کسی میں نجس نہیں ہوگا اور یہی صحیح ہے کہ فی اللہ یہ ص
 اگر پانی میں ایسا جانور مر جائے جس میں بتنا خون نہیں جیسے چھوڑ دیکھی وضو اس سے جائز ہے کیونکہ خون جو نجس ہو وہ بہتا ہی خون ہو
ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تھامے پانی میں کھڑے تو چاہیے کہ اسکو ڈبو کر پھر اسکو نکال کر
 اس واسطے کہ ایک پرین اس کے مرض ہو اور دوسرے میں شفا ہو روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کی حیوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور یہ دلیل لانا اس
 اچھا ہے جو دلیل لائے ہیں صاحب ہادیہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حلال ہو کھانا اسکا اور پینا اسکا اور وضو اس
 اور پوری حدیث یوں ہے کہ روایت کی و اظہری نے سلمان رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا پر جاوے
 او میں نہ جانور جس میں خون نہیں اور مر جاوے تو حلال ہو کھانا اسکا اور پینا اسکا اور وضو اس کے کھانا و اظہری نے نہیں فرمایا
 اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی اور وہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے کہا کہ سعید یہ مجہول ہے شیخ ابن النعمان نے کہا کہ یہ
 بقیہ میثا و لید کا ہے روایت کی اس سے بہت مانوس ہے مثل عماد اور ابن المبارک اور یزید بن ہارون اور ابن عیینہ اور کثیر اور اوزاعی
 اور اسحق بن ابویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اور روایت کی ابوسے مجاہد نے رحمۃ اللہ علیہ نے میں کہتا ہوں کہ پوچھ گئے
 یہی ابن عیینہ بقیہ اور اسماعیل بن عیاش سے پس کہا کہ کھانا کھائے یعنی دو دنوں کے بعد میں اور کہا ابو زرارہ رازی نے کہ بقیہ میرے
 نزدیک اچھا ہے اسماعیل بن عیاش سے اور سعید بن سنان نے کہا ابن النعمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اسکو خطیب نے اور کہا کہ نام اسکا بیکار
 عبد الجبار مراد وہ نقطہ تھے تو اب جمالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اس کے حسن کہ نہوگی تو معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث
 جو اوپر بحثہ ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہے واللہ اعلم **ص** اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک پانی نجس ہو جاتا ہے
ف اور قول اول جو مذہب امام صاحب ہم صحیح ہے **ص** جو پانی درخت یا سیو سے نچوڑا جاوے جیسے پانی رواج کا درخت
 نچوڑا جاتا ہے اور پانی سیلاب اور انداز کا کہ سیو سے نچوڑا جاتا ہے وضو اس سے جائز نہیں اور اگر خود درخت سے ٹپکے جائز ہے **ف**
 کیونکہ اس پر پانی مطلق نہیں ہو لاجا تا ہو مشا کوئی سرکہ پیے تو یہ نہیں کہا جاوے گا کہ فلا نے پانی پیا اور قرآن شریف میں حکم ہے
 کہ جب پانی پیا تو تم تم کرو **ص** اور وضو اس پانی سے جس پر کوئی چیز غالب آجائے اس پر حیرت پانی کو اسکی طبیعت سے کمال دیکھ
 پا جانے کے سبب سے غالب ہو جاوے جیسے کہ پانی باقلہ کا **ف** بہ انہیں یہ کہ باقلہ کے پانی سے ملو وہ ہو پانی کا باقلہ ہو
 اوپر کوئی چیز پانے کے سبب **ص** یا شور با جائز نہیں اور اگر پتہ درخت کے پانی میں پستے اور اسکا رنگ یا کوئی وصف مل گیا
 وضو اس سے جائز نہیں کیونکہ وہ مانند پانی باقلہ کے ہے **ف** بہ انہیں یہ کہ جو پانی بغیر کھنے کے ہل گیا ہو تو اس سے وضو جائز

ماہنامہ

نور اللوح

اور بقول کے معنی جو صاحب ہدایہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہیں لیے والدہ علم ص اور جو بانی رہتا نہیں سمجھتا
 اگر نجاست پڑی یا لہر ہو کہ تھوڑا ہو یا بہت وضو اوس سے جائز نہیں **ف** جانا یا یہ کہ یہاں تین نہیں ہیں پہلے تو یہ ہو کہ
 پانی جو جاری نہیں اور سمین اگر نجاست پڑی تو نجس ہو جائیگا یا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ حوضی وہ دروہ ہو اور اسکا ذکر
 آویگا تو اس صورت میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام عظم کا ہے و نیز مذہب یہ ہوگا کہ وہ پچال پانی ہو تو نجس ہوگا اور یہ مذہب
 امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ ہے اور تیسرا مذہب یہ ہوگا کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اسکا کوئی وصف نہ ہو پانی نجس ہوگا اور
 یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا ہے امام عظم صاحب رحمہ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہو کہ روایت کیا بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اور مسلم اور ترمذی
 اور ابو داؤد رحمہ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب کرے ایک تم میں کا بھجوا
 پانی کے جو جاری ہو پھر غسل کرے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم میں سے حج پانی وائےم کے اور چھوٹے
 کما کہس طرح کرے یا لہر ہو کما کہس سے لینے کر یعنی کسی رتن سے مثلاً لیکر اپنے اوپر پانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا جسے پانی
 میں پیشاب کرنے سے روایت کیا ان دونوں کے مسلم نے اپنی صحیح میں اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگوں نے روایت کیا اسکو مسلم نے
 کئی طریقوں سے اور بخاری نے بھی اور جابر بن عبد اللہ نے اور طیٰوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہو اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا
 کہ جو پانی جاری نہیں ہے نجس ہو جاتا ہے والا منع کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور بھی روایت ہے صحیحین میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ باگے کوئی تم میں سے اپنے خواب سے سوٹھے یا تھوڑا پانی بچ کر نہ کرے یہاں تک کہ دھو و اسکو تین بار کیونکہ وہ پانی
 کہ کہاں یا تھوڑا ہو اسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہو اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقوں سے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے
 اور کما کہ سن صحیح ہو اور اس باب میں روایت ہے ابن عمر اور جابر اور عایشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی
 اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہو اور بھی روایت ہے یاسق کوئین کے باب میں آئینگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل ہے
 کہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے پچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے جو کہ ہوتا ہے جگہوں میں
 اور پیتے ہیں اوس سے پانی چارپائے درندہ فرمایا آپ نے کہ جب ہو پانی قلعیتن نہ اوٹھا لگنا نا پاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد
 اور ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن جہان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی
 عنہما اور جابر اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ وہ نجس ہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے
 اول کتاب میں چونکہ سند وہی ہے نو سندوں میں اس لفظ سے لائے ہیں اذاکان الماء اربعین قلعة یعنی جب ہو پانی
 چالیس قلہ اول ان نو کا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں
 کہ بیچس ہو اور بعضوں میں کہ بیچسہ شیء اور بیچسہ شیء اور طریقے ہیں ایک اور نہیں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ساتھ
 اس لفظ کے اذاکان الماء قلعتین فمافوق ذلک کہ بیچسہ شیء اور باقی ایک دو سرائے عباس رضی اللہ عنہ سے
 ساتھ اس لفظ کے اذاکان الماء قلعتین فصاعداً کہ بیچسہ شیء اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض
 روایتوں میں قرآن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بعض میں جن ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اور چالیس قلعوں کی روایت ابن مسکد نے بھی کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے قلعتین او ثلثا یعنی قلعیتن ہون تین

باب پانچویں کے بیان میں

اور بھی روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جب پہنچ جاوے پانی چالیں قے پر نہ احتمال
کے گناہ است کا اور کمالین حدیث صحیح نہیں خط کیا میں قاسم بن عبد اللہ عمریؓ اور سید علیؓ اور سکا استدراک کیا
اور کمال روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے سائند
صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قال اذا بلغ الماء أربعين مثلاً فهو نجس یعنی جب پہنچے پانی چالیں قے پر نہ
اور بعض روایتوں میں یٰ اربعین عراً یا اور بعضوں میں اربعین دلواً اس حدیث کے نقطوں میں منظر ابھرا اور بعض
حدیثوں میں آیا ہو کہ شیخ اور بعضوں میں کہ یحییٰ الخبث اور بھی سندیں اسکی اختلاف سے اختلاف پہلی اسناد
کسی کو کہتے ہیں عن الولید بن کثیر عن یحییٰ بن عباد بن جعفر اور بھی کہتے ہیں عن محمد بن جعفر بن
الزبیر اور جواب لکھا ہے کہ جابر بن عبد اللہ اسامہ نے دونوں سے سنا ہوا اور بھی اس حدیث میں ابی اسامہ نے کہا
عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر اور وہ یحییٰ بن عبد اللہ بن عمر اور اسکا یہ جواب ہے کہ وہ دونوں شیخ
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہیں اون دونوں نے روایت کیا ہوگا اور بھی ان حدیثوں میں ایک روایت
میں یٰ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ عن یحییٰ بن عمر عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیکم وسلم اور جواب اسکا یہ ہے کہ جابر بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسباب بھی سنا ہوا اور ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
لیکن خط ابی ہریرۃ میں حدیث میں بیشک بہت ہو کسی میں یٰ قلتین او ثلثا کسی میں یٰ اربعین قلۃ کسی میں یٰ اربعین
کسی میں یٰ اربعین دلواً کہا امام طحاویؒ ولکنہ دوی قلتین او ثلثا علی الشک یعنی ترک کیا ہے حدیث قلتین
اسواسطے کہ روایت کی گئی ہو دقت اور میں اگر کوئی کہے کہ چالیس قلوں کی روایت ضعیف ہو تو اعتبار اسوی قلتین کا ہو و کثر و آیا
میں یہ جواب اسکا یہ ہے کہ دارقطنی نے تو سندوں میں اربعین قلۃ ذکر کیا ہے اور میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہو اور
ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح جیسا کہ ابی ہریرۃ نے خط ابی ہریرۃ میں بیان کیا اور خط ابی ہریرۃ میں جو بعض لوگوں نے بیان کیا ہے
اور کہا ہے کہ ایک روایت میں یٰ قلتین او ثلثا کو کہا اور ایک میں یٰ قلتین او ثلثا یعنی نہ تو ثلثا گناہ است کو
یعنی غصہ نہ کا تو یہ کچھ نہیں کہ کثر و آیا کی حدیث کی حالت ہو اور بعد کہ گناہ است کا موقوف کر قلتین ہے جو اسکی کچھ نہیں
واللہ اعلم ولیکن خط ابی ہریرۃ میں حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعیف سناد بھی اسکی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اسکا صحت ضعیف
ضعفہ انبویۃ اور بعض نسخہ و امین فی شمس میں ہے اور اسکی کوئی سند نہیں ہے اور کمال اسکا ذکر نہیں
کمال میں الامم وقیل لعلہ فی غیر سنتہ یعنی کہا گیا کہ غیر سنن میں الوداؤ کے ہو واللہ اعلم اور کمال شیخ ابن امام
فی التذکرۃ میں ضعیفہ الخافض بن عبد البر والقاضی اسمعیل بن ابی اسحاق و ابی ہریرۃ
عن العریۃ الساکین عن یحییٰ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ان لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور بانی میں یٰ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ
القلتین یعنی روایت ہوا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا انھوں نے ثابت نہیں ہوئی حدیث قلتین کی اور کہا صاحب موسیٰ نے سفر السجستان
باب اذا بلغ الماء أربعين مثلاً خبثاً قال جماعة کثر یحییٰ بن جعفر فی حدیث یعنی باب قلتین میں کہا ہے

مراد اس سے
مولانا محمد قاری
صاحب دین

کہ صحیح نہیں ہوئی اور میں کوئی حدیث اور بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ سفر السعادت میں ہر ضعیفہ بعض الصحابہ ثین و صحیحہ بعضہم
اور غلط ہے کیونکہ سفر السعادت میں کہیں اسکا نشان نہیں ہے جو یہی عبارت اسکی ہونے پر ثابت ہے اذ ابکع الماء قلتین
لو یجوز خبنا قال جماعة یصح فیہ حدیث و جماعة قائلون یصح وقد اوردہ اگلہ اہل الحدیث
فی مصنفانہم انتہی اور زبیری نے کہا حدیث قلتین ضعیفہ جماعۃ الحدیثین حتی قال
البیہقی من الشافعیۃ ائمة غمما قوی و ثنوا لہ الغنی فی الرجال قیابی مع شدۃ اثباتہم لا یصح
رحمۃ اللہ لضعفہ یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو ایک جامع نے محدثین کی بیان تک کہ کہا بہت سی
کہ وہ قوی نہیں اور ترک کیا اسکو امام غزالی اور رویانی نے باوجود شدت اتباع اسکی کہ واسطے امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے
ضعف اسکی کہ اور تمہید میں ہوا اذ حب الیہ الشافعی من حدیث قلتین مذہب ضعیف یعنی جبر
شافعی کے ہیں حدیث قلتین سے مذہب ضعیف ہے اور اس میں دوسری کے ہو وہو حدیث ضعیفہ اور وہ حدیث ضعیفہ
اور ان قولوں میں ایک نظر وہ یہ ہے کہ اس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگوں نے ملوایا ہے ضعیف بسبب ضراب کے
اگر ضعف بسبب ضراب کے ہو تو سلم ہی اور ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلم نہیں کہا ملوادی خبہ قلتین صحیحہ و اسناد
ثابت یعنی خبر قلتین کی صحیح ہے اور اسناد اسکی ثابت ہے اور کہہ سکتے ہیں مستدرک میں صحیح علی شرط البخاری و مسلم
یعنی یہ حدیث صحیح ہے اور بشرط بخاری اور سلم کے اور کہا بہت سی نے ہذا اسناد صحیحہ موقوف یہ اسناد صحیحہ ہر موصول ہے
اور صحیح کیا اسکو دارقطنی وغیرہ اگلہ شیخ ابن التیم نے شرح حالی ہا و میں اتمام حقاہ سندہ فقد وجدہ ثلث لکرافۃ
نقات لیس فیہم مجمع و لا متفق و قد سمع بعضہم من بعض و لکن اصحہ و ابن خزیمة و الکافی
والطحاوی و غیرہم یعنی صحت سند اسکی تو باقی لگی اسواسطے کہ روایت کرنے والے اسکی سبب فقہ میں نہیں ہوا نہیں
کوئی مجموعہ اور سنا بعض انکے نے بعض سے اور اسی واسطے صحیح کیا ہے اسکو ابن خزیمة اور حاکم اور طحاوی وغیرہم نے انتہی
البتہ نظر بطریق کتب است واقع ہے اور وہ جو غنۃ چالیس قلوں کی روایت طبرانی رحمہ اللہ سے محمد بن یحییٰ کی روایت نقل کی
بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جابر بن غلط ہے بلکہ صحیح عبد اللہ بن عمر بن العاص ہے اور غلطی قاسم عمری ہے جو اسکی سند میں واقع ہوئی ہے
کیونکہ وہ ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو احمد اور بخاری اور حبی بن جریج نے کہا بہت سی نے اخبرنا ابو عبد اللہ اللہ حافظ
قال سمعت ابا عبد اللہ عن محمد بن عبد اللہ بن مسعود عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اذ ابکع الماء اربعین قلۃ خلأ و الصبیح عن محمد بن عبد اللہ بن مسعود عن عبد اللہ بن عمر بن عمر بن عمر
عکابہ عبد اللہ حافظ نے انھوں نے کہا سنا عبد اللہ بن علی وفاق سے و کہتے تھے کہ حدیث محمد بن یحییٰ کی جابر بن عبد اللہ سے صحیح
اور صحیح محمد بن یحییٰ نے انھوں نے عبد اللہ بن عمر بن العاص سے ہوا انتہی اور عبد الرزاق نے مصنف میں روایت کیا اس حدیث کو
محمد بن یحییٰ نے انھوں نے عبد اللہ بن عمر بن العاص سے کہا عبد الرزاق نے اخبرنا ابو عبد اللہ عن محمد بن عبد اللہ بن مسعود
عن عبد اللہ بن عمر بن العاص و روایت کی یزید بن ہارون نے حاکم بن محمد کہ وہ داخل ہوا میں ہاتھ عبد اللہ
بن عبد اللہ بن عمر کے ایک باغ کو کہ اس میں پانی تھا اور اس میں ایک کمال موعاوتہ کی پڑی تھی سو وضو کیا اس سے پس کھانا

محمد بن یحییٰ

کثیرین اور مدیہ علیہ کہ میں وارد ہوتے ہیں اور پروردگار کے اور کہے اور نہ چھو گئے و نہ سے اون حوضوں میں سے
 سو فرمایا آپ نے کہ واسطہ کے ہر چہ اور ٹھایا انھوں نے اپنے بیٹوں میں اور واسطہ کے ہر چہ جو باقی رہ گیا بانی اور روایت کیا ابن ابی
 مہر سے بھی ایسا ہی اور او میں بھی ہر آن الماء لا یغسلہ شیء اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے صنف میں ہاتھ کے
 کہا ابن ابی نعیم نے حدیثنا ابو معاویہ عن عاصم عن عکرمۃ انہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یغذیہ فقالوا یا رسول اللہ انما یغذیہ فیہ التراب فقال علیہ السلام لا یغسلہ شیء ما آخذ
 فی بطنہ ولا حکمہ الاخذ فی بطنہ فاسئلوا تو صنفی قال ابو حنیفہ لا بأس بہ اذا کان
 عشاء فی عشاء ما لم یتغسل طعمہ ویرحمہ ولو انہ یغسلہ صنفی ایک گڑھے پر حکما مبارک ہو اور غرض
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہتے سوزد ملتے ہیں او میں اور ورد فرمایا حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے واسطہ و نہوں کے
 جو لیا انھوں نے اپنے بیٹوں میں اور واسطہ کے ہر چہ جو لیا انھوں نے اپنے بیٹوں میں ہر چہ اور ورد فرمایا حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے واسطہ و نہوں کے
 نہیں حرج کے ساتھ اس کے جیسے جو وہ درہ جب تک کہ نہ فرما و سکا اور بولورنگ تو ان حدیثوں سے امام مالک بھی تسکین
 کر سکتے ہیں کیونکہ احتمال ہے کہ یہ سب گڑھے وہ درہ ہوں اور بانی کا جب ایک گڑھا یا بویل جاو تو پھر اس کے لیے نزدیک
 و نہوں جاتے ہیں کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ اور دارقطنی نے ابی ہاشم ابی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے کہ باقی
 نہیں جس کے باقی ہو سکا کچھ گر جبکہ ظاہر ہو کہ اس کی اور پروردگار پرانگ پر کوئی چیز اور دارقطنی کا لکھنا ہے کہ ما تغیر فیہ طعمہ
 اور اسناد میں اس حدیث کی رشیدین بیضا سعد کا ضعیف ہے و ضعیف کیا اسکو ترمذی وغیرہ تمام اللہ علیہ وسلم نے اور کہ شیخ ابن الہمام
 روایت کیا اسکو بھی ہے اور دو طریقوں سے کہ او میں رشیدین بن سعد نہیں ایک طریقہ ابی امامہ سے انھوں نے حضرت علی اللہ علیہ وسلم
 کہ فرمایا حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے ان الماء طاهر الا ان یتغسل بہ او طعمہ او لونہ یا یجاسد یتغسل بہ
 یعنی بانی پر گریہ بدل جاو فرما و سکا یا بولورنگ ساتھ نجاست کے حلاوت ہو و اس بانی میں اور دو طریقہ میں الماء
 لا یجس الا ما غطت طعمہ او ریحہ یعنی بانی نہیں جس تاہی گریہ بدل جاو فرما و سکا یا بولورنگ کہا یہ بھی ہے و الحسنیث
 غیر قوی ہے یہ حدیث قوی نہیں اصل کلام یہ ہر کس تشکی حدیث قوی نہیں آئی ہے و اسلئے علم احادیث الماء طہور
 کو روایت کیا بغوی نے فی الضحی نا ابو القاسم بن عبد اللہ بن محمد بن الحسنیث نا ابو الخوف طاهر
 بن محمد طاهر بن حدیثنا ابو محمد بن الحسن بن محمد بن حکیم نا ابو الخوف بن محمد بن الحسن بن محمد بن الحسن
 شاصدقہ بن الفضل نا ابو اسامہ عن الولید بن شیبہ عن محمد بن کعب القرظی عن
 عبد اللہ بن عبد الرحمن بن رافع بن خدیج عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قل یا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایتوا من ینبئکمہ و من ینبئکم فیہ الخمر و الخمر
 الکلاب و الشن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طہور لا یجسہ شیء
 اور غرض اس حدیث کے اوپر گزرتے اور ایک جواب میں لوگوں نے یہ دیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ ہماری رحمتہ اللہ علیہ اسکو
 لائے نہیں ہر لا بعد ذکر کیا قول میری کا قال النحر فی کاباس یہ ما لم یتغسل طعمہ او ریحہ او لونہ یہی کہ میری

در حدیث میں
 اس حدیث میں
 اس حدیث میں

فصل بیستون

فصل بیستون
 اس حدیث میں
 اس حدیث میں
 اس حدیث میں

کہ نہیں جرح ہو سکتا اور اسکے جب تک کہ نہ بدلے اور سکا مزیو یا بویارنگ اور یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ جائز ہو کہ یہ حدیث صحیح ہو بہت سنا کہ چاہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائین یا نہ لائین علاوہ اسکے احتمال ہے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنا حدیث کا مع الاستثناء اور حدیث مع الاستثناء ضعیف ہے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جو حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہ لائے ہوں تو وہ ضعیف ہو والداعلم اور حاصل ان سب تحقیقات کا یہ ہے کہ مذہب حنفی کا اس باب میں بہت احوط ہے اور اسی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو تامل سے دیکھ اور جلدی نہ کرنا کہ ظاہر ہو حقیقت حال کی والداعلم ص مگر یہ کہ وہ درود ہو اور نہ کھل جاتی ہو زمین چلو لینے سے تو حکم اسکا حکم پانی جاری کا ہے تو اگر اتنا پانی ہے کہ چلو لینے میں نہ کھل جاتی ہے تو اس میں بھی اگر نجاست پڑی تو وضو جائز نہ ہو گا مگر اس جگہ پر جان نجاست ظاہر نہ ہو تو اگر نجاست وہ درود پانی میں کھلائی دیتی ہے نہ وضو کرے مقام نجاست میں بلکہ دوسری جانب سے اور اگر کھلائی نہیں دیتی وضو کرے سب جانبوں سے اور جان پانی مستعمل گرتا ہو وہاں بھی وضو جائز مگر اگر حوضہ درود ہو ف اس جگہ پر بھی اسنہ رحمۃ اللہ علیہ اعتراض کیا ہے اور جواب اسکا شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے لیکن صحیح یہ بات ہے کہ وہ درود کی تقدیر تاخرین واسطے عوام کے کردی ہے اور معتبر ہے کہ وضو کرنے والے کی رائے جو ہو اوپر عمل کرے تو اگر اسکا گمان ہے کہ نجاست دوسری طرف نہیں پونچھی ہے تو اس سے وضو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہی صحیح جیسا کہ سچ غایہ وغیرہ کے ہے اور یہی ظاہر روایت ہے اور امام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور تحقیق کیا بیچ بھر کے کہ یہی مذہب ہے اور اسی پر عمل کیا جاوے گا اور وہ درود کا اندازہ کرنا کچھ اصل شرعی کی طرف رجوع کرنا اور جو جواب صدر الشریعہ نے دیا ہے وہ کیا گیا ہے یہ مضمون درمختار کا ہے اور وہ درود اسکو کہتے ہیں کہ ہر جانب سے دس گز اور سب ملا کر سو گز ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نقشے میں ہے اور اگر معتبر ہو کر پاس کا ہے اور وہ اسٹھ ٹھہرے گا ہوتا ہے اور بعض لوگوں نے ہشت درہشت کا اعتبار کیا ہے اور بعضوں نے پانزہ درہانزدہ کا لیکن صحیح اول ہے ص

اس سے ملتا ہے کہ جو ایک کتب سب نفی میں ہو منہ مطلق

۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱

نقشہ
حوض
د د د د د

فصل پانی مستعمل کے بیان میں اور اس میں طلبہ کے اختلافات ہیں چنانچہ اختلاف اس میں یہ ہے کہ پانی کو مستعمل کون چیز کر دیتی ہے شیخین کے نزدیک پانی مستعمل ہو جاتا ہے حدیث کے دفع کرنے اور بانی عبادت کے تو اگر وضو کیا ہے وضو نے بغیر نیت کے پانی مستعمل ہو جائیگا اور اگر پھر وضو کیا یا وضو نے تو بھی پانی مستعمل ہو جائیگا اور امام محمد صاحب کے نزدیک فقط نیت عبادت سے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقط دفع حدیث کے دفع حدیث تو ہوتا ہے وضو سے اور وضو میں ان کے نزدیک نیت فرض ہے تو اب دفع حدیث بھی بغیر نیت کے ہو گا دوسرا اختلاف یہ ہے کہ کس وقت میں مستعمل ہو جاتا ہے تو یہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جب اگر وضو سے مستعمل ہو گیا اور جامع صغیر میں ہے کہ جب اگر ایک مقام پر جمع کیا جب مستعمل ہو اتیسرا اختلاف اس میں یہ ہے کہ اسکا حکم کیا ہے امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس غلیظ ہے یعنی اگر بار بار ایک دم کے کپڑے یا بدن میں بھر جائیگا نماز ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نجس صغیر ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس

مگر بائین کرنا نجس کو **ف** اسی کو دھتار میں اختیار کیا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے مشائخ عراق نے اور محیط میں ہر شے پر
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تو اب وضو اس سے جائز نہ ہو گا کیونکہ یہ پاک نہیں کرنا اگرچہ خود پاک ہے اور صاحب ہادیہ اسکے نجس
ہونے پر دلیل لائے ہیں اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تم میں کا اوس بانی میں جو جاری
اور غسل کرے اوس میں جناب سے اور اس حدیث کا بیان گذرا اور اس سے محبت پڑنا ضعیف ہے کیونکہ اس میں یہ بات غلطی ہے کہ غسل جنابت
تھے بانی میں جائز نہیں کہ اہل تحریک اور پانی متعل کے نجس ہو جائے کچھ دلائل میں اللہ صمد اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے قبول
قدیم میں پاک ہے اور پاک کرنا بھی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ پاک ہوا اور پاک کرے بھی جائز ہو گا غرض وضو اس سے پھر بیجا ہے اور اس کا کوئی تعلق نہیں

فصل دباغت کے بیان میں

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے مگر سور اور آدمی کی **ف** دباغت کے معنی آگے بیان ہو چکے تو کتنے کی کھال
پاک ہو جاوے گی کیونکہ وہ بھی ہوا ان دونوں میں داخل ہے اور صاحب ہادیہ اسکی دلیل یہ بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو کھال دباغت کی جاوے سو پاک ہو جاوے گی اور اس میں کتنا داخل ہے اور سور اس واسطے پاک نہیں ہوتا کہ وہ نجس میں ہو بلکہ کتنے کے
کیونکہ کوس سے خشک کر لیا جاتا ہے اور گھسائی کر لی جاتی ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبد بن عباس
رضی اللہ عنہ اور روایت کیا مسلم وغیرہ اس حدیث کو اس لفظ سے اذ اذ یغ الا حاب فقلل جھن اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
نزدیک کتنے کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور اس وجہ پر شدید عمل کرتے ہیں جنہوں نے کہ وہ کتنے کی کھال کو کہتے ہیں دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور
جواب دے گا تمہارا شاعر یکدھرم سوم میں مذکور ہے علاوہ اسکے کہ من لا یخصص بالحقین میں جو ان کے مذہب کی کتاب ہے
ایک روایت لایا ہے اگر کھال سور سے ایک دل بناوین اور اوٹوں سے پانی کھچیں وضو اس بانی سے جائز ہے تو اب کھنا چاہیے کہ سور
کی کھال زیادہ نجس ہے یا کتنے کی اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی بسبب حرمت اوسکی کے ایسا ہی ہے ہر شے میں کہما شیخ ابن الہمام نے لکھا
کہ غنایہ میں ہے کہ جب دباغت کیجاوے کھال آدمی کی پاک ہو جاوے گی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہیں اور حق میرے نزدیک یہی ہے کیونکہ اگر است
اور حرمت کو نہ پاک ہو نے میں کیا داخل ہے البتہ انتفاع میں ہے تو انتفاع اوس سے جائز نہ ہو گا اور مردہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جاتی
کیونکہ روایت کیا ابو داؤد ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بخاری نے یحییٰ بن یحییٰ رضی اللہ عنہما کہ یحییٰ بن یحییٰ رضی اللہ عنہما ہدیہ کیا گیا
واسطے ایک لونڈی یا آزاد بکری سے سو دھڑی تو گدے اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیوں نہ دباغت کر لیا
تہنہ کھال اوسکی کو سو کہا انھوں نے کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مردہ ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں جو کھال گیا
مگر کھال اوسکی اپنی حرک کا کھانا حرام ہے نہ دباغت کرنا اور بھی معایت کیا ابو داؤد ساتھ سند صحیح کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ فادہ علیا بکرا ساتھ کھالوں مردہ کے جب دباغت کیجاوین اور روایت کیا اس میں ابو داؤد
سلم بن الجحیف سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مردہ کا پاک کرنا ہے اور کھال اوسکی روایت کیا مالک بن سنان
رضی اللہ عنہ اسی باب میں اور روایت کیا ابو داؤد قطنی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انھوں نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فادہ بکرا
ساتھ کھالوں مردہ کے جب دباغت کیجاوین مٹی ہو یا ریت یا لکھ یا پانی اور ہناؤ میں اس حدیث کی معروف بیحد سانچہ جو کھال
اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مردہ کی دباغت میں پاک نہ ہو گی کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے

یہ جو کہا ہو کہ گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہیں جانا فحش کرنے سے پاک ہو جاوے گا سپر فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ نہیں کہ کھانے
 اہل کی پاک ہو جاتی ہو اور گوشت نہیں پاک ہوتا جیسا کہ در مختار میں ہے **هَذَا أَصَحُّ مَا يَتَقَي بِهِ وَلَنْ قَالَ فِي الْقَيْضِ**
فَقَوَى عَلَى طَهَارَتِهِ یعنی صحیح یہ ہے جو فتویٰ دیا جاتا ہو ساتھ اوس کے اور اگرچہ کما فیض میں کہ فتویٰ اقبیری کی اوکی ہوگی
 فتوح القدر میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے شارحین نامہ صاحب غنیۃ اور صاحب تہذیب کے **ص** اس چیز پر
 مرد کی پاکیزہ ہونے والی اور ہڈی اور کمر اور سینگ اور ٹھٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہیں **ف** کیونکہ روایت کیا
 دارقطنی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے گوشت
 اوس کا لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہے حرج ساتھ اوس کے اور ضعیف کیا اوس کو ساتھ ضعف عبد الجبار بن مسلم کا اور مینوع
 کیونکہ ذکر کیا ابوہریرہ جابر نے ثقات میں صحیح حدیث درجہ حسن میں اوس کی بھر کھال اور کھال دارقطنی نے ابی بکر بن زید سے انھوں نے
 عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا اؤنھوں نے سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے **وَمَنْ**
لَا أَجِدُ فِيهِمَا أَذَى لَآيٍ مُحْتَمِلًا عَلَى طَائِعِهِ يَطْعَمُهُ أَكَلُ شَيْءٍ مِنَ الْمَيْتَةِ حَلَالٌ إِلَّا مَا أَكَلَ
مِنْهَا قَاتِمًا لِحُلْدٍ وَالْقَرْفُونِ وَالشَّعْرُ وَالضُّنُوفُ وَاللِّسَنُ وَالْعِظَمُ فَكُلُّهُ حَلَالٌ إِلَّا كَنَةً لَا يَنْكُلُ
 یعنی لیکن کھال اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی ہر اوس کا حلال ہے اوس کے وہ ترکیب نہیں کیے جاتے اور کھال دارقطنی
 نے ذکر کیا کہ یہ مرد کے ہر اوس کی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں حرج ہے ساتھ
 مسک مرد کے اور نہیں حرج ہے ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوس کے کہ جب بھولیا جاوے ساتھ بانی کے اور ضعیف کیا اوس کو ساتھ
 ابی یوسف بن ابی ہریرہ کے اور روایت کیا بقیہ نے عمر بن خالد سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم کھلی کرتے تھے ساتھ علاج کے روایت کیا اوس کو بھتی ہے اور حق یہ ہے کہ حاج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھلی کرتے تھے
 اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ کہ خرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خالطہ رضی اللہ عنہا کے ایک بار عصب اور کھون
 حاج کے اور اس کی ہڈی اور سینگ اور سینگ و خون ہوی مجبول ہن اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً کہ انہی نے بیچ دی
 مرد کے مانند تھی وغیرہ کہ کہا پابین بہت لوگوں کو کھل سلف کے کھلی کرتے تھے اوس سے او تیل ڈالتے تھے اوس میں اور کچھ حرج نہیں
 دیکھتے تھے اوس میں اور ہلان نہ ہر کچھ صحابہ میں یا بڑے بڑے تابعین اور کما حقہ کہ نہیں حرج ہے ساتھ ریشون مرد کے
 اور کما ابی ہریرہ اور ابی ہریرہ نے نہیں حرج ہے ساتھ تجارت علاج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مجبولین سے ضعیف ہے اور امام لغوی صاحب
 نزدیک چیزیں نہیں ہن اور دلیل ہے میں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو ناخون اور خون اور
 بالون کو اوس واسطے کہ وہ مردہ ہن اور جواب اس کا یہ ہے کہ مسلمان ہن اس کی عبد اللہ بن عمر زہری کہا ابو حاتم نے کہ حدیث میں اس کی
 منکر و کذب میں اور نہیں محل اوس کا صدق نزدیک ہمارے اور کہا ایسا ہی علی بن اسحق نے اور ایک حدیث یہ ہے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم
ص اور جس شخص نے اپنے فتنے دانت کو پھر مردہ میں کھلایا اور نماز پڑھی نماز کو کھلی جائے اگرچہ مرد سے بڑھ جاوے اور امام
 کے نزدیک اگر مرد سے زیادہ ہو گا نماز نہیں درست ہوگی **ف** ہمارے نزدیک اوس کے واسطے نماز ہوگی کہ دانت پڑی ہو اور پڑی انسان کی پاک

اس کی روایت کی ہے

اس کی روایت کی ہے

اس کی روایت کی ہے

اس کی روایت کی ہے

اس کی روایت کی ہے

۵۰
 لا یشترک فی
 طہارتہ لہی ۲
 بن ۳ منہ
 منہ

۱۰۱

۵۱
 لا یشترک فی
 طہارتہ لہی ۲
 بن ۳ منہ
 منہ

۱۰۲

یہ جواب ہو گا قاضی ابوبکر غزالی نے شرح نووی میں کہ بوزید بن عروہ بن حریشد روایت کیا کہ اوسے راشد بن کیسان جیسے کوئی
 اور ابو رومی نے تو اس سے سمجھا دیا کہ یہی اور ابو فراس کے موصول ہو گا جواب یہ ہو گا کہ ما شیخ تقی الدین بن قتیق العسکری کہ تمہیں
 ابو فراس میں نظر کیونکہ روایت کیا ہے اوسے اس حدیث کو ایک جماعت نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک اور حسان بن علی
 اور اسراہیل اور قیس بن الربیع اور ابن عدی نے کہ ابو فراس راوی اس حدیث کا مشہور ہے اور نام اوس کا راشد بن کیسان
 اور ایسا ہی کہا ادا قطنی نے اور وہ جو بعض علمائے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہے غلط ہے کیونکہ ابن العمامہ نے یہ کہا ہے
 فَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي الْأَمَامِ آدِئِنِي كَمَا شَيْخُ تَقِيِّ الدِّينِ إِمَامٌ مِنْ أَوَامِمِ كِتَابِ شَيْخِ تَقِيِّ الدِّينِ بْنِ قَتِيْبِ الْعَسْكَرِيِّ
 نہ سبکی کی اور قاضی خان نے رجوع امام عظم کا اس قول سے لکھا ہے اور شیخ جو اس جگہ طعن کرتے ہیں امام ابو حنیفہ پر یہاں کیونکہ
 اونی کتاب بن الاضرع الفقیہ میں لکھا ہے کہ بآس یا للتَّوَضُّعِ بِالتَّيْمِمْ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَتَضَعُ
 یعنی انہیں حج سے ساتھ ہو کر کے نبی سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے اوسے اور داؤد اسکا تفصیل سے تب
 مناظرہ فریقین میں ہو رہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طریق سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اسناد میں سبکی
 حنفی راوی ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن کثیر اور روایت کیا ابو داؤد نے خطائے انھوں نے مکر وہ لکھا وضو کو ساتھ دو وہ اور
 نبی کے اور کہا کہ تیمم بجا ہی نزدیک میرے اوسے اور غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک نبی سے ایک روایت میں جائز ہے اور
 ایک روایت میں ناجائز ہے کیونکہ کہا ابو خلدہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا میں نے ابو العالیہ سے اوس شخص سے کہ پوچھی اوسکو جنت
 اور نہیں ہے یا اس کے پانی اور نزدیک اوس کے نبی ہے کیا وہ غسل کرے اوس سے کہ کہ نہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے
 وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور محمد دونوں کے
 اور یہ خلاف اوس پانی میں ہو شیریں رقیق ہو ہوتا ہو پانی کے اوپر اگر سخت ہو جاکر اور شہینے لگے کیونکہ نزدیک اوس سے وضو جائز نہیں

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائز ہے محدث یعنی بوضو کو اور جنب اور عارض اور نفسا کو ف اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جنب کو تیمم ناجائز نہیں
 اور یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور یہی مذہب مدینوں کے موافق ہے اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا اَوْ كَامَسْكِتُمُ النِّسَاءَ یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتوں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہے بلکہ حضرت
 رضی اللہ عنہ اس کے معنی جماع کے نہیں لیتے اور وہ جو دلیل آپ صاحب ہدایہ لاتے ہیں کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہ ہم رہتے ہیں بیتوں میں تین چھپنے چار چھپنے اور ہوتے ہیں ہم میں جنب اور عارض
 اور نسا اور ہم نہیں پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تھامے ہوتے ہیں پھر مارا ہاتھ اپنا اوپر زمین کے واسطے
 موند اپنے کے ایک بار پھر مارا دوسری مرتبہ سو مسح کیا اوس سے اوپر دونوں ہاتھوں اپنے کے کہ انبیاء تک روایت کیا اسکو
 ابن ابی حنیفہ نے اپنی ہر یہ وضو اللہ عنہ ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اس حدیث کے شنی بیٹے صلیح کے ہیں کہا احمد اور رازی نے
 کہ وہ کچھ نہیں اور کہا نسائی نے کہ تروک ہے اور دلیل مسیح یہ ہے کہ روایت ہے عابر رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ پوچھی جگو جنابت تو تحقیق کہ میں لوٹا نہیں میں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

دو ضرب ہیں ایک ضرب ہر واسطے مونہ کے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہ منیوں تک وایت کیا اسکو حاکم فلو
 کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور نہیں اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے اور کہا دارقطنی نے **رَجَالَهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ** یعنی جلال
 اس کے سب ثقہ ہیں اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی باب میں اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کو تیمم جائز ہو جیسا کہ آگے آگیا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہ ہو یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی
 تو اگر جب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو او سپر واجب ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہوگا اور غسل کے لیے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدث بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جنابت کے ہی بالاتفاق اور جب کہ بے وضو کیواسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض حصہ دھو سکتا ہی اور بعض نہیں دھو سکتا تو اس میں بھی خلافت ہے ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض کو دھو اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نیا دین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہو پانی کے ایک میل **ف**
 برابر میں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل مسیر احمد فرسخ کا ہوتا ہو اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو گز کا ہوتا ہو ہر ہزار گز تک **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جڑ کے توفیق
 آیا عصر کا ٹہر نہ غم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا منہ پہنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پر بھی صحر کی پھر داخل ہوئے مینے کو او
 آفتاب بلند تھا سو نہ ٹھانا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جرجون نام ایک مقام کا ہے اور مرد ایک میل پر پہنچ
 مدینہ طیبہ سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہووے تو تیمم جائز ہے یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہووے کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوے تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا یا اگر جانب غیر توجہ
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہووے **ف** اور مختار قول اول ہے **ص** اور یہاں جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہے لیکن خوف زیادتی مرض کا ہے اسکو تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہووے
 کہ خوف تلف عضو کا ہووے **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ بَعْضُكُم مِّنَ الْمَاءِ فَلْيُغْسِلِ الْيَدَيْنِ مِن مَّاءٍ طَهُرًا** یعنی اگر تم بیمار یا راہگیر ہو
 تیمم کر دیتی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نفس سے دور ہے **ص** اور اگر استعمال پانی کا سستی ضرر کرے یا مینے بیمار
 کر دے یا جان یا کوئی عضو تلف کر دے تیمم جائز ہے **ف** اور یہی ہے کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا درندہ وغیرہ اور بھی
 جائز ہے و یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو یہاں سارہیگا یا پانی کیسے نہ فضا پینے کے واسطے مباح کیا ہے وضو
 یا غسل کی اس سے اجازت نہیں ہے تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فضا پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی ہاوسکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور
 اگر واسطے وضو کے ہو مینا جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشتی موجود ہو تو بھی تیمم جائز ہے **ف** اس واسطے کہ بعض
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے کو پھر تھو نہیں ہے **ف** اگر نماز عید کی تھا تو پہلے کا خوف ہووے تیمم کے نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹھانے اور جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی رہے گی تیمم سے بنا کر نماز نہ ہو

۴۱
 جانب توجہ میں ہووے
 کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں
 اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نفس سے دور ہے
 اور اگر استعمال پانی کا سستی ضرر کرے یا مینے بیمار
 کر دے یا جان یا کوئی عضو تلف کر دے تیمم جائز ہے
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے
 اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا درندہ وغیرہ اور بھی
 جائز ہے و یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو یہاں سارہیگا یا پانی کیسے نہ فضا پینے کے واسطے مباح کیا ہے وضو
 یا غسل کی اس سے اجازت نہیں ہے تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فضا پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی ہاوسکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور
 اگر واسطے وضو کے ہو مینا جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشتی موجود ہو تو بھی تیمم جائز ہے اس واسطے کہ بعض
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے کو پھر تھو نہیں ہے اگر نماز عید کی تھا تو پہلے کا خوف ہووے تیمم کے نماز شروع کرے اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹھانے اور جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی رہے گی تیمم سے بنا کر نماز نہ ہو

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نہ کرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی تو تیمم سے بنا کی سب کے نزدیک جائز
 اور اگر نماز جنازہ کی فوت ہوئے کا خوف ہی تیمم جائز ہو **ف** باوجود اسکے کہ صحیح اور سند درست ہو اور بانی موجود
ص مگر ولی کو جائز نہیں **ف** یعنی ہوس جتناڑ کا جو مالک اور ولی ہو اسکو تیمم جائز نہیں ہوا سب کے لوگ
 اسکو خود انتظار کریں گے **ص** اور اگر خوف فوت نماز جمعہ یا کسی ایک نماز کا یا بچ نمازوں میں ہو تو تیمم جائز نہیں
 اور وہ بار ماتھہ نماز تیمم میں فرض ہی ایک تو واسطے مسح کرنے مونہ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونوں ماتھوں کے
 مع کہنیوں کے **ف** اور یہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد نزدیک ایک بار ماتھوں کو ماسک اور اوس
 مسح ہونہ اور ماتھہ کا بتیلید تک کرے دلیل ہمار مذہب کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری اور
 دوسری دلیل حدیث عمار بن یاسر کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سو مارا بتیلیدوں اپنی کو اوپر مسی
 اور نہ جھڑا مٹی سے کچھ سو مسح کیا مونہ اپنے کا ایک بار پھر مارا بتیلیدوں اپنی کو مٹی پر مسح کیا ماتھوں اپنے کو نہ دات
 کیا اسکو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری دلیل حدیث ابی ہریرہ کی جو اوپر روایت ابن ابی حنیہ کی گزری اور سند اسکی ضعیف ہے
 اور جو تھی دلیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 پیچانے یا پیشا سے بچلے تھے تو سلام کیا اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو توجہ جواب دیا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 یہاں تک کہ قریب ہوا تو شخص کہ ٹھپ چاؤ کسی گلی مین تو مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ماتھہ اپنے اوپر دیوار کے
 اور مسح کیا اونسے اپنے مونہ پر پھر بار دوسری بار مسح کیا ماتھوں اپنے کو کہنیوں تک پھر جواب دیا سلام کا اوس شخص کو اور فرمایا
 کہ جواب سلام دینے سے بی وضو ہونا مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن جریر طبرانی اور روایت کیا اس حدیث کو
 طبرانی مختلف الفاظ اور حامل اونکا یہی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی محمد بن ثابت ہے اور سنن ابو داؤد میں ہے
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ أَبِي عُمَرَ أَنَّ ابْنَ
 قَالَ ابْنُ دَاسَةَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَكَهْ يَتَابِعُ مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ فِي هَذِهِ الْقِسْمَةِ عَلَى ضَرْبَتَيْنِ عَنِ الشَّيْخِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ فَعَلُ ابْنِ عُمَرَ يَنْبَغِي كَمَا أَبُو دَاوُدَ كَرَسَا سَيِّئَ إِمَامٍ حَمِيدٍ مِنْ سَيِّئِ كَرَسَا
 کیا محمد بن ثابت نے ایک حدیث منکر کو تیمم میں کہا ابن اسحاق نے کہا ابو داؤد کہ نہیں متا بت کیا جاوے گا محمد بن ثابت سے اس قصہ کے
 اوپر وہ بار ماتھہ مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہے اسکو لوگوں نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتہی اور اثر ابن عمر
 رضی اللہ عنہ کا موقوف صحیح ہے اور پانچویں دلیل حدیث اسامہ کی اور اوسمیں ہے کہ دیکھا یا جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم ایک بار
 بارنا واسطے مونہ کے اور دوسری بار بارنا واسطے دونوں ماتھوں کی کہنیوں تک روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اور بھی
 اخراج کیا اسکا ابن مردودہ وغیرہ نے اور سند میں اسکی ربیع بن بدیع بن ضعیف ہے لیکن وہ معتقد ہے حدیث عامر کی اور تھی دلیل حدیث
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم وہ بار ماتھہ یا ایک بار واسطے مونہ کے اور ایک بار واسطے
 دونوں ماتھوں کے کہنیوں تک روایت کیا اسکو دارقطنی اور حاکم اویسی نے اور سند میں اسکی حریش بن جریث ہے کہا ابو حاتم نے
 کہ اس حدیث میں چار مسئلوں کی دلیل ہے جو روایت کیا حاکم اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

اوسکے لیے جائز ہو گیا اور اگر کافر نے نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک درست نہیں اور اس طرح اگر ساتھ نیت کے بھی کیا تب بھی خلاف ہے اور تیمم درست ہے نماز کے وقت میں اور وقت سے پیشتر بھی درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک قبل وقت کے درست نہیں **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ تیمم جب خلیفہ مطلق ٹھہرا وضو کا تو قبل وقت کے بھی جائز ہو گا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صعب طیب پاک کرنے والی ہے واسطے مسلمان کے اور اگر چہ نہ پانی دس برس اوسکے اوپر دلالت کرتا ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا ترمذی کہ یہ حدیث صحیح ہے **ص** اگر دو برتنوں میں پانی بھرا ہے اور زمین ایک کا پانی پاک اور دوسرے کا ناپاک ہے اور کسی حدیث میں کہ خبر کو نہ ہے اور پاک کون ہے تو اس صورت میں ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کرے اگر ایک شخص نے پانی اپنے ساتھ ہی لے لیا اور اسے نہ دیا تیمم کو چاہے نہ ہو اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہے نماز کو پھر نہ پڑھا تو تیمم اوس کا ٹوٹ جاوے گا **ف** اور اگر چہ وقت نماز کا باقی ہو اور بعد عطا و طہا اوس اور مکحول اور ابن سیرین اور نہ ہری کا یہ ہے کہ نماز کا پڑھنا واجب ہے اگر وقت باقی ہے دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کیا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہ دو شخص مکمل سفر میں تھے اور وقت آیا نماز کا اور پانی ان کے پاس تھا سو تیمم کیا صعب طیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اون دونوں نے اور وقت باقی تھا سو ایک نے اون میں نماز پھر پڑھی اور دوسرے نے نہیں پڑھی اور آئے دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور دونوں نے یہ بات عرض کی سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو جس نے پھر نماز نہیں پڑھی تھی کہ پونہ چار سو سنت کو اور جس نے پھر پڑھی تو اوس کا کہہ دیجئے دینا اجر ہے اخراج کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور سالم اور دارمی **ص** اور اگر اوس نے اپنے رفیق سے پانی نہ لیا اور تیمم سے نماز پڑھی امام عظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوئی اور صاحبین کے نزدیک نہیں درست ہوئی اور بدیہ میں ایسا ہی لکھا ہے اور مبسوط میں ہے کہ اگر اوس نے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہ ہوگی اور بھی مبسوط میں ایک جگہ لکھا ہے کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے مگر قول حسین بن زیاد نہ مانگے کہ مانگنا ذلت کی بات ہے اور اس میں حرج ہے اور تیمم واسطے دفع حرج کے ہے اور جواب اس کا یہ کہ پانی وضو کا اگر خرچ کیا جائے تو اور چہ چیز کا احتیاج کی ہے اوس کے مانگنے میں کچھ ذلت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت حاجتیں اپنی غیر ضرورت نامی میں اور زیادات میں لکھا ہے کہ ایک شخص ساقر تیمم سے نماز پڑھا رہا ہے اور دیکھا اوس نے کہ ایک شخص کے پاس بہت سا پانی ہے اور اوس کو گمان غالب ہوا کہ نہ لگا یا شک ہو نماز پڑھ لے اور نہ توڑے اور جب کہ باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے نماز پڑھنا اوس کو تیمم سے درست نہیں اور اگر نماز کے اندر گمان غالب ہو کہ دیکھا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی یاد آئے ہیں کہ اگر بعد فارغ ہونے کے نماز سے پانی اوس سے مانگا اگر اوس نے دید یا نماز پھر پڑھے اور یا قیمت نہ توڑے کہ موافق مانگے اور اوس کو اوپر قدرت ہو پانی لے کر اور نماز پھر دہر کرے اور اگر اوس نے انکار کیا نماز اوس کی ہو گئی اور بعد انکار کے پھر اگر دید یا نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن تیمم ٹوٹ جاوے گا اور اگر اوس نے نماز میں پانی کھا اور گمان کیا کہ نہ لگا یا شک کیا اور توڑ دیا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل ہو گیا اور اگر انکار کیا تو تیمم باقی ہے اور اگر گمان غالب ہو کہ دیکھا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا نماز باطل ہوئی اور اگر انکار کیا تو نماز تمام ہوئی تو ایک تیمم سے فرض نفل جو چاہے پڑھے **ف** یعنی ایک تیمم سے چار دو نمازیں یا زیادہ فرض پڑھے ایک وقت یا کئی وقتوں میں اور جتنے چاہے نقل پڑھے خواہ نفل اوس فرض کی تبعیت میں ہوں یا نہ ہوں امام شافعی

لیکن کتاب میں
فقہین نے
مذہب
امام محمد بن حسن
بن علی کی کتاب
فقہین نے
مذہب

رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نماز میں پڑھنا جائز نہیں اور اسی طرح غفل بھی اگر جو فرض کی بنیاد میں ہو تو اس پر ہر ایک یہ حدیث ہو کہ زمین بالکل کھالے والی ہو مسلمان کی اگر چہ بچہ یا بانی دس برس یا تین کیا اسکو بہت ائمہ حدیث جیسا کہ اوپر گذرا اور امام شافعی دلیل پکڑتے ہیں قول ابن عباس رضی اللہ عنہ من الشئ ان لا یصلی بالتیمم الا من صلوۃ واحد فی فیئ سنتی یہ بات ہو کہ پڑھی جاوے ساتھ تیمم کے اکثر ایک نماز سے آخر جبکہ الدار قطعی و البیہقی رافعی نے کہا ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی کو وہ مانند حدیث مرفوع کے ہو اور ایسا ہی ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی نے مصنف میں اور مروی ہو عمر بن عباس رضی اللہ عنہ کہ تو تم کہتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ایسا ہی فتویٰ دیتے تھے قتادہ روایت کیا کہ واسطے ہر نماز کے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تم کہتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور جوابا سکا یہ ہو کہ اوہیں سب کوئی اثر صحیح نہیں ہو کیونکہ ابن عباس میں کہا میں ابوہریرہ نے کہ روایت کیا ہو ابوہریرہ نے حسن بن عمارہ اور وہ دونوں متروک ہیں اور کہا کہ حسن بہت ضعیف ہو اور اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حجاج بن اعطیہ ہی ترک کیا اسکو عبدالرحمن بن عوفی بن قطنان نے اور کہا احمد اور دارقطنی نے کہ حجت نہیں پڑی جاوے گی اوس سے اور کہ مایہی بن یمن اور نسائی نے کہ وہ قوی نہیں اور اثر عمر بن عباس رضی اللہ عنہ کا اوسین القطع ہو اور اثر ابن عمر کا اسناد میں اس کے علم احوال ہی ضعیف کیا اسکو احمد وغیرہ اور توشیح کی اوسکی اوجہاتم نے اور سلم نے پھر بھی معارض حدیث مرفوع کا نہیں ہو سکتا ہو کہ ناخر کی ہے بعض الکتاب اور بھی اسکا حل استعجاب ہو کر سکتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت ہے یعنی واجب نہیں مستحب ہو علاوہ اسکے کہا محدث فیروز آبادی شافعی نے سفر السعادت میں ذکر کیا حدیث صحیحہ انہ یتیمم لکل فیضۃ یتیمم جاد بدائیک اھم بہ مطلقاً و اقامۃ مقام الوضوء یعنی نہیں پایا ہم نے کسی حدیث میں کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے بلکہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا مطلقاً اور قائم کیا اسکو مقام وضو کے انتہی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے حماد بن انصورت نے ابراہیم سے ایسا ہی اور یہی قول ہے حسن اور عطاء کا ص جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہو تیمم کو بھی توڑتی ہو اور بانی یا نا اھل انکا اوسکی طہارت کو کافی ہو تیمم کو توڑتا ہو تو اگر اوس شخص نے موافق وضو پانی پایا اور وضو نکلیا اور پھر پانی نکلا تو پہلا تیمم و سکا ٹوٹ گیا اب ہر تیمم کرے اور جب تک اگر تمام بدن کو دھویا گو بیٹھ اوسکی باقی رہی اور بانی ہو چکا بعد اوسکے حدیث ہو گیا اور دونوں حدیث لیے ایک تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی باقی کہ وضو اور بیٹھ دونوں کے دھوے کو کفایت کرتا ہو تیمم دونوں حدیثوں کا باطل ہو گیا اور اگر اتنا ہو کہ نہ وضو کو کفایت کرتا ہو نہ بیٹھ دھوے کو کفایت کرتا ہو نہ وضو کو کفایت نہیں کرتا ہو وضو کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور وضو کے حق میں باقی ہو یا فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہو بیٹھ دھوے کو کفایت نہیں کرتا ہو وضو کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور وضو کے حق میں باقی ہو اور اگر اتنا پانی ہو کہ اوس سے فقط وضو ہو سکتا ہو یا فقط بیٹھ کا وضو اور دونوں میں ہو تو پہلے بیٹھ کو وضو جو اس غسل میں باقی رہی تھی اب ہر تیمم واسطے حدیث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب ہر تیمم کرے اور امام ابی یوسف کے نزدیک بھی تیمم کافی ہو اور اگر اوس نے پہلے تیمم کر لیا حدیث کا اور بعد اوسکے بیٹھ کو دھویا اس میں بھی دو روایتیں ہیں ایک روایت میں ہر تیمم کرے اور دوسری روایت میں تیمم کافی ہو جاوے گا اور اگر اوس نے اوس پانی سے بیٹھ کو نہ دھویا بلکہ پہلے وضو کیا جنانکے حق میں سکا تیمم ٹوٹ گیا دونوں روایتوں میں اب ہر تیمم کرے اور اگر صلی نے دو تیمم کیے تھے ایک واسطے جنانکے اور دوسرے واسطے حدیث کے اور پھر پانی

ابن عمارہ
ابن عباس
ابن عمر
ابن عباس

ابن عباس
ابن عمر
ابن عباس

اگر اسے پایا کہ دونوں کے لیے کافی ہو تو نہ تم ٹوٹ جاؤ گے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہیں کہ تم نہ ٹوٹو گے اور اگر دونوں میں
 ایک کے لیے کافی ہی پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب ہی معصومین میں اور وہ ہی حکم میں جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلیٰ نے
 تیمم واسطے جنابت کی کیا اور پھر اسکو حدت ہوا اور ابھی تیمم حدت کا نہیں کیا ہی اور پانی پایا اگر دونوں کے واسطے کافی ہو جنابت
 تیمم ٹوٹ گیا اور غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہی کہ کسی کے واسطے نہیں جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدت کے واسطے تیمم کرے
 اور سوچے بات ہو کہ اس پانی سے جتنی بیٹھ دھوئی جاوے دھو کر نہ جنابت کم ہو کہ وہ چلیجے اس مقام پر لکھا ہے کہ یہاں پانی
 کا ضائع کرنا ہو جو اب اس کا یہ کہ وضائع کرنا نہیں ہو کہ وہ نہ اگر شاید آگے جا کر اسے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ بقیہ بیٹھ کر اعلیٰ تک نہ جائے
 تو جنابت اسکی ادا ہو جائیگی تو اگر پہلے پانی سے بیٹھ نہ دھولیا تو یہ پانی لغایت نہیں کرنا تا کہ مآل فیہ حصہ اور اگر اتنا پانی
 پایا کہ بیٹھ کے واسطے کافی ہو تو اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاوے گا اور حدت کے واسطے تیمم کرے اور اگر بیٹھ کر کافی نہیں وضو کو
 کافی ہو وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہو تو جنابت میں سے جو باقی ہو اسکو دھو کر اور
 حدت کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائے تو تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی اسے موافق اس جگہ کے دھو کر
 پایا لیکن پہلے اسے حدت کا تیمم کیا بعد اس کے بیٹھ دھوئی اب پھر تیمم حدت کا کرے یا نہ کرے اس میں دو روایتیں ہیں زیادتی کی
 روایت میں پھر تیمم حدت کا کرے اور اصل روایت میں پھر نہ کرے اور اگر اس کے بدن یا کپڑے پر ایک مہ سے نجاست زیادہ ہو کہ
 تو پہلے نجاست کو دھو کر اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً کدے
 کی جماعت تیمم کرنے والی یہ پانی تھامے واسطے مباح ہو جو نہ شخص تم میں سے چاہے اس سے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے
 وضو کے موافق ہو سب کا تیمم باطل ہو جاوے گا تو اس صورت میں جب ایک شخص اس سے وضو کر لیا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کر کے
 کیونکہ ہر شخص کو اکیلے اکیلے قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی سینے تم سب کو دیا اور انھوں نے لیا تو کسی کا تیمم بجا
 کیونکہ اس پانی میں سب کا حصہ ہو اور اتنا پانی نہیں جو سب وضو کریں تو گویا کیسے پانی موافق اپنی طہارت کے نپایا پھر اگر وہ سب مل کے
 سارا پانی ایک شخص کو دیدین امام عظیم کے نزدیک تیمم اسکا باطل ہوگا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو جاوے گا اور تفصیل اصل کتاب میں
 اگر تیمم کرنے والا مرتد یعنی کافر ہو جاوے گا تو تیمم اسکا نہ ٹوٹے گا تو اگر پھر اسلام لائے تو تیمم اسکا باقی ہو اس تیمم سے نماز درست ہے
 اگر کسی شخص کو اسید پانی ملنے کی ہوس ہو اسکو نماز کا تاخیر کرنا اور جب اول وقت میں اسے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور
 وقت باقی ہو پھر نماز کا اعادہ نہ کرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہاں سے ایک غلوٹی دھوٹا ہنا پانی کا واجب ہو جاوے گا اور غلوٹین سے قدم
 چار سے قدم تک ہوتا ہو اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لانے سے قافلہ غائب ہو جاوے گا
 تیمم جائز ہو اور صاحب محیط نے اسکو اچھا لکھا ہے اور اگر مسافر کے اسباب میں پانی ہو کہ وہ بھول جاوے تو تیمم سے نماز پڑھے
 پھر پانی ملائے اور اگر جب وقت ہو جو نماز پھر نہ پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اور صورتیں ہیں
 کہ اسے پانی کو خود یا غیر نے اس کے حکم سے رکھا ہو اور جسکو غیر نے بغیر حکم اس کے کے رکھا ہو بعضوں نے کہ تیمم اسکو سب کے
 نزدیک جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس صورت میں بھی اختلاف ہے ایسا ہی لکھا ہے بدیع الدین اور اگر وضو کا مانع بندوں کی ہوس ہو
 تیمم جائز ہے مسلمان کافروں کے قبضے میں ہوں اور وہ وضو منع کریں یا قید میں ہوں اور اگر کسی شخص نے مصلیٰ سے کہا کہ اگر

تھے وضو کیا تو قتل کرو گاتیم او سکوجائز ہی مگر جب شخص چلا جاوے اور مانع جاتا ہے نماز کو پھر وضو پڑھنا چاہیے ایسا ہی ہے جو غیر

باب مسح موزوں کے بیان میں

مسح موزوں کا احادیث سے جائز ہی ثابت ہے اور قرآن شریف سے دعویٰ پایہ کثابت ہے اور اس باب میں حدیثیں بہت آئی ہیں صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے واسطے مسح کی مدت تین دن اور تین دن مقرر کی اور تھیم کے واسطے ایک دن اور ایک دن اور صحیح ابن خزیمہ میں حضرت ابو بکر سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علامت اہل سنت میں مسح خضیں کو داخل کیا ہے اور عقائد میں درج کیا ہے فرمایا وَغَسَّحَ مَعَكَ الْخُضَّيْنِ فِي السَّفَرِ وَالتَّخَضُّرِ یعنی مسح کرتے ہیں ہم اوپر موزوں کے سفر اور حضر میں اور کہا امام صاحب نے کہ نہیں حکم کیا سینے ساتھ مسح کے یہاں تک کہ آئیسے پاس مانند روشنی دن کے اور ایسا ہی سب ائمہ سے مروی ہے اور اتفاق کیا اسپر ائمہ اربعہ نے اور جو مسح موزوں کا جائز نہیں رکھتا وہ بھی ہے اور اس باب میں قرینہ صحت سے روایت ہے اور تواتر المعنی بعض لوگوں نے اس حدیث کو گناہ تفصیل اسکی شہید شیخ ابن تیمیہ وغیرہ میں لکھ کر ہے جسکا جی چاہا ملاحظہ کرے اور یہاں بسبب اختصار کے ترک کیا **ص** بے وضو کو واسطے حدیث کے موزوں کے مسح درست ہے مگر یہ کہ جب ہو تو مسح جائز نہیں **ف** کیونکہ روایت ہے صفوان بیٹے عسال سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے ہر جگہ کہ ہو ہم سفر میں یہ کہ ناو تارین موزوں ایسے کو تین باتوں تین دن تک مگر جناب سے اور ناو تارین پیشاپہ پہنچا اور سونے سے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ **ن** اور صورت اسکی یہ ہے کہ جب نے تھیم کیا بعد اس کے او سکھو نہ ہو اور اسکے پاس وضو کے موافق پانی ہے او سنو وضو کر کے موزہ پہنا بعد اس کے موافق غسل کے پانی پایا اور غسل کیا اور پھر پانی لیا پھر پانی مقدار وضو کے پایا سو او پھر تھیم کیا واسطے جناب سے تو اگر اچھٹ کرے تو وضو کرے اور موزہ اذنا کرے اور پھر دھو واسطے کہ جب کو مسح جائز نہیں اور سنت مسح موزہ میں یہ ہے کہ تین او گلیوں سے ہاتھ کی کشادہ کر کے پانوں کی او گلیوں کے سرے سے پٹلی تک تین خط موز پر پھینچے اور اگر او گلیاں کشادہ مکین مگر تین او گلیوں سے مسح کیا جائز ہوا اور اگر پہلے ایک او گلی ترک کی اور مسح کیا اور پھر ترکی اور مسح کیا اور پھر ترکی اور مسح کیا او تینوں بار علیہ وسلم مسح کرے تو درست ہو لیکن اگر تینوں بار ایک ہی جگہ نہ چار دست نہیں اور اگر انگوٹھے اور شہادت کی او گلی سے مسح کیا جائز ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مسح موزوں سے پوچھے گئے فرمایا آپ نے ہاتھ کی او گلیوں کو سر موزہ پر کھینچ کر ہتھیلی کے پائے ہتھیلی کے پٹلی تک کھینچ لے اور اگر او گلیوں کے سرے سے مسح کیا درست نہیں مگر جب کہ موز ملنا نہ ہو چاہے کہ جتنا واجب ہے تو جائز ہے اسی طرح لکھا ہے محیط میں اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ اگر او گلیوں سے قطر بہتے ہوں درست ہے اور مسح سنت ہے ہتھیلی سے اور اگر ہتھیلی کی پشت سے مسح کیا جائز ہوا اور یہی او گلیوں کی طرف سے مسح شروع کرنا سنت ہے لیکن اگر پٹلی سے شروع کرے یا درست ہو جاوے گا اور اگر مسح کو بھول گیا اور موزہ کا پانی اس کے موزوں کی بیٹھ پر پڑا مسح درست ہو گیا اور اگر اس طرح اگر سر کا مسح بھول گیا اور پانی اس کے سر پر پڑا مسح درست ہے اور اگر گھانس میں چلا اور ظاہر موز کا تر ہو گیا اگرچہ تھیم سے ہو تو درست ہے اور یہی صحیح ہے اور مسح ظاہر موزوں پر کرے **ف** ظاہر موزوں سے مراد پشت موزہ ہے اور باطن سے مراد پیچھے موزوں کے ہر مساکہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہے اور روایت کیا ابو داؤد حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ کے انھوں نے فرمایا کہ اگر کاروبار دین کا عقل پر ہوتا ہے موزوں کا دلی تھا مسح کرنے میں اوپر اس کے سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک

درجہ اول

اور پھر بکے مسح کرنا واسطے ادا فرمیں کہ ہوا اور نیچے سوچ کے واسطے ادا سنت کے ہوا اور حدیث اس باب میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وارد ہے کہ وضو کرنا یا سینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ تبوک میں سو مسح کیا آپ نے اور پھر بکے اور نیچے اسی سوچ کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہے اور اتصال او سکی سنکا مغیرہ ثابت نہیں ہوا کہ ترمذی نے پوچھا سینے بخاری اور ابو زرہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور ابو داؤد بھی اسکو ضعیف کہا ہے اور بعض طریقوں میں امام حماد ابو داؤد علی ظاہر ہما کا لفظ واقع ہے یعنی مسح اور پھر اون بوزوں کے **ص** اور موزوں کے کہتے ہیں جو ٹخنے کو چھپا دے اور پیر کی جو چھوٹی انگلیاں ہیں اور سین اگر تین انگلیوں کے برابر پیر ہوا مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم ہی درست ہے اور اگر موزہ ڈھیلا ہو کیا پیر دیکھنے میں باقیوں کی کھالی دیکھا مسح او سپر جائز ہے اور جبر موقوف ہے مسح جائز ہے اور جبر موقوف اسے کہتے ہیں جو سوچ کے اوپر پہن جاتے ہیں واسطے حفاظت سوچ کے کیچڑ اور نجاست وغیرہ سے تو اگر چہرے کے ہین یا مانند اس کے اوپر مسح جائز ہے اگر چہ فقط جبر موقوف ہوں اور موزہ اس کے نیچے ہو اور اگر کپڑے کے ہین یا مانند اس کے تو اگر ان کے تین ایک یا بغیر موزوں کے پہنا ہی مسح جائز نہیں اور اسی طرح اگر موزہ بھی اس کے نیچے ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری او سکی سوچ کو پہنچ جاتی ہے تو مسح جائز ہے تو اگر جبر موقوف چہرے کے ہین یا مانند اس کے اوپر مسح کر کے بعد حد تک او کو سوچ پر پہنا مسح او پر درست نہیں سوچ پر کرے اور اگر قبل حد تک او کو پہنا اور مسح کیا او پر جبر موقوف کو اتار اور موزوں کو نہ اتارنا موزوں پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دو تہ کے موزہ پر اگر مسح کیا بعد اس کے ایک تہ کو اتار اور دوسری تہ پر مسح کرنا واجب نہیں ہے اور اگر ایک پیر کے جبر موقوف کو اتار او س کے موزہ پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جبر موقوف پر پھر دوبارہ مسح کرے اور امام ابی یوسف کہتے ہیں کہ دوسرے جبر موقوف بھی اتار ڈالے اور مسح کرے دونوں پیر موزوں پر **ف** مسح جبر موقوف پر ہوا درست ہے کہ روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے عمامہ اور جبر موقوف پر **ص** اور جبر پر مسح درست ہے اگر سخت ہوا اور بغیر باندھنے کے تم سے اور نیچے او کے چمڑا لگا ہوا تھا چہرے کا سوچ تو اگر بغیر باندھے تم سے ہیں لیکن چمڑا او میں نہیں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح او پر درست نہیں ہے اور حجتین کے نزدیک درست ہے اور مروی ہے کہ امام صاحب نے جو کہ کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتویٰ صاحبین کے قول پر جو رحمہم اللہ امین **ف** جو ربہ اسکو کہتے ہیں کہ سوچ پر بسبب حفاظت سردی پہنا جاتا ہے یا او کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو رب پر مسح درست نہیں اور روایت کیا احمد اور ترمذی اور ابو داؤد ابی ماجہ مغیرہ بن شعبہ کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ربوں پر کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جو رب پر مسح جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہ اس کے اور ابو داؤد نے بھی اور حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جو ربوں پر ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی عیسیٰ بنیۃ سانک کے ہیں ضعیف کیا او کو احمد اور ابن ماجہ اور ابو زرہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابی داؤد میں ہے کہ مسح کیا جو رب میں پر حضرت علی اور ابن سعد اور بار بن عازب اور انس بن مالک اور ابوامامہ اور سہل بن سعد اور عمر بن حُرث رضی اللہ عنہم جمعین وغیرہم نے اور روایت کیا گیا ہے حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی **ص** اور مسح موزہ او موقوف درست ہے کہ بعد پہننے کے وقت حد کے طہارت تمام ہو چو کہ اگر اس سے

درجہ ثانی

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونوں پیر وھو موزون پہنا بعد اسکے باقی اعضا دھوئے بعد اسکے حدث لاحق ہوا پھر اس نے وضو کیا یا ترتیب وضو کیا تو دلہنے پر کو دھو کر موزون پہنا اور دوسرے پر کو دھو کر موزون پہنا بعد اسکے حدث ہوا تو دونوں صورت میں مسح جائز ہے پہلی صورت میں وقت پہننے موزو کے طہارت اس کی تمام نہی اور دوسری صورت میں وقت پہننے دانے موزو کے لیکن وقت حدث دونوں صورت میں طہارت اس کی پوری ہے **ص** اور مسح جائز نہیں ہے عکا اور ٹوپی اور برقع اور دستاؤں پر **ف** امام محمد رحمہ اللہ موطا میں لکھا ہے کہ کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پونچھا ہکو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے پونچھا لوگوں نے مسح عکا کہا انھوں نے جائز نہیں ہے یہاں تک کہ مسح بالون کا کرے اور اسی اندک کیا ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور نافع کہتے ہیں کہ میں نے صفیہ بنت ابی عبیدہ بن جریج رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھیں اور کھینچی تھیں اور مٹنی اپنی او مسح کرتی تھیں سر پر اور پونچھا پر ہکو کہ اول میں مسح اوپر ہکے جائز تھا اور اب منسوخ ہو گیا اور یہی قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور اگر مٹنی ہمار کا اور ہشام بن عروہ روایت ہے کہ دیکھا انھوں نے اپنے باپ کو کہ اوٹھاتے تھے عاکہ سر او مسح کرتے تھے سر پر او دستاؤں کو بھی عکا وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیے اور وہ جو منیر کی حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اور عکا کے نسخے ہو اور دلیل نسخ کی قول صحابہ اور تابعین ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کلام اللہ میں ہے **وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ** یعنی مسح کر دو او پر سر و نچے کے **ص** اور فرض مسح موزون میں برابر ترین ہو گل کے ہین ہاتھ کے اور اس سے زیادہ فرض نہیں اور نیت وغیرہ مسح میں فرض نہیں **ف** ہدے میں روایت ہے منیر بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دونوں موزون اپنے کے اور کھینچا او کو اوٹھکیوں سے اوپر تک ایک بار اوٹھکیا کہ میں نظر کرنا طرف نشان مسح کے اوپر موزو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کئی خط تھے اوٹھکیوں کے **ص** اور مدت مسح کی تقیم کو وقت حدیث ایک بات اور ایک دن ہوا اور مسافر کو تین اور تین بات **ف** مثال اس کی یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نے ظہر کو وضو کیا اور موزو پہنے بعد اسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب مدت عصر کے وقت صلی جاہلی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت میں قبل کو ہوئی اور اور حدیثیں بھی اس باب میں آئی ہیں اور اکثر احادیث کا یہی مضمون ہے کہ مسافر کے واسطے مدت مسح کی تین دن اور تین بات ہوا تقیم کے واسطے ایک دن اور ایک بات اور ایک روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ مسح جب تک چاکرے یعنی کچھ مدت نہیں مگر جابستے اوتار اور یہی قول ہے ابن عباس کا اور دلیل کہتے ہیں اس سے جو روایت کیا حکم نے انس رضی اللہ عنہ اور کہا صحیح ہے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تم میں سے اپنے موزو پہنے سو نماز پڑھی اوں دونوں موزون میں اور مسح کرے اوپر اور نہ اوتار اگر چاہے اوٹھکیو مگر جابستے اور ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر عمل کیا ہے اور وہ جو ابن ماجہ اور ابو داؤد روایت کیا ہے ابی بن عمار رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ مسح کروں میں موزون پر فرمایا مان کہا ایک دن فرمایا اور دونوں کہا اور تین دن یہاں تک کہ پونچھے سات دن تک سو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور میں لکھا ہے **وَقَدْ اخْتَلَفَ فِيهِ لِسَانُ كَثِيرٍ** و لکھتے ہیں **وَالْقَوِيُّ** یعنی تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اسناد میں اس کی اور وہ قوی نہیں دوسرے کہ مخالف ہے اور اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت علی اور ابی بکر اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جسکو حکم نے صحیح کیا ہے اور داؤد قطنی نے بھی اسکو روایت کیا ہے مستبرہ و جابا و سکا یہ ہے کہ وہ حدیث معمول ہے تین دن کی

مدت پر جیسا کہ گذشتہ ص جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہو مسح کو بھی توڑتی ہو **ف** کیونکہ پیر دھونا ایک جزو وضو کا اور
 اس کا یہ قائم مقام ہے تو جس سے وضو ٹوٹ گیا یہ بھی توڑ گیا **ص** اور کھانا سوڑ گا بھی مسح کو توڑنا ہو اور پیر دونوں پر
 دھونا واجب ہو گا کیونکہ جمع غسل اور مسح میں نہیں درست ہے اور جو مسح کے اندر پانی جلا جاوے اور تمام پر بھیج دیا
 مسح ٹوٹ جاتا ہے اور ضعیفہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پر بھیج دیا مسح ٹوٹ جاتا ہے اور جب مسح مسافر اور مقیم کی تمام
 ہو جاوے دھونا پیر کا اور سپر فقط واجب ہو گا اگر وہ با وضو ہو اور اگر نہ ہو تو سدا وضو کرے اور پھر کلنا اکثر قدم کا
 موزے سے مسح کو توڑنا ہی اور ہی لفظ قدوری کا ہے اور متن میں جو لکھا ہے کہ کلنا زیادہ ایڑ کا طرف سے پٹلی کے مسح کو توڑنا ہی
 مروی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تین اونگلی چھوٹی کے پٹ جاتا ہے اور پیر اتنا ہی ہو کہ کمر جاوے
 مسح جائز نہیں اور اس سے اگر کم پٹنا ہو تو درست ہے اور اگر لنگ پٹنا ہو کہ اوپر تین اونگلیاں برابر سما جاتی ہیں لیکن اتنا کلنا نہیں
 مسح درست ہے اور اگر کمر پٹنا ہو لیکن چلنے کے وقت اتنا کھل جاتا ہے مسح درست نہیں ہے جو موزہ رسی وغیرہ بنا ہوا ہو جس سے
 ٹخنہ کھلا ہو اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اس طرح پر کہ کچھ اوپر سے کھلا نہیں ہوتا تو اس پر مسح درست ہے اور اگر کھلا رہتا ہے تو اگر مقدار
 تین اونگلی کے یا زیادہ کھلا ہو گا مسح درست نہیں ہے اگر درست ہے اور اگر ایک سوز میں بہت جگہ پٹنا ہو کہ جمع کرنے سے تین اونگلی کے موافق
 ٹھہرے تو اس پر مسح درست نہیں ہے اور اگر دونوں سوز پٹے ہوں اور دونوں جمع کر کے ہتھکڑی کے تو مسح درست ہے اور اگر مقیم ہو مسح کیا
 اور ایک دن کے گزرنے سے پہلے مسافر ہو اتنی دن کے بعد اوتار کر اور اگر ایک دن یا ایک رات گزرنے کے پہلے مقیم ہو ایک دن یا ایک رات کے
 بعد اوتار کر اور اگر مسافر بعد ایک رات یا ایک دن کے مقیم ہو یا مقیم مسافر ہو سو کہ پیر سے اوتار کے پھر پیر دھو کے مسح شروع کرے

فصل پنجم میں مسح کرنے کے بیان میں

پنجمی پر مسح درست ہے اگر جب وقت حدت کے باندھی ہو اور پنجمی کا گھونٹنا مسح کو یا طل نہیں کرتا ہی مگر جبکہ زخم اچھا ہو گیا ہو
 پنجمی پر مسح کرنے کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہے اسکو ابن عباسؓ اور سند اسکی حدیث
 ضعیف ہے اور اس واسطے کہ سوز کے اوقات سے زیادہ اور پیر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہے اور جب سوز کا مسح درست ہو تو پنجمی کا بھی
 درست ہو گیا اور اگر زخم اچھے ہونے کے بعد پنجمی گری تو اس مقام کا دھونا فرض ہو گیا پھر اگر اسکا وضو ہو تو فقط اسی مقام کو
 دھو ڈالے **ص** پھر اگر مسح کرنا پٹی پڑے تو ترک کرنا اسکا درست ہے **ف** کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے
 کہ ایک شخص کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہر مریض زخم لگا تھا اور اسکو تمام ہاتھوں حکم کیا گیا غسل کا تو اس نے غسل کیا اور
 اکڑ کے مر گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسکی خبر پہنچی کہ اسکا طے کہ پونچا ہو کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کانٹوں کو لیتا
 تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیا سر اپنا جس جگہ اسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ **ص** اور اگر ضرر نہ کرے
 تو اوپر تین روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ترک کرنا اسکا اور فتویٰ اس پر ہے کہ ترک کرنا درست نہیں
 اور اس میں کچھ شرط نہیں ہے کہ پنجمی طہارت کے وقت بلندی ہو اگرچہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ محدث ہو یا ناب
 جیسا کہ گذشتہ سیدہ کہ مسح پنجمی پر جب درست ہے کہ جب مسح اوس عضو کا کر سکے جیسا کہ دھونے میں سکتا اس طرح پر کہ پانی اسکو
 ضرر نہ کرنا ہی پنجمی پر اور کھولنے میں اس کے ضرر کا خوف ہو تو اگر عضو کے مسح پر قادر ہو دیکھا ہی پنجمی پر جائز نہیں ہے **ف**

اس واسطے کہ یہ سبب عذر کے ہی اور جب عذر نہ ہو دیکھا تو مسح بھی جائز نہ ہوگا **ص** اگر اعضا مصلیٰ کے چٹے ہوں اور انکے دھونے سے عاجز نہ ہو پانی بہانا اور سپر لازم ہو تو اگر یہ مانہ سکے تو اسی جگہ کا مسح کر لے اور اگر مسح سے بھی عاجز نہ ہو تو ناچھو اور اگر دوا سکے دھو کیو **ف** دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری **ص** اور اگر ہاتھ اسکے چٹے ہوں کہ خود وضو نہیں کر سکتا دوسرے کو دے تو اگر دوسرے سے اونسنے نہ کرے اور تیمم کر لیا جائے اور صاحبین کے نزدیک درست نہیں اور اگر اونے پیر کی پوائی کی جگہ پر دوائی لگائی ہو پانی کو دوا پر گزار دیکو اور اگر بانی بہایا اور پھر دوا اگر بڑی اگر تندرستی سے گری ہو اس مقام کو پھر دھو کیو اور اگر تندرستی نہیں گری ہو تو نہ دھو کیو اور اگر کسی شخص نے فصد لی اور گدلی رکھ لے اسکے اوپر پٹی باندھی جس لوگوں کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہیں بلکہ گدلی پر کرے اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہو کہ بغیر دوسرے کے آپ باندھ سکے تو مسح اوپر جائز نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جب تک دوسرے شخص نہ باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہو **ف** اس واسطے کہ مسح عذر کے ہی اور جب پٹی آپ کھولتا ہی اور آپ باندھ سکتا ہی تو پٹی اتارنے میں عذر نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اس جگہ عذر پایا جاوے گا تو مسح بھی درست ہو **ص** اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی کھولنے سے اور اسکے نیچے مسح کرنے سے صریح ہو کہ اور زخم کو کچھ ضرر پہنچے تو مسح پٹی پر جائز ہو اور اگر ضرر نہیں تو پٹی پر مسح درست نہیں **ف** اور یہی قول مختار ہے **ص** اگر کھولنا پٹی کا ضرر نہیں کرتا لیکن مقام جہاں سے اتارنا ضرر کرتا ہی کھولے اور اسکے نیچے کو مقام جہاں تک دھو کیو اور پھر باندھ کیو اور مقام جہاں تک مسح کرے اور اکثر شایخ اسپرین کہ پٹی پر مسح درست ہے اور گردن گروہی کے اگر بدن کھلا ہو مسح اوپر درست ہے کیونکہ دھونے میں خون اس بات کا بھی کمی نہ ہو اور تری او کی زخم تک پہنچے **ف** جو پٹی گدلی پر باندھی جائے اور کو عصا بھی کہتے ہیں **ص** اور تمام پٹی اور عصا کا مسح کرنا چاہیے حسن کی روایت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بھی مذکور ہے اسرار میں اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی اور عصا کا اکثر مسح کر لے تو بھی درست ہے اور اگر پٹی اور عصا بے پر مسح کر لیا اور پھر او کو اتارا اور پھر باندھ لیا مسح پھر کرے اور اگر مسح نہ کرے گا تو بھی درست ہے اور اگر او کی جگہ دوسری پٹی یا عصا باندھ بہتر ہے کہ پھر مسح کرے اور اگر نہ کرے گا تو بھی درست ہے اور تین بار مسح کرنا پٹی یا عصا کا کچھ وضو نہیں بلکہ ایلیا کافی پلوہی کے مسح کے واسطے کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسح سوڑ گیا واسطے ہی تو اگر پٹی گر پڑی لیکن اچھے ہونے سے گری ہو اس جگہ کا دھونا واجب ہو غلام کے اور اگر بچے ہو گری تو مسح باطل نہ ہو گا بخلاف مسح سوڑ کے کہ اگر ایک سوڑ کو اتار لیا تو دونوں پیر کا دھونا واجب ہے

باب حیض کے بیان میں

تین خون خاص ہیں عورتوں کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اس خون کو کہتے ہیں جسکو رحم عورت بالغہ کا جھارنا اور عورت بالغہ نو برس میں جاتی ہے بغیر کسی بیماری اور سن نا اسیدی کو بھی نہ پونہی ہو کہ تو جو خون رحم سے نہو دیکھا حیض نہیں اور اسی طرح جو خون نو برس قبل آوے گا اور ایسا ہی جو بیمار آوے گا اور جو خون ہمیشہ جاری ہو بعض خون حیض ہو دیکھا اور بعض عورتیں اور جو خون بعد جتنے کے عورت کو آتا ہی او کو نفاس کہتے ہیں یہ بھی حیض میں داخل نہیں اور صحیح ہے کہ حیض بعد سن ایاس کے نہیں **ف** ایاس کے معنی نا اسیدی ہے ہیں تو گویا اس میں حیض سے نا اسیدی ہو جاتی ہے **ص** اور سن ایاس بعض کے نزدیک ساٹھ برس ہیں اور بعضوں کے نزدیک تین برس اور یہی توجہ کر لیا ہے مشائخ بخارا اور خوارزم نے **ف** بخارا اور خوارزم نام تین

ص تو جو خون عورت بعد اس کے دیکھے وہ ظاہر مذہب میں حیض نہیں **ف** چلی شہد شریعہ و قیامین پر کھڑی
 ہوتے زمانے میں اور اس کے ہر کہ بعد چھین برس کے حیض نہیں آتی یہی قول ہے حضرت عائشہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ علیہ کا **ص**
 اور فتویٰ ہے کہ جب خون سیالہ یا سرخ دیکھے تو حیض ہے اور جب کھانا و دھڑکاؤ اور اس کو حیض آتا ہو تو چار مہینے دس دن کی
 مدت ہے اگر عورت آزاد ہو اور اگر لونڈی ہو تو دو مہینے اور پانچ دن ہو اگر قبل تمام ہونے کے بعد **ف** یہی جو
 ناامید ہوئی اور سن ایسا کہ پونہ بی ہو **ص** ایسا خون کچھا عدت مہینوں کا باطل ہو جاوے گی اور بعد تمام ہونے کے اگر ایسا
 خون کچھا تو عدت باطل نہوے گی اور اگر زیادہ یا سبز یا خالی ہو تو وہ حیض نہیں **ف** استخاضہ کا لگے بیان ہو چکا ہے
 اور کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن ہیں اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن ہو اکثر
 تیس دن کا ہے اور نزدیک امام شافعی کے کم مدت ایک دن ایک اور اکثر مدت پندرہ دن **ف** حدیث میں ہے کہ کم مدت
 حیض کی واسطے عورت کے بارہویا تین دن اور تیرہ یا سات اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ استخاضہ ہے روایت کیا اسکو
 دارقطنی نے ابی امامہ سے کہ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبدالمطلب اسامہ بن اسکی مجہول ہے اور علامہ ابن کثیر نے بھی یہ روایت
 کیا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہیں اور جب زیادہ ہو اس سے
 تو وہ استخاضہ ہے اور سبب حسن بن ہار کے ضعیف کیا اسکو اور حدیث شہورہ غیب بن ابی بے اور روایت ہے موقوفہ النضر رضی اللہ عنہ
 کہ ابن عدی حسن بن ہار بن کنینہ نے کچھا مینے اسکو شدید بکارت میں بلکہ حدیث ابی بے کی قریب صحت ہے اور روایت کیا دارقطنی نے
 عبد الغزیز اور وحشی انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے انھوں نے ثابت سے انھوں نے النضر رضی اللہ عنہ کہ گما انھوں نے کہ عورت حائض
 دس دن تک اور جو زیادہ ہو وہ استخاضہ ہے اور روایت ہے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہ نہ ہوتی ہے عورت استخاضہ ایک دن اور
 نہ دو دن میں بیان تک کہ پونہ دس دن کو سو وہ استخاضہ ہے اور روایت کی عثمان بن ابی العاص ثقی رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہا
 جب تباؤ کرے دس دن کو تو وہ غیر المستحاضہ کے غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمان یہ صحابی ہیں اور روایت کی سعید بن جبیر
 کہ کم مدت حیض تیرہ دن ہیں اور روایت کی مثل اسکے سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ اور روایت کی دارقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آند
 بن اہق سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہے اور اکثر مدت دس دن ہے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن
 مجہول ہیں اور روایت کیا ابن عدی نے کمال میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے حیض کم
 تین دن سے اور ناوہر دس دن سے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن سعید شامی سے کہ وہ واضح الحدیث ہے اور روایت کیا اسکو حنفیہ
 معاذ رضی اللہ عنہ اور ضعیف کیا اسکو محمد بن صوفی سے کہ مجہول ہیں اور روایت کیا ابن جوزی نے علی بن عقیل سے کہ حدیث صحیحہ
 عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر اسکے دس دن اور کم مدت درمیان و حیضوں کے پندرہ دن ہیں انھیں ضعیف کیا
 اسکو سلیمان بن عیسیٰ نے ابو داؤد اور وہ واضح حدیث کا اور حدیث محبت ہے امام شافعی پر جامع ترمذی میں ہے کہ اختلاف کیا اہل علم
 مدت حیض میں بعضوں نے کہا کہ کم مدت تین دن اور تین یا سات ہیں اور اکثر مدت دس دن ہیں یہی قول ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
 اور اہل کوفہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہے ابن المبارک نے اور عطاء جلالی ہیں امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہیں باقی کوئی حدیث صحیح
 اس باب میں آئی **ص** اور شروع حیض کا پتہ ہوتا ہے کہ خون غریج خارج ہو کہ آج و تو اگر کسی عورت غریج داخل ہو کہ کسی عورت

عائشہ
 حسن بن ہار
 عثمان بن ابی العاص
 سعید بن جبیر
 ابن عدی
 ابن کثیر

ف اگر سناؤ سکوکتے ہیں جو عورتیں تمام حیض میں اپنے ایک کپڑا روئی کا ٹکڑا کرتی ہیں **ص** اور خون اوسکی حرکت بند ہونے پر فرج خارج تک نہیں پہنچا ہوا حیض متحقق ہوگا اور نازک و نہ توڑیگا تو اگر سناؤ سکوکتے ہیں وقت حیض متحقق ہوگا کہ خون فرج خارج سے اگر سناؤ سکوک تو اگر فرج داخل کا اگر سناؤ سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہیں ہوا حیض متحقق ہوگا مگر جب اگر سناؤ تھا لیا جاوے تو اسکا وقت سے مدت قدر ہوگی اسی میں کہ فرج میں روئی رکھی ہو اور قلعہ خارج میں تک نہیں کوئی آویجا ہے حکم اوسکا متحقق ہوگا اور اگر روئی اپنی اچیل میں یعنی سورج ذکر میں روئی رکھی ہو اور قلعہ خارج میں داخل ہو **ف** قلعہ اسے کہتے ہیں جہاں تک کہ خستہ کیا جاتا ہو اور وہیں اگر پیشاب آجائے گا تو نازک و نہ توڑیگا اگر باہر سے **ص** اور رکھنا اگر سناؤ کا بکر کیا یا حیض میں تب ہی اور شب کو ہر وقت اور مقام رکھنے اگر سناؤ کا مقام بکارت کا ہو تو فرج داخل میں رکھنا مکروہ ہے اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات میں اگر سناؤ رکھا اور جب صبح ہوئی اوسپر اثر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہو گیا اور اگر عورت عائضہ نے اگر سناؤ رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی کچھ تو حکم طہارت جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کہ دو حیضوں کے بیچ میں واقع ہو مدت حیض میں اگر ہوگا تو حیض ہے اور جو رنگ کہ مدت حیض میں ہو اس سفیدی خالص کے دیکھا سب حیض ہے **ف** حیض سے پاک ہونے کو طہر کہتے ہیں اور بہت کم مدت طہر کی سب روز میں اور زیادہ کی حد میں اور طہر متخلل کہتے ہیں اس پاک کو جو عورت دو حیض کے بیچ میں دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کے کسی رنگ میں سب چھ رنگ علمائے بیان کیے ہیں سرخ سبز سیاہ تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ میں یہ فرق ہے کہ تیرہ میں سفیدی نال ہوتی ہے اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو حاصل ہونے کا یہ ہے کہ عورت عائضہ ان چھ میں کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہے مگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہیں اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اوسکی جتنے بیان نہیں کی جو قول مفتی ہے اوسکو ذکر دیا اور باقی طالب کو شرح عربی پر چھوڑا **ص** جو طہر کہ پندرہ دن کم ہو وہ جبہ خون کے بیچ میں ہے تو اگر تین دن سے بھی کم ہو تو وہ سب کے نزدیک حیض ہے اور اگر تین دن کو کم یا زیادہ ہیں تمام اپنی پوسٹ کے نزدیک اور امام عظم سے ایک وقت میں بھی حیض میں داخل ہوا وہ بعضوں نے کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ اسمین آسانی پر فتویٰ ہو چھنے والے اور فتویٰ دینے والے پر **ف** ہرچیز میں لکھا ہے **وَكَأَخْذُ بِلِثْقَالِ الْقَوْلِ** یعنی تسلیک کرنا ساتھ اس قول کے آسان ہے اور یہی ہے آخر قول امام صاحب کا اور پانچ مذہب میں اور میں امام محمد کی روایت امام صاحب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ابن المبارک کی روایت امام صاحب ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب اور تفصیل میں ان مذاہب کے خواص کا فقط فائدہ ہو عوام کا کوئی فائدہ تصور نہیں ہوا سطر ترک کیا **ص** رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہے اور اسی طرح اگر خوب زرد ہو تو تب بھی سب مذہب میں حیض ہے اور سبزی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خالی ہونے سے حیض ہے **ف** اور فرق ان دنوں میں بیان کرچکے اور بعض اہل کوں نزدیک یہ سب رنگ حیض نہیں دلیل انکی یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور بخاری ام علیہ سے کہ کہا انھوں نے ہم نہیں کہتے ہیں تیرگی اور زردی کو بعد پاک کے کچھ یعنی حیض میں داخل نہیں کرتے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ بھی اور حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سنن ابن ماجہ میں اور بہرچیز میں کہ حضرت مسلم علیہ السلام سے سوا سبیدی کے سب حیض گردانا ہے اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے **ص** عورت عائضہ

نماز پڑھے اور روزہ نہ کرے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضا کے اور نماز کی قضا کرے **ف** کیونکہ حضرت ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جب کبھی عورت نے نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے
 روایت کیا اسکو بخاری و مسند میں اور روایت کیا ابو داؤد وغیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے
 ساتھ قضا کرنے کے اور نہیں حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کیا لازم
 اور یہ مذہب مخالف اصحاب میں مشہور ہے اور مرد و **ص** مگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوس کے ذمے سے
 سا قضا ہو گئی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت میں نماز واجب ہو گئی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دن سے کم
 اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل اور تکبیر تحریمہ ہو سکتی ہے نماز واجب ہو گئی اور اگر اس سے کم وقت ہو واجب نہ ہو گئی اور اگر روزہ
 عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت مرد میں ہو تو اگر روزہ فرض ہو قضا اوسکی واجب ہو گئی اور اگر نفل ہو قضا اوسکی واجب ہو گئی
 اور نماز میں اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہو اگرچہ نفل ہو اور اگر حائضہ عورت رمضان میں دن کو پاک ہوئی تو کچھ نکھایا وہ روزہ کافی
 نہ ہو گا لیکن نکھانا اوسکو واجب ہے اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کاروزہ رکھنا واجب ہے اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو
 اور اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل اور تکبیر تحریمہ کر سکتی ہو تو کل کاروزہ واجب ہے مگر اگر اس سے کم ہو تو
 واجب نہ ہو گا اور اگر اتنا وقت رات میں باقی تھا اور اوسنے غسل نہیں کیا روزہ اوسکا باطل ہو گا اور حائضہ کو درست نہیں کہ مسجد
 میں آئے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انھوں نے کہا کہ جب آئے ہم
 مسجد میں کہ تمام ایک مقام کا ہے تو حائضہ ہوئی میں سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر جکر تے ہیں حاجی لوگوں کو اس بات کے کہ
 نہ طواف کرنا مکعبہ کا جب تک کہ پاک نہ ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسند میں اور مسجد میں داخل ہونا اس واسطے منع ہے کہ فرما حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مسجد کو مسجد سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہوں
 تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا ترے ہاتھ میں تھمیں ہے اور اسی واسطے کوئی چیز باہر لینا حائضہ کو مسجد درست ہے
 اور ہر کچھ میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں حلال کرتا ہوں مسجد کو اس واسطے جنبا اور حائض کے روایت کیا اسکو
 ابو داؤد و ابن ماجہ و بخاری و تاریخ میں اور طبرانی نے ضعیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد میں اسکی افلت بن حلیفہ
 کوئی مجهول الحال ہے اور کہا ابن الرضی نے کہ وہ متروک ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ابن الرضی کا قول صحیح نہیں مردود ہے اور کسی امام حدیث نے
 ایسا بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اوسکے کچھ عرج اور صحیح کیا اسکو ابن خزمہ نے اور حسن کہا اسکو
 بن قحطاف **وَاللّٰهُ اعْلَمُ** **ص** اور اگر طواف کر لیا حلال ہو جائیگی **ف** یعنی وہ چیزیں کہ وقت حرام حرام ہو جاتی ہیں
 حلال ہو جائیگی **ص** اور حائضہ کو نماز سے نیچے زانو تک چھو نا درست نہیں اور چھونے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کے یا زانو
 ران ملنے اور بوسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کچھ نا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے بچ کر کہے اور
 باقی سب بدین استمتاع اور فائدہ لینا درست ہے **ف** کیونکہ روایت ہے زید بن اسلم سے کہ انھوں نے کہا ایک شخص نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھ کو اپنی عورت کے کیا درست ہے جس حالت میں وہ حائضہ ہو سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ہاندہ تو اوپر سوار ہو کر اختیار ہوا زار کے اوپر کا اور وہ جو چھوئے اس حدیث کو کہا ہے کہ یہ مسل ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ مسل وقت

تھے ہونے راویوں کے مقبول ہو اور راوی اس حدیث کے ثبوت ہیں۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مالک اور دارمی نے اور روایت ہو
 معاذ بن جبل سے کہ کما میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت سے مجھ کو وقت حیض کے کیا حلال ہو کہما کہ اوپر ازار کے اوپر چڑھنا
 اس سے افضل ہو روایت کیا اسکو زرین نے اور محی السنہ نے کہا ہو کہ اسناد اسکا قوی نہیں اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض میں حرام
 اور گناہ کبیرہ والا اتفاق منوع ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کھجور کے
 حائضہ سے یا کسی عورت کی دہرین یا کسی کاہن کے پاس آئے اس سے خبر پوچھنے کو سو او سنے انکار کیا اسکا جو محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پر نازل ہوا اور محمد بن مرثیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے من ازار باندہ ملیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
 مباشرت کرتے تھے اور میں حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ حبیبہ السد بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو
 بھیجا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاس کہ پوچھے کہ کیا مباشرت کر محی مرد عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو سو کہا عائشہ
 رضی اللہ عنہا کہ باندھے ازار اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت میں ابو داؤد اور نسائی کی ہے کہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم مباشرت کرتے تھے عورتوں اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھیں جیسا اوپر لکھا ہے اور کہتے تھے نصف راتوں تک راتوں
 اور ایسی ہی بہت روایتیں ہیں اس باب میں آئی ہیں اور روایت کی ابی حاتم و ترمذی رضی اللہ عنہما کہ انھوں نے سنا بعض
 ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبارادہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوکلی لکھتے
 اور شاید اسی چیز سے کہ امام محمد صاحب کا ہے **ص** اور حائض اور جنب اور نسا کو قرآن پڑھنا درست نہیں اگرچہ ایک آیت سے
 کہ ہو کہ نبی مہرب کی کنی رحمة اللہ علیہ کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کہ درست ہے اور یہ اختلاف اس میں ہے کہ قرآن
 کے قصد سے ہو کہ اگر بغیر قصد سے ہو جیسے کہ کہ **لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَا تَعْلَمُ مِنْ يَشْكُرُ النِّعْمَةَ** تو کچھ حرج نہیں
 قرأت واسطے جنب اور حائض کے اس واسطے جابر نہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور جنب کچھ قرآن میں
 روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا اسکو دارقطنی
 نے مرفوعاً اور بعض نے ان دونوں حدیثوں کو ضعیف کیا ہو **وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا** عورت حائضہ کو تہی قرآن کی درست ہے **و**
 اس واسطے کہ یہ قرأت قرآن کی نہیں کہلاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہو اسکو اگر حیض آیا یا مہر کی کے نزدیک ایک ایک کلمہ چھو
 اور ہر کلمے کے اوپر ٹھہر جاوے اور امام طحاوی کے نزدیک آدمی آدمی آیت پڑھاوے اور آدمی کے بعد ٹھہرے پھر باقی آدمی پڑھاوے اسی طرح لکھنا
 اور وہ قنوت کا پڑھنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہیں اور تہذیب و تہلیل
 پڑھنا مکروہ ہے **و** اور اسی طرح زبور بھی **ص** ابو محمد ثبوت ہے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہے **و** اس واسطے کہ روایت
 ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں۔ وکتی تھی کوئی چیز کو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد اور اصحاب سنن
 اور ابن خزمیہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ماجہ اور داؤد اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن مسکن اور بیہقی
 اور بیہقی نے شرح السنہ میں اور روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں ۳۰ آیتیں اخیر سورۃ آل عمران کی
 قبل وضو کے **ص** اور چھوٹا اسکا حائضہ اور جنب اور نسا اور محدث چاروں کو جائز نہیں **و** اس واسطے کہ
 قرآن شریف میں آیا ہے **لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَتَّى تَغُتَّ** یعنی نہیں چھوٹے ہیں اسکو مگر ایک لوگ **ص** مگر غلاف کے

اوپر سے درست ہے اور غلاف اسے کہتے ہیں کہ جدا ہوسکے تو اب جلد کا جدا ہونا ممکن نہیں لہذا چھونا بھی اوسکا درست نہیں اور لکھنا قرآن کا لکھنا نہیں جانا ہی لکھے ہوئے کو درست ہے نزدیک امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ نہیں اور بے طہارت کے استنہین سے چھونا مکروہ ہے اور اوس میں وہی بیسہل کو حسب آیت قرآن کی لکھی ہو چھونا مکروہ ہے مگر تحصیل میں ہونے تو چھونا تحصیل کا جائز ہے مکروہ نہیں اور جو عورت کہ دس دن میں حیض سے پاک ہوئے قبل غسل کے اوس سے صحبت کرنا درست ہے اور جو اس سے قبل میں پاک ہوئے قبل غسل کے اوس سے صحبت جائز نہیں اور یہی نفاس کا حکم ہے **ف** یعنی اگر نفاس کی مدت پور ہوئی یعنی لچا پس رونے کے بعد پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہے اور اگر کم میں اس سے پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہیں اور جو اسکی صاحبہ ہونے پر یون لکھی ہو کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہے اور کبھی بند ہو جاتا ہے اور جب دس دن میں حیض سے فارغ ہوئی اور چالیس دن میں نفاس سے تو یہ تو اکثر مدت ہے اس سے زیادہ حیض و نفاس نہیں ہو سکتا اور حکم میں پاک ہوئی تو حال ہی کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے اور جب غسل کر لیا تو جاننا غلط ہے کہ ترجیح ہو گئی واللہ اعلم **ص** اور اگر دس دن کے کم میں پاک ہوئی اور اوپر وقت موافق غسل اور تکبیر تحریر کے گزر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہے **ف** کیونکہ نماز اور اوپر فرض ہو گئی تو مکمل گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی عادت کے کم میں تین دن سے زیادہ میرے قریب ہو سکی جائز نہیں جب تک عادت موافق وقت گزر جاوے اگرچہ اسے غسل بھی کر لیا ہو کیونکہ عادت میں خوف ہے خون کے پھر آجانیکا تو احتیاطاً پور نہیں ہے گدائی المحدثات **ص** اور اگر عورت حائضہ دس دن کے کم میں پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گزر گئے ہیں مگر عادت اسکی کم ہے واجب ہے اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہ ہو جاوے تو جب ڈر ہو جاوے قضا کا اوس وقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر عادت کے برابر ہو یا زیادہ عادت ہو جاوے یا وہ عورت مبتدئہ ہو تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہے **ف** مبتدئہ اوس عورت کو کہتے ہیں جو اول بار حائضہ ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہ ہوا ہو **ص** اور اگر تین دن کے کم میں پاک ہوئی تاخیر کی تاخیر کرے اور قبضہ نہ ہونے کا خوف ہو غسل کرے اور پڑھ لیاوے اور ان سب صورتوں میں اگر چھ دس دن کے اندر خون آ گیا حکم طہارت کا باطل ہو گیا مبتدئہ یا مستعدہ ہو اور اگر کوئی عورت دس دن یا زیادہ میں پاک ہوئی دس دن کے گزرنے سے حکم طہارت کا لگایا جاوے گا اور غسل اوپر واجب ہوگا اور مستعدہ اگر ایک دن خون نکھا اور دوسرے دن طہر تو جس دن میں دیکھے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے تو تیسرے دن بھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسطرح دس دن تک کہ سوا کہ مدت طہر کی پندرہ دن میں اور اکثر مدت کی حد نہیں **ف** ابراہیم غنی سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور اگر کرایہ حال ہو کہ کسی برتن پر تک طہر رہتا ہے **ص** مگر مستعدہ کا موافق عادت کے طہر ہوگا اور اختلاف ہی طہر کے انداز میں اوس سے یہ کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے میں صورت اوسکی یون ہے کہ ایک عورت کو اول حیض آتا اوپر سے دس دن نکھا اور پھر پاک ہی ہو چوٹ اوسکا برابر جاری عادت اوسکی انیس تا تین گھڑی کم ہوگی اسطرح تین حیض کا ایک مہینہ ہو تو تین گھڑی تک نماز نہ کرے چھ مہینے سے تین گھڑی کم ہوگی ایک ایک گھڑی سے تین گھڑی کم ہوگی ایک ایک گھڑی سے تین گھڑی کم ہوگی ایک ایک گھڑی سے تین گھڑی کم ہوگی

فصل استحاضہ کے بیان میں

جو خون کہ تین دن میں آئے کم ہووے یا دس روز سے زیادہ ہووے یا نفاس کے چالیس دن سے زیادہ ہووے وہ استحاضہ ہے اسی طرح جو خون کہ عورت کے حیض کی عادت سے زیادہ ہو اور دس دن سے بڑھ جاوے یا نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور چالیس دن سے بڑھ جاوے بھی اتنی گنتی

مثلاً اوسکی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اسنے خون بارہ دن تک کچھا پانچ دن استحاضہ کے ہین اور نفاس کی ماہ و سکو
تیس دن تھی اور خون سب سے کم پانچ دن تک کچھا بیس دن استحاضہ کے ہین یہ حکم تو متاویہ کا ہے اور مبتدئہ کا خون اگر جاری ہو جائے
سے دس دن اوسکے حیض کے ہونگے اور باقی استحاضہ اور پہلے نفاس میں اوسکا خون ہمیشہ جاری ہو جائے دس دن نفاس کے گئے جاوے
اور باقی استحاضہ کے اور جو خون جاری دیکھے وہ بھی استحاضہ ہے **ف** مستندہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اوسکا جاری رہا تو
جتنے دن اوسکے حیض کے ہین عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اوسکے نماز پڑھے غسل کرے جب دس دن اور چھ دن نماز ترک کرے
اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ ایک عورت تھی بہتا تھا خون اوسکا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے عہد میں تو پوچھا اوسکے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے دیکھے لگتی رات
دن کی کھانسی ہوئی تھی مانتون میں مینے سے قبل اس عارضہ کے سوترک کرے نماز موافق اوسکے مینے سے سوجب گذر جاوے تو
تو غسل کرے پھر گدڑی لگاؤ کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے لکھی سند حسن و صحیح اور ایک
حدیث میں آیا ہو تدع الصلوۃ اقام اقول آگھا کہ یہی چھوڑے نماز حیض کے دنوں میں لیکن ابو داؤد نے ضعیف کیا اس روایت کو
کہ ام سلمہ ہی ابن عیینہ راوی اور حناظکی حدیثوں میں یہ قول نہیں اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ لکھا ہے اور یہی قول ہے حسن اور سعید
بن یسید اور عطارد اور کحول اور ابراہیم اور قاسم بہتے تابعین کا **ص** عورت استحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطی کرنا
اوس سے درست ہے **ف** اس باب میں بہت حدیثیں آئیں ہیں بیشمار کہان تک بیان کر دین اور ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہے
ص جس شخص کو استحاضہ یا خون ناک کا یا کوئی اور حدیث ہمیشہ لگا رہے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت اوس پر پڑے اوسکے نگہ کرے تو
ہر وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو اور نفلوں کو فرض کی تبعیت میں پڑھے **ف**
کیونکہ روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت استحاضہ میں کہ چھوڑے نماز کو حیض کے دنوں میں پھر غسل کرے اور نماز پڑھے
اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابو داؤد و سنن میں اور یہی ہند بہ امام صاحب کا اور محمد اور زفر اور ابویوسف
رحمہم اللہ تعالیٰ کا اور ثابت کرنا اسکا بہت مشکل ہے جسکو منظور ہو و مشکل الا انار امام طحاوی میں خود تفصیل ہے دیکھ لیں
اور ایسا ہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سنن ابی داؤد میں اور کما سعید کہ غسل کرے ایک طہر دوسرے طہر تک روایت کیا
اسکو ابو داؤد اور بیہقون کہا ہے کہ اس میں ہم ہو گیا ہے صحیح ہے کہ من خلطی الی خلطی یعنی نہر سے نہر تک لیکن یہ قول
مناہیہ نہیں ہوا اسطے کہ نہر کی کیا تخصیص ہے سب نازین اس باب میں برابر ہیں مؤید ہوا اسکی جو کما ابو داؤد و
مسند ابن عبد البر بن سعید بن عبد الرحمن بن یزید قال فی بعض طہر الی طہر فقلنا
القاسم بن خلطی الی خلطی یعنی روایت کیا اوسکو مسند کہا اوسنے طہر سے دوسرے طہر تک سوبل دیا و سکو لوگوں نے
طہر سے دوسری طہر تک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح طہر سے طہر تک ہے اور بھی مؤید ہوا اسکی جو کما ابو داؤد و مسند ابی الحسن
وسعد بن مسیب کہ مذہب انکا وہی ہے کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ یکہ طہر سے طہر تک غسل کرے واللہ اعلم
وعلماہم ائمہ اور سید کا مذہب ہے کہ مستحاضہ کو خود بھی ہر وقت نماز کے واجب نہیں ہوگا یہ کہ کوئی اور حدیث سوا اسکا
کے اوسکو پہنچا اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضوں کا یہ ہے کہ دو نمازوں کو جمع کرے اور

دونوں کے واسطے ایک غسل کرے اور احادیث میں بھی مختلف وارد ہوئی ہیں فافہم اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ ہونٹوں کے
 اور یہ مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آخر کیا اسکا ابو داؤد اور ابی کریم اور ابی نعیم سے درست ہے روایت کیا
 حکم رضی اللہ عنہ کا ماحضہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھیں اور جماع کرتے تھے لہذا غاوند اور انکے اور سادہ میں ماحضہ کی
 معلیٰ راوی بعض لوگوں نے ضعیف کیا ہے اور انکو اور امام احمد ان سے روایت نہیں کرتے تھے لیکن کمالی بن یونس کہ وہ مذہب ہیں اور
 اسی کو اختیار کیا ہے محدثین نے اسے صحیح ہی ہے اور ہمارے نزدیک ہر وقت نماز کی واسطے وضو کرے اور اس وقت میں جتنی چاہے منہ پر
 نوافل پڑھے اور اس کے وضو کو وقت کا مانا توڑ دیتا ہے اور امام زفر کے نزدیک دوسرے وقت کا آنا توڑ دیتا ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک
 دونوں کے وضو ٹوٹ جاتا ہے جس شخص نے قبل وقت نہر کے وضو کیا وہ وقت آنے کے بعد نماز کی نماز پڑھے اور وقت تک ہر نماز کی وضو ٹوٹ جاتی ہے
 کے نزدیک درست نہیں کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے پہلے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعد آفتاب کے نکلنے کے وضو ہر نماز کی وضو ٹوٹ جاتا ہے اور امام
 کے نزدیک نہیں ٹوٹتا کیونکہ بعد اوقات ہمارے نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور امام زفر کے نزدیک نہیں اور امام ابی یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جاتا ہے

فصل نفاس کے بیان میں

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو جنتے کے بعد آتا ہے اور اس کی مدت کی حد میں اور اکثر مدت اس کی چالیس دن ہیں **ف**
 حضرت امام سلمہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ انھوں نے نفاس والی عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بعد نفاس کے چالیس
 دن بیٹھتی تھیں روایت کیا اسکا ابو داؤد اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت میں ہے ابو داؤد کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو
 حکم کیا ساتھ قضا کرنے نمازوں نفاس کے اسے صحیح کیا اس کو حکم نے **ص** اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت ست
 دن ہے **ف** اور حدیث امام سلمہ رضی اللہ عنہ کی اور نہجت ہے **ص** اور جس حدیث کا ایک پیر پیدا ہو اور چھ مہینے سے
 کم میں دوسرا پیر پیدا ہو تو وہ مخلوق کا نہیں کہتے ہیں اس کی مان کا نفاس اول لڑکے سے معتبر ہوگا اور حدت اس کی دوسرے
 لڑکے سے گزرے گی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے لڑکے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو پیر پیدا ہوگا نصف حصہ
 اس کے مخلوق نہ ہوگا اور اس کے بعد خون آئے تو وہ خون نفاس کا ہے اور ایسے پیر پیدا ہونے سے نو مہینے یا مہولہ ہو جائیگی **ف**
 امولہ اس نو مہینے کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے مالک کی اولاد ہو سکے یہ کہ بعد اس کے کہ اگر وہ ہو جاتی ہے تو یہ بیان کیا اگر لڑکے
 سے ایسا پیر بھی ہو تو وہ مالک سے امولہ ہو جائیگی **ص** اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہیں اگر کسی خاوند جو بچہ کو
 اگر تو جنہ کی توجہ طلاق ہے اور وہ سقط جنی تو شرط ادا ہو جائیگی اور عورت پر طلاق پڑ جائیگا اور حدت بھی تمام ہو جائیگی

باب نجسوں کے بیان میں

ف جماعت کو پاک کرنا واجب ہے نازی کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہ کہ نماز پڑھتا ہے کہ نہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 وَرَبَّائِكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑوں کو اپنے سوا پاک کر لوںکو اور احادیث میں بھی یہی حکم ہے **ص** اگر بدن یا جگہ پر نجس ہو جائیگا
 نجس ہو جائیگا ایسی جماعت جو دکھائی دیتی ہے یا پانی اور سرکہ اور گلاب اور جو چیز کہ پانی کی سی اور اس سے پاک کرے
 اور اگر وہ بیکار پانی سے پاک ہو تو زائل ہو کر تہ بھی پاک ہو جائیگی **ف** پانی کے مثل کیا یعنی کہ جب پانی آجائے پھر آؤ
 جیسے پانی سے نہر امام ابو حنیفہ اور امام ابی یوسف کا ہے کہ اگر وہ سرکہ اور زعفران اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہیں پانی کی نجاست کا

پاک کرنا اگر پانی سے **ص** جو چیز کہ ناپاک ہو جاوے اور نجاست سے کہ دکھائی نہیں دیتی مین بار کے دھونے اور ہر بار کے پھونکنے سے پاک ہو جاوے گی اور تیسری بار میں خوب وفاق زور اپنے کے پھونکنے سے پاک ہو جائے گا اور اگر خوب زور سے پھونکے گا تو پاک ہو گا ایسا ہی پانی میں اور جس کا پھونکنا ممکن نہیں مین بار دھونے اور ہر بار کے خشک کرنے سے پاک ہو جاوے گی اور خشک کرنا یہ ہو کہ قطہ نہ بچے اور ٹپکنا موقوف ہو جاوے اگر موز میں ایسی نجاست جس کا دل ہو کہ بھر جاوے اور خشک ہو جاوے زمین پر پٹنے سے پاک ہو جاتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تردلد از بھی ہو کہ اور خوب سے پاک ہو جاوے گا اور اسی پر فتویٰ ہے اور وجود لدا رتھو کہ دھونے سے فقط پاک ہو گا جیسے کہ پیشانہ قطہ دھونے سے پاک ہوتا ہے **و** روایت کیا ابو داؤد و حضرت ابی ہریرہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھر جاوے کھاسے جو مین نجاست تو مٹی اور اسکے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی مروی ہے عایشہ رضی اللہ عنہا بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تردلد از ہو کہ تو وہ بغیر دھونے کے پاک ہو جائے گی اور دلیل اونکی وہ ہے جو روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیر کپڑے مین چلنے سے کوئی نجاست تر ہو جاوے تو دھواؤ اسکو اور اگر خشک ہو تو کچھ لازم نہیں ہے کہ روایت کیا اہل **ص** اگر کسی چیز مین نجاست تر ہو یا خشک دھونے سے پاک ہوتی ہے **و** حاصل اس مسئلہ کا یہ ہے کہ تر مٹی سے بغیر دھونے کے پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور سوکھی مٹی اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہو جاوے گا لیکن یہ جب ہے کہ مٹی اتقدر غلیظ ہو کہ قابل کھرچنے کے ہو کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ دھوتی تعین مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ اور یہی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھونے مٹی کو پھر نکلتے تھے نماز کو اسی کپڑے مین اور مین دیکھتی تھی نشان دھونے کا وہ مین روایت کیا اسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما اور ایک روایت مین مسلم کی ہے کہ مین کھڑتی تھی مٹی کو آپ کے کپڑے سے پھر نماز پڑھتے تھے اسی کپڑے مین اور ایک روایت مین ہے کہ مین کھڑتی تھی سوکھی مٹی کو ناخون سے اونکے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی نے شکل الآثار مین حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَبِشْرِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَنَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَعْسِلُ الْمَنِيَّ مَرَّةً بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنْ يَقَعَ الْمَاءُ لِقِي ثَوْبِهِ يَعْنِي كَمَا حَضَرَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نے کہ مین دھوتی تھی مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان پانی کے اونکے کپڑے مین پڑتے تھے **ص** اگر سرور کا پاک ہے اس طرح پر کہ پیشاب نے مزج سے تجاوز کیا اور بعد پیشاب کے استنجا کیا اور مٹی خشک ہو گئی کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی کپڑے یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ بدن مین اگر مٹی لگے کہ خشک ہو جاوے کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی جب تک نہ ہو گا **و** صاحب ہدایت نے وجہ اسکی یوں بیان کی ہے فَإِنَّ حَرَاةَ الْبَدَنِ جَاذِبَةٌ لَا يَصْعَقُ إِلَى الْبَحْرِ وَالْبَدَنُ لَا يُمْسِكُ فَوَلَّاهُ حَرَارَتَ بَدَنِ جَاذِبٌ هُوَ سَوْنُهُ عَوْدَ كَيْفِي مَنِيَّ طَرَفَ حَرَمٍ خَشْيَ سَ مِنْ بَدَنِ كَحَرَاةِ الْبَدَنِ مَكْنٌ نَحْنُ **ص** تیار یا پھری یا اور جو اسکے مثل چیز مین مین پٹنے سے پاک ہو جاتی ہیں زمین پر یا کسی اور پر ہو کہ اور جو چھوٹا ایسا ہو کہ دھونا اور سکا دینا ہوا ایک ات دن اوپر پانی بہاؤ پاک ہو جاوے گا اور اینٹیں ناپاک یا اینٹیں بھی یہ مین یا نکل کا گھر اور درخت اور گھاس اگر کٹی نہ ہو کہ اور خشک ہو جاوے مین اور اگر نجاست کا باقی نہ رہے پاک ہو جاوے گی اور یہی مختار ہے اور زمین

تو نماز و پوسرست ہو اور اگر شک ہو نماز و پوسرست نہیں اور زمین خشک جیسی مٹی سے سین گویا یا لپی لپی مٹی ہو اور پوسرست کر کے بجا کرنا
 بڑے درست ہے اور اگر ایک کنا و کچرے کا جوس ہو اتنا بھول گیا اور دوسرا نہ دیکھ سونے کے دھولیا نماز و پوسرست کر کے بجا کرے دھوینے
 چنانچہ زمین کے مٹی کے پوسرست نہیں بلکہ مٹی کے پوسرست کر کے بجا کرے مٹی کے پوسرست کر کے بجا کرے مٹی کے پوسرست کر کے بجا کرے

فصل استنجہ کے بیان میں

استنجا کرنا اور صلیبیہ کے بعد دونوں ہوں گے پھر وغیرہ سے یہاں تک کہ صاف ہو و غیر کنتی کے سنت ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ
 کے نزدیک کنتی بھی سنت ہو اور سونے اور ریح سے استنجا نہیں اگر کوئی کہے کہ سونا اور ریح کھل گیا جب کہ کما دونوں
 راجح ہے پھر اسکے ذکر سے کیا فائدہ جواب دے سکا یہ ہو کہ سونے میں گمان ہو ریح وغیرہ کے نکلنے کا واسطے اسکو بھی بیان کر دیا
 اور استنجہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت فرمائی ہو اور تین پتھر دیکھا ہونا پھر وزمین گرد و پتھروں میں صاف ہو جاوے گا کافی کر
 اور ہمارے مذہب میں کوئی شافعیوں کا سنونو نہیں اور حدیث ثابت ہوتا ہو کہ جو بول میں احتیاط کرے اسکے واسطے بڑی عمدہ
 شدید ہو روایت کیا اور قطنی اور حاکم وغیرہ نے ذکر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوسرست کر دینا سب سے اکثر مذہب قبر کا واسطے
 ہوتا ہو اور امام شافعی نزدیک تین پتھر ضروری ہے روایت ہو سلطان رضی اللہ عنہ کے منع کیا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم
 استنجا کر تین پتھر سے کم میں روایت کیا اسکو مسلم نے اور ابی داؤد اور نسائی اور مالک نے اور دلیل ہمارے مذہب کی یہ ہو کہ روایت کیا
 ابو داؤد ابان ماجہ وغیرہ کہ جو استنجا کرے پس چاہیہ کہ طاق کیو جسے کیا سوا چھ گیا اور جسے نکلیا سو کچھ حرج نہیں اور ابن مسعود
 رضی اللہ عنہ روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھر و نگو واسطے استنجہ کے لیا اور صحیح ہو کہ شرط پاک کی ہو اور تین ڈھیلوں کے
 سنت ہو زمین خشک نہیں ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من فعل فقد احسن جسے یہ کیا سوا چھ گیا اور جسے نکلیا ہو
 کچھ حرج نہیں اور سنت کا یہی حکم ہو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت نہیں تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی پتھر دو
 استنجا کیا اور بغرض تسلیم کے اسکو ہم سنت ہی کہتے ہیں خواجہ اور سنت میں ترک تو معتبر ہو **ص** گرمی کے دنوں میں پہلے
 اور تیس پتھر سے بچے کی لڑکے سے پاک کرے اور بجا کرے دنوں میں پہلے اور تیس پتھر سے لگے کی طرف سے پاک کرے اور پہلی صورت میں
 دوسرے پتھر سے لگے سے پاک کرے اور دوسری میں پیچھے سے اور عورت ہلنے گرمی میں ہمیشہ پہلے پتھر سے پیچھے سے پاک کرے
 اور بعد پتھر لینے کے پانی سے دھو نا ادب ہے روایت ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ نہیں دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 کبھی کھٹکے بیٹھنے سے مگر یکہ چھاپا کی کو مٹی پانی دھویا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور روایت ہو حضرت انس رضی اللہ عنہ
 کہ جب یہ بیت نازل ہوئی فیہ رجال یحییون ان یتطهروا واللہ یحب المتطہرین یعنی مسجد قبلہ میں
 لوگ ہیں کہ دوست رکھتے ہیں طہارت کو اور اللہ دوست رکھتا ہو طہارت کرنے والوں کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
 اے محمد وہ اصحاب کے تحقیق اللہ تعالیٰ نے شفا کی اور تمہارے پیچ طہارت تمہاری پس کیا ہو طہارت تمہاری پس کیا انھوں نے
 کہ ہم وضو کرتے ہیں نلکے لیے اور غسل کرتے ہیں جناب سے اور استنجا پاک کرتے ہیں ہم پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 سو وہ بھی ہو لازم کر دو اسکو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور زبیری رحمۃ اللہ علیہما تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طہارت کے مراتب میں
 میں بھی استنجا کرنا پانی سے ہو اسواسطے کہ مسجد قبلہ والے خاص سین اور صاحبین زیادہ تھے ورنہ وضو اور غسل اور صاحبین بھی کرتے تھے

مسند علی بن ابی حمزہ
 روایت کیا اسکو
 حاکم و مسلم
 ترمذی و ابن ماجہ
 نسائی و ابی داؤد
 ابن مسعود
 ابن عمر
 ابن عباس
 ابن جابر
 ابن زبیر
 ابن کثیر
 ابن عساکر
 ابن کثیر
 ابن کثیر
 ابن کثیر

اور روایت ہے سنن ابن ماجہ میں عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جا پہنچا اپنی کوتاہی پر کہو
 عبدالمہد بن عمر نے سو کیا ہے اسکو سو یا یا ہے اسکو دو اور پاک اور راوی اس سے ایک شخص ہیں اور روایت کیا بھی ہے نہ نبوی
 اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی حج اہل قبلہ کے کہ حج اس سبب کے ایسا لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں حج
 کو فرمایا کہ تھے استنجا کرتے پانی سے سونا مل جونی اونہیں یہ آیت **ص** تو پڑھ دو ہاتھ دھو پھر مخرج کو خوب صاف کر کے ٹکے دھو
 اور ایک انگلی یا دو تین انگلیوں باطن سے دھو اور انگلیوں کے سر سے دھو نادرست نہیں پھر دونوں ہاتھ دھو اور اگر نہایت
 مخرج سے درم براہی تہا زکر سے لگی دھو اور سکا خنجر کے نزدیک واجب ہو اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سمیت درم سے بڑھ جاوے گا
 بھی دھونا فرض ہو اور کھانے اور پانی اور گوبر اور دانہ سے ہاتھ سے استنجا درست نہیں **ف** لیکن ہڈی اور گوبر سے دھونا سوا سوا
 کہ روایت کیا ابن سعد رضی اللہ عنہ نے گوبر کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **انڈے** جس یعنی وہ نجس ہو جیسا کہ اوپر گذرا
 اور بھی روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن مسعود سے کہ جب آئے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے وہیں
 ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرو استنجا کرین ہڈی اور گوبر سے یا کوئلے سے پس تحقیق کہ اللہ نے کیا اوسین ہزار قرب
 سونے کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہے روافع سے بھی ایسا ہی اخراج کیا اسکا ابو داؤد اور نسائی نے
 اور اسی باب میں روایت ہے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلمان سے اخراج کیا ان دونوں کا ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استنجا
 کرنا دہنہ ہاتھ سے سور روایت ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجا کرین ہم دہنہ ہاتھ سے
 روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہم رحمہم اللہ اور روایت کیا بخاری اور ترمذی ابو داؤد
 وغیرہم نے ابی قتادہ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم میں سے پس نہ پکڑے ذکر اپنے کو دہنہ ہاتھ سے اور نہ
 استنجا کرے دہنہ ہاتھ سے اور روایت کی ابو داؤد آنحضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا دہنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 واسطے طہارت کے اور کھانے کے اور بایان ہاتھ واسطے پچانے وغیرہ کے اور روایت ہے ابن سعد رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہ سنا ہے
 عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نہیں چھو ایسے ذکر اپنے کو دہنہ ہاتھ سے جب کہ مینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور
 اسلام لا یا میر تو خوش ہوئے اس کے کہ نہ استنجا کیا انھوں نے دہنہ ہاتھ سے اخراج کیا اس حدیث کا زین بن جابر و عبد بن مسعود
 اور پچانے میں قبلہ کی طرف بیٹھ کرنا اور مونہ نہ کرنا مکروہ ہے بخاری اور ترمذی اور سیدان میں بھی ہمارے نزدیک ہی حکم ہے **ف** کیونکہ
 روایت ہے ابی یوسف کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم پچانے کو سونہ مونہ نہ کرو طرف قبلہ کے اور نہ بیٹھ کرو طرف اوکے
 اور لیکن مشرق کی طرف مونہ نہ کرو اور غرب کی طرف اور یہ خطاب اسطے مینے کے لوگوں کے کہ کیونکہ قبلہ اوکے مشرق اور غرب نہیں
 اور جب قبلہ مشرق یا مغرب ہو اوکے جنوب شمال کی طرف مونہ نہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو چھ عالمون نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے
 سوطا میں اور روایت کیا اسی باب میں ابن سبغہ ابن جعفر اسدی اور اسناد میں اسکی ابو یزید جضون کے کہ کسی کے نام اوکے حامد بن مسعود
 بن شعیبہ کا جھول ہو اور ابو سعید خدری اور اسناد میں اسکی ابن ابیہ ضعیف ہے اور دوسری روایت میں بھی ابن ماجہ کی ابی سعید
 خدری ابن ابیہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ہمارے نزدیک یہ کہ بہت سیدان اور گھر میں سب میں ہے کیونکہ کہ ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہ نام
 شام میں تو تھیں اوسین کھڈیاں طرف قبلہ کے سو پھرتے تھے ہم اوس سے پورا استنجا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مکان میں بھی

موندنے قبل کے کرنا منسوخ ہو وقت پانے کے اور بعضوں نے رخصت ہی پر قبلہ کی طرف موند کر کے کی جبکہ قبلہ اور اس کے
 درمیان میں کوئی چیز محال ہو جیسا کہ روایت ہر مردان صغیر سے کہا انھوں نے دیکھا سینے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ بٹھلایا انھوں نے
 اونٹنی اپنی کو طرف قبلہ کے پھر بیٹھے اور پیشاب کرنے لگے طرف اونٹنی کے پس کہا سینے اونٹنے کیا نہیں منع کیا گیا اس کے کہا
 انھوں نے کہ ہاں منع ہی سجدان میں لیکن جب ہو درمیان میں اور درمیان قبلہ کے کوئی چیز کہ چھپائے نہ ہو سو کچھ خرچ زمین اخراج
 کیا اسکو ابو داؤد اور بعضوں نے مطلق رخصت ہی پر لیکن موند کرنے میں طرف قبلہ کے سو دلیل لائے ہیں حدیث مبارکہ رضی اللہ عنہ
 کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم موند کرین طرف قبلہ کے پیشاب میں ہو دیکھا سینے اونٹنوں ایک سال پیشتر قبلہ کی طرف
 کرتے تھے طرف قبلہ کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور کما ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے کما شیخ ابن القیم نے کما ترمذی
 نے کہ پوچھا سینے بخاری اس حدیث کو پس کہا انھوں نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہے ابان بن صالح
 سے اور وہ مجهول ہیں اور نہیں حجت ہو مجهول کی روایت سے اور جواب دے سکا یہ کہ کما ابن منذر نے کہ ابان بن صالح ثقہ ہے مشہور ہے حدیث لایا
 اور وہ ابان بن صالح مدنی ہے کما ابو محمد قرشی نے روایت کیا اس سے ابن جوزی اور ابن عیلام اور ابن اثیر اور عبید اللہ بن ابی جعفر نے اور
 شہادت لایا ساتھ روایت اسکی کے بخاری اپنی صحیح میں مجاہد اور حسن بن مسلم اور عطاء اور قوشین کی اسکی بھی ابن عیینہ اور ابو جہم اور
 ابو زرہ رازی اور نسائی نے اور والدہ محمد بن ابان کا روایت کیا اس سے ابو یس اور ابو داؤد و طحاوی اور حسین بن علی وغیرہم نے اور اس
 حدیث پر انھوں نے کہا محمد بن یحییٰ نے اور نہیں حجت پڑی جاوے گی اس سے احکام میں تو پھر جملہ معارض کیونکر ہوگی احادیث صحیح کی کو طرح
 منسوخ ہوگی اس سے حدیثیں منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہے کہ شاید یہ مکان میں ہو کہ اون لوگوں کے
 مذہب پر جو مکان میں رخصت دیتے ہیں یا یہ امرنگی مکان سے تھا کما شیخ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کیا فَكَيْفَ تَقْدَرُ عَلَى التَّصَوُّبِ
 الصَّحِيحَةِ الصَّرِيحَةِ بِالْمَنْعِ یعنی پس کس طرح مقدم کی جاوے گی یہ حدیث تو پر خصوص صحیحہ صریحہ بالمنع کے جھگڑا کوئی کہے کہ
 تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہو سکیا کہتے ہو روایت عراق میں عایشہ رضی اللہ عنہا در باب نص کے تو جواب دے سکا یہ کہ یہ حدیث
 صحیح نہیں یہ موقوف ہے اوپر عایشہ رضی اللہ عنہا کما یہ ترمذی نے کتاب العلل میں نقل عن البخاری اور کما بعض حافظوں نے حدیث کے
 کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور اسکے سبب کو بڑے عالم لوگ حدیث کے پہچانتے ہیں اور وہ یہ کہ اسناد میں اسکی جو خالہ بیٹا ابی صلیت
 کا ہوا ہے اس حدیث کے من کو یاد نہیں کیا ورنہ اسکی اسناد کو قائم رکھنا مخالفت کی اسکی ماوسی حدیث میں نقد ثبت صاحب عراق نے
 نام اسکا جعفر بن یحییٰ فقیہ ہے سو روایت کیا اس سے اسکو عراق سے اس سے عروہ سے اس سے عایشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ انکار کرتی تھیں
 سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراق سے اس سے عایشہ رضی اللہ عنہا منقطع ہے اور صحیح جعفر کی ہے باوجود کہ اسکی مخالف جانباً احمد
 صحیح وارد ہوئی ہیں اور کما عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المراسل میں اترم سے کہ کما سنن ابن ابی عیسیٰ کہ ذکر کیا بعضوں نے
 حدیث خالد کو عراق سے اس سے عایشہ رضی اللہ عنہا اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا انھوں نے کہ یہ حدیث منقطع ہے اور زیادہ متفق
 اسکی شرح ابو داؤد میں ہے اس جگہ سبب خوف درازی کتاب کے اختصار کیا اور تفصیل کو راہ ندی اور بیٹھ کر کرنے میں طرف قبلہ کے دلیل
 لائے ہیں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جان پھرتے دیکھا کہ موند تھا آپ کا طرف تمام کے اوپر بیٹھ
 طرف قبلہ کے اور روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد نسائی نے بوجہ یہ کہ رخصت میں بھی حدیثیں صحیح وارد ہوئی ہیں فائدہ

ابن ماجہ

غالب بن ابی صلیت

آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اوس وقت سے شفق غائب ہونے تک اور شفق کہتے ہیں برقی کو صاحبین کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہے کہ اور امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی کو کہتے ہیں جو سرخی کے بعد ہوتی ہے اور عشا کا اوس وقت ہے اور وتر کا عشا کے بعد صبح تک و فوج کا وقت رہتا ہے اور فوج ظہر کے آخر وقت میں بہت اختلاف ہے اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت میں تو اکثر امام اور فقہاء اس طرف ہیں کہ وقت ظہر کا ہر چیز کے سائے کے برابر ہو نہ ہو سائے کا سایہ زوال کے اور مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ ظہر کا وقت دو ٹول تک رہتا ہے اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ آخر وقت مغرب کا پس آفتاب کا ڈوبنا ہو کہ انھوں نے تاخیر کی جاوے اور مغرب بعد از اعتبار آفتاب کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب میں حدیث جبریل علیہ السلام کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبریل علیہ السلام ساتھ میرے دو بار نزدیک خانہ مکہ کے سو پڑھی نماز ظہر کی پہلی لمٹ میں جب ہوا سایہ مثل تسمے جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل ہو سکے پھر نماز پڑھی مغرب کی جس وقت کہ غروب آفتاب اور افطار کیا روزہ دار پھر نماز پڑھی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی پھر نماز پڑھی فجر کی جس وقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت میں جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل ہو سکے جس وقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا ڈوناو کا پھر مغرب جس وقت کہ کچھ چھائی اور عشا جس وقت کہ گئی تھائی رات پھر نماز پڑھی صبح کی جس وقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر اتفانت کیا طرف سے جبریل علیہ السلام اور کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ وقت ہے انبیاء علیہم السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونوں وقتوں کے ہے روایت کیا اہل کوا بودا و طور زندگی اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن جبران نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اور کہا اوسنے کہ یہ صحیح الاسناد ہے لیکن ہندامین اسکی عبدالرحمن بن عمارت کے ضعیف کیا اوسکو احمد اور نسائی اور بیہقی بن معین اور ابو حاتم رازی نے اور توشیق کی اوسکی ابن سعد اور ابن جبران رحمۃ اللہ علیہ نے اور متابعت کی گئی اوسکی روایت کیا عبد الرزاق نے عمر بن عثمان بن عمر بن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے اوصحون نے اپنے باپ سے اوصحون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مانند اس کے اور ہندامین اسکی عمری ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن کما شیخ تقی الدین بن دقیق العین کہ یہ بھی متابعت ہے اور صحیح کیا اوسکو ابن العربی اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ مانے اور مروی ہے حدیث امامت کی چند صحاح رضی اللہ عنہم سے لو نہیں ستار رضی اللہ عنہ ہیں اور روایت میں اونکی یہ ہے کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے دن جب کہ گزری آدھی رات اور یا تھائی رات اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ کہ اوصحون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے وقت ظہر کا جب کہ زوال ہوا آفتاب کا اور ہوا سایہ ہر چیز کا مانند طول اوس کے کہ جب تک کہ نہ آئے وقت عصر کا اور وقت عصر کا جب تک کہ نہ زور نہ ہو آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک کہ نہ غروب ہو شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور وقت فجر کا جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب وایت کیا اوسکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اول وقت مغرب کا جب تک کہ غروب ہوا آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہوا فوج یعنی روشنی اوسکی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ غائب ہوئی اور آخر وقت اوسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ فجر طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہوا آفتاب روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ حدیث محبت ہیں امام شافعی پر اور مالک رحمۃ اللہ علیہ پر اس بات میں کہ وقت مغرب کا جب تک کہ غائب ہووے شفق اور عصر کا وقت جو مغرب تک ہی سود لیل اوسکی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذ عرَضَ عَلَیْکُمُ الْغَیْبُ وَالنَّجْوٰی الْعَلٰییٰتُ لَعَلَّکُمْ تَعْلَمُوْنَ

نماز کا وقت

فَعَالَ اِلَیَّ لَحَبِثَتْ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ قَوْمًا رَسُلًا بِعَبَسِي حَسْبُكَ كَيْسُ كَيْسٍ فَحَضَرْتُ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ
 لَمَّا كُنْتُ آخِرَ دُرِّ مَنَازِلِ نِيَّاتِ عَمَدَةِ سَوَاكُمَا الْخَوْنِ لَمْ يَكُنْ دُوسْتُ رَحْمَا يَسْنُو مَالًا كُوْلُنِي رَكْعَةٍ ذَكَرْتُ سَيِّمَانًا تَكُ جَبَّيْ كِيَا اَفْتَابَ
 بِرَدِّ حَمِيْنٍ اَوْ رُوْحِي لِيْلٍ اَوْ سَكِي يَهْ كِيَا فَرَايَا اَحْضَرْتُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَسْنِ خُصْنٍ بَانِيْ اِيَّكَ كَعْتٍ صَبْحٍ سَبْعٍ قَبْلَ اَسْكَلِكُ مَلْبُوْجٍ
 اَفْتَابَ وَتَحْقِيقُ كِيَا بَانِيْ اَوْ سَنَ نَارِ صَبْحٍ كِيَا اَوْ حَسْبُ خُصْنٍ كِيَا بَانِيْ اِيَّكَ كَعْتٍ خُصْرٍ قَبْلَ اَسْكَلِكُ دُوْبَ اَفْتَابَ تَحْقِيقُ كِيَا بَانِيْ اَوْ
 نَارِ خُصْرٍ رَوَايَتُ كِيَا اَوْ سَكُوْ بِنَارِيْ سَلَمَ فِيْ اَبُوْ هَرِيْرَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ اَوْ لِكَيْنَ اَسْرَاتٍ مِّنْ كِيَا عَشَاكَ اَخْرُوقَ صَبْحٍ تَكُ يَكُوْنِيْ
 حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ نَحِيْنُ اَتَى لِيْكَیْنِ مَخْلَفٌ هُوْنِيْنِ اَحَادِيْثٌ صَحِيْحَةٌ اَوْ مِمَّنْ رَوَايَتُ هِيَ حَضَرْتُ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ اَوْ
 اَبُوْ مَوْسَى اَشْعَرِيْ اَوْ اَبُوْ سَعِيْدٍ خُدْرِيْ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُمَا سَعِيْدٌ تَحْقِيقُ كِيَا تَاخِيْرُ كِيَا اَحْضَرْتُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَارِ عَشَاكَ اَتَهْلُوْ رَاتٍ تَكُ
 اَوْ رَوَايَتُ هِيَ حَضَرْتُ اَبُوْ هَرِيْرَةَ اَوْ اَلنَّسَبِيْ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُمَا سَعِيْدٌ تَحْقِيقُ كِيَا اَحْضَرْتُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَاخِيْرُ كِيَا اَوْ سَكِيْ اَدُوْ هِيَ رَاتٍ تَكُ
 رَوَايَتُ هِيَ حَضَرْتُ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ عَمْرِوْ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ سَعِيْدٌ تَحْقِيقُ كِيَا اَحْضَرْتُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَاخِيْرُ كِيَا اَوْ سَكِيْ دُوْثَلَتْ رَاتٍ تَكُ رَوَايَتُ هِيَ
 حَضَرْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهَا تَكُ تَاخِيْرُ كِيَا عَشَاكَ اَتَهْلُوْ رَاتٍ تَكُ كُنِيْ اَكْثَرَاتٍ اَوْ رِيْ سَبْ حَدِيْثِيْنِ صَحِيْحٍ مِّنْ كِيَا اَمَامِ طُحَاوِيْ رَحْمَةُ اَللّٰهِ عَلَيْهِ
 كِيَا يَسْبُ حَدِيْثِيْنِ بَغِيْدٍ مِّنْ اَسْرَاتٍ كُوْ كِيَا سَارِيْ رَاتٍ قَتَ عَشَاكَ اِيْ لِيْكَیْنِ تِيْنِ مَرْتَبَةٍ بِرَتَهْلُوْ رَاتٍ تَكُ اَفْضَلُ هِيَ اَوْ نَقِصَتْ تَكُ اَفْضَلُ
 اَوْ رُبْعًا اَوْ سَكُوْ سَكُ مَجْرُوْ رَوَايَتُ كِيَا طُحَاوِيْ رَحْمَةُ اَللّٰهِ عَلَيْهِ فِيْ اِيْنِيْ سَعِيْدٌ نَافِعٌ بِنِ جَبْرِ تَكُ كِيَا اَخْوَجُ كِيَا لَكَا عَمْرُوْ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ اَبُوْ مَوْسَى
 اَشْعَرِيْ كِيَا نَوَازِيْ رِيْ هُ عَشَاكَ اَتَهْلُوْ رَاتٍ مِّنْ اَوْ رِيْ غَافِلٌ اَوْ اَوْ سَعِيْدٌ اَوْ اِيَّكَ اَبِيْتُ مِّنْ سَلَمَ رَحْمَةُ اَللّٰهِ عَلَيْهِ كِيَا اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ هِيَ كُنِيْ صَلَّى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ فَرَايَا كِيَا نَحِيْنِ سَوْنِيْنِ تَقْرِيطُ بَلَكِيْ تَقْرِيطُ اَسْمِيْنِ هِيَ كِيَا نَارُ كِيَا تَاخِيْرُ كِيَا سَيِّمَانًا تَكُ كِيَا دُوْ سَرِيْ نَارُ كِيَا قَتَا اَجَاوُ اَوْ اَسْ سَعِيْدٌ
 مَعْلُوْمٌ هُوَ تَكُ رَاتٍ قَتَا صَبْحٍ تَكُ هِيَ اَوْ رَا جَاعُ كِيَا اَمَامُوْنُ كِيَا جَبَّ اَسْلَامُ اَلَاوُ كَا فَرَايَا كِيَا هُوَ وَحَاضِفُهُ يَابَلُغُ هُوَ وَكُلُّ كَا اَوْ كِيَا رَاتٍ
 بَاقِيْ هُوَ نَارِ عَشَاكَ اَوْ سَبْ وَاجِبٌ هِيَ اَوْ رَا جَاعُ حَجَّتُ قَطْعِيْ هِيَ جَبَّ اَسْلَامُ اَلَاوُ كَا فَرَايَا كِيَا كِيَا اَوْ رَا جَاعُ حَجَّتُ قَطْعِيْ هِيَ جَبَّ اَسْلَامُ اَلَاوُ كَا فَرَايَا كِيَا
 مَخَارِجُ مَحْمُوْلٌ هِيَ اَوْ اَسْمِيْ اَسْلَمَ كِيَا اَمَامُ صَاحِبٍ كِيَا تَاخِيْرُ مَغْرِبٍ كِيَا اَوَّلُ قَتَا سَعِيْدٌ مَكْرُوْهٌ تَنْزِيْ هِيَ هِيَ تَحْرِيْ كِيَا سَعِيْدٌ هُوَ اَحْضَرْتُ صَلَّى اَللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعِيْدٌ تَاخِيْرُ كِيَا اَتَهْلُوْ رَاتٍ مِّنْ اَوْ رِيْ غَافِلٌ اَوْ اَوْ سَعِيْدٌ اَوْ اِيَّكَ اَبِيْتُ مِّنْ سَلَمَ رَحْمَةُ اَللّٰهُ عَلَيْهِ كِيَا اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ هِيَ كُنِيْ صَلَّى
 اَفْتَابَ كِيَا زُرْدِيْ تَكُ مَكْرُوْهٌ هِيَ تَحْرِيْ اَوْ رَاتٍ زُرْدِيْ تَكُ مَكْرُوْهٌ هِيَ تَحْرِيْ اَوْ رَاتٍ زُرْدِيْ تَكُ مَكْرُوْهٌ هِيَ تَحْرِيْ اَوْ رَاتٍ زُرْدِيْ تَكُ مَكْرُوْهٌ هِيَ تَحْرِيْ
 ثَلَاثُ حَلُوْةٍ اَلْمُسْتَكْفِيْ اِيْنِيْ يَهْ نَارِ مَنَافِقُ كِيَا هِيَ اَوْ رَا جَاعُ حَجَّتُ قَطْعِيْ هِيَ جَبَّ اَسْلَامُ اَلَاوُ كَا فَرَايَا كِيَا اَوْ رَا جَاعُ حَجَّتُ قَطْعِيْ هِيَ جَبَّ اَسْلَامُ اَلَاوُ كَا فَرَايَا
 نَارِ عَصْرٍ كِيَا اَتَهْلُوْ رَاتٍ مِّنْ اَوْ رِيْ غَافِلٌ اَوْ اَوْ سَعِيْدٌ اَوْ اِيَّكَ اَبِيْتُ مِّنْ سَلَمَ رَحْمَةُ اَللّٰهُ عَلَيْهِ كِيَا اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ هِيَ كُنِيْ صَلَّى
 نَارِ عَصْرٍ كِيَا اَتَهْلُوْ رَاتٍ مِّنْ اَوْ رِيْ غَافِلٌ اَوْ اَوْ سَعِيْدٌ اَوْ اِيَّكَ اَبِيْتُ مِّنْ سَلَمَ رَحْمَةُ اَللّٰهُ عَلَيْهِ كِيَا اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ هِيَ كُنِيْ صَلَّى
 سَكُوْ سَكُوْ مَخَارِجُ مَحْمُوْلٌ هِيَ اَوْ اَسْمِيْ اَسْلَمَ كِيَا اَمَامُ صَاحِبٍ كِيَا تَاخِيْرُ مَغْرِبٍ كِيَا اَوَّلُ قَتَا سَعِيْدٌ مَكْرُوْهٌ تَنْزِيْ هِيَ هِيَ تَحْرِيْ كِيَا سَعِيْدٌ هُوَ اَحْضَرْتُ صَلَّى اَللّٰهُ
 حَدِيْثٌ بَرِيْدَةٌ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ كِيَا جَبَّ اَسْلَامُ اَلَاوُ كَا فَرَايَا كِيَا اَوْ رَا جَاعُ حَجَّتُ قَطْعِيْ هِيَ جَبَّ اَسْلَامُ اَلَاوُ كَا فَرَايَا كِيَا اَوْ رَا جَاعُ حَجَّتُ قَطْعِيْ هِيَ جَبَّ اَسْلَامُ اَلَاوُ كَا فَرَايَا
 شَدِيْدٌ هُوَ كِيَا اَتَهْلُوْ رَاتٍ مِّنْ اَوْ رِيْ غَافِلٌ اَوْ اَوْ سَعِيْدٌ اَوْ اِيَّكَ اَبِيْتُ مِّنْ سَلَمَ رَحْمَةُ اَللّٰهُ عَلَيْهِ كِيَا اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ هِيَ كُنِيْ صَلَّى
 عَلَيْهِ كِيَا شَدِيْدٌ هُوَ كِيَا اَتَهْلُوْ رَاتٍ مِّنْ اَوْ رِيْ غَافِلٌ اَوْ اَوْ سَعِيْدٌ اَوْ اِيَّكَ اَبِيْتُ مِّنْ سَلَمَ رَحْمَةُ اَللّٰهُ عَلَيْهِ كِيَا اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ هِيَ كُنِيْ صَلَّى
 اَبِيْ عَبَّاسٍ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ اَوْ سَعِيْدٌ اَوْ اِيَّكَ اَبِيْتُ مِّنْ سَلَمَ رَحْمَةُ اَللّٰهُ عَلَيْهِ كِيَا اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ هِيَ كُنِيْ صَلَّى
 اَبِيْ عَبَّاسٍ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ اَوْ سَعِيْدٌ اَوْ اِيَّكَ اَبِيْتُ مِّنْ سَلَمَ رَحْمَةُ اَللّٰهُ عَلَيْهِ كِيَا اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ هِيَ كُنِيْ صَلَّى

اور نووی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ سایہ ٹیلوں کا بہت اخیر وقت پڑتا ہے اور جب آفتاب بیت فحل ملتا ہے اور جب ثابت ہو گیا کہ ظہر کا وقت بعد سایہ مثل کے باقی رہتا ہے اور حدیث ابرہہ اس باب میں ناخ حدیث مامست ہو گئی تو اول وقت عصر میں حدیث مامست ہو گئی کہ کوئلہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّتَوْفِقًا ۝ یعنی تحقیق کہ نماز ہر مسلمانوں کے وقت مقرر کیا گیا تو اسے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت طے کرنا ہے اور اس حجت میں امام صاحب کی کلام ہے اور صحیح ہے کہ وقت ظہر کا ایک مثل ہے ہاں واللہ اعلم بالصواب لیکن اتنی بات ہے کہ شخص شائق امتیاط اور معتد جلد فقہاء و علما کے شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا و سکھو چاہے کہ نماز ظہر کی ایک مثل سے پہلے پڑھ سکے یا سوچ کے نزدیک است ہوا و عصر کی بعد دخول کے کہ جب کے نزدیک است ہوا و اگر کسی میں تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان آگے بھی کچھ آدھ اور غن نزدیک اکثر علماء کے اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہ کے سرخی کا نام ہوا اور ایک روایت میں امام صاحب نے فرمایا کہ شفق ظہر سفیدی کا ہے اور بعض شروح میں ہے کہ امام صاحب نے رجم کیا اس جو لوگ کہتے ہیں کہ سرخی نام شفق کا ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ شفق سرخی ہے جو جب غائب ہو جاوے واجب ہوگی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بیح غرائب مالک کے حدیث یحییٰ بن یحییٰ سے انھوں نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے مروی ہے اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور طریق سے اور صحیح کیا بیہقی نے وقت اسکا اور کہا صاحب ہدایہ و ما رواہ موقوف علی ابی عمر کہ حنی اللہ عنہ اور روایت کیا اسکو حاکم نے دخل میں اور روایت کیا دارقطنی اور محمد بن خزیمہ نے صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ اور رفع کیا اسکو اور صحیح کیا اسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ اگر صحیح ہو تو یہ روایتیں تو پھر پڑھائی ہو جاوے سب دایوں سے لیکن متفرق ہوا ساتھ اسکے محمد بن یزید کا حافظ بن مخبر نے محمد بن یزید چاہے اور کہنا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہے یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عباد ماورشا اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم محمد بن او کوئی حدیث ابی جحیم سے نہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حسن حجت پر مثل صحیح کے اور صاحب ہدایہ نے دلیل امام صاحب کی یہ لکھی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جبکہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اوپر مراد یہ ہے کہ شمس آسمان کے کناروں میں ظاہر ہووے اور اسکو صبح صادق کہتے ہیں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دو ہیں ایک فجر کہ حرام کرتی ہے کھانے کو اور حلال ہے اور میں نماز اور ایک فجر وہ ہے کہ حرام ہے اور میں نماز اور حلال ہے اور میں کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ان دونوں نے اور ایک روایت میں حاکم کی ہے کہ حرام کرتی ہے کھانے کو یعنی ایک لہنی و عاری افق کے کنارے آسمان میں جاتی ہے اور یہی صبح صادق ہے اور صبح کا ذبیح بیان کیا آپ نے کہ مانند دم سلطان ص تاخیر فجر کی یہاں تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہے اتنی کہ پچاس آیتیں پڑھے اور پھر اگر فاسد ہووے وضو تو لوٹ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کما سمین بہت اجر ہے روایت کیا طحاوی نے ساتھ اسانید متعددہ کہ اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت میں ہے یونس و ابی الفجر بنی شریک و فجر کو اور ایک روایت میں ہے اصححو بالصبح فانہ اعظم لاخو کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن جبار نے اور روایت کیا طبرانی نے نوذ یا لال بالفتح قد لا یجس القوم مواقع نبیہم یعنی روشن کر دی لال فجر کو اور مقدر کہ دیکھیں لوگ تمام گورنے تیر اپنے کو اور

روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور کہا کہ روایت ہوا اس باب میں بخیر بن شیبہ اور تیم اور علی اور حسن بن علی اور ابی الدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم جمع ہیں اور بہت سے تابعین بخیر بن شیبہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرف گئے ہیں اور روایت انہیں سے کہ تھے صاحب عبد اللہ بن مسعود کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہوا براہیم نخعی رضی اللہ عنہ کہ نہیں جمع ہوئے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تنویر خبر پر روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے تو اس سے معلوم ہوا کہ صاحب بخیر بن شیبہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہو سکتا تو اس سے حدیث تغلیس میں اتھرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیر میں پڑھنا منسوخ ہو گا اور حدیث ابن مسعود میں اشد کی صحیح ترین بھی مؤید ہمارے مذہب کی ہوا و امام شافعی کے نزدیک اندھیر میں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ روایت ہے عایشہ رضی اللہ عنہا کہ اتھرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھیں عورتیں اور نہیں پہچانی جاتی تھیں تاریکی سے اور صبح ہی کے تاخیر کرنا فجر کی مستحب ہے اور یہی مذہب ہوا اکثر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا اور بعض علماء نے جو اس حدیث کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ قرات کرو یہاں تک کہ روشن کرو فجر کو خلاف ہوا صاحب لوت تابعین کے ہے اور خلاف ہے تبارک و تعالیٰ اعلم کمال گری میں تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہے اور جاکرین جلدی کرنا صبح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت پڑھو نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جو شہر ختم ہوتی ہے اور صبح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے

ص اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ پڑے مستحب ہے کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبد الواحد بن نافع سے کہا انھوں نے کہ میں نے کسی مسجد میں داخل ہوا سو اذان دی تو دونے عصر کی اور ایک شیخ نے ملائت کی اسکو اور کہا خبر دی میرے پاس کہ اتھرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نائے اور سینے پوچھا نام اس شیخ کا سو بیان کیا اون لوگوں نے کہ عید بن باغ بن خیر بن ابی بن اور ضعیف کیا اسکو عبد الواحد کے سبب سے اور روایت کیا اسکو بخاری نے تاریخ کبیر میں اور کہا کہ تین کیجا و گبی عبد الواحد پر اس صبح رافع کی حدیث ہے یہ روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر قرآن کی گجائی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر بکارتے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم بکارتے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا شیخ ابن ہمام نے کہ یہ ممکن ہے غروب تک اور جسے باہر بکارتے والوں کو دیکھا ہو گا تو کچھ لوگ کے نزدیک بعید نہیں خصوصاً اور تاخیر شام کی تملی رات تک مستحب ہے کیونکہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر تو اللہ تاخیر کرتا میں عشاقی تملی رات تک یا آدمی ات تک اور کہا یہ حدیث حسن ہے ہوا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کے قبل سونا اور بعد عشاء کے باتین کرنا منع ہے کیونکہ روایت کیا ہے عالمون نے کہ اتھرت صلی اللہ علیہ وسلم مروہ رکھتے تھے سونا قبل عشاء کے اور باتین کرنا بعد عشاء کے اور بخیر بن ابی یزید نے جائز کہا ہے باتون کو بعد عشاء کے گرمیوں میں اور دلیل افکی ہے کہ روایت کیا ترمذی نے خصلۃ میں اور بخاری نے مناقب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ کسی ہر میں ملائکہ اچھے آسمان میں بھی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اسکا معلوم ہوتا ہے اور روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز باتین کرنا بعد نماز عشاء کے مگر واسطے دو شخصوں کے مصلی اور ساگر اور ایک روایت میں ہے کہ واسطے دو شخصوں کے مگر ایک ہی میں جلدی ہو جائے تاکہ باہر سے نہ آوے اور آدمی ات تک تاخیر کرے کہ

تاریخ

اور آدمی راستے بعد کر وہ ہر ص اور وتر کی آخرات تک اگر جاگنے کا قصد نہ ہو تو جب ہو اور اگر جاگنے کا قصد ہو تو عشا
ساتھ پڑھ لے اور غرض ہر جلدی سے جب ہر ص اور جلدی کے معنی میں کہ اذان و اقامت میں دیر نہ کرے مگر ساتھ ایک غنیمت
کے کیونکہ روایت کی ابو داؤد نے فرمادہ ہے کہ ایک حدیث طویل اور آخر اس کا یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہی کہتے
میرے یہی کہی پر جب تک کہ نہ تاخیر کرے کہ غرض کی ستاروں کی روشنی تک اور اگر کسی نے پہلے تک اور اس کی اسناد میں ابن مسعود ہر اور
ضعف و کجا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مروی ہے ثابت نہیں اور اگر بالفرض ثابت ہو تو بھی قبول نہیں کیا شیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ در
ہر ص لفظ میں حدیث میں اور روایت کیا اوشے مانند ثوری اور ابن ادریس اور حویری نے اور زید بن دینار نے اور ابن عیینہ اور
عبدالوارث اور ابن المبارک نے اور طویل کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور کئی توشیح میں اور کئی کئی اس کو احراج نے نقات میں اور امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا اور میں کلام کرنے سے فقط صابر کے دن حضور عشا کی جلدی سے جب ہر اور نمازوں کی تاخیر
ف اس واسطے کہ تاخیر عشا میں قلت جماعت کی ہر سبب پائی کے اور تاخیر عصر میں تو ہم ہر اس بات کا کہ وقت مکروہ ہو جاوے
اور فجر میں اس واسطے تو ہم نہیں کہ یہ مدت مدید ہو دوسرے کہ اس میں طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہیں اور امام صاحب سے مروی ہے
کہ سب میں تاخیر سے جب ہر واسطے احتیاط کیونکہ نماز بعد وقت آنے کے جائز ہے اور قبل وقت کے جائز نہیں ص آفتاب طلوع
کے وقت اور غروب کے وقت اور حجب وقت میں دیر ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازہ کی جائز نہیں ف کیونکہ روایت ہے
عقبر بن عمر رضی اللہ عنہ وسلم غیر میں کہ تین ساعت ہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہو کہ نماز پڑھیں ہم اور وقتوں
یا فجر میں کہیں ہم مردوں کو جب کہ آفتاب طلوع کرے یہاں تک کہ بن ہو جاوے اور حجب وقت میں دیر ہو یہاں تک کہ زوال ہو آفتاب کا اور
جب کہ ڈوبتا ہو یہاں تک کہ ڈوب جاوے اور دو ساعتیں ہیں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتوں میں اور امام شافعی
کے نزدیک نماز کے بعد میں ان وقتوں میں جائز ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک فعل جمعے کے دن دیر ہو جائز ہے اور یہ حدیث حجت
بسبب لفظ ان دنوں پر اور دلیل ان کی یہ ہے کہ روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول جاوے کسی نماز کو پڑھ کر
او کو تو پڑھ لے اور کو جب جاوے او کو اور جبر میں ہم سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عبادت کے
منکر و مکروہ کیوں کرنے سے اس گھر کے یا نماز پڑھنے سے حجب وقت چاہے کہ پڑھے دن میں یا رات میں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت
ایسی ہی روایت کیا اس کو دارقطنی نے اور بیہقی نے اور وہ حدیث چاروں سے ضعیف ہے اول قول قطعاً ہر دو میں مجاہد اور ابی ہر
اور ضعف ابن مقل سے اور ضعف حمید بن عمار سے اور اس سے روایت کیا اس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اور داخل کیا
قیس بن سعد کو در بیان حید اور مجاہد اور روایت کیا اس کو سعید بن سالم نے اور ساقط کر دیا اس کو در بیان اس اور ابو یوسف کی دلیل یہ
جو سند شافعی میں ہے ابی ہر رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دیر ہو کر گردن جمعے کے اور سجدہ تلاوت بھی
نہ نماز کے ہر ص اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اس دن کی صلاحتہ جائز ہے ف اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جسے پائی
لیا کہ نماز سے سو تحقیق کیا پائی ہاؤ سے ساری نماز روایت کیا اس کو بہت عمل اس کو صحیح سے اور صحیح نماز میں یہ حکم اس واسطے نہیں کہ
وہ نماز کامل واجب ہوئی تو ناقص ادا ہوگی بخلاف عصر کے کہ واجب وقت مکروہ میں ناقص ہے واجب ہوئی تو ناقص ادا ہو جائے گی
واللہ اعلم بالصواب ص جب امام دن جمعے کے خطبے کے واسطے اٹھے فعل اور نماز اور نماز پڑھنا اور سجدہ

تاریخ

ملاوت لگانا کر وہ **ف** اس سے پہلے کہ اوس میں خطبہ سننے سے باز رہنا ہوگا **ص** اور بعد فجر کے سوا سنت فجر کے اور
 در بیان عصر اور مغرب کے نفل کر وہ **ف** کیونکہ صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز بعد صبح کے
 یہاں تک کہ طلوع ہو و آفتاب ابوبکر کے بیان تک غروب ہو و آفتاب بعد روایت کیا ہے ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ضعف میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر بھی
 ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس نہیں نماز بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع کرے آفتاب
 اور روایت ہے انھیں بن عمر رضی اللہ عنہ کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلوع کرے کنارہ آفتاب کا تو چھوڑ دو نماز کو یہاں تک کہ
 ظاہر ہو جاوے اور ایک روایت میں ہے ابن عمر سے حضرت عیسیٰ بن اذ ابدا صاحب الشمس فاحسن الصلوة حتی تنبؤ یعنی
 جب شمع ہو و آفتاب ہو و کنارہ آفتاب کا تو تاخیر کرو نماز کی یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے اور کہا صاحب ضعف نے اور اس باب میں روایت
 عبد اللہ اور ابی مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور کہا وحدثنا غندر عن شعبة عن عبد بن ابراہیم عن نظیر
 بن عبد الرحمن عن جندب عن معاوية القرظی انہ طاف بالبيت مع معاذ بن عطاء بعد العصر فبعد الصبح
 فکرم یصل فسألته فقال قال صلے الله علیه وسلم تکمل صلوۃ بعد صلوۃ تین بعد الفدا حتی تطلع
 الشمس وبعد العصر حتی تغرب الشمس معنی تحقیق کہ معاذ قرشی رضی اللہ عنہ طواف کیا نماز کے بعد ساتھ صاحب
 کے بعد عصر کے اور بعد صبح کے سونہ نماز پڑھی سو پوچھا سینا اس سے کہ اگر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نماز پڑھو و نماز
 کے بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع کرے آفتاب اور بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب کرے آفتاب اور وہ جو مروی ہے حدیث میں کہ آنحضرت صلی
 علیہ وسلم روز نماز پڑھتے تھے دو رکعتیں بعد عصر کے سو یہ خصوصیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی دلیل اس کے کہ دوسروں کو اوش منع کیا
 اور شال اس کی ایسی ہے جس سے روزہ وصال کا خود ابوداود اور رحمۃ اللہ علیہ علیہ رضی اللہ عنہما روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے
 بعد عصر کے دو رکعتیں اور منع کرتے تھے اون سے اور وصال کے روزہ کہتے تھے اور منع کرتے تھے اوست **ص** اور قضا اور نماز حجاز
 اور سجدہ تلاوت اور قنون میں کو نوٹیں اور دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز نہیں مگر حج کے سفر میں خصوصیت ظہر کے پڑھے
 اور مغرب وقت عشا کے جیسا کہ آگے آویگا **ف** جیسا کہ روایت ہے صحیحین اور ضعف ابن ابی شیبہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
 کہ نہیں دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھی ہو مگر وقت پر لیکن عشا اور مغرب کے جمع کیا تھا اوں کو ایک دن مزدلفہ میں اور
 نماز پڑھی تھی فجر کی اوس دن قبل وقت کے اور بہت حدیثیں ہیں باب میں آئی ہیں اسکا بیان آگے آویگا **ص** جو عورت عصر کے
 وقت یا عشا کے وقت یا کہ ہوائی جسمیں پاک ہوئی وہی نماز اوپر لازم آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عصر کے وقت
 پاک ہوئی ظہر کی بھی پڑھ اور اگر عشا کے وقت پاک ہوئی مغرب بھی پڑھ اور اگر وقت موافق تکبیر تحریر کے باقی رہا تھا کہ کلمہ کا بالغ ہو یا
 کا مفسر علی ایضاً وہ نماز اوپر لازم ہوگی اور قضا او سکی واجب ہوگی اور امام زفر کے نزدیک واجب ہوگی اور جو عورت کا اخیر وقت نماز میں
 حاضر ہوئی او سکونہ نماز لازم نہ آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم آویگی **ف** صبح کی نماز کے وقت میں ہوا سنت
 فجر کے اور نفل پڑھنا کر وہ کسی کو نہ روایت کیا مسلم نے حضرت رضی اللہ عنہما کے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طلوع ہوتی تھی نہیں پڑھتے
 مگر دو رکعتیں ضحیٰ اور ابوداود اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھتا بعد فجر کے مگر دو سجدہ واللہ اعلم

اذان سنت ہے یا نفل فرض اور نماز جمعہ کے واسطے اور سوا اسکے نوافل وغیرہ میں اور قبل وقت کے سنت نہیں **ف** تو اب واسطے سنت کے اذان خودی جاوگی روایت ہے صحیح مسلم میں جابر بن عمر رضی اللہ عنہ کہ نماز پڑھی مینے عید کی ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بار یا دو بار بغیر اذان اور اقامت کے اور اسی طرح مروی ہے کسوف میں اور جمعہ کی اذان میں حدیث سلیمان بن بکر صحیح بخاری اور ترمذی میں اس واسطے اذان نہیں کہ وقت اسکا اور وقت عشا کا ایک ہی ہو تو حاجت علم اذان دینے کی نہیں **ص** تو اگر قبل وقت کا اذان کہے پھر لوگوں کو وقت میں اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدمی راستہ اذان دہرت ہو **ف** اور ہرگز نزدیک اس واسطے جائز نہیں کہ اذان واسطے آگاہی کہی اور قبل وقت کے تبدیل ہوئے نزدیک اس واسطے جائز ہو کہ اہل قرآن کا یہی عمل ہو اور ان سب پر حجت یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ اذان دیا نہ کہ ظاہر ہو جاوے فجر اور جھلایا یا اتھا اپنے کو عرض میں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے بلال رضی اللہ عنہ اور حنفیہ کیا اسکو ابو یوسف نے ضعیف کیا اسکو کہ شہادۃ نہیں پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہو اور ابن القطن نے کہا کہ شہادۃ معمول ہے نہیں پہچانا جا تا مگر روایت جعفر بن برقان اور روایت کیا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای بلال اذان دیا نہ کہ طلوع کرے فجر کہا امام میں کہ نہ اذان کا صحیح ہے اور روایت کیا عبدالعزیز بن ابی داؤد انھوں نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان ہی قبل فجر کے سو غصے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اول کو کہوں کیا تم نے ایسا کہا کہ میں اوٹھا میں سے سو جانا مینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپ نے کہ بکار و اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کیا ابن عبد اللہ بن ابراہیم سے کہ انھوں نے جاثان دیتا تھا موزن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوسے ڈرا کہے اور احادہ کہ اذان کا اعلان اہل حرمین کا کچھ شریعت میں وقت و رودادیت صحیحہ کے اس کے خلاف پر حجت نہیں **ص** اور فضل کے واسطے بھی اذان کہنا بعد کے سنت ہے اور روزوں کو چاہیے کہ وقتوں کو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب موعود کو پونے **ف** حدیث میں آئی ہے **لَا تُؤْذِنُ لَكَوُضْئَاكَ** یعنی اذان سے تم میں سے جو لوگ بہتر میں اور امامت کریں جو تم میں قاری ہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور اسناد میں اوسکی حسین بن مسکرا حدیث ہو کہ یا ہوزرہ اور ابو حاتم نے اور حدیث میں آیا ہے کہ موزن لہنی گردن والے ہونگے دن قیامت کے اور بہت سی حدیثیں فضیلت میں اذان کے آئی ہیں **ص** جب اذان کے وقت قبل کی طرف موزنہ کرے اور دونوں اونٹلیوں کو شہادت کی کاٹوں میں کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ابو شیح نے کتاب اللذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے دونوں اونٹلیوں کو اپنے کاٹوں میں اور کہہ کہ بلند کر تا ہی تیری آواز کو اور روایت کیا ترمذی ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہ بلال رضی اللہ عنہ کو اذان میں دیکھا کہ دونوں اونٹلیاں اونٹ کے کاٹوں میں تھیں اور کہا کہ یہ صحیح ہے **ص** اور ٹھہر ٹھہر کے کہے **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی جابر رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر کے کہے اذان اپنی کے اور جب قیامت کو تو جلدی جلدی کہہ اور توقف کر در میان اذان اور اقامت کے اور بعد کہ فارغ ہو جاوے کھانے والا کھائے اور پیئے والا پیئے سے اور پیچانہ چہرے والا قضا کا جیسے اور دیکھ کرے ہونا کہ واسطے کہ نہ دیکھو چکواؤ یہ حدیث ضعیف ہے اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے اقامت کو اور ذکر کیا دقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اذان کے **ص** اور نہ گائے اس طرح پر کہ کچھ حرکت یا حرف یا مد کو

۴

میں ان میں سے

مگر اوس میں کچھ جلدی جلدی کی اور بعد ہی علی الصبح کے دوبار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے **ف** روایت کیا ابو داؤد و حریمہ
 نے ابی ایسی سے انھوں نے معاذ رضی اللہ عنہ حدیث طویل اور آخر اس کا یہ ہے کہ بعد اذان کے ٹھہر کے پھر کھڑا ہوا و فرشتہ سوکھا مثل اذان
 کے مگر یہ کہ بعد ہی علی الصبح کے دوبار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ زیادہ کیا اور ابی ایسی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا لیکن وہ
 ہمارے نزدیک حجت ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا عبداللہ بن ید رضی اللہ عنہ کہ دیکھا میں نے خواب میں ایک شخص کو آخر حدیث تک
 سوا اذان ہی آؤ دو بار اور اقامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی مروی ہے حسن ترمذی بخیر میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 اقامت ایک ایک بار جو پہلے سکے جو روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ دو بار
 اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جوزی کہ تھی اذان دو دو بار اور اقامت بھی ایسی توجہ سے تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان
 کو ایک ایک بار اور اذان اور اقامت میں بائیں ٹکڑے اور بعد اذان کے پھر کھڑا ہوا تا آخرین کے نزدیک اچھا ہے اور اسکو توثیق کہتے ہیں
ف اور یہ کہ میں نے کہ توثیق نماز فجر میں اچھی ہے اور باقی سب نمازوں میں کر وہ ہے اور لکھا ہے کہ توثیق کمال لیا اسکو کمال کو نہ
 بعد محمد صحابہ رضی اللہ عنہم جمعین کے بسبب پہلے سب احوال آدھیوں کے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں تشریف لینگے اور سنا
 ایک ٹوٹن کو کہ توثیق کی آؤ تو کہا انھوں نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ ہمارا من معنی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور
 ترمذی فیہ سند اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسکا انکار مروی ہے اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں دیکھتا ہوں میں حرج کیونکہ
 واسطے امیر کے سچ اذان سب ازین **اَللّٰمُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْوَلَدُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ وَبَرَکَاتُہُ حَتّٰی عَلَی الصَّلٰوۃِ**
حَتّٰی عَلَی الْفَلَاحِ الصَّلٰوۃُ بِرَحْمَتِ اللّٰهِ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مستبعد جانا کیونکہ آدمی سب برابر ہیں حکم جامعین
 اور امام ابی یوسف نے اسواسطے ان لوگوں کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول رہتے ہیں مسلمانوں کے امور میں نسبت اور لوگوں کے اور اسی
 حکم میں ہیں قاضی اور مفتی **ص** اذان اور اقامت میں بیٹھے مگر مغرب میں اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اسکو فائتہ کہتے ہیں تو ایک
 فائتہ کیواسطے بھی اذان اور اقامت کہے اور جب بہت سی فائتہ ہوں پہلی فائتہ کیواسطے اذان اور اقامت کہے **ف** کیونکہ روایت
 ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سچ قصہ تعریس کے پھر اذان ہی بلال رضی اللہ عنہ ساتھ نماز کے سونا نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ
 پھر نماز پڑھی سچ کی سو کیا جیسا کہ رفتہ اور اخراج کیا اسکا مسلم نے اور روایت ہے ابی داؤد وغیرہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جسوقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھا تھا اسکو بعد نکلنے اذان کے
 ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن امیہ غیری اور عمران بن حصین اور ذی محمد بنی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو مالک فی موطا
 ابن سید سے مسند اور ذکر کیا اوسمیں اذان کو اور مراسلات ابن سید کے بمنزلہ مرقعات کہ ہیں اور صحیح مسلم میں جو یہ کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ
 سو حکم کی آیت سے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لکھے صبح کی منافی اذان کی نہیں اور ابو یوسف نے روایت کیا
 اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول تھا اذان کو کھانے نے قضا کی نمازوں کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی چار
 نمازوں کے واسطے **ص** اور باقی کیواسطے اختیار ہے چاہے ہر من اذان اور اقامت کے یا فقط اختصار اقامت پر کرے اور بے وقت کو
 اذان کہنا درست ہے **ف** اس وجہ سے کہ اذان نہ کر ہی نماز نہیں تاکہ اوسکے واسطے طہارت شرط ہو **ص** اور کہیں کہ وہ
 اور اگر کہہ دے تو مادہ ہوگا اور اذان جنب کی کر وہ ہے اور ایسی ہی اقامت اوسکی تو اگر جنب اذان کی پھر مادہ کہا جائے اور اگر اقامت کی

وقاۃ کا اعادہ نہ ہوگا کیونکہ تکرار اذان کی مشروع اور اگر اذان کا یہی اعادہ کرے تو قیاساً
کیونکہ اذان اور قیامت سنت میں **ف** اور اذان عورت اور مست اور مجنون کی مکروہ ہے اور اعادہ اس کا مستحب ہے اور اگر
مسافر کو کسی شخص مسجد میں جاوے نماز پڑھتا ہے اور اذان کو تکرار کرے مکروہ ہے لیکن اگر مسافر قیامت کو فقط کہے تو جائز ہے
ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بیٹوں ابی ہیکل کے جب آیا وقت نماز کا اذان دو تم دونوں اور قیامت
اور اقامت کرے ہر تم میں ایسا ہے جیسے اور ترمذی میں **ص** جو شخص کہ شہر میں گھر میں اپنے نماز پڑھتا ہے اگر اذان اور اقامت
دونوں کو تکرار کرے اور محلے میں اذان و قیامت ہوتی ہے یا نہ ہو کیونکہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ محلے کی اذان کو قیامت کرنی ہوتی ہے
روایت کیا اسکو سبط ابن الجوزی نے **ص** اور دیہات میں اگر ایسی مسجد ہو کہ اذان و قیامت اوس میں ہوتی ہے تو اس کا حکم شہر کا سا ہے
اور اگر اوس میں ایسی مسجد نہیں ہے جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اگر اذان و قیامت کو تکرار کرے تو مکروہ ہے اور فقط اذان کا تکرار کرنا
جائز ہے اور جب تکیر کہنے والا علی الصلوٰۃ کے امام نماز کے واسطے کہہ چکا ہو اور جب قیامت الصلوٰۃ کے نماز شروع کرے

باب نماز کی شرطوں کے بیان میں

وہ شرطیں ہونگی کہ ہر نماز حقیقی اور علی سے اور باکی کپڑے کی اور جاننا کی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَشِئْءَ بَآئِكَ فَطَهَّرْ لَيْسَ كِبْرُؤُنَ كُؤُلُوبِهِمْ بَآئِكَ كُؤُلُوبُهُمْ فَطَهَّرْ لَيْسَ كِبْرُؤُنَ كُؤُلُوبِهِمْ بَآئِكَ كُؤُلُوبُهُمْ فَطَهَّرْ لَيْسَ كِبْرُؤُنَ كُؤُلُوبِهِمْ بَآئِكَ كُؤُلُوبُهُمْ فَطَهَّرْ
سو پاک کرو **ص** اور چھپا عورت کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذْ زَيْنَتَكَ كُلُّ مَسْجِدٍ لِّلَّهِ مَسْجِدٌ
اپنے کونڈے کی ہر نماز کے یعنی وہ کہ چھپا عورت اپنی کوافر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہر نماز عاتق کی اگر ساتھ چادر کے
روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے اور حسن کہا اسکو اور اس کے اور صحیح کیا اسکو اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں **ص** یا پنجون قبلہ
کی طرف موند نہ کرنا چھٹے نیت کرنا **ف** دلیل اول کی یہ ہر قیامت اور جو مکمل شرط ہے یعنی پھر موند نہ اپنے کی طرف سے
یعنی قبلہ کے اور دوسرے کی دلیل قول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلَا تَعْمَالُ بِالْأَيْتَاتِ یعنی قیامت کی طرف سے
نیت کے یہی اور صلوٰۃ خود موضوع ہے حصول قیامت کے واسطے بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہے ایک امر موجب ثواب کا **ص** عورت کی
نات کی نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہر **ف** روایت کیا دارقطنی نے عطار بن مساکر انھوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کہا انھوں نے
سنا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت اوپر گھٹنوں کے ہر اور سنا میں اوسکی سوا دہن اوپر وضع کیا اسکو عقیل نے
لیکن توشیح کی اوکلی میں ہے اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہ زانو عورت سے ہو اور سنا میں اوسکی عین شکر کی
ضعیف کیا اوکلی ابو حاتم اور دارقطنی نے اور روایت ہے عمر بن العاص کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک کے نیچے سے گھٹنے
تک ستر ہر روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابن شریک سے معلوم ہوا کہ ناک ستر میں داخل نہیں بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے او
گھٹنا ستر میں ہے بخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ابن ترمذی نے کہ اگر امام مالک کے نزدیک اور دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی
علیہ وسلم نے اَلْفَيْدُ عَوْنٌ لِّی یعنی ران عورت ہو اور ترمذی نے اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْأُصْوَابِ **ص** اور لوٹنے کی بھی ہر عورت
مگر بیٹا اور بیٹھنے کی اوسکی عورت ہر اور عورت آزاد کی عورت تمام بدن پر مگر موند اور دونوں نیلیاں اور دونوں قدم عورت کے
عورت میں داخل نہیں **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اَلْمَرْءُ عَوْنٌ لِّی وَمَسْتَوْنٌ لِّی یعنی عورت عورت

عقبتی ستر ہر

بھی ہوئی ہو اور یہ حدیث ہم میں مذکور ہے کہ شیخ ابن العمام نے روایت کیا ترمذی نے کتاب الرضاع میں ابن مسعود رضی اللہ
 عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت عورت ہی آخر حدیث تک اہل لفظ مستثنیٰ کا او میں نہیں ہو کر ترمذی نے ہذا
 حدیث حسن و صحیح یہ حدیث حسن غریب ہو اور روایت کیا ابو داؤد رحمہ اللہ علیہ مرسلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت
 بالغہ نہیں چاہیے کہ دیکھا جاوے اور اس کے مگر موندہ و سکا اور ہاتھ اس کے بند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم عورت کا عورت
 اور صحیح یہ کہ عورت نہیں ہو کہ انی اللہ دایہ **ص** جو عضو کہ عورت میں داخل ہو اس کی چوتھائی اگر مکمل جاوے نماز جائز نہیں ہوتی
 جیسے چوتھائی پیٹ یا پندلی یا ران یا دبر یا ذکر یا فوط یا بال عورت کے اور سہ الگ عضو ہو اور بال الگ ایک عضو ہو یعنی بال اوترنے والے
 جو سترہ میں اور فوطے الگ عضو ہیں اور جو شخص کہ پاک کپڑا نہیں کھتا اور نجاست کا زائل کرنے والا اس کے پاس موجود نہیں ناپاک کپڑے
 سے نماز پڑھ لے اور پھر اس کا اعادہ کرے اور اگر اپنے ننگے نماز پڑھی اور چوتھائی کپڑا اس کا پاک ہو درست نہیں ہوئی اور اگر چوتھائی
 سے کم پاک ہو فصل نہ ہو کہ ننگے پڑھے اور جو شخص ننگا ہو نماز اس کی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا فصل ہے روایت ہے عبد اللہ
 بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے ننگا نماز پڑھے بیٹھ کے اشارے سے اور ایسا ہی مروی ہے عطاء اور حکم
 قتادہ رضی اللہ عنہم اور روایت ہے کہ صاحب عمل الصلوٰۃ علیہ السلام سوار ہو کشتی میں ٹوٹ گئی کشتی سونکے دریا ننگے تو نماز پڑھی انھوں نے
 بیٹھ کے کہا سلطان بن جوزی نے روایت کیا اس کو حلال ہے اور زمین پایا مترجم نے اس حدیث کو کسی کتاب میں حدیث کی **ص** اور اگر
 کھڑے ہو پھر عینا تو درست ہو اور اگر قبلہ کی طرف موندہ کرنے میں کچھ خوف ہو جس طرف موندہ کرے گناہ درست ہو جاوے گی اور اگر قبلہ
 اوسے معلوم نہیں اور کوئی ایسا نہیں جس سے پوچھے سوچ کے پڑھ لے تو اگر بعد نماز کے معلوم ہو کہ اس طرف قبلہ تھا نماز کو پھر پڑھے
 اور اگر نماز کے اندر قبلہ اوس کو معلوم ہو گیا یا را اس کی بدل گئی نماز ہی میں پھر جاوے اور نماز کو تمام کرے **ف** اس واسطے کہ مسجد و
 لوگوں کو نماز میں خبر قبلہ کی پونہچی اور وہ عین نماز میں اوس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو اچھا جانا
ص اگر اندھیری رات میں ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلہ کی طرف موندہ کیا اور امام کا حال
 کوئی نہیں جانتا کہ اوس کا موندہ کھو لیکن یہ جانتے ہیں کہ امام اٹکے پیچھے نہیں اٹکی نماز جائز ہوگی تو اگر کسی نے جانا کہ امام کا موندہ
 اس طرف ہو اور پھر اپنا موندہ اوس طرف کیا یا اوسے جانا کہ امام اٹکے پیچھے ہو اور پھر وہیں کھڑا ہو تو نماز اس کی جائز نہ ہوگی **ف** روایت
 علم بن سبغہ کہ تھے ہم سفر میں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات میں ہوئے جانا کہ کس طرف قبلہ ہو تو ہر شخص نے
 ہم میں سے نماز پڑھی بعد ہر اوس کی محل میں آیا تو جب صبح ہوئی سوچنے بیان کیا اوس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل ہوئی
 فَاَيُّكُمْ اَتَوَلَّىٰ وُجْهَ اللّٰهِ يَعْنِيْ جَمْعُ مَوْنَدٍ كَرَوَا سِيْ جَانِبِ كَوْنَدٍ اَسْكَاهِيْ وَضْعِيْفٌ كَمَا اَوْسَكُوْا تَرْمِذِيْ اور یہ
 لوگوں نے اور روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم سفر میں سوا بر تھا نہایت تو سوچا ہم نے قبلہ کو تب نماز پڑھی ہر شخص نے
 ہم میں سے نماز پڑھی بعد ہر اوس کی محل میں آیا تو جب صبح ہوئی تو ہم نے نماز پڑھی تھی غیر قبلہ کی طرف سو فرمایا نبی صلی
 علیہ وسلم نے تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمہاری ضعیف کیا اس کو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ
 یکایک لوگ پڑھے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور حکم ہوا کہ
 موندہ کرین طرف قبلہ کے اور موندہ تھا او نکاشام کی طرف تو موندہ پھر لیا انھوں نے طرف کعبہ شریف کی روایت کیا اس کو بخاری

رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم نے **ص** نماز فرض میں نہرس کا معین کرنا نیت میں شرط ہے اور زبان گننا اور دل میں
افضل ہے اور فاضل و سنت تراویح میں مطلق نیت کافی ہے اور وقت کی کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نماز کے اندر سات ہیں پہلا اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع میں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ
اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث میں آیا ہر مفتاح الصلوة الطہورۃ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا
التَّسْلِيمُ یعنی تکبیر نماز کی طہارت ہے اور تحریم اس کی تکبیر یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال سنا فی صلوة ہر جہ سے حرام ہو
اور اسی وجہ سے اس کو تحریم کہتے ہیں اور تحلیل اس کی تسلیم یعنی جو چیزیں حرام ہو گئی تھیں وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاتی
روایت کیا اس کو ترندی نے اور ابو داؤد نے اور حسن کہا اس کو نووی **ص** اور اس کو تکبیر تحریم کہتے ہیں اور ماتھ اور ثمالو

سنت ہے دوسرا گھڑ ہونا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَقُمْ مَوَاقِفَ تَيْنِ ۝ یعنی کھڑے ہو
واسطے اللہ کے سائت اور چپ یا خشوع خضوع سے **ص** تیسرے قرات یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ
فَاقْرَأْ مَا تِلْكَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے **ص** چوتھے رکوع پانچویں سجدہ ماتھ اور ناک

اور فقط ناک سے بھی امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہیں اور اسی پر
فتویٰ ہے **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَرْكَعُوا وَاسْجُدُوا ۝ رکوع کرو اور سجدہ کرو **ص** چھٹے اخیر کھڑ

یعنی بیٹھنا آخر نماز میں **ف** کیونکہ روایت میں ابو داؤد کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب سکھایا تھا اس کو آنحضرت صلی
علیہ وسلم نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور ادا کیا تو نے یہ سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑ ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ
تو بیٹھ اور روایت ارقطنی میں ہے اِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ اور بعضوں نے کہا ہر جگہ حدیث میں

داخل نہیں بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اِتَّفَقَ اَحْفَظُ عَلَ الْاَكْمَادُ لِحَاجَةِ
یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ مدح ہے یعنی حدیث میں داخل نہیں اور کہا شیخ ابن الہمام نے اس کے جواب میں

وَالْحَقُّ اَنَّ غَايَةَ الْاِحْرَاجِ هُنَا اَنْ تَصْنَعَ مَوْقُوفَةً وَلَا لِمَوْقُوفٍ فِي مِثْلِهِ حُكْمُ الرَّفْعِ مِثْلُ حَقِّ يَدٍ
غایت ادرج یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اس کے مثل حکم رفع میں ہے واللہ اعلم پھر اختلاف یہ قعود کے

انذار میں لیکن مسیح یہ ہے کہ مقدار تشہد کے یعنی عہدہ و سولہ تک اور اسی کو اختیار کیا ہے کافی میں اور فتح القدیر میں **ص**
ساتویں اپنے کام سے نماز سے باہر آنا اور حاجات نماز کے گیارہ ہیں پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسرے سورت ملانا تیسرے رعایت ترتیب

کی اون کا سون میں جو نماز میں گھر لے رہے ہیں تو تکبیر تحریم اور قعدہ اخیرہ میں رعایت ترتیب کی فرض ہے چوتھے قعدہ اولیٰ یعنی جو بعد
دو کو تو کچھ چار کو تین نماز میں بیٹھتے ہیں پانچویں تشہد و نون قعدہ اولیٰ میں اور ذہیرے میں لکھا ہے کہ پہلا قعدہ سنت ہے اور اخیر کا

قعدہ واجب ہے اور پہلے میں لکھا ہے کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدہ میں سنت ہے اور دوسرے قعدہ میں واجب ہے لیکن صاحب قایہ کا یہ جواب
یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے چھٹے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ فرض ہے **ف** اور

دلیلین دونوں میں ہے کی اور گذرین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل فعل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ

یعنی تحلیل نماز کی تسلیم اور جاری اہل حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت گزری **ص** ساتویں مرتبہ میں کما قوت پر معنا
 آٹھویں دونوں عید و کئی تکبیریں کہنا نوین قرأت کا متعین کرنا پہلی دو رکعتوں میں دسویں ٹھہر ٹھہر کے سب ارکان ادا کرنا اور
 اسکو تحلیل کرکے کہتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فرض ہے اور اسی طرح ٹھہرنا
 رکوع اور چھکین اور دونوں سجود کے بیچ میں کیا چھوٹا چار کے پڑھنا یعنی ہر کرنا جس میں چار کے پڑھا جاتا ہے اور پھر پھر
 پڑھا جس میں آہستہ پڑھا جاتا ہے اور سوانح اجابات اور فرائض کے سب چیزیں نماز میں سنت ہیں خواہ اور جب نماز میں شروع کرے
 دونوں ہاتھ اٹھا دو دونوں کانوں کی ٹونگ اور انگوٹھے سے کان کی لو چھوئے اور پھر تکبیر کے یعنی اللہ اکبر **ف** اور سنت
 یعنی ہاتھوں کا اٹھانا کیونکہ وہ واجب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اور اس عبارت سے معلوم ہوا ہے کہ تکبیر بعد رفع یدین کے
وَهُوَ الْقِيَمَةُ وَالْقِيَمَةُ اور اسی کی تائید یہ وجہ روایت کیا انسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے
 ہاتھ کانوں تک پھر تکبیر کرتے تھے اور لفظ قیَم کا اس حدیث میں دلالت کرتا ہے اور پھر تراویح کے بنا پر قواعد نحو کے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
 نزدیک ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر بدلیل اسکے جو روایت کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حنیفہ ساعدی رضی اللہ عنہ کے یہ خوب
 جانتا ہوں نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے انکو جب تکبیر کرتے تھے اٹھاتے تھے ہاتھ کانوں تک اور جب رکوع
 کرتے تھے رکھتے تھے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر پھر بیٹھ کر اٹھاتے تھے اور جب اٹھاتے تھے سر اپنا خوب سیدھے ہوجاتے یہاں تک
 کہ ہر ٹہری اپنی جگہ پر آجاتی تھی پھر جب سجدہ کرتے تھے رکھتے تھے ہاتھوں کو نہ پھیلا کر اور نہ کھینچ کے اور پیر کی اونگلیوں کا رخ قبلے
 کی طرف تھا اور جب بیٹھتے دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے بائیں پیر پر اور کھڑا کیا سیدھے پیر کو اور جب بیٹھتے اخیر رکعت میں آگے کیا بائیں پیر پر
 اور کھڑا کیا دوسرے کو اور بیٹھتے اور بیٹھتے کیا اسکو طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ہر کہ یہ حدیث مروی ہے ابی حمزہ سے دوسرے طرفی پڑا
 اوسین محمد اور ابو حمزہ مدنی اسطریقہ شخص کا ہے اور نام اسکا مذکور نہیں اور اس روایت میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی واسطہ مذکور نہیں
 اور یہ رجل جمہولی ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ جس محمد کا نہیں حتمال رکھتا ہے اسقدر اور نہیں ثابت کرتا ہے کوئی سماع محمد کا مگر عبد الحمید اور وہ
 ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ محمد بن عمرو بن علقمہ سے ابو حمزہ اور ابو قتادہ کے قتل کیے گئے تھے
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور غازی پڑھی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شیبہ و زبیر اور زبیر بن عوف حدیث یہ تمام طحاوی کا ہے اور
 عبد الحمید وہ جعفر بنیہ حکم انصاری کا ضعیف کیا اسکو بھی القطان اور ثوری اور ثوبی کی اوکی بھی ہیں حسین بن خیر کے اور عبد الحمید
 سناصلی حمید اور ابی قتادہ کے ثابت کیا اسکو حافظ ابی نعیم نے اور اگر بالفرض صحت کو بھی یہ حدیث پہنچی تو مجاہد رضی اللہ عنہ کی اوکی جو مروی
 صحیحین میں ابی بن الحویرث کے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کرتے اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو میان تک کہ پیر
 کرتے انکو دونوں کانوں کے اور ایسا ہی روایت ہے وائل سے صحیح مسلم بن حنفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے تھے دونوں ہاتھوں
 کانوں تک اور روایت کیا انس رضی اللہ عنہ مثل اسکے طحاوی نے اور سند میں اوکی ٹول بن اسماعیل ہے اور زبیر بن ابی زیاد اور ضعیف کیا گیا
 مؤول کہ جاتی رہیں کہ ابن اوکی جو بیان کرنے لگے حدیث میں حفاظ اور اس سے تب بہت حدیثیں خطائیں ہو گئی ہیں حدیث میں ضعیف کیا اسکو
 علی بن ابی حمزہ اور ابن المبارک اور ابو ماتم ہانسی نے اور بخاری اور نسائی نے اور کہ ابن حبان نے کہ تھا سہا لکھ کر جب یہ بڑا ہوا تو لکھا
 حفاظ اسکا اور واقع ہوئیں پھر حدیث میں اوکی تو جس سے اسنے قبل تفسیر اسکا تو سند اسکا صحیح ہے اور حدیث کی سند بھی اسکا ہے

اور ابو زرہ جہاد بن سنان نے اور جب ثابت ہو فعل صحیح بخوان اللہ علیہم اجمعین مانند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرائت اسکی مستحکم
 کی یہی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی اخیر حال کے فعل سے اکثر صحابہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث میں بھی
 اور قسین اور دماہی ذکر کیا کہ کون صحابہ بن الامام علیہ السلام نے اور کہا وہو احکم من النخل لانه متفق علیہ علیہ صیح
 ذلک کہ یقولون سنہکم عینا احد ثمر الا شتمہ الا نر بعلہ یعنی صیح ہر کل ہوا تھان اس واسطے کہ اتفاق کیا
 اسپر غاری سلم نے اور باوجود اسکے نہیں کہا کہ سنہ ساتھ سنیت خاص سبحانک اللہم کے تو گروہ دماہ کے بعد چہ
 کچھ صحیح نہیں اور جائز یہ فقط اور وہ حدیث ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معمول ہوا پر ابو ذر کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب حدیث
 اور بخیر ہوا اسکی وہ جو مروی ہے صحیح ابی عوانہ اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے تو کہتے تھے
 اللہ اکبر و جہت و جہی آخر کہ خلاف سبحانک اللہم کے کہ وہ ثابت ہے فی الفرض میں ص اور بعد نماز
 تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے **ف** کیونکہ فرمایا السبل جلالہ و عہد الہی و لا ادا
 قرات القرآن فاستعذ باللہ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لے جا طرف اللہ کہ مروی ہے کہ شیطان کہتا ہے
 کہ وہ مارج نہ تو قرات قرآن میں **ص** اور تعوذ ہی تعوذ نہ پڑھے اور سبق پڑھے تو تعوذ یا قرات کا ہی نہ تابع نہ کا سوچیں
 قرات پڑھے و تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرات نہ پڑھے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرت عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اسکے
 یشہد اللہ ان محمد بن النبی کے اور فاتحہ اور سورت کے صیح میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آپ کے اور امام شافعی کے
 نزدیک تسمیہ کو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثیں صحیح دارقطنی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار اشدین قرات کا استعوذ
 للہ ویت العالمین سے شروع کرتے تھے **ف** قواسم معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آپ سے پڑھتے ہو گئے اور
 صاحب دایۃ لکھا ہے بسبق قول ابن جعد کے چلے میں کہا ہے کہ لو کہ امام اور ذکر کیا ان میں تعوذ اور تسمیہ اور امین کو روایت کیا کہ
 ابن ابی شیبہ نے ابن ابی نعیم رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی ابی وائل سے انھوں نے عبد اللہ کے ہاتھ آئے تھے تسمیہ اللہ تعالیٰ عنہ
 التسمیہ کو اور صحیح ابن خریزہ اور ابن حبان اور نسائی میں ہے تسمیہ مجبر سے کہ نماز پڑھی ہے تسمیہ چھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوچیں
 انھوں نے یشہد اللہ ان محمد بن النبی کے پڑھی فاتحہ بیان تک کہ پہنچے ولا الضالین پھر کو امین پھر سلام پھر کہہ
 قسم یوسنات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے تحقیق کہ میری نماز مشاہدہ تر ہی ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 کہا ابن خریزہ نے نہیں شک ہی اسکی محبت میں اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم ہے کہ نہیں کیونکہ جائز ہے شتانہم
 کا باوجود آہستہ پڑھنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیونکہ جب تک مبالغہ نہ کرے اغیار میں تب تک سنائی دیتا ہے خصوصاً پاؤں
 مقتدی کو اور صحیح ابو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے تسمیہ اللہ کا کا حکم نے
 صحیح ابن خریزہ کے اور صحیح کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہر اسناد اسکا قوی اور ضعیف کیا اسکو اکثر صحابہ
 نے اور کہا بعض مشائخ نے نہیں ہی کوئی حدیث صحیح جہر میں مگر اسکی ہناد میں گفتگو ہی اور اسی سبب سے صاحب اسناد ارجح اور
 امام احمد حدیث ہر یک کو خارج نہیں کیا باوجود اختلاف ان کے کہ علویہ ضعیف ہے کہ امام احمد بن حنبلہ میں اللہ میں شیخ ترمذی نے
 ابن خریزہ سے روایت کی ہے دارقطنی سے کہ صحیح صحیح ہے کوئی حدیث صحیح جہر میں کوئی حدیث اور مروی ہے دارقطنی سے

یعنی جو چاہے اسان ہر قرآن میں سے اور بیخبر واحد ہر اور خبر واحد سے زیادتی کلام اللہ پر نہیں جائز ہو مگر واجب العمل ہر کلمہ اپنے
 ساتھ جو چاہے اتنا اور سورہ کے اور دلیل امام شافعی کی ہے جو روایت کیا بخاری سلم نے کہ صلوٰۃ لا یغفرہ الا کلمۃ اللہ
 یعنی نہیں ہر کلمہ کلمہ شافعی کے اور تقدیر اوسکی یہی ہے کہ نہیں ہر کمال نماز کا مگر فاتحہ الکتاب جیسے دوسری حدیث
 میں فرمایا کہ لا یمان لمن لا امانہ لہ ولا دین لمن لا عہد لہ یعنی نہیں ہر ایمان اور دین میں یہ چیزیں باعث
 او نہیں ہیں ہر اوسکا جسکا عہد سالم نہیں تو مراد اس سے نفی ایمان میں بلکہ نہیں ہر بلکہ کمال ایمان اور دین میں یہ چیزیں باعث
 خلل کی ہیں **ف** واللہ اعلم فقط اور بعد تسمیہ کے فاتحہ اور سورہ پڑھو اور بعد والا الصالحین کے آہستہ آہستہ کہہ اور قنوی
 بھی ہماری نماز میں آہستہ آہستہ کہے **ف** اور دلیل اوسکی وہ ہے جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ
 اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں شعبہ انھوں نے سلم بن کہیل سے انھوں نے حجر بن عیسٰی سے انھوں نے علقمہ بن وائل سے انھوں نے
 اپنے باپ سے کہنا زبیری انھوں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توجہ پہنچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المعصوب
 علیہم ولا الضالین ○ برکتی میں آہستہ آہستہ اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ مسنیان انھوں نے سلم بن کہیل سے
 انھوں نے حجر بن عیسٰی سے انھوں نے وائل بن حجر سے اور اوسین ہر کہ بلند کیا انھوں نے آواز اپنی کو ساتھ آہستہ آہستہ کی تو مخالفت کی اس میں سفیان نے
 کئی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت میں حجر بن عیسٰی اور اس میں حجر بن عیسٰی اور اس میں علقمہ بن وائل اور اس میں سلم بن کہیل اور اس میں سلم بن کہیل
 سینے بخاری کے کیا علقمہ نے سنا ہے اپنے باپ سے تو کہا بخاری کے پیدا ہوا علقمہ بعد نے اپنے باپ کے چھ مہینے بعد اور یہ انقطاع سلم بن
 کیونکہ روایت کیا سلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ کے کہا شیخ ابن الہمام نے اور ترجیح دی دارقطنی نے روایت سفیان کو اور ہوتی
 وغیرہ نے بھی اس حدیث کو شعبہ بعضوں نے رفع روایت کیا ہی اور اسی سبب سے صاحب ہدایہ اس حدیث کو مدول کر کے ابن مسعود
 رضی اللہ عنہ قول کی طرف رجوع کیا اور یوں رفع کی ہے جو ابن ماجہ میں ہے کہ تھے علیہ السلام جب کہیں کہتے تھے گونج جاتی تھی سلوٰۃ
 میں کہتا ہوں کہ معارض ہی اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اس حدیث سے حدیثا وکیع بن عقیل عن سلم بن کہیل
 عن سلمۃ بن کھیل عن حجر بن عیسٰی عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
 ولا الضالین فقتال اوسین وخصخص یھا صلوٰۃ یعنی کئی آئین اور آہستہ کئی پوری بعینہ وہی اسناد جو حسین
 رفع صوت آئین کو ہے تو دو حدیثیں مخالف ہوئیں اوس ایک حدیث کی توضیح یہی ہوگا کہ آہستہ آہستہ آئین کہے **ص** بعد اوس
 تکبیر کے اور کئی کرے جھکے اور دونوں ہاتھ رکوع میں دو دونوں انو پر رکے اور انگلیوں کو کشادہ رکھے **ف** کیونکہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے الشیخ سے حدیث طویل کے اور آخر اوسکا یہ ہے کہ ای میں میرے جب تو رکوع کرے سورہ کہ انھوں
 اپنے کو اوپر دونوں انو اپنے کے اور کشادہ رکھا انگلیوں کو اور اٹھائے رکھ دو دونوں ہاتھ کو دونوں پہلو سے روایت کیا اسکو
 طبرانی نے جامع صغیر میں اور طبرانی نے جامع صغیر میں اور وہ یہ ہے کہ دو دونوں ہاتھوں کو ملا کے دونوں ان میں کہے بے دلیل اسکے
 جو دوی ہتھوں میں صاحب بن عبد بن ابی وقاص سے کہا کہ نماز پڑھی سینے اپنے باپ کے ساتھ تو طےقی کی سینے سے کہا میرے باپ نے
 کہ کلا اسکو پہلے ہر کہنے کے ایسا پھر منع کہے گیا اور کہہ رکھیں دو دونوں ہاتھوں کو اوپر زانووں کے **ص** اور وہ کہہ رکھیں
 اور رکھیں ہر کہنے کے برابر کہے **ف** کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ نے یا بعد بن عبد کہہ رکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ

الحمد لله

بسم الله

فصل فی صفت
کتاب الصلوة
وہو فی کتاب
الصلوة

سہد کرتے تھے اور کورعائے کہ یعنی بیچ عامے کے اور ابراہیم بن ادہم پڑے زاہد عالم مشہور تھے میں قال النسائی ثقہ قالوا
 أحد الزهاد وقال البخاری مات سنة ثمان مئتين وستمائة وروى عن أبيه عن ناسائي في ثقة مأمون عن أبيه عن
 عیسیٰ کہ ہذا فی صفت باطنیہ اور روایت کیا طبرانی نے اوسط میں عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہا کہ دیکھا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سہد کرتے تھے اور بیچ عامے کے اور روایت کیا اوسکوا بن عبدی بنی کامل میں حدیث عمرو بن شمر سے
 انھوں نے جاری جنسی سے اسے عبد الرحمن بن سابط انھوں نے جابر سے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سہد کرتے
 اور بیچ عامے کے اور ضعیف ہی عمرو بن شمر اور جابر بن جعفر کذاب و ضاع ہوا شیخ ابن جریر مستطانی نے رشیدی کذاب یعنی ضعیف
 غالی کذاب ہوا کہ ترمذی نے ضعیف جڈا یعنی ضعیف ہو نہایت اور کہا بعضوں نے متروک اے یث ترک کردی
 حدیث اوسکی اور روایت کیا اوسکوا حافظ الباقی اسم تلمذ بن محمد رازی فوائد میں حدیث ثکاب اہلہ بن عبد الرحمن
 ثنا أبو یوسف احمد بن عبد الرحمن بن یونس بن حصین الطرسی ثنا کثیر بن عبد اللہ ثنا سعید
 بن عبد العزیز بن عمار عن نافع عن ابن عمر أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یسجد علی کون العمامة
 کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ تھے اور بیچ عامے کے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے سنن میں نہ شام انھوں نے حسن کہا کہ تھے
 اصحاب سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سہد کرتے تھے اور ہاتھ اٹکے اٹکے کبر و ان تھے اور کہتا تھا سہد ہر آدمی اور بیچ عامے کے
 اور ذکر کیا اوسکوا بخاری نے صحیح میں تعلیق اور کہا کہ حسن تھے قوم کہ سہد کرتی اور عیسیٰ اور یونس کے اور دونوں ہاتھ اٹکے بیہقی
 ہوتے تھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ ثنا شریک عن حسین بن عبد اللہ عن عکرمہ عن ابن عباس
 أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی ثوب واحد یسجد حتی یغضو لحيته الا ترض وبن دحایفی تھیں
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز بیچ ایک کپڑے کے بچاتے تھے اوسکے فضول سے گرمی کو زمین کی اور سردی کو اوسکی اور
 اسی حدیث کو صاحب ابویہ نے ذکر کیا ہے اور روایت کیا اوسکوا احمد اسحق بن اہویہ اور ابو یعلیٰ او طبرانی اور ابن عساکر میں
 اور ضعیف کیا اوسکوا حسین بن عبد اللہ کے سبب اور دو کچھ کہ شریک و سکی سناد میں قاضی کو نے کا ضعیف ہوا کہ ترمذی نے
 وشرایک کثیرا علیہ الخ یعنی شریک بہت غلطی کرتا ہے اور توثیق کی اوسکی بہت لوگوں نے اور اوسکے معنی میں یہ وہ جو روایت کیا
 پھر عالموں نے انھیں کہ تھے ہم نماز پڑھتے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت گرمی میں اور جب طاقت رکھتا تھا کوئی
 ہمارا کہ کھینچ نہ پڑنا اور پڑ میں بچا تھا کپڑا اپنا زیر ہلوروسی پر سجدہ کرتا تھا اور سجدہ میں بچا کہ اپنے دونوں ہونڈھوں کو ہلایا کرتا
 کیونکہ حدیث میں آیا ہے روایت بن جابر بن جعفر عن فضیل عن عبد اللہ عن کثادہ رکھ دو لون بازو اپنا اور روایت کیا ابن عبد
 بن عباس عن عمر سے کہ کہ نبوی کہ کو سفیان انھوں نے آدم بن علی بکری کہ کہا دیکھا جکوا بن عمر نے اور میں نماز پڑھتا تھا اور ہاتھ کو اپنے زین
 سے جدا کرتا تھا سوسکہ کہ ایسی بیٹھ بھائی سیک کے نہ بیٹھ جانوروں کا سا بیٹھنا اور انکو کہ اپنے دونوں کہیں اور ظاہر کرانوں اپنے کو
 کیونکہ جب نہ کہ سجدہ کرے گا ہر عضو تجھے اور جب کہ پٹ کہے کو دونوں ہاتھوں کے حدیث میں آیا ہے کہ حضرت علی اللہ علیہ السلام کہتے تھے
 اسف کہ اگر کوئی کاچو چکا تو او میں غسل جاوے روایت کیا اوسکوا مسلم اور حاکم اور طبرانی وغیرہم نے اور جب حدیث میں چلے کہ اسکا
 کشادہ کرے کہ باطنی کے کوفت ہو کہ ورنہ اوٹھنے کا طرف قبلے کے کہ کیونکہ روایت کیا بخاری حدیث ابی حنیفہ کہ نبی

اور ثناء و سبوح و تحمید بھی نہ اٹھاؤ گے یعنی ہاتھ نہ اٹھاؤ گے مگر تکبیر اولیٰ میں اور تکبیر اولیٰ تو پہلی ہی رکعت میں ہوتی ہے بخلاف امام شافعی کے کہ اوکے نزدیک ہاتھ اٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کے وقت سنت ہیں تو پھر کہ وہ تین اوکے نزدیک رفع یدین ہی اور اس مسئلہ میں بہت تفصیل ہے سب بیان نہیں کر سکتا والا لکن بایک فقرہ جو باہمی کچھ بطور اختصار موافق تخریر صاحب تہجید القدر کے بیان کیا جاتا ہے اول تو روایت کی طرانی نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے اصحاب نے قسم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت علیہ السلام کہ نہیں اٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات جگہ میں جو وقت کہ شروع کرے نماز اور جو وقت داخل ہو پس جہاں میں منظر کرے طرف نما علیہ کے اور جو وقت کھڑا ہو کر پہلو جو وقت کھڑا ہو ساتھ آدمیوں کے رات کو اور مردانہ میں دو مقام میں اور جو وقت رکوع کے جموں اور ذکر کیا اور سکا ہمارے مسلمان کتاب فردین بیان رفع یدین میں اور کہا کہ ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہ اٹھا جاوین ہاتھ مگر سات جگہ میں وقت شروع کرنے نماز کے اور استقبال کعبہ کے اور صفا اور مروہ پر اور عرفات میں اور مزدلفہ میں دو مقام اور نزدیک جہنم کے اور کہا شعبہ نہیں سنا حکم نے قسم سے کہ چار حدیثیں اور یہ نہیں ہر ایک سے تو یہ مسل ہر اور غیر محفوظ اور کہا کہ انہوں نے اصحابوں ہمارے مخالف کیا اس حدیث کو ساتھ رفع کے تکبیرات عیدین میں اور تکبیرات عیدین میں اور کہا شیخ نقی الدین نے امام میں اعتراض کیا اس حدیث پر کہ لکھی طریقوں سے ایک قیہ کہ ابن ابی لیلیٰ متفق ہوا اور نزدیک ہی احتیاج اوس اور دوسرے کہ وکیع نے وقف کیا اوسکو اور ابن عباس اور ابن عمر کے کہا حکیم نے اور وکیع ثابت ہے سب جنھوں نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلیٰ سے تیسرے کہ روایت کیا بہت تابعین نے اسناد صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس کہ وہ ہاتھ اٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تحقیق کہ اسناد کیا اون دونوں اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے یہ کہ سب دایستون میں ترفع الا یک یٰ ہٰی یعنی ہاتھ اٹھا جاو اور یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سوال سات جگہ کے اور جگہ نہ اٹھا یا جاو گانہ لا ینفع الا یدنی الا کف ہا جود لالت کرتا ہے صرف رفع یدین پر ان مولن سبعہ میں دوسرے کہ محال ہے کہ لا ینفع الا یدنی ہو کیونکہ اس حدیث صحیحہ دال میں اس رفع پر اور بہت سی اسنادیں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سولہ لکے میں بھی خیر ہے ہاتھ اٹھا یا مانند استسقاء وغیرہ کے یہ کلام ہی شیخ نقی الدین ابن دقیق العید کا اور جو حسن یہ ہے کہ صحرانہ میں تو جب ہو ان سات مقام کے اور کسی جگہ رفع ثابت ہو گا عمل اوس کے اوپر کرنا پڑیگا اور جنھوں نے دفع اس جگہ میں ثابت ہوا اور وہ یہ ہے جس کا اخراج کیا علیٰ سنیہ زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے پاس عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر کندھوں کے پھر تکبیر کرتے سو جب ارادہ رکوع کا کرتے پھر ہاتھ اٹھاتے اور جب سر اٹھاتے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب سر پائے سجد سے اٹھاتے تھے تب نہیں ہاتھ اٹھاتے تھے اور کہا شیخ خاں العام نے کہ جواب لیا سکا معارضہ ہر ساتھ اوس کے جو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد و وکیع سے انھوں نے سفیان ثوری سے انھوں نے عامر بن کلیب سے انھوں نے عبد الرحمن بن اود سے انھوں نے سلمہ سے کہا کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا ہے یہ ہاتھ اٹھاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونامی پر ہی اور نہ اٹھاتے ہاتھ مگر اول بار پھر ناعادہ کیا کہ ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس کا خراج اوسکا سنائی نے ابن المبارک سے انھوں نے سفیان سے اور جو منقول ہے ابن المبارک سے کہا کہ نہیں ثابت ہے لکھی ہوئی ہے کہ یہ مسعود کی سو کہ نہیں خبر کرتا جبکہ یہ طریقہ ثابت ہوا اور وہ جو بعض علماء نے کہا ہے کہ عامر بن کلیب ضعیف ہے غیر مقبول ہے کیونکہ وہ شیخ کی اوسکی

اور ان سے روایت کیا
سب سے روایت کیا

بہار

ناز سے جب بیٹھے ہوتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سجدوں کو اٹھاتے تھے اسی طرح پراویح بھی کیا اور سکو ترمذی تو یہ حدیث منسوخ ہے بسبب اتفاق کے نسخ رفع یدین پر وقت سجدے کے اور جانا چاہیے کہ ان اصحاب اور تابعین کے کثیرین جہاد اور کلام اہم بہت واسع ہر طرف پہنچا دیا اور ثابت کیا اور سکو شیخ ابن الہمام نے بوجہ حسن اور روایت کیا ابو ضیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے کہا کہ ذکر کرنے کے نزدیک اونکے وائل بن حجر کو دیکھا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت رکوع اور سجود کو کہا ابراہیم نے کہ اعرابی بن ہذیل نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل اس صلوة کے اور کیا زیادہ جاننے والا ہی عبد اللہ سے اور اصحاب عبد اللہ گرامد رکھا اوسنے اور نہ یاد رکھا انھوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث بیان کی مجھے بیشمار لوگوں نے عبد اللہ سے کہ اٹھاتے انھوں نے ہاتھ فقط وقت ابتداء صلوة کے اور بیان کیا اور سکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبد اللہ عالم ہے ساتھ شریع اسلام ڈھونڈھنے والا ہی احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوسک کرنا ساتھ قول اوسکے کے اولیٰ ہر وقت تعارض کے واللہ اعلم اور حدیث اس باب میں اہم شافعی کی جانب بھی بہت ہیں اور یہ بھی جانا چاہیے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہیں ہے بلکہ ثبوت اور بیاریات کا حل ان کے رفع یدین بہت سی حدیثیں موضوع ہیں اور ضعیف ہیں جیسا کہ بعض لوگ حدیث حاکم کو لاتے ہیں رفع یدین میں حال ان کو وہ بالاتفاق موضوع ہر اور طعن کیا بسبب اس کے کہ محدثین نے حاکم پر اور بعضوں نے اس باب میں ہند را فرما دیا ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا چنانچہ ان میں سے ایک صاحب سفر السعاده کہہ کہ چار سو آثار اس باب میں مروی ہیں حال ان کہ سو بھی کسی محدث نے بیان نہیں کیے بلکہ غاری نے جو اس کتاب رفع یدین میں بنائی ہے اوس میں تاسکے ربع بھی آثار مذکور نہیں جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہو گا اور بعض جہلانے اس باب میں سجدہ اعتبار صاحب سفر السعاده لکھا کیا ہے کہ اگر کوئی اونکو لاکھ بار بھی سجدے کو یقین نہ کرے کہ اپنے وہم خرافی سے باز آوین اور تعصب و عناد سے دور نہ رہیں یا تو تحصیل کی اس کتاب تخریر میں گنجائش نہیں ملے گی کہ ایک اشارہ کافی ہو **و** اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے بائیں پر کہ بچھا کے اوپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا کرے اور اوٹکلیوں کو پر کی قبل کی طرف کرے **و** صحیح مسلم میں حدیث ہے سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ تکبیر کے آخر میں یہاں کہ کہا بچھاتے تھے بائیں پر اور کھڑا کرتے تھے داہنے پر اور سنن نسائی میں مروی ہے ابن عمر سے انھوں نے اپنے باپ سے کہہ کہ سنت ہے نماز کی یہ بات کہ کھڑا کرے داہنے قدم کو اور کرے اوٹکلیوں کو طرف قبل کے اور بیٹھے بائیں پر **و** اور دونوں ہاتھوں کو دونوں اوتوں کے اوپر رکھے اور اوٹکلیوں کو کی طرف کشادہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک نصر اور خضر کو باندھا اور بیچ کی اوٹکلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے ساتھ کلمہ لا کے اوٹکلی سے وقت شہادتین کے چنانچہ پہرے علوان بھی ایسا ہی بقول ہے **و** ایسا ہی مروی ہے حدیث وائل بن کہا شیخ ابن الہمام غریب ہے اور ترمذی میں ہے حدیث وائل سے کہا البتہ دیکھا میں نے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوجھ بیٹھے واسطے شہد کے بچایا بائیں پر اور کھڑا بائیں ہاتھ کو اوپر بائیں ہاتھ کے اور کھڑا کیا داہنے پر کو اور صحیح مسلم میں ہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے نماز میں رکھتے تھے داہنی کف اور پر داہنی ران کے اور بند کر لیتے تھے سب اوٹکلیوں کو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ اوس اوٹکلی کے جو نزدیک ہے ابراہیم کے اور رکھتے تھے بائیں کف کو اوپر بائیں ہاتھ کے کہا شیخ ابن الہمام نے وہاں شک ان وضع الکف مع قبض الاصلایح لا ینظر حقیقتہ یعنی نہیں شک ہے کہ رکنا کف کا باوجود بند کرنے اوٹکلیوں کے نہیں ظاہر ہوتی ہے حقیقت اوسکی یا مراد یہ ہے کہ رکنا کف کا پھر بند کرنا اوٹکلیوں کا وقت ہشاد کے اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد سے کیفیت اشارہ میں

اور اس مقام پر جو کیدانی میں ہے کہ لوگ کلی ہاؤٹھانا محرمات میں سے ہیں محض غلط ہو اور یہ طرہ اور سپر یہ کہ کمال اہل الحدیث ہی کہہ رہے ہیں
 سہان اس جیسے لوگ محدثین کی ہمت درجے ادبی کر گئے تو ان کے کلام پر کسی مسلمان کو اختیار کرنا خلاف درایت ہوگا اور خود
 صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے **وَمَوْخَلَاوُ الدِّينِ وَالْاِيَةُ وَالْاِيَةُ** اور یہ خلاف درایت اور روایت کے ہے **ص** اور تشہد
 پڑھے حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور وہ یہی **الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا**
النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کا ہے **السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ** **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور یہ حدیث میں اس سے زیادہ نہ ہے **وَف** منصفین ابی شیبہ میں مروی
 حدیث **حَسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ** کہ **أَخَذَ عَلَقَةً فِي يَدَيْهِ فَقَالَ**
أَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ يَدَيْهِ فَقَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَعَلَّمَنِي التَّشَهُدَ الْقَيِّمَ
لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتِ وَالطَّيِّبَاتِ اور فی الباب عن ابن عمر وائی بکئی یعنی کہا قاسم نے کہ پکڑا علقہ میں ہاتھ پر
 سو کہا کہ پکڑا عبداللہ نے ہاتھ پر اسو کہا کہ پکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پر اسو سکھایا مجھ کو تشہد القیامات **لله** آخر تک
 اور روایت کیا ابن ابی شیبہ شعبی سے کہا انھوں نے جو زیادہ کرے اور تشہد کہ بیچ دو پہلی رکعتوں کے تو اوپر دو سجود ہو جائیں گے **وَفِي**
الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ اور اس باب میں مروی ہے عایشہ سے اور روایت ہے ابن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے پہلی
 رکعتوں میں تو گویا توڑے جلتے ہوئے پیر میں بیان تک کہ کھڑے ہوں یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کہ بیٹھتے تھے تو ایسا ہی
 روایت کیا منصف میں ابو بکر بنیہ سے مستخرج اور روایت کیا علی بن ابی طالب سے ابن مسعود کہ سکھایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد
 اور کہ میرے آپ کہ میں تھے جیسا کہ سکھاتے ہیں مجھ کو کوئی سورت قرآن کی سو کہا جب بیٹھتے کوئی تم میں سے واسطے نماز کے سو کہے
الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتِ آخر تک اور روایت نسائی میں ہے جب بیٹھو تم دو رکعتوں کے بعد اور ایک جہت اس تشہد کی پڑھو
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کے بنا کید تمام تعلیم کیا اگرچہ مطلق تعلیم حدیث ابن عباس میں بھی ہو اور
 ایک جہت ترجیح کی یہ ہے کہ ائمہ سے اوپر اتفاق کیا لفظاً و معنی اور یہ نہایت غریب ہے اور تشہد ابن عباس کا شمار کیا گیا ہوا تو اس مسئلہ
 اگرچہ خارج کیا اوسکا سوا بخاری اور محدثین نے اور اعلیٰ درجات میں اؤٹنے نزدیک ہے جسے اتفاق کیا ہو بخاری سلم نے نہ کہ جسے
 اتفاق کیا ہوا ائمہ سے اور اس واسطے اجماع کیا علی کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر ہے حدیث ابن عباس کی اس باب میں اور کہا ترمذی نے
 کہ صحیح ترمذیوں کی تشہد میں حدیث ابن مسعود ہے اور عمل ہے اوپر اکثر صحابہ کا پھر خارج کیا خصیعت کہا کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو خواب میں ہو پوچھا میں نے آپ سے کہ آدمیوں نے اختلاف کیا تشہد میں ہو فرمایا آپ نے کہ لازم ہے کہ تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہو
 ابن مسعود معاویہ جیسا کہ روایت کیا اونسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر بنبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتِ آخر تک تشہد ابن مسعود اور عایشہ بھی ہوتی ہیں کہ کہا انھوں نے تشہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سو کہا القیامات **لله** آخر تک کہا نو وحی **إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ** یعنی اسناد او سکاحید ہے اور بھی موافق ہو اؤٹنے مسلمان روایت کیا
 طبرانی اور بنی زرارہ نے ابی رزقہ کہا کہ پوچھا میں نے مسلمان سے تشہد کو کہا سکھاتا ہوں میں تکو جیسا سکھایا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 تب بیان کیا القیامات **لله** اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا حدیث ابن مسعود نے اور پکڑا ہاتھ اوسکا ابراہیم اور پکڑا

باتر اوکا مقررہ نے اور کہا مقررہ نے کہ یکڑا تھ میرا عبداللہ بن مسعود اور سکایا جھکو تشہد اور کہا عبداللہ نے کہا تھ میرا سہیل
 اللہ علیہ وسلم نے اور سکایا جھکو تشہد یہی کہ سکاتے ہیں کوئی آیت قرآن سے اور تابع ہوا اسکے روایت ابن ابی شیبہ کی جو اہل
 یمنے بیان کی اور دلیل امام شافعی کی حدیث ابن عباس سے اور او سہین تشہد یہی الخبیات المبارکات والصلوات
 اللطیفات اللہ سلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلام علیکنا آخر کہ روایت کیا
 امام احمد نے ابن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکایا او کو تشہد سو تھے جب بیٹھتے تھے بیچ نماز میں یا آخر نماز میں
 بیٹھتے تھے الخبیات اللہ عبدک ورسولک تک پھر اگر ہوتا یہ قعدہ بیچ نماز کا او بیٹھتے تھے جب فراغت ہو جاتی تھی فہم
 اور اگر آخر کا قعدہ ہوتا تھا بیٹھتے تھے بعد تشہد کے جو چاہتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر سلام پیرتے تھے اور جہنم میں علی بعد تشہد
 مذکور ہیں شہور میں صحیحین غیر ماہین **ص** اور اخیر کی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ پڑھے **ف** سبب حدیث ابی قتادہ کہ صحابہ میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ دو رکعتوں پہلی کی طہر پھر فاتحہ اور دو سو مرتبہ رکعتوں
 اور اخیر کی رکعتوں میں فقط فاتحہ اور طول کرتے تھے رکعت اولیٰ میں پھر طول کرتے تھے رکعت ثانیہ میں اور سہین فقط طہر اور آخر مذکور ہیں
 روایت کیا ابی بن ہریرہ نے سند ابی ہریرہ بن قاصد بن افع انصاری کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ پہلی رکعتوں کے فاتحہ اکتار
 ہورت اور اخیر کی دو رکعتوں میں فاتحہ اکتار فقط اور مروی ہے او سہین طہرانی میں جابر بن عبداللہ سے کہ کہ سنت قرأت کی بیچ نماز
 یہ کہ پڑھے پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ پورٹ اخیر تینوں میں فاتحہ اکتار **ص** اور اگر تسبیح کے یا چپ کھڑا ہے تو درست ہوا
 پڑھتے جس طرح کہ پہلے بیٹھا تھا اور امام شافعی کے نزدیک دوسرے قعدہ میں تین پڑھتے اور پھر دونوں انہی طرف نکال دے اور پورٹ
 دونوں قعدہ میں اٹھ بیٹھے **ف** جیسا کہ اوپر مروی ہوئی حدیث اول اور عائشہ کی اور وہ جو مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بیٹھتے اسی طرح پڑھا امام شافعی کے نزدیک یہ ضعیف کیا او سکو طحاوی اور کلام کیا او سہین یہی ہے اور بیان کیا ضعف او سکا شیخ
 تقی الدین بن قتی العبد **ص** اور بعد تشہد کے درود پڑھے اور دعا مانگے جو قرآن کے مشابہ ہو یا ثور کی ندا او سہین کی باتوں سے
 تو ایسی چیز نہ تھ جو او سہین خاص مانگتے ہیں **ف** اور درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک
 درود اور تشہد دونوں پڑھنا فرض ہیں اور دلیل ہماری یہ ہے کہ کہا ابن مسعود جب کہچے تو یعنی تشہد یا کہچے تو تو تمام ہو گئی نماز تیری اگر
 چاہے تو کہ او بیٹھتے تو او بیٹھتا اور اگر چاہے بیٹھتے تو بیٹھتا اور صاحب ہدایہ نے اسکو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہے اور او گزرد چکا کہ یہ حدیث
 لیکر ابیہامدج مانند مروج کے ہے کہ امام قاضی عیاض نے اور کہ امام شافعی نے کہ جس نے درود پڑھی تو نماز او کی فاسد ہے اور میں نے
 او کی ہر قول میں اور نہ کوئی حدیث کہ ثابت کی ہو او کی اور شیخ کی ہاویہ اس باب میں ایک جامع نے او میں نے ہر ہر قولی
 اور زلات کیا او کا اٹھکے ابی ہریرہ سے خطابی نے اور کہا کہ نہیں جانتا میں اٹھکے لیے اس باب میں کوئی دلیل اور تشہدات جو
 ہیں ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی ہریرہ اور جابر اور ابو سعید اور ابو موسیٰ اور ابن الزبیر سے نہیں منکر ہوا اور میرا وہ جو
 مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھا زانو کی جس نے نہ درود بھیجا اور پیر کے ضعیف کیا او سکو اہل حدیث نے اور اگر بالفرض منکر
 ہو تو سنی ہو سکے فی کمال کے ہیں یا جس نے عمر بن محمد درود بھیجا اور ایک تاویل اسکی اور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سلام تشہد
 میں ہوا اگر کہیں نہ کہ تو نماز او کی نہیں کہ وہ نماز نزدیک ہی واجب ہے اور اسی طرح جو ابن مسعود مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی

فصل قرأت کے بیان میں

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو ادا میں اختیار ہو اور قصا میں ضرور
 آہستہ پڑھے اور ادنیٰ ہر جہر پکارے پیکر دو سر سننا اور سر کا یہ کہ فقط آپ سننے اور سنی سمجھ کر اور بعضوں کے نزدیک ادنیٰ ہر جہر
 پکارے پیکر آپ سننے اور ادنیٰ ہر پکارے پیکر فقط صحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور چیزیں کہ بولنے سے متعلق ہیں اگر اس طرح
 جو اپنے تئیں سنائی دیکو واقع ہو گئے **ف** اور نظم اور بحر میں ہر کوئے کیونکہ فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صلواۃ
 التہائم کما یسمن نماز دن کی کوئی ہو اور رات میں ہر کما وسمن قرات ایسی کہ سنائی دیکو نہیں یہ حدیث ہادیہ میں ہے لیکن کہانہ کوئی
 لا اصل کہ یعنی نہیں پہل اس حدیث کی اور روایت کیا اسکو عبد اللہ بن مسعود نے مصنف میں قول مجاہد اور ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہما
 اور سورہ میں حدیثیں صحیح بے شمار آئی ہیں اور وسمن اتفاق صحابہ ومن بعدکم کا ہر اسی سبب سے کہ کوئی حدیث صریح
 ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور جمعہ اور عید میں کہ ہر من بہت حدیثیں ہیں روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھتے تھے عیدین اور جمعہ میں سبھا سمعوا لکلا علی اور هل آتات حدیث الفاشیۃ اور صحیح مسلم میں ہر
 ابی واقلیثی سے کہ پچھا جسے عمر نے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحیٰ اور عید الفطر میں کہ کیا پڑھتے تھے قرآن
 والقرآن المجید و افق بیت الشاکہ **ف** اگر عشا کی دو رکعتوں اول میں رت نہ پڑھے اخیر کی دو رکعتوں میں بعد فاتحہ
 پڑھ لیکو اور فاتحہ اور سورۃ دونوں کا ہر کرے اگر امام ہو اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتوں میں جمہر سے تو پچھلی رکعتوں میں پڑھے کیونکہ دو رکعتوں
 کی رکعتوں میں بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور پہلی رکعتوں کا بھی فاتحہ وسمن پڑھ لیکو تاکہ ایک رکعت میں دو فاتحہ لازم آویں گے اور تکرار فاتحہ کی ضرورت
 اور قرات فرض ایک آیت ہو اور اتنا پڑھنے والا کنکار ہو گا سبب ترک واجب کے اور جو سفر میں جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے
 اور اگر سفر میں ہو تو ماند سورۃ بروج واشقت کے پڑھے اور اقامت میں فجر اور ظہر میں حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور اگر
 عشا میں بروج کم کر تک اور مغرب میں کم کر تک جو سورت چاہے پڑھے **ف** اور اصل وسمن ہو و جمہر روایت کیا عبد الرزاق نے
 مصنف میں اخبنا سفيان الثوري عن علي بن زيد بن جدعان عن الحسن بن علي قال قال لكتب عمر
 الى أبي موسى الأشعري أن اقرأ في المغرب بقصار المفضل وفي العشاء بقصا المفضل وفي
 الفجر بطول المفضل يعني لکھا عمر نے طرف ابو موسیٰ اشعری سے کہ پڑھ مغرب میں قصہ مفضل یعنی کم کر تک سے آخر تک اور عشا میں
 او سلا مفضل یعنی بروج کم کر تک اور صبح میں طلال مفضل یعنی حجرات سے بروج تک **ف** اور جو ضرورت ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک
 سورت کا وسمن نماز میں کرنا مکھو ہو اور مقتدی چکا کہ طار ہے اور سننے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو
 اور چاہے ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قرات امام کی کافی ہو اسکو اور فرمایا کیا ہو واسطے میرے
 جگہ لکھا جاتا ہوں قرآن میں یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال اونکی طرف جگہ کے قرات قرآن میں خلل پڑتا ہو
ف اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہ اور ضعیف کی گئی اور اعتراف کیا ضعیف کرنے والوں نے ساتھ
 رفع او سکے کے مثل دارقطنی اور بعضی کے اور ابن مسعود کے کہ صحیح ہے کہ مرسل ہے اسواسطے کہ خلفائے مثل دونوں خیال اور ابی الاوص
 اور شعبہ اس طریق اور شریک اور ابی خالد اللانی اور جریر اور عبد الحمید اور زائدہ اور زہیر روایت کیا اسکو موسیٰ بن ابی عایشہ سے

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو ادا میں اختیار ہو اور قصا میں ضرور

انھوں نے نماز میں شعاہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سارے سال کی اور سال کی اور کو بوجھتے تھے لیکن بارگاہِ نبویہ پر سال کے بھی ہم کہتے ہیں کہ رسول بہار نزدیک محبت ہو اور دوسرے کہ روایت کیا امام محمد بن حسن نے سوطی میں حدیثاً ابو حنیفہ ثنا ابو الحسن مؤسی بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی خلف امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ اور وہ جو انھوں نے کہا ہو کہ ان جناد نے اس کو رفع نہیں کیا صحیح نہیں ہے کہ امام بن سنیع نے سند میں ثنا اسحق الا زرقی ثنا سفیان الا زرقی ثنا سفیان و شریک عن مؤسی بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قراءۃ قال وحل ثنا جابر بن عبد اللہ عن مؤسی بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ان اور نہیں ذکر کیا اور سنے جابر سے اور روایت کیا ابو سکوعہ بن حمید حدیث بیان کی ہے ابو نعیم نے کہا حدیث بیان کی ہے حسن بن صالح نے انھوں نے ابی الزبیر سے انھوں نے جابر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اس کے اور اسناد حدیث جابر اول کا صحیح ہو اور پر شرط نہیں ہے اور دوسرے اور پر شرط مسلم تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جریر اور ابو الزبیر نے رفع کیا ابو سکوعہ ساتھ طریقیوں صحیحہ کے سوا باطل ہوا شمار کرنا اور ان کا اون لوگوں کو عدم رفع میں اور مقرر یہ بات کہ اگر متفرد ہو ثقہ تو واجب ہے قبول اس کا سود صورتیکہ بہت ثقہ رفع کریں اور سکوعہ کو کسر طرح واجب القبول نہ ہوگی اور اخر ارجح کیا اس کا ابن عدی ابو حنیفہ سے بیان ترجمہ میں اون کے اور ذکر کیا او میں ایک قصہ اور روایت کیا ابو سکوعہ ابو عبد اللہ حاکم نے ثنا ابو حنبل بن محمد بن محمد بن محمد ان الصدیق فی ثنا عبد الصحاح الفضل الکلی ثنا مکی بن ابی ہریرہ عن ابی حنیفہ عن مؤسی بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد بن الحداد عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی ورجل خلفہ یقرأ فحمل رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحاکم عن القراءة فی الصلوۃ فلما انصرف اقبل علیہ الرجل فقل اتہما فی عن القراءة خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنازع حتی ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام من صلی خلف امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنی کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتا تھا نماز میں ایک شخص پیچھے آپ کے سونے کیا اور سکوعہ ایک صحابی نے قرات سے نماز میں جو بفرار ہوئے نماز سے یا اس کے پاس شخص کو کہا کہ تم منع کرتے ہو مجھ کو قرات سے پیچھے امام کے سو جگہ کیا اون دنوں نے یہاں تک کہ ذکر کیا گیا واسطی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھتے تھے پیچھے امام کے تو گو یا قرات امام کی اس کی قرات ہی اور ابو حنیفہ کی روایت میں ہے کہ تمنا یہ طور اور عصر میں اور اون کی روایت میں لفظ طور اور عصر کا مذکور ہے اور معارض ہی اس کے جو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے عبادہ بن صامت کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر میں ہو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جاری ہوئی اور پڑھا قرات تو جب فارغ ہو گیا کہ شاید قرات کرتے ہو تم پیچھے امام کے کہنے یا رسول اللہ ان کہہ نہ پڑھو مگر فاتحہ الکتاب کو نہ کہ نہیں پڑھا اس کی جس نے نہ پڑھا اور سکوعہ اور کہا صاحب ہدایہ کہ جو چاہے مذہب پر اجماع صحیح کا اور چاہے

مالک میں ہر نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہا کہ اگر پڑھے نماز کوئی تم میں سے امام کے پیچھے تو کافی ہو اور سکو قرات امام کی اور اگر نماز پڑھے اکیلے تو قرات کرے کہا کہ تمہیں ابن عمر نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور روایت کیا اسکو اون سے واقف نے مرفوعاً اور کہا کہ رفع کرنا سکا وہم علیکن جب صحیح ہوا یہ قول ابن عمر سے تو معلوم ہوا کہ سنا ہوگا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو رفع و سکا صحیح ہوگا اگرچہ روایت ضعیف ہو کہ اور روایت کیا ابن عدی کا مل میں ایل بن عمرو بن نجیح سے انھوں نے حسن بن صالح سے انھوں نے ابی مارون عبدی سے انھوں نے ابی سعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ واسطے امام تو قرات امام کی اوس کے واسطے قرات ہو اور کہا کہ نہیں متابعت کی گئی اس روایت میں اسمعیل اور وہ ضعیف ہوتی اور قول ابن ہدی کا صحیح نہیں کیونکہ متابعت کی اوس کی بطور بن عبد اللہ روایت کی طبرانی نے واسطہ میں ثنا محمد بن ابی ابراہیم بن علی بن ابی ابراہیم بن ابی حنیفہ عن عبد اللہ بن عبد اللہ ثنا الحسن بن اویس بن مسعود روایت کیا اوس بن عدی اور روایت کیا حدیث ابن عباس سے رفع اوس کا اور اوس میں کلام ہو اور روایت کیا طحاوی نے شرح آثار میں ثنا یونس بن عبد الاکمل ثنا عبد اللہ بن وہب اخبرنی حیاء بن شریح عن یحییٰ بن عمر عن عبد اللہ بن مسعود انہ سأل عبد اللہ بن عمر وقد یذکرنا بیت وجاء بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم فقالوا لا نقرا خلف الا واما فی شیء من الصلوٰۃ یعنی پوچھا عبد اللہ بن عمر نے عبد اللہ اور زید اور حارث وغیرہم سے سو کہا انھوں نے نہ پڑھ پیچھے امام کے نماز میں اور روایت کیا امام محمد بن حسن موطا میں بیان بن حمیدہ سے انھوں نے منصور سے انھوں نے ابی امل سے کہا کہ پوچھے گئے عبد اللہ بن مسعود قرات پیچھے امام کے کہا کہ چپ ہا سوا سطر کہ نماز میں شغل ہو اور کافی ہو چکا امام اور روایت کیا سعد بن قاص سے کہ کہا انھوں نے چاہتا ہوں میں اوس شخص کو جو پڑھتا ہے پیچھے امام کے کہ اوس کے موند میں انگارہ ہو اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے لیکن کہا انھوں نے وہ انگارے کے پتھر اور روایت کیا محمد بن موطا میں ابی داؤد بن قیس سے انھوں نے عمالان سے کہ عمر بن خطاب نے کہا کاشکے ہوتا ہو سکے موند میں جو قرات کرتا ہے پیچھے امام کے پتھر اور اخیراج کیا اسکا عبد الرزاق نے بھی اور روایت کیا الطحاوی نے حماد بن سلمہ سے انھوں نے ابی جبر سے کہا کہ کہا سنے واسطے ابن عباس کے پڑھوں میں اور امام سامنے میرے ہو کہ کہ نہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں چاہر کہا کہ نہ پڑھے پیچھے امام کے چاہے جبر کرے اور چاہے خفا کرے یعنی کسی نماز میں پڑھے اور روایت کیا ابی اوس اور عبد الرزاق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہا کہ جو پڑھے پیچھے امام کے تو اوس نے خطا کی فطریعت اور روایت کیا اسکو واقف نے ایک حدیث میں اور کہا کہ نہیں صحیح ہے اسناد اسکا اور کہا ابن جبار کہنا بالضعفاء میں یہ روایت کرتا ہے اسکو عبد اللہ بن ابی املی الضار جزی علی رضی اللہ عنہ اور وہ باطل ہے اور کافی ہے بطلان میں اوس کا اجماع مسلمانوں کا اوس کے خلاف پر اور اہل کوفہ نے اختیار کیا کہ قرات پیچھے امام کے ذکر جائز نہ تھا اسکو ابی املی شخص مجہول ہے ختم ہو اقول ابن جبار کا اور مروی ہے سنن نسائی میں مانند اسکے قول ابوالدرداء اور زر بن ابیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جب پڑھے امام تو چپ ہو روایت کیا اسکو مسلم نے زیادت ہو حدیث ابی الدرداء انہ انما کلمہ فلیکن فاہرہ و ضعیف کیا اسکو ابوداؤد وغیرہ نے اور نہیں التفات کیا گیا اس طرف بجمہت طریق اور اسناد کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ جب پڑھا جائے قرآن تو سنو اور چپ ہو اور روایت کیا بیہقی نے امام احمد سے کہا کہ اجماع کیا اسکو ابی املی نے اس بات کے کہ یہ آیت نماز میں ہو اور روایت کیا جابر سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم سنتے قرأت ایک جہاں کی انصار سے سونہل ہوئی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا اور روایت کیا ابن خردویہ نے تفسیر میں کہ کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز میں بیچے امام کے

ص باب جماعت کے بیان میں

جماعت سنت ہو کہ ہر قریب واجب ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہر پیر کے
نہیں تھلے کر رہا اوس کے مگر منافق اور یہ حدیث ہے کہ جماعت میں ہر روایت پر امام ابو یوسف سے کہ پوچھا میں امام ابو حنیفہ سے
جماعت کو چھ کیچر وغیرہ کے تو کہا لا آجبت تکا انہیں دست رکھتا ہوں میں ترک اسکا اور کہا امام محمد نے ہوا میں کہ حدیث میں
خست ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تر ہو جاوین تعلین تو نماز اپنی جگہ میں پڑھنی اوس وقت تکلیف جماعت میں
اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف کے اذن ترک جماعت کا دیا اخرج کیا اسکا ابو داؤد
اور حاکم نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے ندا کو اور نہ آئے جماعت میں تو نماز میں کی
مگر ذر سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری سلم پر ہے **ص** اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب
جانتا ہو پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پیر کا زیادہ ہو پھر جو سن میں زیادہ ہو **ف** روایت کیا جماعت نے سوا ہمارے کہ فرمایا
حضرت امامت کے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو اگر قرات میں برابر ہوں تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر
سنت کے جانتے میں برابر ہوں تو جو اقام ہو ہجرت میں اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پہلے اسلام لایا ہو اور روایت کیا اوسکو ابن جابر
اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فاعلم ہم ہستہ کے فاقعہ ہم فقہا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ میں برابر ہوں
تو جو سن میں بڑا ہو کہ امامت کمال الدین کے یہ لفظ غریب ہے لیکن اسناد اسکا صحیح ہے اور میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ
نے بسند صحیح ابو سعید انصار سے ہاں اس کے اور اس کے الفاظ یہ ہیں نَوَامُ الْقَوْمِ اَقْرَبُ وَ هُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوا
فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاعْلَمُ بِالْشُّعَةِ فَاِنْ كَانُوا بِالْعِلْمِ فِي الشُّعَةِ سَوَاءً فَاقْدَمُ هُمْ هَجْرَةً فَاِنْ كَانُوا
فِي الْيُحْضَةِ سَوَاءً فَاقْدَمُ هُمْ بِسَنَائِهِ اِنِیْ اِذَا هَجَرْتُمْ بَرَابَرُونَ تَوْجُو حُوسْنِیْنِ بَرَابَرُونَ اَوْ فَرَايَا كَمَا مَاتَ كَرَامَتِ
شخص دوسرے شخص کی امامت کی جا میں اور نہ بیٹھے اوس کے گھر میں اوس جگہ پر چھاو سکی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہر ملا ایک مکان میں
فرش ہو اور ایک صاحب مکان کا مقام معین ہو کہ اوس میں سند وغیرہ زیادہ اہتمام ہو تو بغیر اذن اوس کے کہ یہ نہیں چاہیے
کہ اوس کی جا پر بیٹھ جاو اور روایت کیا عطار کے کہ امامت کے قوم کی جو اوس میں افتخار یعنی فتوا لا ہو کو اوس میں
اور ہر گز مذہب میں مخالفت نہیں کیو نکہ مراد اقر سے اعلم بالقرات ہے اور قرات بھی ایک سن میں ہے اور نقص اس میں ہے کہ بعد اسکا
پھر اعلم ہاںستہ جو ارشاد فرمایا تو اوس کے کیا مراد ہو گا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ اوس نے میں جو اقر ہو تھے
وہی اعلم بھی ہوتے تھے بخلاف اس نے کہ اکثر لوگ اقر ہو تھیں اور اعلم نہیں تھے اس واسطے کہ ہمنے مقدم کیا حکم کو اقر پر
اور روایت کیا حاکم نے کہ امامت کر تین میں سے وہ لوگ جو بہتر ہیں تم میں اور یہ حدیث ضعیف ہے لیکن کہا شیخ ابن الدہان
فتح القدیر میں وَ اِلَّا فَالضَّعِيفُ غَيْرُ الْوَضُوعِ بِعَلِّیْہِ فِیْ فُضَائِلِ الْعَمَالِ عَنِ حَدِیْثِ ضَعِیْفٍ عَلِّیْہِ جَاوِیْہِ اَوْ سَبْرٍ
فضائل اعمال میں **ص** اور نماز عظام اور کوار اور فاسق اور زانیہ اور بدعتی کے اور ولد الزنا کے بیچے مکروہ ہے لیکن

غلام کے پیچھے تو اس واسطے کہ اس کو خدمت سے فراغت نہیں کہ احکام نماز سکھے اور گنوار اکثر بابل ہوتے ہیں اور فاسق کو غم نہ
 دین کا نہیں اور اندھا نماز سے پرہیز نہیں کر سکتا اور ولد الزنا کا باپ معلوم نہیں کہ اس کو تعلیم کرے اور لوگ اس کی امامت کو
 مکروہ جانینگے اور بعض کے پیچھے بھی اس واسطے مکروہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کی مسجد سے نکل گئے جیسا کہ ذکر اس کا اوپر
 اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے صماک سے بسند صحیح کہا انھوں نے نہ امامت کرے غلام اور اس قوم میں آزاد لوگ ہوں اور
 روایت کیا سعد بن جبیر سے کہ انھوں نے اندھا امامت کرے اور روایت کیا زیاد بن یزید سے کہ ایک بچہ اپنے افسر سے کہتا ہے
 کہ اندھا امامت کرے کہ ایک احتیاج ہو اس کی کھوار کہا ابن ابی شیبہ نے حدیث شامی عن کھنسی عن العباس بن محمد
 ان ابی جہلین کہ امامۃ الکفر ابی یعنی ابی محلز نے مکروہ کہا امامت اعرابی کو اور غلام جب غیہ ہو تو امامت اس کی
 مکروہ نہیں روایت کیا اوسینے حدیث شامی عن ابی ابراہیم آتھ سئل عن امامۃ العبد الکفر ان
 فقال العبد اذا فقه احب الی یعنی غلام جب غیہ ہو تو دوست تر ہو نزدیکی واسطے امامت کے اور ولد الزنا کی امامت
 اس واسطے مکروہ ہے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیث شامی عن الثقفی عن یحییٰ بن سعید قال بلغنی
 ان عمر بن عبد العزیز قال لی جل کان یؤم فو ما بال عقیق لا یشرک من ولادہ فنعاه ان یؤمہم
 یعنی تھا ایک شخص امامت کر قوم کی تحقیق میں اور نہیں معلوم تھا کہ کس کا لڑکا ہو سو منع کیا اس کو عمر بن عبدالعزیز نے امامت سے
 اور کہا حدیث شامی عن فضیل عن یحییٰ عن مجاہد آتھ کہ ان یؤم ولدا لنا وصاحب القسۃ یعنی مکروہ
 رکھی جہاں امامت ولد الزنا کی اور جنل خور کی اور کہا عبداللہ نے کہ نہیں دوست رکھتا ہوں میں کہ قاری تھا اسے احمد بن انرج
 اس کا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیے بہت امار اس باب میں اور اگر یہ لوگ امامت کر لیں تو نماز جائز ہوگی کہ چونکہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے
 فرمایا پھر نماز پیچھے ہر نیک بد کے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور دارقطنی نے اور یہ حدیث منقطع ہو لیکن یہاں نزدیک حجت ہے
 ہو اس معنی کو روایت کیا ابو نعیم اور بخاری نے اور وہ طریقہ ضعیف ہے اور جماعت عورتوں کی جو امام مرد نہ ہو مکروہ ہے اور
 اگر جماعت کی قوجو عورت تمام ہو وہ معتد چونکہ برابر کھڑی ہوگی اور کیا ہو ایسا حضرت عائشہؓ نے کہا صاحب ہائے
 یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اور کلام کیا اوسینے شیخ ابن الہمام نے اور ذکر کین فتح القدیر میں اس باب میں چند روایتیں اور روایت کیا
 عبدالرزاق نے ابراہیم بن محمد سے انھوں نے داؤد بن محمد سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے ابن عباس سے کہ انھوں نے امامت کے عورت
 عورتوں کی اور کھڑی ہواؤں کے پیچ میں ہو اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ حدیث امامت نسائی منسوخ ہو چکا ہو نہ کہ ابن عباس کو نسخ
 نہ پہنچا ہو کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ نماز عورت کی بہتر ہے حج سے گھر میں اور گھر سے تہ خلے میں روایت کیا اس کو ابن خزیمرہ نے
 صحیح میں اور روایت کیا ابن خزیمرہ نے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے نماز عورت کی افضل ہے اپنے تار یک گھر میں ہولان حدیث
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں جماعت کی گنجائش نہیں کہتیں اور حق یہ ہے کہ یہ حدیثیں نال ہیں اور ہر کہایت مطلق جماعت کے اور خصوصیت
 جماعت خاص کی نہیں کلام ہمارا جماعت خاص میں ہے اور روایت ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے حکم کیا تھا ایک عورت کہ امامت
 اپنے گھر والوں کی اور یوں نہ فرمایا تھا اس کے واسطے لیکن ہناد اس کا ضعیف ہے اور توشیح کی اس کی ابن جہان نے کتاب الثقات میں
 اور یہ فتح القدیر میں ہے اور مکروہ عورتوں کی امامت کرنا مکروہ نہیں اور بیان کیے ہیں اس باب میں ابن ابی شیبہ نے امار سیر

حضرت عمر اور علی اور حسن وغیرہم سے **ص** جان عورتوں کا ہر نماز حاجت میں اور بڑھین کا نماز اور عصر میں غرض ہر نماز کو پورا کرنا
 مغرب و عشاء میں چڑھیں گا ان کو وہ نہیں **و** اور بھانجا بیٹے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ نہ منع کرواؤ نہ گویا
 اس کی مسجد کو جسے اس کی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذان ملے عورت محلہ کے کسی مسجد میں جانے کی توقع نہ کر
 اوکو اور دلیل منع کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتوں کو عشاء میں حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم میں یہ منع کرو
 عورتوں کو مسجد میں جانے سے مگر ان کو یعنی رات کو جانے سے منع کرواؤ فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ اگر کوئی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوکو
 جو کالائے عورتوں نے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ منع کرتے اوکو جیسا کہ منع کی گئیں عتیم بنی اسرائیل کی اور روایت کیا علیہ السلام
 نے تمہد میں عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں کو عورتوں کو عتیم بنی اسرائیل کی اور روایت کیا علیہ السلام
 راہ سے مسجد میں کہ چونکہ نہیں لغت کیے گئے بنی اسرائیل ہاں تک کہ حکم عتیم بنی اسرائیل کی راہ سے مسجد میں اور صحیح ہوا کہ اس
 زمانے میں خصوصاً ملک ہند میں احتیاط اور تقویٰ اور قضاے دینداری یہ ہے کہ گھر میں اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نکلے اور منع کیا
 نکلنے سے اور اسی پر فتویٰ ہے **ص** متوضی کو عتیم کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کو پیچھے اور سیدھے کھڑے ہونے والے
 کو پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارے سے پڑھنے والے کے اوٹھل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے
 اقتدا درست ہے **و** پہلے مسئلے میں خلاف ہی محمد رحمہ اللہ کا ان کے نزدیک جائز نہیں اور تیسرے میں بھی امام محمد کا یہی منہر ہے
 اور وہی قیاس بلکہ ترک کیا ہے اجماع قیاس کو ساتھ نفس کے اور وہ یہ ہے کہ بڑھیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز پڑھنے کے
 اور لوگ ان کے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابو بکر نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت میں اور صحیح ہو میں
 اس میں بہت روایتیں اور خارج کیا اسکا بخاری سلم نے **ص** اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور رٹ کے اور خٹنہ کے اور پاک کی ساتھ نہ
 اور قاری کی ساتھ ان پڑھے کے اور پچھنے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ کرنے والے کی ساتھ اشارے کے پچھنے والے کے اور مرد
 پڑھنے والے کی ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہو اور امام دوسری نماز فرض پڑھتا ہو
 تو بھی درست نہیں مقتدی کی نماز **و** اقتدا ساتھ عورت اور رٹ کے کے واسطے جائز نہیں کہ رٹ کے کے اوپر تو نماز نفل کو
 اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کرو
 عورتوں کو کیونکہ پیچھے کیا اوکو اللہ نے اور مردی ہی صنف ابن ابی شیبہ میں کہ کہا عطاء اور عمر بن عبدالعزیز نے کہ نہ امامت کرے اور
 قبل احتلام کے فرض میں اور غیر فرض میں اور ایسا ہی مردی ہی عام اور مجاہد اور شمس کہتے ہیں کہ نہ امامت کرے اور کتاب
 اوکو احتلام ہو کو کو کہا ابراہیم خنسی نے نہیں حرج ہے کہ امامت کرے اور کافرا احتلام کے ماہ رمضان میں یعنی تراویح میں **ص**
 امام قرات کا طول کرے اور اسی طرح سے پہلی رکعت میں دوسری سے زیادہ طول کرے مگر نماز فجر میں **و** کیونکہ مردی ہو
 صحیح میں کہ جب امامت کرے تم میں کوئی تو جیسا کہ تخفیف کرے نماز میں کیونکہ حاجت میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے سے ملے
 لوگ ہیں اور جب اکیلے پڑھے تو جیسا کہ طویل کرے اور سلم میں یہ ہے کہ او میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے سے ملے حاجت میں اور
 صحیح میں کہ اگر کسی نے نماز میں کسی کے پیچھے یا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور مرد اس پر کہ
 قرات مونس سے زیادہ کم کرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت معاویہؓ نے ایک بار شروع کی سورۃ بقرہ نماز میں سلام پڑھا اور کسی نے

اور اکیلے پڑھنے کے بجائے اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عثمان میں پڑھنے کو سب سے پہلے منع کیا اور فرمایا
 باسم ربک اور الشمس وضمها وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ پھر عرب میں ہی غرض بہر صورت رعایت حال ضرور
 اور یہ طریق تراویح میں بھی نہایت طول کرنا مکروہ ہے بلکہ ایک بات میں جو لوگ ختم کرتے ہیں جماعت کے مکروہ و تہنیت کے کہ میں نے سنا ہے
ص جب مقتدی ایک ہوا امام اوسکو داہنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام کے بڑھکاؤ اور اونکو حکم تاجیکہ کہ
 کیونکہ ایک آدمی کا آگے بڑھنا بہت آدمیوں کے ہٹنے سے آسان ہے **ف** پہلے سے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس
 کہ یامین ایک ات نزدیک سیونہ بیٹی حارث ہلالیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات میں تو کھڑا ہوا میں حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تو کھڑا سر میرا اور کر لیا بھکوداہنی طرف روایت کیا یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری سلم وغیرہم نے اور اگر
 اوسکے پیچھے یا بائیں طرف ہو کے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن گنگار ہو گا وجہ مخالفت سنت کے اور اگر دو آدمی ہوں تو امام ہمارے نزدیک
 اونسے آگے بڑھ کے نماز پڑھاؤ اور امام ابی یوسف کے نزدیک بیچ میں دو دنوں آدمیوں کے کھڑا ہوؤ اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے کھڑا کیا ہے
 اور عتیمہ کو دلہنے بائیں اور آپ بیچ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا یہ مسلم
 اور کہا ابن عبداللہ نے نہیں سب سے پہلے اور سکا اور صحیح اونسے نزدیک وقت ہے ابن مسعود پر اور کہا نو وحی خلاصہ میں ایسا ہی اور اخرج کیا
 اوسکا مسلم نے دو طریقوں سے اور ایک طریقے تیسرے میں فقط رفع ہو اور دو میں رفع نہیں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں ہیں روایت کی
 جابر رضی اللہ عنہ موافق مذہب ہمارے کے اور انس نے کہ اونکی دادی ملیک نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھلایا
 آپ نے پھر کھا کھڑے ہوتا نماز پڑھوں میں آخر یہاں تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور یتیم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دادی میری
 پیچھے تھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے لیست انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور میں آدمی ہوتے تھے
 امام سمیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کیا برابر ابن مسعود نے حضرت علی سے کہ فرمایا انھوں نے
 جب جن میں آدمی تو لگے ہواؤں تک ایک آدمی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے انس سے مانند اسکے جو اوپر گذر اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ
 اور تابعین کا **ص** اور اگر امام کی نماز میں فساد معلوم ہو مقتدی بھی پھر پڑھیں **ف** کیونکہ ہر ایک میں ہے کہ فرمایا حضرت علی
 علیہ وسلم نے جو شخص امامت کرے قوم کی بھڑکاوے ہو کہ وہ بیوقوف تھا یا جنب تھا احادیث کے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور یہ
 حدیث غریب ہے نہیں پایا اوسکو سینے اور روایت کیا محمد بن حسن نے کتاب التار میں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن یزید کی نے
 انھوں نے عمرو بن ہشام سے انھوں نے حضرت علی سے کہ کہا انھوں نے اوس شخص میں جو پڑھے نماز قوم میں جنب کہا کہ وہ احادیث کے نماز کا
 اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز بھولے سے اور وہ جنب تھے یا بے وضو تھے
 تو اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادہ کیا اور روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
 امام ضامن ہے اور روایت ہے ابی امامہ سے کہ کہ نماز پڑھی عمر نے ساتھ آدمیوں کی جماعت سے جنب ہوا اعادہ کیا اون لوگوں نے تو فرمایا
 حضرت علی نے کہ چاہیے جس نے تمہارے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سورجی کیا انھوں نے طرف قول حضرت علی کہ روایت کیا اسکو
 عبدالرزاق نے اور وہ جو روایت کیا واقرطبی نے جویر سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے برابر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو امام بھول جاؤ اور نماز پڑھاؤ قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ جائز ہو گئی نماز اونکی اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

۱۰

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اس کا بھی حکم ہے ضعیف ہے جو یہ متروک ہو اور ضحاک نے نہیں ملاقات کی برابر کی اور حکم اتنا تھا
ص اور پہلے مرصع باندھیں پھر عورتیں **ف** اسے صلح حدیث میں آیا ہے اور فرمایا حضرت علی
 علیہ وسلم نے قریب ہوں مجھے عقل والے لوگ یعنی بالغ پھر جو ان سے نزدیک ہیں پھر جو ان سے نزدیک ہیں آخر حدیث کہ حدیث کا ایک
 مسلم اور زیدی اور ابو داؤد اور نسائی نے اور صف میں چاہیے کہ خوب ملے کھڑے ہوں اور جگہ باقی نہ ہو اور جو شخص صفت کی
 جگہ ملے کو بند کرے یعنی اوہیں کھڑا ہو جاوے یا کسی اور کو اوہیں کھڑا کرے تو حدیث میں ہے کہ مغفرت ہوگی اس کی روایت کیا اس کو
 بزار نے اسناد حسن سے اور بت سی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں فتح القدیر میں سب مذکور ہیں اور حنفی اور سکوت کہتے ہیں کہ اوہیں
 عورت اور مرد دونوں کی علامتیں موجود ہوں اور اس کو عورت پر مقدم کیا کیونکہ ایک شائبہ مرد کا اوہیں موجود ہو اور اگر کوئی
 مؤخر کیا کیونکہ ایک شائبہ عورت کا اوہیں موجود ہے **ص** تو اگر عورت مرد کے پہلو میں برابر ہو گئی اور بیچ میں کچھ جامل نہیں اور وہ
 عورت لائق شہوت ہو اور امام نے اس کی امامت کی نیت کی ہے اور نماز میں دونوں شریک ہیں مرد کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور
 اگر امام نے نیت عورت کی نہیں کی ہے نماز عورت کی باطل ہو جاوے گی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہیں کہ دونوں اپنے تحریر کو کلام کے
 تحریر پر بنا کر نہ لے لے ہوں اور اون دونوں کے واسطے امام ہوا و نماز میں جو وہ دونوں پڑھتے ہیں یا تہجد مثلاً دونوں متفق ہیں
 یا حکم مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز میں حدیث ہو اور اس نے اور عورت نے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہو گئی
 تو نماز فاسد ہو جاوے گی اور سبق کی اگر اسبق کے ادا کرنے میں برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی یہ جب ہو کہ امام عورتوں کی بیعت
 اور اگر نیت کی تو عورت کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اذکار کے ساتھ امام کے برابر ایک شخص کے تو غلط
 اس کی صحیح ہوگی مگر یہ کہ امام اس کی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت نے برابر مرد کو اقتداء نہیں کی ایک روایت میں نیت امام کی شرط ہو
 ایک روایت میں شرط نہیں اور اصل اس کی شرح قایہ عربی میں خوب ہے کہ چاہے وہ کھڑے ہو اور اگر امامت کی نیت پڑھے قاری اور اگر
 کی تو سب کی نماز فاسد ہوئی یا اسی کو خلیفہ کیا اگر کچھ چلی دو کو تو میں میں سب کی نماز فاسد ہو جاوے گی لیکن نماز قاری کی اس واسطے کہ اس کے ہونے سے
 باوجود قدرت ترک کی اور نماز ان پڑھوں کی وہ اس کے جب بخون غلبت کی جماعت کی تو چاہیے کہ قاری کے ساتھ اقتداء کریں تاکہ
 قرات اس کی ان لوگوں کی قرات ہو جاوے تو گویا ان لوگوں نے بھی قرات ترک کی اور دوسرے مسئلے میں خلاف امام زفر کا ہو

باب حدیث میں بیچ نماز کے

مصلیٰ کو اگر نماز میں حدیث ہو وضو کر کے تمام کر لے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور صاحبین نے نزدیک تمام ہو جائے
 اور شروع سے پڑھنا افضل ہے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک شروع سے پڑھے اور باقی نماز کو بنا کرے کیونکہ حدیث
 منافی نماز کا ہے اور جہلنا فاسد کرتا ہے نماز کو اور یہی موافق قیاس ہے لیکن ترک کیا جس نے دلیل اس کے جو فرمایا۔ سوانح صلی
 علیہ وسلم نے جو شخص قریب سے یا کسی سے پوچھے یا مذی نکلے اس کی نماز میں تو چاہیے کہ پھرے اور وضو کرے اور بنا کرے
 اپنی نماز پر اور حدیث اور گزری نوافل وضو کے بیان میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مانندہ کے موقوف اور عمر اور علی
 اور ابو بکر صدیق کے اور ابن عمر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاؤس اور سالم اور حید
 بن جبیر اور شیخ اور ابن ابی نعیم اور عطاء اور کھول اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور روایت کیا ابن ابی نعیم حدیث

بیان

باب تحریر فی الصلوٰۃ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدیث ہو جاوے اور کو تو چاہیے کہ کہے رہے
 ناک اپنی پھر پھر اور اس حدیث سے مراد ناک سے خون نکلا ہوا سی واسطے آگے فرمایا کہ کہے رہے نہ نکلا اپنی **ص** اور اگر امام کو شہ
 ہو تو مقتدیہ میں سے کسی کو غلط نہ کہے پھر حضور کرے اور نماز جہاں منعو کیا ہو اس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور شخص ایسا
 ہو کہ وہ بھی منعو کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جاوے اور اگر فارغ نہیں ہو امام منیفہ کے پیچھے نہ کہ تمام کرے
 اور مقتدی بھی ایسا ہی کرے **ف** کیونکہ موی یہ حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے کوئی کرے یا ناک سے کسی بیرون سے
 کہے یا تھلنا اور پھر منہ کے اوپر لگے کرے اپنی جگہ پر لو کہو جسکو کوئی حدیث نہ پوچھا ہو یا ایسا ہی کرے یا میں اور کہ شایع ابن ابی اسلم
 غریب ہو اور اس پر اجماع صحابہ کا ہی اور بیان کیا اسکو احمد اور ابن المنذر نے عمر اور علی سے اور روایت کیا ان سے حضرت تابع بن
 سے کہ نکلے ہمارے اور حضرت عمر واسطے نماز نہ کرے تو جب اصل پڑھتا تھا میں تو کہلا انھوں نے ہاتھ ایک شخص کا جو ان کے داہنی طرف تھا ہم
 پہرے چیتے تھے منھوں کو تو جب نماز پڑھی ہوتے کیا کیا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں پیچھے ایک ستون کے توبہ ادا کری انھوں نے نماز کیا
 کہ جب اصل میں نماز میں تو دیکھی سینے ایک چیز اور چھو سینے اسکو ہاتھ سے تو پائی سینے اسکو تری مذی کی اور روایت کیا جابر
 نے عمرو بن مسعود سے اسٹان کو معنی ظلیفہ کرنے کو اور روایت کیا سعید کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے حضرت علی نے ایک وزونکس
 پھوٹی ہوئی سوکڑا ہاتھ ایک شخص کا اور لگے کیا اسکو اور پھر وہ اس سے اور صاحبین کی اسلیت یہ جو روایت کیا تری عبد اللہ بن
 بن العاص کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلد سے واسطے آخر نماز کے قبل
 سلام کے تو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اس کو اور کہ تری نہ میں ہر اسناد اسکا قوی اور ضراب کیا ہو اسکی ہر اسناد میں **ص**
 اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور اسکو احتلام ہوا یا تھقہ کیا یا قصد
 حدیث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست یا سپر لگئی یا اس کے زخم سے خون جاری ہوا یا اس نے جاکہ سینے
 حدیث کیا اور مسجد یا منوع نہ نکل گیا پھر اسکو معلوم ہوا کہ حدیث نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو گئی پھر سر سے
 پڑھے اور اگر مسجد یا منوع نہ پھر مسجد کے نہیں نکلا اور منوع سے بھی تھلا نہ میں ہوا تو نہ کہ نادرست ہو اور اگر بعد شہ کے جان
 حدیث یا کوئی اور عمل منافعی صلوات کے کیا نماز اسکی تمام ہو جائیگی اور بعد شہ کے اگر تیمم کرنے والے پانی پر قدرت پانی یا سوزہ اس نے
 تھوڑے عمل سے جو منافعی نماز نہیں اتنا لیا یا بدت سو گئی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو سدرت یا داگنی یا شنگے نے کیرا یا یا اشارہ
 کہ نہ حال لا کوج اور مسجد پر قادر ہو گیا یا ترتیب دے کو نماز قضا یا داگنی اور اسکا بیان ملے آو گیا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا یا نا
 فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز سے میں صبح کا وقت آگیا یا اندر والے کا ضرر اٹل ہو گیا یا پتی زخم سے تندستی کے سبب گری
 ان سب بارہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد شہ
 امام نے قصد کیا یا قصد حدیث کیا مسبوق کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اگر نا میں کہیں یہ مسجد سے نکل گیا تو جائز ہو گئی اور اگر امام
 قرات میں لگ گیا تو وہ مسجد کو خلیفہ کرنا درست ہے اگر کہ ایک آیت سے پڑھا ہو تو اگر اتنا پڑھا کہ نماز پڑھا ہو جائیگی اور خلیفہ
 نماز فاسد ہو گئی اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو درست ہے کہ مسبوق نماز کو تمام کرے اور مدد کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پیرے
 اور مسبوق باقی نماز اپنی پڑھ سکے **ف** مسبوق یا مسکوتے ہیں جو بعد ایک کعت یا دو کعت یا زیادہ کعت شریک ہو جاوے اور

ساری نمازوں سے امام کے ساتھ نپائی ہو کر اور مد رک او سکوت کہتے ہیں جسے ساری نماز امام کے ساتھ پوری ہو کر مطلوب
 اسکا یہ ہو کہ سبوقت اسلام پھر نہیں سکتا کیونکہ اسکی نماز تو ابھی باقی ہے اور مقتدیوں کی نماز ختم ہو چکی ہو اسلئے کہ مد رک کی
 علیحدہ دیکھا کہ وہ اون مقتدیوں کے ساتھ سلام پھیرے اور جب سبوقت نماز کو امام کی تمام کرے تو پھر اگر او سکوت حدیث ہو یا کوئی
 اور عمل منافعی صلوة کو سے کیا مانند تقدیر کلام کی اور سجدہ سے بچنے کی فاسد ہو جاوے گی نماز او سکوت اور پھر امام کی جیسے سبوقت
 کو خلیفہ کیا تھا مگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اوسنے وضو کیا اور یا خلیفہ کو اس طرح پر کہ کچھ نماز او سکوت کی گئی اور علم کی گئی
 نماز پھر خلیفہ کے اور مقتدیوں کی نماز کسی صورت میں فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکے اور اگر رکوع یا سجدہ میں حدیث ہو
 اور وضو کر کے بنا لیا رکوع اور سجدہ کو پھر دوبارہ کرے اور اگر رکوع یا سجدہ میں یا دیکھا کہ ایک کثرت کا رکوع اور سجدہ نہیں کیا تھا
 اور اسی وقت او سکوت تھا کیا تو جس رکوع اور سجدہ میں یا دیکھا تھا او سکوت بھی ہو نا مانا مستحب ہو اور اگر نہ کو نایا تو کچھ نہیں ہو اگر امام کے ساتھ
 ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدیث ہوا تو وہ شخص او سکوت خلیفہ ہو جاوے اگر چہ امام خلیفہ نہ کرے تو اگر وہ مقتدی عورت یا لڑکا ہو امام کی
 نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ اوسنے خلیفہ نہیں کیا ہے اور یہ عورت یا لڑکا کمالا امت
 کی صلاحیت نہیں رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاوے گا سونمازا انکی فاسد ہو جاوے گی اور امام کی فاسد نہ ہوگی

باب نماز کے مفاسد اور مکروہات کے بیان میں

مفسدات یعنی جو نماز کو فاسد کرنے ہیں جیسے تین پہلے کلام نا اگرچہ چھوٹے یا خواب میں ہو **ف** اور امام شافعی کے نزدیک
 اگرچہ بڑے کلام کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دلیل اذکی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رَفَعَ عَنْ أُمَّتِي
 الْخَطَاةَ وَالْإِثْمَانَ یعنی اوٹھایا گیا میری امت سے خطا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پہلی نہیں گئی بلکہ اس
 لفظ سے وَضِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَاةَ وَالْإِثْمَانَ یعنی وضع کر لیا گیا امت میری خطا اور نسیان اور جیسے وہ لوگ ذبردستی
 کیے گئے روایت کیا اسکو ابن ماجہ ابن جریر اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اور شرط بخاری سلم کے اور بخاری میں قول ہے عن حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کلام سے معلوم ہیں حکم ملی کے کہ یہ نماز نہیں ملانے ہو اور میں کلام آدھوں کا اور تیسویں اور تیرہویں اور انت قول
 روایت کیا او سکوت سلم نے اور وجہ امام شافعی نے روایت کیا ہے معمول ہے اور یہ معنی گناہ کے اور نماز کے فاسد نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا
ص اور اگر قصد اسلام کرنا اور اگر بھولے سے کہ گناہ نماز فاسد نہ ہوگی **ف** کیونکہ سلام ایک کر ہو اذکار سے اور حالت نسیان
 میں معمول ہوگا او پر ذکر کے بخلاف اوسکے کہ جب قصد اکوئی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاوے گا **ص** تیسرے جواب سلام کا کنا
 قصد ہو یا بھولے سے چھٹے آوے یا وہ یا فہم کہنا یا بچھین آوے سے رو نا کسی مصیبت یا اور سے چھٹے بغیر غدر کے گناہ نسیان تین
 جواب چھینک کا دینا انھوں نے ہی جبر کا جواب **لَا تَلَوْا وَلَا تَلَوْا وَلَا تَلَوْا** سے دینا اور خبر خوش کا کہیں **لَا تَلَوْا** سے اور چھینک
 سے **لَا تَلَوْا وَلَا تَلَوْا وَلَا تَلَوْا** سے تین ہوا امام کے اور کو قرات کا بتانا اور اپنے الم کو بعض شاخ نے کہا ہے کہ اگر مقدار تین کے
 پر چھینک ہی یا ایک آیت سے اوسنے دوسری آیت پڑھی اور اوسنے قمر دیا بتانے والے کی نماز جانی ہوگی اور اگر امام نے قمر لے لیا تو اسکی
 ہی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا کہ اگر امام کو بتا دیا تو کسی صورت میں نماز نہ جاوے گی اور اسی پر فتویٰ ہے جو شیعین سے
 دیکھ کہ ہر گناہ میں نہیں کہہ رہے کہ کو بتا دیا تو کسی صورت میں نماز نہ جاوے گی اور اسی پر فتویٰ ہے جو شیعین سے

محاج کرنے یا جھکو ہزار دینار سے تیرہ سوین کمانا یا بیجا چودھوین عمل کثیر کرنا اور عمل کثیر بعضوں کے نزدیک ہے جو حسین و فہون ہاتھوں
 لگانے کی حاجت ہو اور بعضوں کے نزدیک عمل کثیر وہ ہے جسکو صلی کثیر جانتا ہو یہی مذہب امام ابو حنیفہ کے قریب ہے اور اگر کسی نے ایک
 رکعت نماز پڑھی اور پھر نیت اجتہاد کی اور کبیر تحریر کی لیکن ہاتھ نہ اٹھائے تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہے تو پہلی نماز میں
 محسوب ہوگی اور اگر وہی نماز پڑھتا ہے تو یہ رکعت اوہمین محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت یا دوزخ کے ذکر سے نماز میں روکو
 یا عمل قلیل کرے یعنی عمل کثیر نہ پونہچے یا عذر سے کھائے یا کوئی اس کے سامنے سے گزر جاوے تو نماز نہیں جاتی اور گزرنے والا
 گنہگار ہو تا ہی اگر مقام مسجد میں ہے یا نہ مسجد میں کسی چیز حائل کے گزرنے اور پوشیدہ نہ ہو کہ وہ شخص اگر چھوٹی مسجد میں نماز پڑھتا ہے تو جس جگہ
 گزریگا گنہگار ہوگا اور اگر بڑی مسجد یا محل میں پڑھتا ہے تو بعضوں کے نزدیک اگر مقام مسجد میں گزریگا تو گنہگار ہوگا والا نہیں ہوگا اور بعضوں
 کے نزدیک جہاں تک اسکی نظر مقام مسجد پر نظر کرنے میں پہنچتی ہے وہ مقام مسجد میں داخل ہے تو اگر کوئی شخص دکان پر پڑھتا ہے
 اور چھپے دکان کوئی گزرتا تو اول روایت کے موافق گنہگار نہ ہوگا اور دوسری روایت کے موافق اگر گزرنے والا کے اوصلی کے کچھ
 احضا مقابل ہوئے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا **ف** جانا چاہیے کہ گزرنے والی کے سامنے سے نماز میں نہایت براہ اور برائی
 میں اسکی ملامت صحیحہ وارد ہوئی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جگہ گزرنے والا سامنے صلی کے کہ کیا عذاب ہو
 البتہ ہر اس کے واسطے کہ کھڑا ہے چالیس اس کے گزرنے والا کے سامنے سے کہا ابو انصر اور اسی کہ نہیں جانتا میں کیا شائے
 فرمایا آپ نے چالیس دن یا چالیس سال اور روایت کیا اسکو بزار نے اور اوہمین اربعین خریدا ہے یعنی چالیس خریدا
 بعضوں کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا کتا یا گدھا نسل جاوے تو ناجاتی رہتی ہے اور ہرگز نزدیک کسی کے گزرنے سے ناگزیر نہ جاتی
 دلیل ہماری قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہیں قرآنی ہے نماز کو کوئی چیز اور دفع کرو اسکو جہاں تک کہ طاقت رکھو کیونکہ وہ
 شیطان ہے روایت کیا اسکو علی بن سوار نے سنی اور سند میں اسکی مجال ہے اور اوہمین کلام ہے اور ہماری میں ہے کہ اس شخص سے
 قرآنی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے اور روایت کیا دارقطنی نے سالم بن عبد اللہ سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ابو بکر اور عمر نے کہا کہ نہیں قطع کرنا نماز کو کچھ پس دفع کرو جہاں تک کہ طاقت ہے اور ضعیف کیا رفع اسکا اور وقت کیا اسکا مومنان
 اور کما نو فی شرح صحیح مسلم میں حدیث **لا یقطع الصلوة ثم یرد شیخ ضعیف ہے** اور کما شیخ ابن المہام نے کہ نہیں ہے کہ کوئی
 حسن ہے اسواسطے کہ مہر وی جو چند یقین ہے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس اور جابر سے اور نیز روایتیں ابو داؤد
 دارقطنی اور حرم اوسط طبرانی میں ہے اور بہر حال نہیں بڑا ہے اس کے صحیح مسلم میں ہے حضرت ابو ذر سے کہ قطع کرنا ہی صلوة کو جب چاہتا
 صلی کے مانند لکڑی بالان اس کے کتا سیاہ اور عورت اور گدھا کتا ہے کہ کیا سبب ہے کہ کتا سیاہ کو فرمایا اور سرخ کتے کو کما کما
 ای شے بھائی میرے کے پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھے سے کہ کما کتا سیاہ شیطان ہے کتا اما کما کتا
 نہیں شک ہے کہ کتا نماز کو توڑتا ہے لیکن یہ قول میں کہ ہے اور عورت سے شک ہے کہ ابن ابی حنیفہ نے فرمایا کہ امام احمد نے یہ قول ہے اس واسطے
 کہ صحیح ہوئی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت نے نماز پڑھتے تھے مجھے چوبہ سجود کرتے
 ہوتا ہے تھے ہاتھ سے پیر اور گھروں میں ماوس ان چھراغ تھے وہاں سے اسکو بخاری سلم فرماتے اور یہ حدیث ہمارے صحیح ہے
 اور صحیح ہوا ابن عباس سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روایت نماز پڑھتے تھے سوا و ترا میں گدھے سے اور چھوڑا ہے اسکو

۱۲۳

صف کے سو کچھ پرواہ نہ کی اور سکی آپ نے اور نبی یا ہنسنے لگتے میں کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ
اسناد صحیح کے گناہوں میں کہتے کے باب میں بھی ایک حدیث آئی ہے روایت ابو فضل بن عباس کہ زبارت کی ہمارے نبی صلی
علیہ وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہماری ایک کتیا چھوئی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ وہ
اونکے سامنے تھیں تو نہ جھک کر یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور کتیا اور کتے کا ایک حکم ہے ان
اگر قید ہو مگر کی اور پھر سیاہ کی بھی ہو تو البتہ کوئی حدیث اس تصریح سے نہیں ملی واللہ اعلم وعلیہ السلام **شخص**
جنگل میں نماز پڑھتا ہو وہ مقام سجدہ میں دونوں ابرو میں سے ایک ابرو کو برابر متحرک کرے کہ طول اسکا ایک گز کا ہو اور ایک
انوکھ کا ٹوٹا اور ستر گز کہ دینار میں پر یا سجا سکر کے زمین پر خط کھینچ لینا درست نہیں **ف** اور ستر کی طرف فریضہ نماز
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو قریب ہو ستر سے روایت کیا اسکو حکم نے اور وہ کہتا
اسکو ابو داؤد نے اور او میں کہ نہ قطع کرے شیطان نماز اسکی اور روایت کیا سلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تو کر
سنتے اپنے مثل لکڑی بالان اونٹ کے تو نضر کرے گا جھک جو سنتے تیر ہوگا اور آخر اچ کیا سلم نے عایشہ سے کہ پوچھے گئے انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تیرو مصلی سے سو کہا کہ مثل لکڑی بالان کے اور پڑھ میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیا عاجز ہو کوئی تم میں کا اس کے جب نماز پڑھے صحر میں یہ کہ ہوگا اے کے مثل بالان اور کہ اور یہ حدیث ثانی لفظ سے نہیں ملی اور
اگر سے مراد ایک ٹمہ ہو اور یہی گز شرع میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جنگل میں کہ تیرے
پنچا ایک تنہا یا ہی ہو پڑھ میں اور گناہ شیخ کمال الدین ابن الہمام کہ یہ حدیث غریب ہے نہیں ملی لیکن یہ روایت کیا ابن جابر اور
حاکم نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو نماز پڑھے طرف ستر کے اور پھر
اسکو جو گدھے سے اس کے سامنے ہو کہ اور روایت کیا اسکو احمد اور بزار اور زیادہ کیا ابن جابر نے اگر وہ انکار کرے تو بڑے اوس سے
اور کہے ستر کو ایک ذون و دو کہ سامنے ہو اس کے کہ روایت کیا ابو داؤد و ترمذی و ابن المقداد بن الاسود انھوں نے اپنے پاس کہا کہ
نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے مگر کہتے اسکو مقابل اپنے ابرو یا
ابر کے اور نہیں قصد کرتے تھے اسکا قصد کرنے لکڑی نماز میں اوسکی طرف نگاہ نہ کرتے تھے تاکہ تشبیہ ہو کہ نہایت پرستون کے
اور ولید بن کامل اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور ضعیف مہجول ہے اور جواب اسکا یہ کہ جبل ثانی میں مقبول ہے اور دوسرے کہ
سکتا کیا اس حدیث سے ابو داؤد اور روایت کیا نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے طرف ستون کے تو نہ کرے اسکو درمیان
انھوں کے بلکہ کرے اسکو بائیں ابر کے مقابل اور روایت کیا ابو علی بن سکین نے اپنی سنن میں ضعیف سے مثل اس کے اور ضعیف کیا
اس حدیث کو احمد اور ابن جریر نے اور کما فی القدر میں کہ دلیل ہے ابو جابر کے **ص** اور اگر ستر نہ ہو تو کوئی شخص گز یا سجا
یا سجا اور آدمی کے چم میں گز سے تو اسکو تسبیح یا اشعار سے ستر منع کرے اور دونوں سے منع کرنا درست نہیں **ف** کیونکہ
ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جان تک کہ قدرت ہو اور اسکا کہ سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سنتا کہ سے دفع کیا اہم سلم کے دونوں لڑکوں کو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اسکو ابن القطان نے کہ ضعیف ہے
مہجول ہے اور نہیں پہچانی جاتی مالوسکی لیکن ضعیف ابن ابی شیبہ یا ابن ماجہ میں اس کے باپ سے روایت ہے اور اسکا مہجول ہونا

میں میں کامل
نماز

میں میں

ثابت نہیں ہوتا اور کمالی اور مذہب میں ہر کہ اخراج کیا اوسکے واسطے مسلم نے او فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
حادث ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کے روایت کیا اوسکو مکروہ **فصل** اور امام کا ستروہ قندیلوں کو بھی کفایت نہ تھا اور
جو چاہا اس میں کوئی ناؤ بگایا اوس جگہ پر جو کہ تھوڑے تو سچے کا نہ گاڑا دست ہر **ف** کیونکہ نماز پڑھی یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بظاہر کہ میں اور اُن کے سامنے ایک نیزہ تھا اور عورتیں اُن کے گنہ گہ تھیں اُسکے اودھر اور تھیں واسطے قوم کے سترو
اور روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور اخراج کیا ابو داؤد ترمذی باب میں اسناد صحیح سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے

فصل مکروہات نماز میں

چلتے سدل کپڑے کا اور وہ یہ ہو کہ چادر کو سر پر لگدے پر ڈالے اور اوسکے کناروں کو چھوڑے اس طرح کہ ہر کھڑے رہیں اور قبا
میں نہ لگندھوں پر ڈالے اور وہ دونوں آستینوں کو ہاتھوں میں نہ ڈالے اور وہ دونوں طرفوں کو نکالے **ف** اسواسطے کہ منع کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سدل سے نماز میں اور اس کے کہ آدمی ڈھانچہ کیونہ اپنا روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور حاکم نے اور
روایت کیا ابن ابی شیبہ نے فقط کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کہ ڈھانچہ نہ ہو نہ اپنا نماز میں لیکن سدا میں کی
صحابی کا نام نہ کر نہیں ہر صورت ہمارے نزدیک حجت ہو اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے منع کیا ناگ کو چھپانے سے روایت کیا
یہ کہ نہ اور اسی طرح سعید بن مسیب اور ابی نعیم اور عطاء مکرہ کہتے تھے اوسکو اخراج کیا ان آثار کا ابن ابی شیبہ نے مصنف
فصل دو سر کے کپڑے کو سمیٹنا خاک اور غبار سے تیسرے کپڑے یا بدن کے کھیلنا **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ اللہ تعالیٰ نے کروہ زمین واسطے تھامے تین چیزیں عین یعنی بیغائہ کام کرنا نماز میں اور نہ شہ و زمین اور سنی قبر میں
روایت کیا اوسکو فضائی طریق ابن المبارک سے انھوں نے اسمعیل بن عیاش سے انھوں نے عبد اللہ بن عیاض سے انھوں نے یحییٰ
بن ابی کثیر سے مرسل **فصل** چوتھے سب بالوں کا جمع کرنا یا بالوں کو لپیٹ کے جڑ میں داخل کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا
عبدالرزاق نے انھوں نے نویری انھوں نے محمول بن اسد انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے ابو رافع سے کہا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نماز سے اوس شخص کو کہ باندھے ہو بالوں کو سر پر اور اوسکو عربی میں جنس کہتے ہیں اور روایت کیا ابو داؤد ترمذی نے اور اوس شخص کے
بچے نام سعید بن قبری کا لیا اور کہا کہ انھوں نے ابو رافع سے انھوں نے ام سلمہ سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا اوسکو ابن
بن ابی ہوشبہ سے اوسی سند اور متن اور بھی انھوں نے ہروی و صحاح میں **فصل** پانچویں اوٹلیوں کو چٹکانا **ف** کیونکہ روایت
کیا ابن ابی شیبہ نے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چٹاؤ اوٹلیوں کو اور تو نماز میں ہو کہ
مومن نہ ہوتے ہیں بلکہ کاشمی نے کہ دیکھا کہ اب ہر اور انھوں نے **فصل** چھٹے گردن سے کہ دیکھنا اور لکھنے کے گوشے سے ضمیر
گردن پھرنے کے گرد نہیں **ف** کہ صاحب ہاجر نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر جانے مصلیٰ لکھ لکھ کو چٹکانا ہو
کس سرگوشی کرنا ہو البتہ التفات کرے اور یہ حدیث اس نقطہ سے نہیں ملے لیکن روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں کہ جب
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہر کوئی اوس کہ نماز پڑھے کہٹے جو کہ مکروہ کل کو دیتا ہو اللہ و سب ایک فرشتہ کہ بچکارا ہو
اسی پیش آدم کے کہ جاتا تو کیا ہی نماز میں نہ رہی اوسکے سرگوشی کو کہ ہو تو فوہ التفات کرتا اور التفات کے معنی یہ ہیں کہ لکھ لکھ
دیکھنا اور روایت کیا حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابو داؤد ترمذی نے اور روایت کیا ابو داؤد ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے

بہر گئے اور وہ نماز میں جو اپنی پچھریں بات گفت کرتا ہی بندہ پچھریں بات ہی اسد ہونہ اپنا اس سے اور روایت ہی اس سے کہ فرمایا کہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھریں بات گفت سے نماز میں ہوا سطر کے التقات ہلاک کرنے والا ہے تو اگر ضرور ہو تو فضل میں فرض میں دوسرے
اوسکو ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور بکرہ دن پچھریں مکروہ نہیں کیونکہ روایت کیا ترمذی اور بسائی اور ابن جابر اور حاکم نے
اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن عباس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التقات کرتے نماز میں دہانتے بائیں اور نہ پچھریں تھے
گردن اپنی کہا ترمذی نے کہ یہ غریب ہے اور کہا ابن القطن نے کہ یہ صحیح ہے اگرچہ ترمذی کے طریقے سے غریب ہے اور ظاہر ہوا اوسکا
لیکھ طریقہ دوسرے سند بنار میں **ص** ساقون کنگر یون کا ہٹانا مگر ایک ہار سیک کے لیے **ف** اسو سطر کے یہ بھی ایک قسم
عجبت سے ہو کر کہ جب سجدہ کرنے کی جا نہ ہو تو اس وقت ایک بار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہو کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
واسطے ابو ذر کے کہ ایک بار ای ابو ذر ورنہ چھوڑا اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے
ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شے کو یہاں تک کہ پوچھا میں نے آپ سے کنگر یون کے مٹانے کو کہا کہ ایک
خصت دینا ہوں میں اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا گیا موقوف کما دارقطنی نے اور وہی صحیح ہے
اور روایت ہے کتب میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مسح کنگر یون کو اور تو نماز پڑھتا ہوا اگر ضرورت پڑے تو ایک بار
اور راوی اسکے مصنف ہیں **ص** استخوان کمر ہر ہاتھ رکھنا **ف** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے
روایت کیا جماعت نے سوا ابن ابی کعبہ کا ابو ہریرہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی کمر پر ہاتھ رکھے
اور دوسری وجہ کہ است کی یہ ہے کہ مخالف ہے سنت مشہورہ کہ اور وہ ہاتھوں کا باندھنا ہی ناگ کے نیچے **ص** تونین دونوں
ہاتھوں کا گھینپنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دسویں کی طرح بیٹھنا اس طرح کہ دونوں سرین پر بیٹھے اور دونوں
زاؤں کو کھڑا کر لیا دھوین سجدہ میں دونوں بازو کو بچھا دینا **ف** کیونکہ ہر ہاتھ میں ہو کہ فرمایا حضرت ابو ذر کہ منع کیا مجھ کو
سیر کو سست یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے ایک بیکہ چونچ مار قل مثل چونچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی جلدی
سجدہ میں جاؤں اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہوں اور یہ کہ بیٹھوں مثل بیٹھک کھجے کے اور یہ کہ بچھاؤں میں بچھا ناوٹری کا اور بیٹھ
غریب ہے نہیں ملی محکو اور سند احمد میں ہے ابو ہریرہ کہ منع کیا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے اور ذکر کہیں
دو چیزیں اول کی لیکن اخیر میں یہ بیان کیا کہ التقات مانند التقات لوٹھی اور صحیح حدیث ضعیفہ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم منع کرتے تھے گھاٹی شیطان اور گھاٹی شیطان کی کتے کی طرح بیٹھنا ہی اور اس سے کہ بچھاؤ آدمی دونوں بازو اپنے مانند
بچھانے درندوں کے واللہ اعلم **ص** ہار دھوین چار زانویہ نہ بیٹھنا **ف** اسواسطے کہ خلاف سنت ہے **ص**
ترہوین اکیلہ امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب میں یا دوکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا نیچے یا قوم کا دوکان پر اور امام کا نیچے
ف اسواسطے کہ وہ مشابہ ہو اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہیں اور اوسمیں امام کھڑا ہوتا ہے
اور دوکان کی بلندی بعضوں نے کہا ہے کہ بقدر قامت آدمی کے اور بعضوں نے کہا ہے ایک ہاتھ اور اس سے کم میں کہ اس میں نہیں
اول بعضوں نے کہا ہے کہ مسجد جب تنگ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو **ص** چھ دھوین کھڑا ہونا صلی
صحت کے نیچے حسین جب تانی ہے **ف** اور اوپر بیان اسکا گذرا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

طرف فرج کے یعنی صف میں جو جگہ باقی ہو تو اسکو بند کرے اور بعض آیات میں ہے کہ نماز کا احادہ لازم ہوگا اگر سجدہ نہ کرے
بیچھے صف کے پیر بھی گناہ پندرہویں تصویر کا ہونا سر کے اوپر یا اس کے آگے یا برابر اور اگر بیچھے یا بیچھے قدم کے پیر کو گناہ
ف کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں کتاب یا تصویر ہو روایت کیا اسکو مسلم عایشہ
ایک حدیث قبول میں اس کے معنی میں بہت حدیثیں صحیح آئیں ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوتے
مکان اس گھر میں جس میں کتاب یا تصویر ہو **ص** ٹوٹھویں سرنگے نماز پڑھنا سستی اور کالی کے سبب اور اگر
واسطے عاجزی کے کپڑے تو کمرہ نہیں ستر ہوئے پیرے کپڑوں میں جو کمر میں پہنے رہتا ہو اور لوگوں کے پاس اون کپڑوں سے
نہیں جاتا اون کپڑوں سے نماز پڑھنا **ف** کیونکہ لوگوں کی تو عزت کرتا ہی اور شرم کرتا ہی اس کے پاس پیرے کپڑے پہن کے
جانے سے اور نماز کی کچھ عزت و آبرو نہیں حالانکہ اگر کسی ایسے کے دربار میں جاتا ہو جو اس کے عمدہ کپڑے ہوتے ہیں اسکو کچھ
جاتا ہی نہ کہ جبے گھاہ حکم اکام میں جاوے تو جو کچھ کپڑے ہوں بغزت تمام اس سے نماز پڑھے اور یہ جب ہی کہ اس کے پاس اور
کپڑے ہوں نہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہیں تو اونھی کپڑوں سے جو پہنے ہو نماز پڑھے **ص** اٹھارہویں نماز کے دو گونے
کیواسطے نماز میں پیشانی کا زمین پر ملنا اونیسویں آسان پڑھ کر اونیسویں سجدہ کی گئی کے بیچ پر کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا
ابن ابی شیبہ نے عیاض بن عبد اللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرتا ہی اور بیچ علم کے سوا اشارہ
ہاتھ سے نہ کیا اور ٹھانے علم سے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کر کے کہ پیشانی کھل جائے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن مسعود
سے کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے علم سر سے اور اس باب میں مروی ہے حضرت علی اور ابن عمر اور جعد بن سمیر سے
ص اونیسویں آیتوں کا گناہ اسوئے کہ پیشانی نماز میں **ص** اونیسویں کپڑا جس میں تصویر ہو گناہ
ف کیونکہ وہ مشابہت کے اوٹھانے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہے **ص** اور مسجد کے اوپر و طی اور عیاشیاب
بہیمانہ مکروہ ہے **ف** سبب عزت اور حرمت مسجد **ص** اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہے **ف** کیونکہ مگر
قلت جامع ہوگی **ص** اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ کچ اور ساج یا سونے کے پانی کے مکروہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا مسجد میں
اور سجدہ کرنا محراب میں مکروہ نہیں اور جو شخص کہ بیٹھا باتیں کر رہا ہو اس کے بیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں **ف** کیونکہ روایت کیا
ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب نہاتے تھے راہ طرف ستون غیر کے کہتے تھے کہ میرے واسطے تیری بیٹھ ہو اور غافل
اس کے جو روایت کیا ہزارے حضرت علی سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا بیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اسکو
کہ اعلاہ کرے نماز کا اور اسی طرح سوئے کے بیچھے بھی درست ہے کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوپر گذرا کہ نماز
پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیچھے حضرت عایشہ کے اور وہ موتی تھیں درسیان اون کے اور درسیان قبلے کا ور
مخالف ہو اس کے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نماز پڑھو بیچھے سوتے اور باتیں کر نیوالے کے
لیکن وہ ضعیف ہے اور بھی مروی ہے سند ہزار میں ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا میں کہ نہ
پڑھوں میں طرف اون لوگوں کے جو کپڑے پہن اور باتیں کرتے ہیں اور کہا ہزارے کہ نہیں جانتا ہوں میں اسکو گناہ میں سے
اور جواب دیا کہ یہ کہ جب آواز اون کی شدت سے ہو اور اس خوف شغل کا ہو نماز میں واللہ اعلم **ص** اور فی شیخ

کہ تصویر بن بنی دین اگر اوپر سجدہ نہیں کرتا تو ترا و ترافل میں نہ کرے نہ میں اور جب صورت اتنی چھوٹی ہو کہ دکھائی نہیں دیتی ہو یا چونکہ
او کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر او سکا سر کٹا ہو تو نہ کرے نہ میں اور مار ڈالنا بچھو اور سانپ کا بھی نماز میں نہ کرے نہ میں **ف**
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم **اَقْتُلُوا الْاَسْوَاقَ نِیْنِ وَکُلُّکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ بِیْنِ قُلِّیْنِ وَبِیْنِکُمْ** اور سانپ کا اگر تم نماز
میں ہو تو مرنے کی حد تک چھوڑ دو اور اس میں اگر عمل کثیر بھی ہو تو بھی نماز میں کچھ حرج نہیں اور صحیح **ص** اور جس
گھر میں کہ سجدہ ہو اس گھر کی چھت پر پیشاب کرنا نہ کرے نہ میں ہوا سطل کہ وہ حکم مسجد کا نہیں لکھتا کہ پیشاب اوپر نہ کرے نہ ہو کہ

باب ترا و ترافل کے بیان میں

و ترا امام اعظم کے نزدیک واجب ہے اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت ہے **ف** اور دلیل اسکے وجوب کی یہ ہے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ نے زیادہ کیا تمہاری نمازوں میں ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہے تو پڑھو او سکودریا
عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہے میں اور یہ حدیث مروی ہے عمرو بن ابی العاص اور عقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ میں بھی مروی ہے اور خارجہ بن حذافہ اور ابو جبر
غفاری سے تو حدیث عمرو و عقبہ کی روایت کیا او سکواستی بن راہو نے سن میں **ثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثَنَا قُتَيْبَةُ**
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ ابْنِ الْحَكِيمِ مَرْثَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَزْجِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عُقْبَةَ
بْنِ عَامِرٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً هِيَ لَكُمْ خَيْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوُتْرُ وَهِيَ لَكُمْ فِيمَا
بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ یعنی تحقیق کہ زیادہ کیا تم کو اللہ نے ایک نماز کہ وہ بہتر ہو واسطے تمہارے رخ چار پاؤں
سے اور وہ وتر ہے درمیان عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا بھی بن سعید نے ذکرہ کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی روایت کیا
او سکودار قطنی اور طبرانی نے نظر ابو عمرو سے اوسنے عکرمہ سے اوسنے ابن عباس سے اور ضعیف کیا او سکودار قطنی نے بسبب فقر
اور لیکن حدیث ابن عمر کی سوا خارج کیا او سکودار قطنی نے غرائب الکمال میں اور ضعیف کیا او سکوساتھ حمید بن ابی الجون کے
اور الفاظ اسکے یہ ہیں **اِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً وَهِيَ الْوُتْرُ** اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا او سکوطبرانی
اور الفاظ او سکے وہی ہیں جو حدیث ابن عباس کے ہیں کہ روایت کیا طبرانی اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی خارج کیا
او سکودار قطنی نے اور او میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہو کہ جو جمع ہوئے ہم سو بیان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا
او سکے بھر کہ تحقیق اللہ نے زیادہ کیا تمہارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا ہو کہ ترا و ترافل کا اور ضعیف کیا او سکوساتھ محمد بن عبد اللہ غزالی
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے صنف میں **حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُجَّاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ**
أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً إِلَى صَلَاتِكُمْ وَهِيَ
الْوُتْرُ یعنی اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمہارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہے اور اسناد اسکا صحیح ہے لیکن حجاج میں کچھ کلام ہے بہ حال
درجہ حسن کم نہیں اور حدیث ابو بصیر کی روایت کیا او سکوحاکم نے ابن ابیہ سے انھوں نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا
میں ابو نصر غفاری سے کہ کہنے تھے سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق کہ زیادہ کیا اللہ نے تم کو ایک نماز
اور وہ وتر ہے تو پڑھو او سکودریا عشا کے نماز صبح تک اور سکوت کیا اوسے حاکم نے لیکن ابن ابیہ ضعیف ہے کہ شیخ ابن الہمام

عمر بن عبد اللہ غزالی

عمر بن عبد اللہ غزالی

حجاج

ابن ابیہ

رضت کیا تو کہہ کہ تو اسے تحقیق کا اندازہ فرض کیا اور پانچ نمازیں دن رات میں اور یہ وفات سے تھوڑے دن پہلے اپنے
 کہا تھا اور روایت کیا ابن عباس نے تحقیق کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ رمضان میں تو پھر عین آٹھ رکعتیں اور
 وتر پڑھا پھر اتنا کیا صحابہ آپ کا دوسری رات اور آپ نے کھڑے نہ کیا واسطے تو پوچھا اوشے صحابہ نے پھر فرمایا آپ نے خوف کیا میں نے
 کہ فرض ہو گیا تم پر و تراویح اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعتیں پڑھیں
 اور بھی مروی ہے سنن میں حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے وتر واجب ہے حق ہو اور پھر سلمان کے سو شخص چاہے وتر پڑھے ساتھ پانچ
 رکعتوں کے اور چاہے ساتھ میں کھڑوں کے اور چاہے ساتھ ایک رکعت کے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہیں اور روایت کیا اوسکو
 ابن عباس اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے اور بشرط بخاری سلم کے اور جواب اول سے یہ ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے کہ اوس سے عموم نہیں ثابت ہوتا
 تو جائز ہے کہ یہ سبب کے ہو کہ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض چار پانچ بسبب مذکورہ غیر کے پڑھنا جائز ہے یا یہ کہ یہ واقعہ
 قبل وجوب ترک ہو گا کیونکہ وجوب ترک کا ساتھ وجوب پانچوں نمازوں کے نہیں ہے بلکہ متاخر ہوا دوسرے یہ کہ مروی ہو آنحضرت صلی
 علیہ وسلم سے کہ وہ اترتے تھے سواری پر واسطے وتر کے اور روایت کیا الطحاوی نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے تحقیق کہ وہ نماز پڑھتے
 سواری پر اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معمر سے
 انھوں نے سیدہ انھوں نے بکر سے کہ ابن عمر جب ارادہ رکھتے تھے وتر پڑھنے کا اترتے تھے اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابن عمر نے
 کہ پوچھا میں نے فاسم سے کہ جو شخص وتر پڑھے سواری پر کیا حکم ہے اوسکا سو کہہ کہ جانا ان سب لوگوں نے کہ حضرت عمر وتر پڑھتے تھے زمین
 اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ صحابہ نماز پڑھتے تھے اپنی سواریوں اور جانوروں پر جس طرف ہوتا تھا سوندا اوسکا مگر فرض اور وتر کو
 کہ وہ پڑھتے تھے اون دونوں کو زمین پر اخراج کیا ان دونوں کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں تو معلوم ہوا کہ سواری پر وتر
 پڑھنا آپ کا یا تو قبل وجوب کے ہو یا بعد تھا اور معاذ کی روایت سے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وجوب ترک کا بعد سفر کے ہو کہ اور دوسرے
 یہ کہ مراد حضرت کی اون نمازوں وہ نمازیں ہیں جنکا ایک ایک وقت خاص معلوم مقرر ہو مثل پانچوں نماز بخلاف وتر کے کہ وہ
 تابع ہر عشا کے اور وقت اوسکا وقت عشا کا ہو جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہ ہوگا اور تیسری روایت سے جواب یہ ہے کہ یہ حکم قبل وجوب
 وتر کے ہو گا اور دوسرے یہ کہ مراد وتر سے اوس جگہ ساری رکعتیں تراویح کی مع وتر مراد ہیں کیونکہ آٹھ رکعتیں تراویح کی اوّلین
 وتر کی طائے گیارہ وتر میں یعنی طاق میں حجت نہیں اور دلیل اوس پر یہ ہے کہ تصریح ہے روایت پچھلی میں اس حدیث کے کہ فرمایا آپ نے
 خَشِيتُ اَنْ يَكْتُبَ عَلَيَّ كَوَصَلَةُ اللَّيْلِ مَعِي خَوْفٌ يَوْمَ كَرِهْتُ فَرَضَ هُوَ جَاءَ تَمْرَ نَزَارَاتٍ كِي قَوَابِ مَعْلُومٌ هُوَا كَرِهْتُ وَاجِبًا
 نقطہ سے حدیث میں وجوب لغوی یعنی ضرورت کے مراد نہیں بلکہ وجوب شرعی ہے اور اسی واسطے آپ نے یہ کلام ارشاد فرمایا بطور تاکید
 فَمَنْ لَمْ يَرَفْلِكْ سَمَاءًا مَعِي يَوْمَ تَرْتَدُّ بِرُءُوسِهِمْ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ سَائِلًا لِّرَبِّهِمْ اَوْرَدَتْ رَجُزًا مِّنْ سَمَاءٍ مُّطَهَّرَةٍ
 نے مواعلت کی ہو واللہ اعلم بالصواب اور وتر کی تین رکعتیں ہیں ایک سلام اور امام شافعی کے نزدیک و سلام کرے
 ف دلیل بخاری یہ ہے کہ روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں غیر سلام پڑھتے تھے
 مگر آخر میں روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اور بشرط بخاری سلم کے اور ہی طرح روایت کیا نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے تین رکعتیں پڑھیں دو نویں رکعتوں کے اور روایت کیا حاکم نے حسن بن علی سے کہ میں نے عمر سے سلام پڑھتے دیکھے کہ دو رکعتیں بعد میں

سوکھا حسن نے عمر زیادہ فقیہ تھے اور وہ کمرے ہو جاتے تھے دوسری رکعت سے ساتھ کبیر کے اور رکعت کیا اور کس اور روایت کیا
 طحاوی نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین کعتوں کے پڑھتے تھے اول رکعت میں سَبَّحْ اسْمَ
 رَبِّكَ اَكْبَرُ آخر حدیث میں موافق اور کس کے جو روایت کیا حضرت عائشہ سے احباب بنی اربعہ اور ابن عباس نے اور حاکم نے
 سند میں اور روایت کیا حدیث ابن عباس کہ ہنسنا صحیح طبرانی نے معجم صغیر میں ش حدیث طحاوی اور کما لم یروہ عن
 سَفِيَّانِ الْاَقْبَادِ کا یہی معنی روایت کیا اور کونفیان سے گرفتار ہونے اور روایت کیا طبرانی نے اسی معجم صغیر میں
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ شَيْخٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ ابْنِ أَبِي
 مَعْمَرٍ عَنْ الْمُقَدَّامِ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّادَةَ بْنِ اَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ شُعَيْبٍ
 عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْلُمُ فِي الرَّكْعَةِ الْوُتْرِيَّةِ تَحْتَ رَأْسِهِ سَلَامٌ بَعْدَ بَعْدٍ
 بَعْدَ رُكُوتَيْنِ وَتَرَسَّهٖ اَوْ كَمَا تَرَسَّهٖ عَنِ الْمُعْظَمِ اَلَا هُجْدُ بْنُ شُعَيْبٍ نَقَرَدَ بِهِ هِشَامُ كَيْفَ يَزِيدُ رَأْسَهُ اَوْ كَمَا
 مَعْمَرٌ سَمِعَ مَرْحُومَ بْنَ شُعَيْبٍ مَتَّفَعٌ هُوَ اَوْ كَمَا تَرَسَّهٖ اَوْ كَمَا تَرَسَّهٖ اَوْ كَمَا تَرَسَّهٖ اَوْ كَمَا تَرَسَّهٖ اَوْ كَمَا تَرَسَّهٖ اَوْ كَمَا تَرَسَّهٖ
 اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ
 بن ربيع بن عبد الرحمن حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الدَّادِ اَوْ زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
 اَنْ رَّسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْعَنِ الْبَشِيرَ اَوْ اَنْ يَصْلِيَ الرَّجُلُ وَاحِدًا يَلْقَى تَرْبِيَةً كَيْفَ يَنْعَنِ سَمِعَ اَوْ سَمِعَ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھنے سے اور اسکو ناقص فرمایا اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن عبدالحق محدث نے اسکا متن
 ایسا ہی ہے برائن جن اور اکثر صحابہ و تابعین اسی پر ہیں کہ وتر کی تین کعتیں ہیں روایت کیا طحاوی نے حدیث ابوبکر ختمنا
 اَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا اَبُو جَالِدٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الْعَالِيَةَ عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ عَلَّمَنَا اَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْوُتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ هَذَا وَتَرُّ اللَّيْلِ هَذَا وَتَرُّ النَّهَارِ مِثْلُ الْوُتْرِ هَذَا
 کہ پوچھا میں نے ابوالعالیہ سے وتر سے کما سکھا یا بکواسحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر مثل نماز مغرب ہے یہ وتر دن کا ہے
 اور وہ وترات کا ہی اور روایت کیا اسے طحاوی نے اس سے کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارا انس نے وتر کی سوین اونکی داہنی طرف تھا
 اور ام ولد اونکی پیچھے ہمارے تھے تین کعتیں سلام پھیرا اگر ایک آخر میں اور اسی طرح صحیح ہوا ابن شحود و تَرُّ اللَّيْلِ ثَلَاثُ
 كَوْتَرِ النَّهَارِ یعنی وترات کے تین ہیں مانند وتر دن کے اور بعضوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے اور ضعیف ہے رفع اسکا کیونکہ
 نہ رفع کیا ہے اور کواش سے اُس نے عبد اللہ بن مسعود نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مکرہ محمد بن ابی الموہب نے اور وہ ضعیف ہے اور
 روایت کیا ابو حنیفہ نے اسند میں حضرت عائشہ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین کعتوں کے پڑھتے
 اول رکعت میں سَبَّحْ اسْمَ رَبِّكَ اَكْبَرُ اور دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور رَوَاتُ
 کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے مانند اس کے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن زہری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 وتر پڑھتے تھے ساتھ سَبَّحْ اسْمَ رَبِّكَ اَكْبَرُ اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور کہتے تھے سَبَّحْ
 آخر نماز کے جب بیٹھتے تھے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ تین بار اور آخر میں پکار کے کہتے تھے اے اللہ جس نے مجھے پیدا کیا

اجماع کیا مسلمہ نون ہے کہ وتر تین رکعت ہیں کہا ابن ابی شیبہ **حَلَّ شَتَا حَقَّصَ حَلَّ شَتَا** عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پیر کر اذکار کے آخر میں اور روایت کیا محمد بن عبد الرحمن بن ابی نزیادہ انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے بیٹے سے کہ سب تابعی ہیں سعید بن مسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور علیہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن ایسار کہا ہے کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پیر کر اخیر رکعت کے بعد اور امام شافعی کے نزدیک چارہ ایک رکعت پڑھے چارہ تین چارہ پانچ اور دلیل اذکی وہ حدیث ہے جو ابو بکر گزری اور فرمایا حضرت علیؓ **الْوُتْرُ سُرْمَةٌ وَاحِدَةٌ كَمِنْ اخِرِ اللَّيْلِ** یعنی وتر ایک رکعت ہے آخرات میں اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے غرض حال سب باتوں کا یہ کہ حدیث نون طرف موجود ہیں لیکن مذہب اصح یہی ہے کہ تین تک بھی پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت بہانہ غریب بھی ہو سکتا ہے اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہیں اور اسی طرح ایک رکعت پڑھنے سے نہی وارد ہوئی تو مقصدا احتیاط یہی ہے کہ تین تک پڑھے کہ سب کے نزدیک درست ہو **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْغُيُوبِ** ہمیشہ میری رکعت وتر میں قبل کوع کے دونوں ہاتھ اوٹھا کے تکبیر کے دعا قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک پندرہ رمضان آخر مہینے تک قنوت پڑھے اور پھر بھی تین پڑھے **ف** مانا چاہیے کہ اس جگہ پر تین خلاف ہیں اول تو یہ کہ جب قنوت پڑھے وتر میں تو قنوت پڑھے قبل کوع کے یا بعد کوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر میں تمام سال پڑھا کرے یا نصف آخر رمضان میں اور تیسرے یہ کہ سوا وتر میں اور گنبد بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ **ص** سوا وتر کے کسی نماز میں دعا قنوت پڑھنا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد کوع کے بھی قنوت پڑھا کرے **ف** تو اول مسئلے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کیا دارقطنی نے سوید بن غنبل سے کہ کہ سنا سینہ ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہ کہتے تھے پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر میں اور آخر وتر کا بعد کوع کے ہو لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ آخر شری کا جب ہوتا ہے کہ نصف پڑھا جاوے اور اصغر رت میں قبل کوع بھی قنوت پڑھنا آخر نماز میں ہو اور مالک حدیث صحیح اذکی دلیل یہ وہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا ابوسلمہ کہ کہا کہ کھائے مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کلمات کہ کہتا ہوں میں اذکو وتر میں جب اوٹھا ہوں **سُرْمَةُ الْاُخِرِ اَهْدِيْ فِيْ فَيْتَمِنْ** حدیث آخر تک اور بیان اسکا قنوت میں آویگا اور دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کیا نسائی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد وغیرہم نے ابی بن کعب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں پڑھتے تھے قنوت قبل کوع کے اور ایک لفظ میں نسائی کے یہ ہے کہ تھے وتر پڑھتے تھے کہ لعل میں **سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اَكْبَرُ** اور دوسری میں **قُلْ يَا اَهْلَ الْاَكْفَرِ مَنْ اَدْبَرِيْ** میں **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** پڑھتے تھے اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے بسبب اضطراب کے اور صحیح یہ ہے کہ زیادہ قنوت کی اگر پڑھتے ہو تو جملہ کی روایت کیا خطیب نے کتاب القنوت میں پسند و صحیح عبد اللہ بن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی وتر میں قبل کوع کے اور ذکر کیا ابوسلمہ ابن الجوزی نے تحقیق میں اور سکوت کیا اور بھی روایت کیا ابن ابی شیبہ **حَلَّ شَتَا وَكَبَعَ حَلَّ شَتَا** عن ابان بن ابی عیاش عن ابن اہیثم عن علقمہ عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم **اِنَّكَ قُنْتَ قَبْلَ الْوُتْرِ**

[illegible]

تراویح

نوافل

عبداللہ سے کہا کہ نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں مگر ایک جیسے پھر ترک کیا اور کونہ پڑھا اور کوفہ والے کے
 اور نہ بعد اسکے اور ضعیف کیا اور کوفہ ساتھ قضا کیے ترک کیا اور کوفہ احمد بن حنبل نے اور ابن جبرین نے اور ضعیف کیا اور کوفہ میں علی فلاک
 اور ابو حاتم نے اور حاصل اور کئی تضعیف کا یہ ہے کہ وہ کثیر للوجوم تھا تو اب یہ حدیث رافع اور حدیث قوی کی جواب دہ ہے
 مروی ہے کہ نوکی اور جواب دہ کا یہ ہے کہ اسی طرح ابو جعفر نے کلام یہ کہا ابن المدینی نے اور سینہ عطا کرتا تھا حدیث میں۔ نوکر کا ابن
 نے خطا کرتا تھا اور کہا احمد قوی نہیں لکھا ابو زرہ کا کہ وہ کثیر للوجوم تھا تو اب یہ حدیث رافع اور حدیث قوی کی جواب دہ ہے
 ساتھ ذکر حدیثوں کے صلا مشہور ہیں اور قوی یہ قضا کی حدیث کو وہ جو روایت کیا قیس بن یحییٰ نے عام میں بیان کیا کہ کہا
 ہمنے واسطے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں کو کہا انس نے کہ جو صحابہ
 وہ نہیں پڑھی قنوت حضرت نے مگر ایک جیسے کہ بدعا کرتے تھے ایک قبیلہ قبیلوں شرک میں سے تو یہ حدیث خود مخالف ہے حدیث ابن
 ابو قیس راوی اس حدیث میں اگر بضعیف ہے بضعیف کیا اور کوفہ میں بن جبرین نے لیکن قوشیق کی اور کوفہ میں اور ہر حال ابو جعفر سے نہیں
 بلکہ اسکے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو اعتبار میں کیونکہ ضعیف کرنے والے قیس کے کم ہیں ضعیف کرنے والوں ابو جعفر سے اور ضعیف کیا
 یہی بن جبرین نے سبب اس کے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مریم نے پوچھا میں نے یہی سے قیس بن یحییٰ کو سو کہا کہ ضعیف ہے نہیں لکھا جی
 حدیث اس کی کہونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہے حدیث اور وہ نہ صورت ہے ہوتی ہے اور یہ ضعف موجب روایت کو نہیں اس واسطے کہ غایت اس کی
 غلطی ہے اس کی ذکر حدیث میں بدل ضرور کے لیکر ضعیف کیا اور کوفہ اور کوفہ میں سو کہا جی کے بھی کہا انسانی نے متروک ہے اور کہا قنوت
 ضعیف ہے اور مروی ہے اس کے کہ وہ کثیر الخطا تھا اور روایت کی اور سننے حدیث میں نکر اور تھے وبع اور ابن المدینی ضعیف کرتے تھے اور کوفہ
 اور کلام کیا اور سینہ امام المحدثین بھی بن سعید القطان لیکر تھے شعبہ کے شاگرد تھے قیس پر اور تشنیع کی انھوں نے بھی بن سعید پر
 بسبب تضعیف اس کی کہ قیس کو کہا ابو قتیبہ نے کہا واسطے یہ شعبہ لازم کہ قیس بن یحییٰ کو اور کہا ابن جبرین نے بھی
 حدیث قیس کی روایات تھیں اور متاخرین سے اور تلاش کی سینہ اس کی دیکھا تو دیکھا سینہ اس کو سچا امانت دار جب جو ان تھا اور جب یاد ہو
 سن اس کا تو بزرگ کیا خطا و سکا اور اکثر روایتیں اس کی مستقیم ہیں اور کہا ابو حاتم نے محل اس کا صدق ہے اور قوی نہیں اور کہا شمس الدین
 وہی نے قول متبر قول شعبہ کا ہے اور نہیں حرج ہے اس کے تو کہ نہوگا ابو جعفر راوی اس کے اور عیدہ اس کی وہ جو روایت کیا اور کوفہ اس سے
 خطیب اس کی کتاب القنوت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جب کہ بدعا کرتے کسی قوم کو اور سننا اس کی صبح
 اور ضعیف کیا ابن الجوزی نے اور حدیث انس کو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح میں یہاں تک کہ انتقال کیا اور تشنیع کی
 اوپر اور کہا کہ یہ اول حدیثوں میں ہے جو ہماری کتابوں کی محافظت چاہیے بسبب اس بات کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث باطل ہے اور
 بعض روایت اس کی مشہور بالوضع ہوئی ہیں اور فرمایا حضرت نے جو حدیث بیان کرے جسے ایسی حدیث جو جانتا ہے کہ وہ جو شمس ہی
 تو وہ بھی کاؤ میں ہیں اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حاد بن ابی سلمہ نے اسے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے
 علقہ سے انھوں نے عبداللہ بن سجاد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں کہی مگر ایک حدیث اور نہ دیکھا قبل اسکے
 اور نہ بعد اسکے اور اس جیسے میں قنوت پڑھی واسطے بدعا کا ایک قوم پر شرکین سے اور اس سے نہ دین کسی طرح کا خبر نہیں
 اور اس واسطے خود انس نے صبح میں قنوت نہیں پڑھی جیسا کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیث شاکا عبد اللہ بن محمد ثنا

شکیبان بن قریظ ثنا غالب بن ورقم قال کنت عند انس بن مالک رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یقننت فی صلوۃ القداۃ یعنی کہا غالب بن ورقم نے تمہارے پاس جو میں نے سوئے قنوت پڑھی انھوں نے نماز فجر میں اور کبھی قنوت یعنی طول قیام کے بھی پڑھا اور جاززہ کہ یہ غلطی ابو جعفر سے واقع ہوئی ہو کہ انس نے کہا ہو قنوت اور وہ سمجھا ہوا قنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث میں آیا ہو افضل الصلوۃ طول القنوت یعنی افضل صلوۃ وہ جو حسین مول ہو قیام کا ثواب ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کیا ابن جبار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت کرتے نماز صبح میں مگر یہ دعا کہ یہ اسطے کسی قوم کے یا یہ دعا کہ یہ کسی قوم کو اور اس قنوت سے ملا طول قیام پر کہو کہ قنوت یعنی دعا کے کس طرح ثابت ہوگی اور روایت صحیح ہوئی ابو مالک حدیث ملحق شہی سے انھوں نے اپنے پاس کہا کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے عمر رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی پھر کہا کہ اے پیٹھے میرے یہ بدعت ہو روایت کیا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ نے اور ترمذی اور کما یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ میں نے اپنے پاس کہا کہ اے ابی بکر نماز پڑھی تو نے پیچھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے اور پیچھے حضرت علی کے کو نے میں بائیں برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے فجر میں کہا کہ اے پیٹھے میرے محدث یعنی بدعت ہو اور اخراج کیا مانند اسکے ابن ابی شیبہ اور اس سے باطل ہو گیا قول خازمی کما قنوت فجر میں قول ہو خلفا اربعہ سے اور اسی پر جمہور ہیں اور بھی روایت کیا ابن ابی شیبہ ابو بکر اور عمر اور عثمان سے کہ وہ نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں اور روایت کیا حضرت علی سے کہ جب قنوت پڑھی انھوں نے نماز صبح میں ہٹا کر کیا لوگوں نے اون پر ہٹا کر انھوں نے مدافعی بننے اپنے دشمن پر اور انکار کرنے والے لوگ صحابہ اور تابعین تھے اور بھی روایت کیا ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبیر سے کہ وہ نہیں پڑھتے تھے قنوت فجر میں اور صحابہ کیا ابن عمر سے کہ کما انھوں نے قنوت فجر میں نہیں پڑھا میں نے جانا میں نے اوکنا غایت میں ہو کر پوچھے گئے ابن عمر قنوت فجر سے کہا کہ نہیں ہم اسکی نہیں جانتے ہیں ہم اوسکو اور سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا میں ابن عباس کہتے تھے قنوت نماز فجر میں بدعت ہو کر کیا اوسکو ابن مسعود نے اور وہ جو نقل کیا خازمی نے کہا ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھوں نے سنا اپنے باپ کے نماز فجر میں سو بیٹھ کر کہو کہ اوپر گزارا کہ حضرت عمر نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں اور اسناد اوسکا نہایت صحیح ہے اور وہ کہ یہ کما محمد بن حسن ثنا ابی حنیفہ عن حماد بن ابی سلمیٰ عن ابن ابی شیبہ عن النخعی عن الاسود بن یزید انکما صحیح عن ابن الخطاب یسین فی الشجر والخضر فلو ان کافنا فی الفجر یعنی ہو وصفت میں رہے عمر بن الخطاب کی ہر صبح سفر اور حضر میں اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا انھوں نے حضرت عمر کو نماز فجر میں اور اس سند کی طرح کا خباہت میں اور نسبت ابن عمر کی طرف نسب ان کے اس امر میں نہایت بعید ہے کہ ان کے نسب ان میں ہو تا ہو کہ کبھی کبھی قنوت پڑھا اور یہ ہر نماز صبح میں تھا کہ کوئی کر نیسان اور کما قبل کیا جاوگا باوجود اسکے کہ خود ان کا قول ہے یا شہد شہدا علیک انکما صحیح یعنی نہیں پڑھا میں نے نہیں جانا میں نے واللہ اعلم فیہ اور پڑھے ہر کہتے ہیں فاما اور سورت میں تیسری کہتے ہیں میں بھی ہونے پڑھے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت نے پہلی کہتے ہیں صبح اسم ہکا لا علی پڑھا اور دوسری میں ان کی

کہ کتنی کتین پڑھتے تھے نماز میں کی گما کہ چار کتین اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کیا ابو یعلیٰ رسولی نے
 ابنی سند میں **حَلَّ شَنَايَهُ** بَنُ فَرْخِ شَنَاطِيبُ بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ قَالَتْ عَمْرُوَةُ سَمِعْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ
 عَائِشَةَ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعُشَى أَرْبَعًا رَكَعَاتٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ
 یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے چار کتین نہیں کرتے تھے چھ میں اونکے سلام ہو لیکن اول و دوم کے نہایت
 نہیں ہوتا تاکہ ایک ہی سلام چاروں پر پڑھتے تھے اور ایک دلیل یہ ہے جو مروی ہے محمد بن ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی گما کہ نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان میں وہ نہ غیر رمضان
 میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے چار کتین تو نہ پوچھ اون کھٹوں کے حسن اور طول سے پھر چار سو نہ پوچھ اونکے حسن اور طول سے یعنی بہت
 اچھی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو بعد اچھا چار کو بیان کیا اس کے حلاوت یا بت ہوتا ہی والا کتین آخر رکعت سونہ پوچھ لفظ
 حسن اور طول سے اور اوپر بیان کر چکے ہم سنت ظہر میں کہ آپ نے چار کتین ایک ہی سلام سے پڑھیں تھیں اور اس حدیث سے
 مراد یہ ہے کہ دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہی یا یکہ ہر دو رکعت کے بعد تشدد کے واسطے بیٹھے نہ یکہ ہر دو رکعت کے بعد سلام چیرے
 اور دلیل اس پر یہ ہے جو خارج کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے
 انھوں نے عمران بن ابی سے انھوں نے عبد اللہ بن نافع سے انھوں نے ربیعہ بن عمار سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہ انہوں نے فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو رکعتیں ہیں تشدد پڑھا جاتا ہی ہر دو رکعت میں واللہ اعلم **ص** فرض کی دو رکعتوں
 اور وتر اور نوافل کی سب کتوں میں قرات فرض ہے **و** کیونکہ مروی ہے محمد بن ابی قتادہ کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھتے ظہر میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پچھلی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر ذکر کیا کہ اگر تسبیح پچھلی دو رکعتوں
 کے یا پچھلے تسبیح تو بھی درست ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سے انھوں نے علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما
 کہ انھوں نے قرات کر اول کی دو رکعتوں میں اور تسبیح کہ پچھلی دو رکعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ روایت فرمائی ہے اور یہاں
 کیا امام محمد نے موطا میں ثنا محمد بن ابان القزويني عن حماد بن ابی اسحق عن علقمہ بن قیس عن عبد اللہ
 بن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام فیماء یجھک فیہ وونی ما یخاف فیہ من الاولین وکان لا یخاف من
 ولا اھل وھذلق آفی الاولین یقاتھو وسوقہ ولم یقرأ فی الاخرین شیئ سنی حضرت عبد اللہ بن مسعود
 رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے و پچھا امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز ہری نہ نماز سری میں اور نہ پچھلی دو رکعتوں میں اور نہ نماز
 پڑھتے تھے اکیسے تو پڑھتے تھے اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور نہ پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو رکعتوں میں **ص** اور جب نفل کو
 قصد شروع کر لیا ہو و تمام کرنا اور اگر لازم ہو اگر بطلان یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہو تو اگر کھولے سے شروع کیا ہو تو
 مثلاً اوسکو معلوم ہو جائے کہ میں نے نہیں پڑھی اور اسے شروع کی اور بعد اوسکے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑھ چکا ہوں ادا دے
 نماز تو رومی قصدا کرنا و سکا واجبتین اور اگر چار رکعت نفل شروع کی پہلے دو گانے میں تو دوسرا ایک دو گانے کی قصد لازم آوے گی
 و امام ابی یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں رکعت کی اور اگر دو رکعتوں کے بعد بیشد کے تمہری رکعت کے واسطے پڑھا ہو تو کو
 تو عیناً تو فقط دو سر دو گانے کی قصد کرے کیونکہ اول دو گانہ نہ تمام پچھا امام ابی یوسف پہنی ہو کہ ہر دو گانہ ایک نماز ہے **و**

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلَوَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَعْنٰی صَلٰتِیْ یعنی نماز رات دن کی دو رکعتیں یعنی
 ہر دو رکعت لیکن **ص** اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دو تون دو گانہ یا تین دو گانہ یا دو سو گانہ یا دو سو دو گانہ
 کی ایک رکعت میں یا اول دو گانہ کی ایک رکعت میں یا اول دو گانہ میں اور دوسری کی ایک رکعت میں قنات ترک کی دو رکعتی
 قضا لازم آوے گی تا اگر ہر دو گانہ کی ایک رکعت میں یا دو سو دو گانہ میں اور ایک رکعت میں اول کی ترک کی تو چاروں رکعتوں کی
 قضا لازم آوے گی اور پہلی اور چھٹی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور ساتویں اور آٹھویں
 صورت میں امام محمد کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں سب
 نزدیک قضا اور رکعتوں کی لازم آوے گی تو امام صاحب ایک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور دو صورتوں میں چار رکعتوں کی
 اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورت میں دو رکعتوں کی اور چار صورت میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتوں میں
 دو رکعت لازم آوے گی اور سب ائمہ صورت میں ہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دو گانہ کے نشہ میں تو ثر والا دوسرے
 دو گانہ کی قضا لازم نہ آوے گی اور اگر چار رکعتیں نفل پڑھیں اور سچ میں اٹھ نہ بیٹھا اول دو گانہ کی قضا لازم نہ آوے گی اور بیٹھ کے
 نفل پڑھنا اگرچہ کھڑا ہو سکتا ہو درست ہے **ف** کیونکہ روایت کی جماعت نے سو اسم کے عمران بن حصین سے کہا کہ پوچھا میں نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑا ہو کے تو وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کے پڑھے اوکو
 اجر برابر نصف قائم کھڑی اور جو شخص بیٹھ کے اٹھ کے تو اسکو اجر برابر نصف قاعد کے ہے اور قائم کے معنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا
 اور قاعد کے معنی بیٹھ کے پڑھنے والا کہ امام نوویؒ نے کہا علیٰ کذا کہ یہ نفل میں ہے اور فرض میں بیٹھ کے پڑھنا بعید جائز نہیں
 تو اگر عاجز ہو قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اسکو اجر قائم سے کم نہیں انتہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے
 مرد یا سافر تو ثواب اسکا مثل صحیح تندرست و مقیم کے کھا جائیگا اگرچہ کھایا اسکا نمازی نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین
 مخصوص ہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہؓ ارشاد فرمایا آپؐ کے ثواب کا نصف
 قائم کے فرمایا کہ میں نہیں ہوں بل تھا کہ روایت کیا اسکو مسلم نے ابن عمرؓ سے **ص** اور کھڑے ہونے کے شروع کرنا اور پھر بیٹھ
 بعید بیٹھ جانا کہ وہ ہر نفل ہر شہر کے سواری پر اگر قبیلہ کی طرف ہونہ نہوا اسکا سے درست ہے **ف** اور باہر شہر کے
 آمین قید ہر شہر کا اندر سے نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے
 حار پر اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے یعنی ہونہ آج خیبر کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہے تو اپنے مؤرخین
 منحصر ہو گا اور یہ حدیث خود شرح و تفسیر میں مذکور ہے روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور اوامین اشارے کا
 ذکر نہیں اور علی بیان کی داؤد قطنی نے غرائب اللغات میں ان سے کہا کہ اس نے علی حار کا لفظ کہا اور حسیح علی ما سلمت یعنی
 اپنی داؤد قطنی نے تصحیح روایت کیا دار قطنی نے غرائب اللغات میں ان سے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ تھے
 طرف خیبر کے حار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا ہے اور امام میں شیخ تفسیر الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحابہؓ کے
 اور زبانی نے نہیں دیکھا اسکو صحیح ہے اور کہا علی بن ابی حمزہ نے جمع الصحیحین میں کہ غزوہ بنو نضار سے اسکا فکر اٹھار کے کہ
 شیخ ابن ابی شیبہؒ وقد راٰ ایتاہ فی باب الوتر فی السفر فی صحیح البخاری من حدیث ابن عباسؓ میں صحیح ہے

اس حدیث کو صحیح بخاری باب الوتر فی سفر میں حدیث ابن عمر سے اور روایت کیا او سکون جہان فی فتح الاصل میں
قسم جامع کی صحیح میں بخاری میں اور عنہ سے کہ دیکھا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے فوافل اطلالہ پر ہر طرف تھا کہ
اور بعد بوقت کو کہتے ہیں حضور اگر سواری پر نفل شروع کیا اور پھر وتر اور تمام کیا بامنازلہ اگر بیٹھ کر پڑھا اور سواری پر گھڑا

فضل تراویح کے بیان میں

تراویح رمضان میں قبل قمر کے بعد عشاء کے پیش رکعتیں سنت ہیں اور ہر چار رکعت کے بعد جتنی دیر میں کہ لوگوں پڑھا ہو
بیٹھے اور باج نریز ہوتے ہیں اور ترویج ہر چار رکعت کو کہتے ہیں اور ہر ترویج میں دو سلام ہیں اور ایک ختم رمضان میں سنت ہے
اور قوم کی سستی سے ترک نہیں کرنا چاہیے اور سوار رمضان کے وتر جماعت کے نہ پڑھیں اور رمضان میں جماعت پڑھیں
جانا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک سنت ہو کہ وہ ہر اور بعضوں کے نزدیک مستحب ہو اور ہر ایک
متمم میں لفظ مستحب کا وارد ہو اور اسی طرح جامع صنیر میں امام محمد کی مذکور ہے لیکن کہا صاحب ہدایہ ولا تحکم اھا مسئلہ
لذا روی الحسن عن ابی حنیفہ لا تھ و اطلب علیک ما خلفاء الراشدین والذین صلے اللہ علیہ
وسلم بین العدن فی تراویح اطلبہ و هو شیئان تکتب علیا یعنی صحیح ہے کہ تراویح سنت ہو اور ایسا ہی ہوا ہے
حسن ابو حنیفہ سے کیونکہ موافقت کی اور پھر علما راشدین ابو ذبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا خدا کو ترک ہوا ایک میں اور ترویج
اس بات کا کہ فرض ہو جاوے اور کہا امام محمد میں شیخ الفقہاء والاصولیین ہوا لا نکال الملہ والدین نے فتح القدیر میں کہ ظاہر منقول ہے
کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمر سے ہی اور وہ یہ ہو کہ مروی ہے عبد الرحمن بن القاری کہ انہی کے خلاف میں ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
ایک بات ملے سجدہ کو ناگاہ لوگ متفرق ہوئے میں ابی جہاد نماز پڑھ رہے ہیں میں کوئی شخص اکیلے پڑھتا ہوں اور کوئی شخص دو آدمی کے
ساتھ بیٹھ سو فیاض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے میں جاتا ہوں کہ اگر جمع کروں میں ان کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہوتا تو جمع کیا اور کوئی
بن کعب پر پھر میں دوسری رات ان کے ساتھ نکلا لوگ اپنے قاری کے ساتھ چلے رہے تھے تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
رفعت الید عنہ ہذا یعنی اچھی ہے بدعت روایت کیا سکھو صاحب بن نفیہ صحیح کیا او سکوتر جمعی اور فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے لازم ہے کہ تم اپنا اور سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی بعد اسکے اول ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرض کیے اللہ تم پر روز
رمضان اور سنت کیا قیام او سکوا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو اسکے ترک میں اور وہ ہذا یہ تھا کہ آپ کو خوف
فرض ہو جائے گا تھا جیسا کہ بیان کیا او سکوتے باب الوتر میں حدیث ابن جہان اھو اور یہ حدیث گندھکی اور جو میں ہر حضرت
رضی اللہ عنہما کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد میں تو پڑھی ان کے ساتھ نماز کو گونج پھر دوسری رات پڑھی تو
بہت ہو آدمی جو سب جمع ہو تیسری رات اور آپ کے نکالو کہا آپ نے جب جمع ہوئی کہ سینے جانچتے کیا لیکن میں اس واسطے
نہ نکلا کہ تم فرض ہو جاوے اور یہ رمضان میں تھا زیادہ کیا بھاری گناہ بالاصوم میں جو اتنا کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حکم ایسا ہی تھا اور یہ ہم باب التوافل میں حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کر چکے کہ انھوں نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان میں کیا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تھے رمضان میں پڑھتا تھا غیر رمضان میں کیا کہتے
آخر حدیث تک اور جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں لوہا لانی نے افترہ متقی نے اوس سے اور نفی نے ابن عباس سے

ابراہیم بن عثمان

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان میں بیس کعتیں ہوا وتر کے سو ضعیف ہی بسبب ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان جلیل
ابو بکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہوا اسکے ضعف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہی روایت صحیحہ کے مترجم کتاب کی ابراہیم بن عثمان
واسطی کو ذکر کیا شمس الدین بیہقی میزان الاعتدال میں کہ روایت کیا عثمان دارمی نے ابن جریج سے کہ وہ فقہ نہیں بلکہ روایت کا
ضعیف ہے اچھا کہ اچھا ہی سکوت کیا اوس سے اور کہا انسائی نے مترجم ہی حدیث اوسکی اور منکر ابراہیم شیبہ سے ایک ہے جو حدیث
کیا جو ہی حدیث بیان کی ہے منصور بن ابی زاعم نے کہا حدیث بیان کی ہے ابو شیبہ اوسنے حکم سے اوسنے مقسم سے
انھوں نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رمضان میں ہوا جماعت کے بیس رکعت اور وتر اور پھر کہا
شیخ ابن الہمام نے ابن بیس کعتیں حضرت عمر سے ثابت ہوئیں جو امین بن حذافہ بن ومان سے کہا کہ تھے لوگ کہہ رہے تھے جو زیادہ عمر بن
میں ساتھ تیس کعتوں کی یعنی بیس تراویح کی کعتیں اور تین ترکی اور روایت کیا بیہقی نے معرفت میں سائب بن زید سے
کہا کہ کہہ رہے تھے ہم زیادہ عمر میں ساتھ بیس کعتوں اور وتر کے کما نووی نے خلاصہ میں اسناد اوسکا صحیح ہی مترجم کتاب کی
روایت کیا ابن ابی شیبہ عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھا کرے انکے ساتھ بیس کعتیں اور روایت کیا
ابو الحسن کہ حضرت علی سے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے انکے ساتھ بیس کعتیں اور عبد العزیز بن رفیع سے کہا کہ تھے ابی
بن کعب نماز پڑھتے ساتھ آدمیوں کے بیٹے میں پنج رمضان کے بیس کعتیں اور وتر پڑھتے تھے تین کعتیں اور بیس کعتیں انھوں نے ابی الجوزی
کہ وہ پڑھتے تھے پانچ تریخے رمضان میں اور وتر پڑھتے تھے تین کعت اور ابی اسحق سے انھوں نے حارث سے کہ وہ امامت کرتے لوگوں کی
رمضان میں رات کو ساتھ بیس کعتوں اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین کعتوں کے اور قنوت پڑھتے تھے قبل کو صبح کے اور عطا سے کہ اس
انھوں نے بابا سینہ لوگوں کو اور وہ پڑھتے تھے تیس کعتیں مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام نے کہا علی بن ابی ہریرہ سے
کہ قیام رمضان کا سنت اوسمیں گیارہ کعتیں ہیں مع وتر کے جماعت سے کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا بسبب خوف
فرضیت کے اور نہیں شک ہو کہ ان دونوں امروں میں کوئی امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقق ہوا ہے تراویح سنت ہوگی اور کعتیں
سنت علقا راشدین کی ہیں اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ لازم ہی سنت میری اور سنت علقا راشدین کی بلاناہی و
سنت انکی کے اور یہ لازم اس بات کو نہیں کہ تراویح کی بیس کعتیں سنت ہو جاویں ہوا اسکے کہ سنت اوس امر کو کہتے ہیں جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہو و مگر عذر سے اور بر تقدیر نہ ہونے عذر کے مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا و
رکعت چوبیس سے تین کعتیں ترکی ہوئیں تو اس صورت میں بیس کعتیں مستحب ہوگی اور استخوان میں سے سنت جیسے کہ
چار رکعت بعد عشاء کے مستحب ہیں اور دو سنت اور ظاہر کلام مشائخ کا یہی ہے کہ سنت بیس رکعت ہیں اور تقضی دلیل کا وہ ہے
جو ہننے بیان کب تو اس صورت میں اولی وہ ہے جو قدری میں ہوا مستحب کا جو ذکر کیا صاحب ہدایہ انتہی قال شیخ ابن الہمام

فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان میں

جانا چاہیے کہ خسوف یا ند کے تاریک ہونے کو کہتے ہیں اور کسوف آفتاب کے تاریک ہونے کو اور بعض ایک دوسرے کے ملاقات کے زمین
اور ہند میں ہوا کو کہتے ہیں صدق کسوف کے امام جمیع کا آدمیوں کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر آذان و اقامت کے
مانند فضل کے اور ہر رکعت میں ایک کھجکے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکعت کے اور قنوت کا ہر کرے اور طویل آیت کا

دو دفعہ کہتوں میں اور بعد اسکے دعا مانگے یہاں تک کہ آفتاب و شمس چھاؤ اور چہاں جمے کا ماضی ہو اکیلے اکیلے پڑھیں اور نہ فریاد
بھی ایسی ہی پڑھیں جماعت نہیں **ف** اور رکوع کے باب میں روایتیں مختلف ہوئیں بعض روایات میں ہر رکعت میں دو
رکوع ہیں اور بعض میں تین اور ابن عباس اور علی کی روایت میں چار رکوع ہیں ہر رکعت میں اور ایک روایت میں دو رکوع ہیں ابی
بن کعب سے پانچ رکوع ہیں اور کسی روایت میں ایک رکوع ہو مثل اور نمازوں کے اس واسطے کہ اعلیٰ ہمارے مذکور ہے مختلف ہو چکے ہیں
تمسک کیا ہے ساتھ حال اور نمازوں کے اور بھی روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے شامل میں اور نسائی نے عبد اللہ بن عمر
بن العاص سے کہ کسوف ہوا آفتاب کا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سوکھنے سے آپ اور طول کیا قیام کو پھر رکوع کیا سو کسی طرح
ناوٹھاتے تھے سر اپنا پھراوٹھایا کسی طرح سجدہ نہیں کرتے تھے پھر سجدہ کیا سو کسی طرح سر نہ اوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا تو
کسی طرح سجدہ نہیں کرتے تھے پھر سجدہ کیا تو کسی طرح نہ نہیں اوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا اور کیا ایسا ہی دوسری رکعت میں آخر حدیث
اور مروی ہے حکم عبدالرحمن بن عمر سے بھی غرض مختلف ہوئیں اس باب میں روایتیں اور روایت کیا حدیث عبداللہ بن عمر بن الخطاب
کو حاکم نے اور کما صحیح ہی اور نہیں اخراج کیا اور سکا بخاری مسلم نے بوجہ طبر بن السائب کے اور یہ توثیق ہو اونسے علی
اور تحقیق کہ اخراج کیا اوسے بخاری ساتھ ابو ثمر کے اور کما بھی بن عیین نے لایا صحیح بخاری میں یہ نہیں جبت ہوگی اور کسی حدیث
اور فرق کیا امام احمد نے اور شخص میں جس نے پہلے اونسے سنا اور چھپنے سے اونسے سنائی اول سے کی روایت صحیح ہے اور پھر
عطاء کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور کوٹ کیا اوسے ابو داؤد اور روایت کیا ابو داؤد نے عمرو بن عبد اللہ سے کہ رکوع کو طول کیا
اسمیں شیخ ابن الہمام نے اور اس کتاب میں بوجہ خوف طول ترک کیا اور صاحبی بعد نماز کے آفتاب کے صاف ہو تک لازم کیونکہ نماز حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ہے کہ جب کچھ تم اوسکو توڑ کر والدہ کا اور دعا کرو اور نماز پڑھو یہاں تک کہ روشن ہو جاؤ آفتاب اور بعض
سناخ نے کہا کہ اگر آندھی اور تاریکی میں بھی یہ نماز مستحب ہے ابن عباس نے پھر نماز واسطے زلزے کے بعد کہ میں اور خضوف کشتی نماز
جہاں یہ صاحبین نے نزدیک اور دلیل انکی حدیث حضرت عائشہ کی ہے صحیح میں کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خضوف میں اور
بخاری میں ہے کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ نے اور ہمارے
امام صاحب نے نزدیک ہر جہاں یہ کیونکہ مروی ہے حدیث ابن عباس سے کہ جب احمد اور ابو یعلیٰ میں کہ نماز پڑھی میں نے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نماز کسوف کی اور نہ سنا میں نے اونسے ایک حرف قرائت اور سنا دین اور سکی ابن امیہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے
معرفت میں دو طریقوں سے اور طریقہ حاکم بن ابان سے جیسا کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے پھر کہا اگرچہ ان لوگوں سے حجت نہیں لیکن یہ نہیں
اکلی شاہ ہیں روایت ابن عباس اور حدیث سمر میں ہے **فَلَا تَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا** یعنی ہم نہیں سنتے تھے آواز قرائت کی
ص اور جب پانی برسنا بند ہو جاؤ تو ہر شخص دعا کریں اور استغفار نہ جماعت اور نہ خطبہ اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھ کر یونہی ہر رکعت
ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا** یعنی استغفار راگوامد سے کہ وہ بڑا بخشنے والا
اور کما امام محمد نے نہیں نماز ہی استسقام میں ہوا اوسکے نہیں کہ اس میں چاہی اور یونہی ہر رکعت میں صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ سے کہ اور
دعا کی اور یونہی ہر رکعت میں غرض سے کہ وہ چڑھے منبر کو اور دعا مانگی اور طلب پانی کی اور نہیں یونہی ہر رکعت میں صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ

در حدیث

در حدیث

اور نفل بعد فجر کے کر وہ یہ بیان تک کا آفتاب نکلے اور بعد ایل اسکی گزری **ص** اور بعد آفتاب چلے
 بھی شیخین کے نزدیک قضا کرے اور امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال
 کے نہ کرے اور اگر اس قدر فرض کے فوت ہوئی ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دونوں
 کی قضا کرے اور بعض مشائخ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور بعض کے نزدیک بعد زوال کے قضا فرض کی قضا ہے
ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جبرائیل تعزیر میں مجزوفت ہوئی تھی تو آپ نے قضا کیا تھا اور کوسا تھہر کے
 قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے جامعے اور یہ حدیث شرح حواہ میں موجود ہے اور روایت ہی ابو قتادہ کے کہ اسکی سیر کی جتنی
 ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کاشکے تھے رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپ نے خوف کرنا ہوں میں کہ سوجاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے جگا دو گھامیں آپ کو اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگ اور بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تو کیا دیکھا کہ کھال یا کنارہ آفتاب کا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہاں گیا وہ جو تھنے کہا تھا اور جواب یا بلال نے کہ کبھی سی
 نیند آج تک مجھ کو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے قبض کر لیں ارواح تمہاری اور پھر پھیر دیتا ہے جسوقت
 چاہتا ہے ہی بلال کھڑا ہوا اور اذان کے نماز کی اور وضو کیا اور جب بلند ہو گیا آفتاب اور سپید ہوا کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی
 جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی وغیرہم نے اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ جب جگا یا اونکو آفتاب کی
 گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور پہلے پھر اترے اور وضو کیا اور اذان دی بلال پھر پڑھی انھوں نے سنت فجر کی بعد اس کے پڑھی
 نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک نے زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کیا نسائی نے ابن عباس سے
 اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازوں کی قضا کرے تو بھی اذان اور اقامت کے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر
 میں ہے کیونکہ اوہمیں تاکید زیادہ ہے سب سنتوں کے اور باقی سنتوں میں یہ حکم نہیں **ص** سنت ظہر کی چاہے خوف ہو جماعت
 جائے یا نہ ہو ترک کیا وکی اور بعد فرض کے قبل دو گنا سنت کے پڑھ لیں اور سوائے کوئی سنت قضا نہیں کیا وکی **ف**
 کیونکہ سنتیں عصر اور عشا کی مستحب ہیں اور غریب کے اول میں سنت ہی نہیں اور غریب اور عشا کے بعد کی سنتیں اگرچہ سنت ہیں
 لیکن اونکی تاکید نہیں اور سنت فجر میں آپ نے ارشاد فرمایا صلوا نماوا وان طردکم الخیل یعنی پڑھ لو اور نہ رکعتوں کو اگرچہ
 روزہ الدین جگو گھوڑے اور نہ چھوڑاؤ مگر روایت کیا اسکو ابو داؤد ابو یوسف اور اسناد او اسکا ضعیف ہے لیکن قابل قبول ہے
 اور صحیح میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ گناہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اونٹن سائی
 میں نہ رکھتے قبل فجر کے بہتر ہیں دنیا سے اور جو اوہمیں ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر میں کہ شخص جو
 چار رکعت کو قبل ظہر کے نہ پوچھیگی اسکو شفاعت میری اور یہ حدیث ہے میں ہی کہ شیخ ابن اہمام نے داکما کذا ذکرنا میں
 حدیث سنۃ الظہر فاللہ اعلم یعنی جو ذکر کیا اسکو مصنف نے سنت ظہر میں سوائے اسکو جاتا ہے اور یہ حدیث اسکو
 نہیں ملی لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے چار رکعت کو قبل ظہر کے اور وہ رکعتوں کی
 قبل فجر کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوڑتے تھے اسکو کبھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تملکوا رکعتی الفجر

نہیں کھینچیں
 سوائے اسکو کہ وہ نہ ہو
 انہوں نے میں
 نہ چھوڑتے

قَالَ فِيهَا الرَّغَائِبُ یعنی نہ ترک کرو دو رکعتوں کو قبل فجر کے کیونکہ اوسین صحت عطاء میں ہیں اللہ تعالیٰ سے اخراج کیا اسکا ابو یعلیٰ نے ابن عمر سے اور کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے سنتوں کو اور کبھی ترک کرتے تھے لیکن نہیں دیکھا میں نے آپ کو کہ ترک کی ہوں دو رکعتیں قبل فجر کی سفر اور نہ حضر میں روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں قابوس بن ابی طبیان سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے **ص** اور جس شخص نے ایک رکعت نظر کی جتا سے پانی جماتے اور سنہ نہیں پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پائی تو اگر کسی نے قسم کھائی کہ ظہر کی نماز میں جماعت سے پڑھو گا اور اسکو ایک رکعت پانی قسم و سکی جھوٹی ہوئی کیونکہ اسنے جماعت کو نہیں پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کہ مسجد میں آیا اور جماعت سے نہ ہو چکی تھی تو اسنے چاہا کہ فرض کو تھا ادا کرے تو گرخی وغیرہ کے نزدیک سنتیں نہ پڑھے اور حسن بن زیاد کے بھی نزدیک فرض سے شروع کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتیں پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور جسنے کہ اقتدا کی اور امام کو میں ہر اور ٹھہرا بیان تاک کہ امام نے سر اٹھالیا تو وہ رکعت اسکو نہیں ملی اور امام زفر کے نزدیک مل گئی اگر کسی شخص نے قبل امام کے رکوع کیا اور پھر امام رکوع میں گیا اور دست ہو گیا اور امام زفر کے نزدیک درست نہیں ہوا

باب قصا نمازوں کے پڑھنے کے بیان میں

اگر کسی شخص کی ایک ن بات کی نماز یعنی پانچ نمازین اور وتر فوت ہوئی ترتیب سے پڑھنا فرض ہوا اور جب بعض وقتی ہوں اور بعض قضا اوسین بھی ترتیب فرض ہوا کیونکہ روایت کیا داؤد قطنی نے پھر بیہقی نے اسمعیل بن ابراہیم رحاچی انھوں نے سعید بن عبد الرحمن حمیمی سے انھوں نے عبد اللہ انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے نماز اور نہ یاد کیا اسکو گراو سو وقت میں کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہی سو تمام کرے نماز اپنی اور بعد اس کے اس قصا نماز کو پڑھے اور جب فارغ ہوا اس نماز کو اعادة کرے اس نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اسکو مالک نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے موقوف اور صحیح کیا داؤد قطنی ہوا اور بوزرغ نے وقت اسکا اور اختلاف کیا انھوں نے بعض شخص جس نے رفع میں خطا کی ہوا وہ نہیں سمجھتا کہ وہ لوگ میں جنھوں نے نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبد الرحمن کے اور بعضوں نے طرف تر جانی کے اولیٰ لیکن شک نہیں اس بات میں کہ رفع زیادت ہو اور زیادت ثقل سے مقبول ہو اور یہ دونوں شخص ثقل میں کہ بعضی نے بعضی نے رفع میں حرج ہوا ساتھ اس کے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد اور احمد نے اور اسی طرح توثیق کی ابن عمر نے سعید کی اور ذکر کی ذہبی نے توثیق اسکی بہت لوگوں سے میزان الاعتدال میں ہے اگر کوئی کہے کہ یہ دونوں برابر مالک کے نہیں اور مالک نے وقت کیا اسکا جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کچھ عارضہ نہیں ہے جس میں برمی توثیق میں دونوں یا یوں کی شرط ہے بلکہ زیادت ہو اور زیادت میں برابر ہونا راولو کا قوت میں شرط نہیں اور حجت نہ پڑی جاوے گی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہ سو جاوے کسی نماز سے یا بھول جاوے اسکو تو پڑھے اسکو جب یاد کرے اسکو کیونکہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اول جو اسنے نماز سمجھے سے پڑھ لی ہو اسکو پھر اعادة کرے اور وہ نماز فاسد ہو گئی اور دلیل اول مسئلہ کی یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن سعید کے اور اکثر مشرکین نے روک رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازوں میں دن خندق کے بیان تاک کہ کچھ رات بھی گزر گئی تھی سو حکم کیا حضور صلی علیہ وسلم نے ہلال کو اور انھوں نے اذان ہی پھر اقامت کی اور نماز پڑھی اول ظہر کی پھر اقامت کی اور نماز پڑھی عصر کی پھر اقامت کی

اور نماز پڑھی مغرب کی ہر اقامت کسی اور نماز پڑھی عشا کی کہ تہذیبی نے نہیں ہر ساتھ اسناد اوہ کی کے کچھ حرج بلکہ ابو جریج نے اپنے باب میں یہ سود نہیں سنائی وہ منقطع ہو اور جواب دہ منقطع در صورت ثلثہ پڑھنے اور چونکہ مسل میں داخل ہوا ہو چکا ہے نزدیک حجت ہو اور کیا شیخ محی الدین نووی نے خلاصہ میں کہا ابو جریج نے نہیں پایا اپنے باب کو اور بقول صحیح نہیں کہا ابو جریج نے سلیمان بن شمس ثقیفی و لودیدہ ابی عبیدہ سبغہ سے سنیں یعنی وفات کی حد اسد بن مسعود اور ابو جریج سے اساتیر کے تحت نقل کیا شیخ ابن السام علاوہ اسکے اخراج کیا اسکا سنائی نے خدر سے ابی جریج میں اور روایت کیا برار نے باہر بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام شغل من الخندق عن صلوة الظهر والعصر والمغرب والمساء حتی ذهب ساعۃ من الليل فامس لا فاذن فاقام فصل الظهر ثم امر فاذن فاقام فصل العصر ثم امر فاذن فاقام فصل المغرب ثم امر فاذن فاقام فصل المساء قال ما علی وجہ الا رضی عنکم یدکر ون فی ہذی الشاۃ فیکمہ اور معنی اس کے وہی ہیں جو اوپر گذرے لیکن ابن ہرناز میں اذان ہو اور مسلمان اس کی عبد الکرم بن ابی النہارق ضعیف ہو ضعیف کیا اسکو ابو سعید نے مثل ترمذی طبرکے اور روایت کیا اس میں کو صحیحین میں اور ابن جریج نے اور سوا ان کے بہت لوگوں نے اس کو جو سکوا یاد ہوا کہ اس نے رات کو وتر نہیں پڑھے فجر کی نماز اس کی جائز نہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تائید نہوگی اور اگر اس کو معلوم ہو کہ فرض عشا کے پڑھنا اس نے پڑھے تھے اور سنت اور وتر کو باوجود امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت کا اعادہ کرے اور وتر کا اعادہ کرے اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی ماہر کرے اور ترتیب کو ساقط کر دیتی ہو وقت کی تنگی تو مثلاً عشا اور وتر فوت ہو گئے اور فجر کا وقت آتا باقی ہو کر باقی کر تین پڑھ سکتا ہے صبح کی نماز اور وتر پڑھ لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر نماز اور عصر فوت ہوئیں اور وقت نہ ہو کر آتا باقی ہو کر سات کو تین پڑھ سکتا ہے نماز اور مغرب پڑھ لیا اور بمصل جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے مثلاً ادا پڑھنے کے وقت قضا یا دہری اور باقی نماز سے زیادہ گرفت ہو جاوے تو بھی ترتیب ساقط ہوتی ہو اگر یہ باقی ہوں تو بھی سب سے زیادہ ہوں یا حادث ہوں یعنی جیسے کہ ہوں یا چھ ہوں اور اگر کسی ایک جیسے کی نماز میں قضا ہوئیں اور اسے نادام ہو کہ وقتی نماز میں پڑھنا شروع کریں پھر اسے ایک ٹاڈ ہو مڑی لیا اسکو یاد ہو تو اسکو وقت پڑھنا بغیر ادا کرے اس کے کے درست ہو اور اسی طرح اگر سات جیسے کی قضا نمازوں کو پڑھ لیا اگر ایک یا دو فرض باقی رہے تو اسکو ترتیب فرض نہیں کیونکہ ترتیب جب ہی جب یا یک قضا ہوئیں تو جب سب ادا کر لیا ترتیب کے بغیر شیخ کے نزدیک اگر چہ یا دو اس میں نماز میں پڑھ لیں اور باقی یکم باقی رہیں تو پھر ترتیب فرض ہو جاتی ہو اور پہلا نہ پڑھ مختار امام شافعی کا ہے اور صاحب محیط نے کہا ہو کہ اسی پر فتویٰ ہو اور اگر کسی ایک نماز قضا ہو گئی تھی اور اسکو یاد تھی اور بغیر اسکے ادا کیے باقی نماز میں پڑھیں سب فاسد ہو گئی تو اگر ایک نماز اور پڑھ سبج ہو جاوے گی اور اگر قضا بعد باقی نمازوں کے پڑھ لی وہ فرض نماز میں سب نفل ہو جاوے گی نزدیک امام ابو حنیفہ اور ابو سعید کے اور اذہ کو پھر یہ معنی پڑھ لیا اور امام محمد کے نزدیک نفل بھی نہوگی بلکہ سب باطل ہو جاوے گی

درمیان ما و آن

باب سجدہ سہو کے بیان میں

اگر ایک کن کو دوسرے کن پر قدم کیا یا ایک کو دوبار کیا یا کسی کو اجب کو بل دیا یا سمولے سے چھوڑ دیا جیسے رگوں میں غلط حرکت

اِنَّ اَبْرَاهِيْمَ كَانَ لَا يَذْكُرُنِي ثَلَاثًا صَلَّاهُ اَوْ خَسَّاهُ اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام کے دو سجدے کیے اور اس طرح بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں مائل کو ایک اشارہ کافی ہے اور روایت کیا جاتا ہے بھی اس حدیث کو اور یہ حدیث اول میں ہر مالی محالی کے **ص** مقتدی کے سہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آوے گا بلکہ امام کے سہو اگر سجدہ کرے اور سبق بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اسکے باقی نماز پڑھ لے کیو کہ جو قعدہ اولیٰ کو بھولے اور بیٹھنے کی طرف نزدیک ہو بیٹھ جائے اور سہو سہو کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو کھڑا ہو جائے اور اخیر نماز میں سجدہ کرے اور جو قعدہ اخیر سے اگر بھولے کہ کھڑا ہو گیا جب تک اس کت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد ہو کہ تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اسکے نفل ہو جائیگا اسکے ساتھ چھٹی رکعت بھی اگر چاہے ملائی **ف** اور یہ اون کی شیت پر اس واسطے موقوف کیا کہ نفل شروع سے اگر نہ ہوا ہو تو وہاں نہیں مہتا تمام کرنا اور سکا جیسا کہ گذرا اور ملانا ایک رکعت کا اچھا ہے کیونکہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کت پڑھنے سے اکیلے اخراج کیا اور سکا ابن عبد البر نے ابو سعید خدری سے **ص** اور اگر قعدہ اخیرہ کے بھولے سے کھڑا ہو جائے تو جب تک پہنچ کر کت کا سجدہ نہیں کیا یہ بیٹھ جائے اور بعد سجدہ کے چاہے ایک کت اور ملائی اور سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے تو چار کتیں او کی فرض ہوا ہو جائیگی اور نفل ہو جائیگی تو اگر او کو توڑ دے لے گا قضا لازم نہ آوے گی اور یہ دو کتیں سنت ظہر کے قائم مقام نہیں اور جو شخص ان دو کتوں میں امام کی افتد کر گیا او کو پڑھنا لازم آوے گی اور توڑ دے گا تو قضا لازم آوے گی اور امام محمد کے نزدیک چار کتیں او کو پڑھنا چاہیے اور اگر توڑ دے تو قضا لازم نہ آوے گی جیسے امام قضا نہیں کرتا اور اگر دو رکعت نفل میں سہو ہوا سجدہ کرے اور بعد سجدہ کے بغیر سلام دوسرے نفل اسکے ساتھ ملے اور اگر ملا لیا تو درست ہو جائیگا اور اگر کسی کو نماز میں سہو ہوا اور اخیر نماز میں سجدہ سہو کی نیت سے سلام پھیر لیا تو اگر اس نے بعد سلام کے سجدہ کیا تو گویا نماز وہ فارغ ہو چکا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز میں ہے تو اگر اس نے سلام کیا اور کہیں اس کے ساتھ افتد لگی ہے اس نے سجدہ سہو کیا افتد اس کی صحیح ہو جائیگی اور اگر نکلا تو افتد اس کی باطل ہو جائیگی اور اگر سلام کیا اور قعدہ کیا اور پھر سجدہ سہو کیا وضو اس کا باطل ہو جائیگا اور اگر سجدہ نکلا تو باقی رہ جائیگا اگر سلام پھیرا اور وہ مسافر تھا اس نے نیت قاست کی کہ پھر سجدہ سہو کیا تو اب چار کتیں او پر فرض ہو جائیگی اور اگر سجدہ کیا تو فرض نہ ہوگی اور اگر نماز میں سہو ہوا اور اس نے توڑ دینے کی نیت سے سلام پھیرا نیت اس کی باطل ہوگی اور سجدہ سہو کرنا او کو جائز ہوگا اور اگر نماز میں شک ہوئی کہ کتنی کتیں پڑھی ہیں اگر پہلی مرتبہ شک ہوئی ہے اور کبھی نہیں ہوئی تھی تو نماز پھر شروع پڑھے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے سونے جلے کہ کتنی کتیں پڑھیں تو چاہے کہ وہ ہر اسے نماز کو اور یہ حدیث ہد کہ میں ہی اور مجھ کو نہیں ملی کہ شیخ ابن الہمام دھو خیر **ص** اور اگر کئی بار شک ہو چکی ہو سوچے جو ذہن پر غالب ہو اوپر عمل کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد نے اور بخاری سلم نے اور ابی نے بھی ابن مسعود کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں سوچ لے کہ تلاش کرے صواب کو اور بنا کرے اوپر پھر سجدہ کرے دو سجدہ اور روایت کیا سوا بخاری کے ابو داؤد ترمذی مالک وغیرہم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں اور نہ جانے کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں تو چاہے کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پھر سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام کے تو اگر پڑھ لیا یا پھر کتیں شفاعت کر لی اس کی نماز

اور اگر یہی حالت ہوئی واسطے شیطان پروردگار اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی **ص** اور اگر سوچے زمین کچھ نہ معلوم ہو کہ کو اختیار کرے اور جسکو اخیر نماز کا جانے اوس جگہ بیٹھ جائے تو اگر اوسے شک کیا کہ میں کتنی یا چار تین پڑھی ہوں اور کچھ اوسکے ذہن کو معلوم ہو کہ تین رکعت کو لوپے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھوں تاکہ قضا خیر ترک نہ ہو جاوے اور مروی ہے عبدالرحمن بن عوف سے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ وسلم نے جب سو کرے کوئی تم میں سے نماز میں نہ جائے کہ ایک پڑھیں یا دو پڑھیں تو ہنگامے ایک پراور اگر نہ جائے کہ دو پڑھیں یا تین پڑھیں تو ہنگامے دو پراور اگر نہ جائے کوئی چھین یا چار پڑھیں ہنگامے تین پراور جب کہ دو رکعت قبل سلام کے اخرج کیا اور سکا ترمذی نے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی

باب بیمار کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہوئے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے اور سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہ ہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ کھجکے اور کوئی اونچی چیز سجدہ کے واسطے نہ کرے اور اگر کھجکے پر بھی قادر نہ ہو چٹائی لینے اور پیر قبیلہ کی طرف کرے اور اشارے سے سر کے نماز پڑھے یا رکوع پڑھنے کی طرف کرے اور چٹائی یا ہاتھ یا اشارہ بھی مستحضر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور اگر اشارہ اور پلک اور دل سے اشارہ کرے **ف** روایت کیا جاعل نے سو اسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ تمہی جھکو دو ابیر اور پوجا سینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کہا کہ پڑھ کر پڑھے ہو اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پلو پر زیادہ کیا انسانی نے اور اگر قدرت نہ کرے توجہ لیت کے نہیں تخلیف دیتا ہوں کہ سیکو کرو موقوف طاعت اوسکی کے اور زمین پر کر کیا اشارہ کا لیکن حیثیت کے پڑھیں گے تو بالضرور اشارہ سے پڑھیں گے اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدہ کے نہ کرے کیونکہ ہر پہ میں حیثیت نہ کہ اگر قدرت کے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور زمین تو اشارہ کہ اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا بزار نے مسند میں اور بیہقی نے معرفت میں با شری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عادت کی ایک مریض کی ہو دیکھا اوسکو کہ سجدہ کرنا ہو چکے پر سوجھنا کہ یا آپ نے تب لی اوس مریض نے ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اوس پر اور حضرت نے اوسکو بھی پھینک دیا اور کہا کہ اگر قدرت رکھتا تو زمین پر پڑھتا اور زمین تو اشارہ سے پڑھا اور سجدہ کو زیادہ جھکا کے رکوع سے کہا بزار نے نہیں بتا ہوں کہ کہیں روایت کیا ہو اوسکو فوراً ہی مگر ابو بکر حفصی نے اور تابعی کی اسکی عبدالوہاب اور عطاء ثوری نے انتہی لیکن ابو بکر نقعی کہ شیخ جابر اللہام نے اور میں کہتا ہوں کہ اس باب میں بہت آثار صحیحہ مروی ہوئیں میں روایت کیا ابن ابی شیبہ ابن عمر سے کہ عیادت کی ماضیوں نے صفوان کی اور یایا او نکو کہ سجدہ کرتے ہیں نیکیے پر سو منع کیا او نکو اور کہا کہ اشارہ سے پڑھا اور روایت کیا مسروق کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بھائی پر تو دیکھا او نکو کہ نماز پڑھتے ہیں لکڑی پر سچھین لیا اونسے اور دو کیا اوسکو اور کہا کہ اشارہ کر جان تک کہ تیرا سر پہنچے روایت کیا جابر بن سمیع سے کہا کہ پوجا سینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز مریض سے اور لکڑی کے کہا کہ زمین پر مگر کہتا ہوں میں کہ تم ساتھ عیادت ہو کر کھانا اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہو ورنہ بیٹھ کے در و دروٹ لیکے اور روٹ لیکے کہ مریض نے کھانا پڑھنے کا اشارہ کرے اور نہ اشارہ دے اپنے ہونٹ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ کہ اس باب میں روایت ہے ابو سعید اور کئی طرف اس کے تابعین ابراہیم اور سعید بن اسید اور حسن اور شریح اور ابن جریر اور عطاء اور طاؤس اور سرقہ سے اور روایت کیا

واقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھے یا رکعت پڑھے ہو کے تو اگر قدرت نہ رکھے پڑھے چلتا اور دونوں پر کے طرف قبلے کے اور یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ حسن ابن عری کے **ص** اگر رکوع اور سجدہ کر کے اور بیٹھا اور رکعت پڑھتا ہو اگر بیٹھ کے اٹھا کر سے پڑھے اور یہ کھڑے ہو اشارہ کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص نماز اٹھائے سے پڑھتا ہی اور وہ شخص نماز کے اندر اچھا ہو گیا نماز پڑھ کر سے پڑھے اور جو بیٹھنے والا نماز میں کھڑے ہوئے پڑھتا ہو گیا باقی نماز کو کھڑے ہو کر پڑھے اور رکعت سے تلاوت اور جو کشتی جاری ہے اور زمین بیحد بیٹھ کے نماز پڑھتا درست ہے اور جو بندہ ہی ہو تو درست نہیں اور اگر کوئی ایک دن رات تمام بیٹھ یا بیہوش ہو کر نمازوں کو ادا و سدن کی قضا کرے اور اگر کھڑی پھر بھی اس سے زیادہ بیہوشی رہی باجونہ تو قضا کرے اور امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتوں تک حالت ہی قضا لازم آوے گی اور جو چھ وقت نماز تک یا زیادہ تک ہی تو قضا ساقط ہوگی اور کہ صاحب ہائے قیاس یہ کہ جب کسی نماز کا وقت گزر جاوے بیہوشی میں تو وہ نماز اس سے ساقط ہوتی ہے اور پانچ نمازوں تک قضا کرنا یہ آسان ہے اور یہی مذہب ہے مالک و شافعی کا اور دلیل وہ ہے جو روایت کیا واقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوش شخص کو جو بیہوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کو کما کہ نہیں ہوا تو ان کی قضا کر اور نماز کی جس کا وقت باقی ہوا اور زمین پوچھا ہوا ہے اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اسناد میں اس کی حکم بن عبد اللہ بن احمد ملی کہما احمد نے کہا حدیث اس کی موضوع ہیں اور کہا ابن عیینہ نے نہیں ہوا تھا اور زمین ہوا تو اس اور کاذب کہا اور ابو حاتم وغیرہ اور کہا بخاری نے ترک کر دی گئی ہے حدیث اوکی اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا محمد بن سنان عن ابی حنیفۃ عن عطاء بن ابی سلیمان عن ابن عمر عن ابراہیم الخضری عن ابن عمر انہ سئل فی الذی یقوی علیہ یوم ما ولیکۃ قال یقضی یعنی کہا ابن عمر نے کہ جو شخص بیہوش ہو جاوے ایک دن اس قضا کرے اور روایت کیا عبد الرزاق نے نافع سے کہ بیہوش رہا ابن عمرؓ ایک مہینہ سوئے قضا کی اس کی جوفوت ہوا اور روایت کیا ابراہیم بن جریر نے آخر کتاب غریب الحدیث ثناء احمد بن یونس ثناء احمد عن عبد اللہ عن نافع قال اعجی علی عبد اللہ بن عمر یوم ما ولیکۃ فافات وکمر یقض ما فاتہ یعنی بیہوش رہا ابن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اس کی جوفوت ہوا واللہ اعلم

باب سجدہ تلاوت کے بیان میں

سجدہ تلاوت کا ایک سجدہ ہے سب نماز کی شرطوں سے دو کبیروں کے بیچ میں بغیر ہاتھ اٹھانے کے اور تشهد اور سلام کے اور سجدہ تلاوت میں جو نماز کے سجدہ میں پڑھتا ہی پڑھے اور چودہ آیتوں میں سے جو زمین سے ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہوتا ہے پہلی آیت سورہ اعراف کے اخیر کی دوسری سورہ مدثر کی تیسری سورہ غفل کی چوتھی بنی اسرائیل کی پانچویں میر کی چھٹی پہلی آیت سجدہ کی سورہ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی واذا کعوا واتجدوا میں بھی سجدہ کرے اور یہاں کے نزدیک اس واسطے سجدہ اس میں جگہ نہ کرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہی نہ کرے اس کو تفصیل سے شیخ ابن الہمام کہہ رہا تھا جو دلیل لائے ہیں حدیث حقیقہ بن ہام کی کہ کہا میں نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سورت حج کی اس سبب سے کہ وہ سجدہ میں فرمایا کہ نماز اور جاولیٰ دونوں سجدوں کو کرے تو اس سورت کو بھی نہ پڑھے کہا ترمذی نے نہیں ہوا اسناد اس کا قوی اور یہ اس سبب سے کہ اسناد میں اس کی ابن ابیہ ضعیف ہے اور روایت کیا ابو داؤد نے مرسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

تفصیل دی گئی ہو کہ سبب و مسجد و کعبہ کہا ابو داؤد نے یہ حدیث مسند کی گئی ہے اور صحیح نہیں ہے اور اخرج کیا حاکم نے
 اور حدیث ترمذی کو اور کہا کہ عبد اللہ بن سعید اماموں میں سے ہے لیکن اخیر عمر میں اسکو اختلاط ہو گیا تھا اور میں کہتا ہوں کہ اگر یہ
 قول سلم بھی ہو تو بھی محض حدیث کی جب ہوگی کہ اس حدیث کے راوی قبل حال اختلاط کے عبد اللہ سے اسہو ورنہ حدیث ضعیف
 بہر صورت ہے اور اس باب میں ایک اور حدیث ہے کہ روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ ابن ابی نعیم سے انھوں نے عمرو بن ابی اسحاق
 کہا کہ پڑھائے مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سجدہ قرآن میں اور تین تین مفصل میں ہیں اور سورہ حج میں دو سجدہ ہیں اور
 یہ بھی حدیث ضعیف ہے کہ عبد اللہ بن ابی نعیم نہیں جانتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ابن القطن نے جو مہول ہے اور نہیں بچا نامہانا
 حال اسکا **ص** شافعیوں نے ان کی تصحیح کی ہے لیکن یہ سجدہ تین تین میں ہے اور امام شافعی کے نزدیک اس میں تین سجدہ
 اور دلیل اولیٰ یہ ہے جو روایت کیا ابو داؤد نے کہ خطبہ پڑھا ہر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پڑھی سورہ ص اوچے یا سجد
 اوچے اور سجد کیا اور کیا ہے بھی ساتھ آپ کے اور ہر ایک اور بار آپ نے پڑھا ص کو توجہ مستعد ہوئے ہم واسطے سجد کے اور
 دیکھا آپ نے کہ فرمایا کہ یہ توبہ ایک نبی کی ہے اور لیکن میں نے تمکو مستعد سجد کے لیے جانا اور پھر اترے آپ اور سجد کیا تو اس سے
 معلوم ہوا کہ سجدہ ص کا واجب نہیں اور دوسرے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم ابن عباس سے کہ کہا انھوں نے
 نہیں سجدہ ص کا واجب سجدوں میں ہے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجد کرتے تھے ص میں اور فرماتے تھے سجد
 اسکا داؤد علیہ السلام تو یہ کہ نبی سے اور ہم سجد کرتے ہیں واسطے شکر کے اور جوابا سکا یہ ہے کہ اس میں سے عدم جو ثابت نہیں ہوتا
 اور ہونا سجد کا شکر کے لیے منافی ہے جو کہ نہیں غایۃ الامر یہ ہے کہ آپ نے سبب سجدہ کرنے کا حق داؤد علیہ السلام میں اور ہر
 حق میں ارشاد فرمایا جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے اور کہا امام حافض ابو محمد عبد اللہ بن یعقوب بن المحرب تخریج کر کے اسے
 ابی حنیفہ نے اپنی سند سے عن ابی حنیفہ عن سماعہ بن حرب عن عیاض الاشجری عن ابی موسیٰ
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجد فی ص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجد کیا ص میں اور یہ
 ہماری ہے اور روایت کیا امام احمد نے بکر بن عبد اللہ مزی نے سے انھوں نے ابو سعید ایک حدیث اور آخر اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم ہمیشہ سجد کرتے تھے ص میں نقل کیا اسکو شیخ ابن الہمام **ص** گیارہویں حصہ سجدہ میں بارہویں والجمع
 تیرہویں والانشققت میں چودھویں لقوا میں اور امام شافعی کے نزدیک بھی چودہ سجدہ ہیں مگر ص میں ان کے نزدیک سجدہ
 اور حج میں دو سجدہ ہیں ان کے نزدیک اور حصہ سجدہ میں شافعی کے نزدیک جب ان کُنْتُ تَوَاتَا اَنْ تَعْبُدُوْنَ پڑھتے سجدہ کر
 اور ہر نزدیک جب وہم لایسا مومن پڑھے تب سجدہ کرے **ف** اور بھی جانا چاہیے کہ تقدیم سجدہ کی جائز نہیں
 اور تاخیر جائز ہے تو احتیاطا اس میں ہے کہ وہم لایسا مومن پڑھ کرے کہ ہاں میں کہ دلیل ہماری قول حضرت عمر رضی اللہ عنہما
 اور وہ قول ہے کہ نہیں ملا اور کہا شیخ ابن الہمام **وَاِنَّ ذٰلِكَ قَوْلُ عُمَرَ كَقَوْلِ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ** یعنی یہ قول حضرت عمر کا غریب ہے لیکن اخرج کیا
 ابن ابی نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ وہ سجدہ کرتے تھے حصہ سجدہ میں نزدیک قول اللہ تعالیٰ لایسا مومن کے اور زیادہ
 ایک روایت میں کہ انھوں نے دیکھا ایک شخص کو کہ سجدہ کرتا ہر نزدیک ان کُنْتُ تَوَاتَا اَنْ تَعْبُدُوْنَ کے سو کہا آپ نے جلدی کی تو نے
ص ہاں اگر کوئی شخص آیت سجدہ کی سنے تو سجدہ کرے اگر چاہو اسکا قصد سننے کا نہ **ف** کیونکہ ہاں میں ہے کہ فرمایا

عبد اللہ بن سعید

ابن نعیم

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ اور سپرہو جو سنے آیت سجدہ کو اور جو پڑھے اور سکو اور کہا شیخ ابن الہمام وَحَدَّثَنَا السَّجْدَةُ
 عَلٰی مِنْ سَجْدَةٍ غَرِيبَةٍ مِّنْ يَّحْدِثُ جَوْصَاحِبٍ بِأَيْتِ بَيَانِ كِي مَرْفُوعٍ هُوَ اسکا غریب ہو اور اخراج کیا ابن ابی
 نے مصنف میں ابن عمر سے کہ سجدہ اور سپرہو جسے سنا اور سکو اور بخاری میں ہی تعلیقاً کہا عثمان رضی اللہ عنہ کہ سجدہ اور سپرہو جسے اوکو
 اور اس جگہ کو اخراج کیا عبدالرزاق نے أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الثَّوْرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُسْتَيْبِ أَنَّ عُثْمَانَ مِمَّنْ يَقُولُ
 فَقَرَأَ سَجْدَةً لِّسَجْدَةِ عُثْمَانَ فَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّهَا الْمُتَّحِقَةُ عَلَى مَنْ اسْتَعْمَلَ ثَوْبَ مَشْيٍ وَلَوْ لَيْسَ بِسَجْدَةٍ مِّنْ كَرِ
 حضرت عثمان ایک قصہ خوان پر سپرہو ہی اور سنے آیت سجدہ کی تاکہ سجدہ کریں حضرت عثمان ساتھ اس کے سوزن یا حضرت عثمان نے سجدہ اور سپرہو
 جو سنے سپرہو گئے اور سجدہ کیا وَاللَّهِ أَكْبَرُ اور امام آیت سجدہ کی پڑھے مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کرے اگر سپرہو نہ ہو
 اور اگر مقتدی نہ پڑھے امام اور مقتدی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ کریں اور جو کوئی نماز میں تھا او اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر
 مصلی نے آیت سجدہ کی اوس سنی جو اس کے ساتھ نماز میں نہ کرے سجدہ کرے بعد نماز کے اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے
 سجدہ کرے اور نماز کو نہ ٹوٹائے اور اگر کہیں باہر نماز کے امام سے آیت سجدہ کی سنی اور اوستا قنداکر یا اور رکعت میں امام کے ساتھ بلا بعد نماز
 سجدہ کرے اور نماز کے اندر کرے اور اگر اوس کی کوتاہی میں قبل سجدہ کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدہ کے ملا سجدہ کرے اور جو
 سجدہ نماز میں واجب ہو یا نہ پڑھے اور سکو قصداً کرے یا اگر کہیں آیت باہر نماز کے پڑھی اور قبل سجدہ کرنے کے نماز پڑھنے میں مشغول ہو او
 نماز میں پھر اوس آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ اور سکو کافی ہو اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز میں اوس آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے
 اور اگر ایک مجلس میں آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہو خواہ سب بار پڑھے کے اخیر میں سجدہ کیا یا ایک آیت پڑھے کے سجدہ کیا او
 پھر پڑھا کیا اور اگر ایک رکعت میں کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہو خواہ سب کے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھے کے سجدہ کرے اور پھر
 کئی بار پڑھے اور اگر ایک رکعت میں آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری رکعت میں بھی پڑھا امام ابی یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم آوے گا اور
 امام محمد کے نزدیک دو سجدہ اور اگر آیت سجدہ کو بدل یا یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی ہو گا مثلاً ایک مجلس میں دو آیتیں سجدہ کی پڑھیں یا دو
 مجلس میں ایک آیت اور جو لاہر جو نا آتا ہو تو کئے جانے میں مجلس اس کی بدل جاتی ہو اور مدحت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جلا ہوا تو مجلس
 بدل جاوے گی اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس میں کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلسیں مل گئیں تو کسی سجدہ واجب نکلے اور اگر پڑھنا
 کی مجلسیں ملیں لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس ہی تو او سپرہو ایک سجدہ لازم آوے گا اور ایک کلام سے دوسرے کلام کے شروع کرنے میں مجلسیں مل جائیں
 اور سبط ایک کان سے دوسرے کان میں اور کوئے گھر یا مسجد بنے ایک مکان میں اور ایک درخت کی شاخیں کئی مکان میں ظاہر روایتیں
 اور نواد کی روایت میں ایک کان اور اگر بیٹھے سے اوٹھ کھڑا ہو مجلس بدلے گی اور اگر کسی عورت کو طلاق کا استیقرار دیا اور وہ سے کھڑی ہو گئی اور
 مجلس بدل جاوے گی اور اگر کہیں ساری عورت پڑھی اور آیت سجدہ کی پڑھی تو کو وہ ہو اور اگر آیت سجدہ کو پڑھا اور باقی عورت سجدہ کرے تو کو نہ پڑھے اور نہ پڑھیں
 یا ایک آیت اس کے ساتھ لا نا سجدہ اور آیت سجدہ بھی پڑھنا سجدہ تاکہ کوئی نہ سنے اور او کو سجدہ بھی لازم آوے گا اور شادیہ اور حق وقت سے جو ہو

باب ساؤ کی نماز کے بیان میں

جو شخص تین دن یا تین رات کی راہ کا واسطہ چال سے ارادہ کرے اور شہر کے گھروں سے نکل جاوے تو وہ ساؤ ہو اور واسطہ چال خشکی میں
 اونٹ کی یا سیاؤ کی ہو اور دیا میں جب ہو موافق ہو اور چار میں جو کچھ پہاڑ لائی ہو وہ اور تین دن میں تین رات ہمارے

توفیق ہو سکا تمام ہو گا مگر گنہگار ہو اسلام کی تاخیر کرنے کے سبب سے اور اللہ تعالیٰ کا مقدر مقبول کرنے سے اور دو تہین زیادہ ہو
 پر عین میں وہ فعل ہو جاوے گی اور اگر یہاں قاعدہ نہیں کیا تو نماز اس کی باطل ہو جاوے گی کیونکہ مسافر پر یہاں قاعدہ فرض ہے اور اگر تقیم
 اقامت کی مسافر کی نماز ہر گاہ کی وقت میں تو مسافر چار رکعت کا اور وقت کے بعد تقیم سفر کی اقامت تک کے کیونکہ وقت میں تقیم
 تا بعد از مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جاتیں ہیں اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہے اگر نہیں بدلتا ہوا اور اگر مسافر امام ہو تو
 تقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور تقیم پوری پڑھے اور سب ہو کہ مسافر کہ دیوے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھاؤ اور میں تمہیں
ف ایک بار حضرت امام ابی یوسف رحمہ اللہ کو مارون شہید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیکے تو نماز پڑھی آپ نے رشید ساتھ تھے
 یعنی قصر کیا اور سلام پیر کے یہ کہہ کر تمام کر لو نماز میں اپنی ہی اہل مکہ ہم مسافر ہیں تو کہا ایک شخص نے میں نے نہیں پڑھا ہوں جس نے
 اور حکم زیادہ ہوں تیسے کہ امام صاحب نے کہ اگر توفیق ہو جائے تو نماز میں ایسا ہی پڑھا جیسا میں **ص** اور اگر ایک شخص نے
 اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن پہلی باطل ہو جاوے گا اور دونوں وطن کے درمیان میں سفر کی ہو
 خواہ ہو کہ وہاں تک کہ اگر وہ اس پہلے وطن پہلی میں داخل ہوا تو بغیر اقامت کی نیت کے تقیم ہو گا مگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہیں باطل
 ہوتا ہی رہاں تک کہ اگر مسافر وطن اصلی میں داخل ہوا تو فی الفور داخل ہو ہی تقیم ہو جاوے گا اور لیکن وطن اقامت کا یعنی جس مقام میں
 پندرہ روز رہنے کی نیت کی ہو وہ باطل ہوتا ہی دوسری جگہ کے وطن اقامت مثلاً ایک شخص کا وطن اقامت کسی جگہ پر تھا پھر اس نے
 دوسری جگہ کو وطن اقامت کیا اگر وہ اونے دونوں کے درمیان میں سفر کی نہیں ہو تو اس وقت میں پہلی جگہ وطن اقامت نہ رہے گی تا کہ
 کہ اگر وطن اقامت میں پھر داخل ہوا تو بغیر نیت اقامت کے تقیم ہو گا اور اسی طرح سے اگر وطن اقامت اپنے وطن اصلی کی طرف ہوا تو
 وطن اقامت باقی رہے گا اور وطن اصلی اس کو کہنے میں جو اس کا اصل سکون ہو اور سفر اور ضرورتوں قضا نمازوں کو نہیں بدلتے ہیں
 تو اگر سفر کی قضا نمازوں کو ضرورت قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازوں کو سفر میں پڑھے تو قصر کرے اور ضرورت میں اقامت

باب جمعہ کی نماز کے بیان میں

جمعہ کے فرض ہونے کی واسطے کئی شرطیں ہیں پہلے شہر میں تقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہیں دو سرے سند است ہونا یا ہر
 جمعہ واجب نہیں تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہیں چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہیں پانچویں بالغ ہونا اگر کے پروا نہیں
 چھٹے عاقل ہونا دیوانے پر واجب نہیں ساتویں آنکھ کا سلامت ہونا اندھے پر واجب نہیں آٹھویں پانچوں سلامت ہونا اگر کسی پر
 جمعہ واجب نہیں اور اگر وہ شخص جس پر جمعہ واجب نہیں حاضر ہو کہ اور جمعہ ادا کرے تو درست ہے مگر کا فرض اس کا ادا ہو جاوے گا اور
 جمعہ کے ادا کی واسطے بھی شرطیں ہیں پہلی یہ کہ شہر ہو کہ خواہ شہر کا کنارہ **ف** جانا یا جیسے کہ جمعہ فرض ہو مگر اس کا کافر
 ساتھ کتاب و سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالیٰ سَخَّاءُ الْوَدِيِّ وَالْمُتْلُوَةِ مِنْ تَحْتِ الْجَعَةِ فَاَسْعَىٰ اِلَىٰ حَرْبِ اللَّهِ
 یعنی جب ہمارا نماز کی واسطے دن جمعہ کے تو دوڑو واسطے ذکر خدا تعالیٰ کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا جَاءَهُ
 حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ اَوْ اَكْرَهٍ اَوْ حَبِيٍّ اَوْ عَدُوٍّ اَوْ اَعْمَىٰ اَوْ صَبِيٍّ اَوْ كَهْمٍ بَيْنَهُمْ جَمْعٌ حَقٌّ وَاجِبٌ
 ہر مسلمان پر جماعت سے مگر چار شخص پر غلام اور عورت اور لڑکا اور بیمار پر روایت کیا اس کو ابو داؤد نے طارق بن شہاب کو کہا
 میں نے یہ طارق بن شہاب نے فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوا روایت نہیں کی اور یہ قول کچھ اسکی حدیث کا قاضی نہیں

کیونکہ مسابلی ہونے میں فقط دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہی اور نہ حدیث میں کیونکہ غایت یہ ہے کہ حدیث میں اس کی کوئی
 اصل خصوصاً جب مسابلی کی ہو تو حجت ہو کہ انور و بی حدیث اور بشرط شیخین کے ہر اور اخرج کیا یہ بھی ہے طریق ہمارے کی تیسویں درجے
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ واجب ہے مگر اوپر اڑے اور غلام اور سافر کا اور روایت کیا اوکو طبرانی نے معاکم میں
 اور او میں زیادہ کیا عورت اور مرد یعنی کہ اوپر موی کے اور اوچھٹیر سے اور بھی اوکو حجت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے چھوڑ
 تین جیسے سستی مگر دیکھا اللہ اسکے دل پر روایت کیا اوکو صحابہ اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اوکو
 ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی صحیح میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے چھوڑے تین جیسے برابر لکھا جادو گیا تھا تین
 روایت کیا اوکو طبرانی نے معاکم میں حدیث جابر جعفری سے اور وہ ضعیف ہے لیکن اسکے واسطے بہت ثواب ہیں نیز کرکری
 ضعیف جابر کی اور غسل بھی دن جسے کے سنت ہے اور گداریاں اوکا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی
 رضی اللہ عنہ غسل دن جسے سے کہا کہ غسل دن جسے اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معاکم
 قرطبی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایام لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر تو اوپر نماز جمعہ پر دن جسے کے
 مگر عورت اور لڑکے اور غلام اور مرد یعنی پر اور فرمایا حضرت علی نے کہ نہیں جمعہ پر اور تشریق اور عید فطر اور انہی مگر سب جامع
 یا بڑے شہر میں اور مثل اوکو مروی ہے ضعیف سے اخرج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا اوکو ابن خرم نے
 اور اسناد اوکا یہ ہے **حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَقْصُودٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَرَنِ** انہی پورے
 اسناد صحیح ہے اور وہ جہر روایت کیا اوکو ابن عباس نے کہ اول جمعہ پڑھا بعد جسے کے مسجد رسول اللہ میں تھا ایک قرآن پڑھا یعنی
 قانون میں کچھ اسکے مخالف نہیں کیونکہ قرآن کا اطلاق عرب کے عرف میں شہر پر ہوتا ہے اور شاید ہی اسکا کلام اللہ تعالیٰ کا لکھا گیا
هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقُرَآئِينَ عَظِيمٍ اور اس جگہ قرآنین سے مراد کو اور طائف ہے اور زمین شک ہے
 اس بات میں کہ شہر ہو اور پڑھ میں اس حدیث کو دفع کیا ہے لیکن مرفوع نہیں ہائی واللہ اعلم **ص** اور شہر کی تفسیر میں
 اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جس میں پیر اور قاضی ہو کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حد کو قائم کرے اور بعضوں کے
 نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جس وقت وہاں لوگ جمع ہو رہے ہوں تو اس جگہ کی بڑی مسجد میں ساوین اور صاحب قرآن پڑھے اسی کو تفسیر کیا
 اور شہر کا کنارہ وہ ہے جو مقام شہر کے متصل ہو کہ اور شہر کے فائدے کی واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا دوڑنے کے واسطے یا لشکر اور
 کی واسطے یا مردہ دفن کرنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جسے کا پڑھنا جمع کے ہر
 بنیامین خلفہ کی واسطے اور امیر حجاز کی واسطے درست ہے اور امیر مومنین کی واسطے اور عرفات میں درست نہیں دوسری شرط یہ ہے کہ شہر
 ہو یا وہ مسکن نائب تیسری شرط یہ ہے کہ شہر کا وقت ہو **ق** یعنی قبل وقت ظہر کے اور زوال آفتاب کے جمعہ درست نہیں کیونکہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نابل ہو جاوے آفتاب پڑے ساتھ آدھون کے جسے کو ایسا ہی ہے کہ میں اور یہ حدیث مروی ہوئی ہے کہ
 معصوب بن عمر کو جب یہاں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کو کہا کہ پڑھ جسے کو جب نابل ہو جاوے آفتاب اور جمعہ جاری میں
 حضرت انس سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے جسے کو جب نابل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کیا اسلام نے
 سلم بن اکوع سے کہ تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب زوال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن یہ روایت کیا دارقطنی نے

۱۵۵
 کتاب الصلوة
 باب جمع کی نماز کے بیان میں
 کیونکہ مسابلی ہونے میں فقط دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہی اور نہ حدیث میں کیونکہ غایت یہ ہے کہ حدیث میں اس کی کوئی اصل خصوصاً جب مسابلی کی ہو تو حجت ہو کہ انور و بی حدیث اور بشرط شیخین کے ہر اور اخرج کیا یہ بھی ہے طریق ہمارے کی تیسویں درجے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ واجب ہے مگر اوپر اڑے اور غلام اور سافر کا اور روایت کیا اوکو طبرانی نے معاکم میں اور او میں زیادہ کیا عورت اور مرد یعنی کہ اوپر موی کے اور اوچھٹیر سے اور بھی اوکو حجت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے چھوڑ تین جیسے سستی مگر دیکھا اللہ اسکے دل پر روایت کیا اوکو صحابہ اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اوکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی صحیح میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے چھوڑے تین جیسے برابر لکھا جادو گیا تھا تین روایت کیا اوکو طبرانی نے معاکم میں حدیث جابر جعفری سے اور وہ ضعیف ہے لیکن اسکے واسطے بہت ثواب ہیں نیز کرکری ضعیف جابر کی اور غسل بھی دن جسے کے سنت ہے اور گداریاں اوکا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دن جسے سے کہا کہ غسل دن جسے اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معاکم قرطبی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایام لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر تو اوپر نماز جمعہ پر دن جسے کے مگر عورت اور لڑکے اور غلام اور مرد یعنی پر اور فرمایا حضرت علی نے کہ نہیں جمعہ پر اور تشریق اور عید فطر اور انہی مگر سب جامع یا بڑے شہر میں اور مثل اوکو مروی ہے ضعیف سے اخرج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا اوکو ابن خرم نے اور اسناد اوکا یہ ہے حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَقْصُودٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَرَنِ انہی پورے اسناد صحیح ہے اور وہ جہر روایت کیا اوکو ابن عباس نے کہ اول جمعہ پڑھا بعد جسے کے مسجد رسول اللہ میں تھا ایک قرآن پڑھا یعنی قانون میں کچھ اسکے مخالف نہیں کیونکہ قرآن کا اطلاق عرب کے عرف میں شہر پر ہوتا ہے اور شاید ہی اسکا کلام اللہ تعالیٰ کا لکھا گیا هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقُرَآئِينَ عَظِيمٍ اور اس جگہ قرآنین سے مراد کو اور طائف ہے اور زمین شک ہے اس بات میں کہ شہر ہو اور پڑھ میں اس حدیث کو دفع کیا ہے لیکن مرفوع نہیں ہائی واللہ اعلم ص اور شہر کی تفسیر میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جس میں پیر اور قاضی ہو کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حد کو قائم کرے اور بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جس وقت وہاں لوگ جمع ہو رہے ہوں تو اس جگہ کی بڑی مسجد میں ساوین اور صاحب قرآن پڑھے اسی کو تفسیر کیا اور شہر کا کنارہ وہ ہے جو مقام شہر کے متصل ہو کہ اور شہر کے فائدے کی واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا دوڑنے کے واسطے یا لشکر اور کی واسطے یا مردہ دفن کرنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جسے کا پڑھنا جمع کے ہر بنیامین خلفہ کی واسطے اور امیر حجاز کی واسطے درست ہے اور امیر مومنین کی واسطے اور عرفات میں درست نہیں دوسری شرط یہ ہے کہ شہر ہو یا وہ مسکن نائب تیسری شرط یہ ہے کہ شہر کا وقت ہو ق یعنی قبل وقت ظہر کے اور زوال آفتاب کے جمعہ درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نابل ہو جاوے آفتاب پڑے ساتھ آدھون کے جسے کو ایسا ہی ہے کہ میں اور یہ حدیث مروی ہوئی ہے کہ معصوب بن عمر کو جب یہاں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کو کہا کہ پڑھ جسے کو جب نابل ہو جاوے آفتاب اور جمعہ جاری میں حضرت انس سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے جسے کو جب نابل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کیا اسلام نے سلم بن اکوع سے کہ تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب زوال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن یہ روایت کیا دارقطنی نے

عبدالمجید

عبداللہ بن سیدان سے کہہ کہ میں حاضر ہوا ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جسے میں ہوتا خطبہ کا قبلہ وال کے اور ذکر کیا
ایسا ہی عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہما سے اور نہیں دیکھا میں نے کسی کو عیب یا ہوا اسکو اور یہ دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ خطبہ قبلہ
کے تھا لیکن یہ کچھ قاج نہیں ہوا اسلئے کہ اتفاق کیا محمد بن ابی ہریرہ نے اور حضرت عبداللہ بن سیدان **ص** جو تھی شرط یہ ہو کہ غار کے پہلے
خطبہ موافق ایک تسبیح کے وقت ظہر میں ہو اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور صاحبین کے نزدیک ایک ذکر طویل یعنی ایک خطبہ دراز
پڑھا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک دو خطبے ضرور میں کہ ہر خطبے میں حمد اور دعا اور حکم فقوی کا ہو اور پہلا خطبہ قرات کے طور پر ہو
اور دوسرا دعا کے طور پر پانچویں شرط یہ ہو کہ جماعت ہو جو اور جماعت کی حد یہ ہو کہ امام کے سوا تین مرد ہوں اور اگر امام کے سوا دو کے
پہلے مقتدی بھاگ جاویں تو اس صورت میں امام ظہر شروع کرے اور اگر مقتدی پہلے جاویں اور تین مرد چارویں یا امام کے سوا دو
کونے کے بعد سب بھاگ جاویں تو ان دنوں جو رتوں میں امام جمعہ تمام کرے چھٹی شرط یہ ہو کہ اذان عام ہو یعنی تمام لوگوں کو
مسجد میں جانے کا حکم ہو جو اور جو شخص کہ جسے کے سوا سب نمازوں میں امام کے لائق ہو وہ جسے میں بھی امام کے لائق ہو تو اگر
مسافر یا بیمار یا غلام جسے میں امام ہو و درست ہو جاوے گا اور امام نہ فر کے نزدیک دست نہوگا اور معذور اور قیدی کی نظر جماعت کے تمام
دن جسے کے شہر میں کو وہ ہو اور امام ابی یوسف کے نزدیک وہ جگہ نہ شہر میں جمہ درست نہیں مگر جہاں ایسا شہر ہو کہ اس کے دو جانب ہوں تو شہر کا
حکم رکھیں گے جیسے بغداد اور امام محمد کے نزدیک وہ جگہ یا تین جگہ یا زیادہ جمہ ایک شہر میں جائز ہے برابر ہر کہ شہر کے دو جانب ہوں یا نہ ہوں
اور اسی پر فتویٰ ہو اور جسکو عذر نہیں ہو سکی بھی نماز الگ نہ کرے کو وہ ہوگی اور جس شخص کو عذر نہیں اسے ظہر پڑھی اور جسکو اسلئے
دو اجنب وقت کہ امام جسے نماز میں غول ہو و ظہر اسکی باطل ہو جاوے گی جسے کی نماز پڑھے یا نہ پڑھے یہ امام صاحب مذہب ہی اور حدیث کے
نزدیک ظہر باطل ہوگی مگر جب کہ نماز جسے کی پالیو اور جو شخص کہ جسے کی نماز میں تین شہر میں یا سکو سے پہلے تو وہ شخص جسے کی نماز پورے
اور ظہر نہ پڑھے اور اسنے محمد یا **ف** یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابی یوسف کا ہی اور امام محمد کا مذہب یہ ہو کہ اگر مقتدی امام
کے ساتھ دوسری رکعت لگا کر کو پالیو جسے کو اس پر بنا کرے اور اگر دوسری رکعت کا اکثر نہ پاوے اور شامل ہو تو اس پر ظہر پڑھنا
لازم ہو اور جسکو اسنے نہیں پایا کیونکہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے مَا آدُرُكُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاتُصُّوا یعنی
جو بات تم پر ہو اور جو جا رہے تو اسکو ادا کر لو اور پوری حدیث یوں ہو کہ جب قاضی کی دعا و نماز تو نہ آوے تو نہ ہو بلکہ اپنی جگہ
اور لازم ہے تیرہ اطمینان اور سکون ہو جاوے اسکو پڑھو اور جو فوت ہو جاوے تمام کر دو روایت کیا اسکو احمد دار بن حبان نے اور او سمین بجا
فاتصوا کے اقوال ہی اور بھی اخبار کیا اس حدیث کو بخاری سلم ابو داؤد و ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ہریرہ سے اور ایک روایت
میں صحابہ بن حبان نے لفظ بھی واقع ہو یعنی فاتصوا اور اسی طرح سے بیان کیا اسکو صاحب ہدایہ نے کہا مسلم نے خطابی سفیان بن
نے اس لفظ میں ابو نہیں جانتا یوں کہ سیکو کہ روایت کیا ہو اس لفظ کو زہری سے سوا سفیان لکھا ابو داؤد نے نہیں کہا سوا سفیان کے
کیسے یہ لفظ اور جواب اسکا یہ ہو کہ روایت کیا امام احمد بن محمد بن عبد الرزاق سے انھوں نے زہری سے انھوں نے زہری سے اور او سمین فاتصوا
کا لفظ ہے اور روایت کیا بخاری ابی یوسف میں حدیث ایک اسنے زہری سے اور کہا فاتصوا اور سفیان کی روایت زہری سے مانند اس
اور بھی کہا بخاری حدیث ایک ثنا یونس بن عمار عن الزہری عن ابی سلمة و سعید بن عباد عن ابی ہریرہ عن عائشة کہ روایت کیا ابو نعیم نے مستخرج میں ابو داؤد و طحاوی سے انھوں نے ابی جریس سے انھوں نے زہری سے مانند اس کے تو باطل ہو گیا اس

صورت میں قول البوداد کا اور تفصیل اسکی فتح القدر میں ہے **صل** اور جب پہلی اذان ہو تو تہجد کی غریباً بھیجا چھوڑ دیں اور جسے کی طرف توجہ ہوں اس کے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاسمعوا للی ذکر اللہ و ذکر الیہ یعنی وہ لوگوں کو یاد اللہ اور چھوڑ دو یعنی نیچے کے **صل** اور جب خطبہ پڑھے کہ امام اور ائمہ نماز اور بات حرام ہوں **ف** کیونکر فرمایا حضرت علیؓ علیہ وسلم نے جب خطبہ امام تو نہ نماز ہی نہ کلام اور نہ رفع اسکا غریب ہی اور معروف یہ ہے کہ یہ کلام نہری کا ہی روایت اسکو مالک نے موطا میں کہا کہ خطبہ امام کا منع کرنا ہی نماز کو اور کلام اسکا منع کرنا ہی کلام کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء بن عبد اللہ بن عباس اور ابن عمرؓ کو کہتے تھے نماز اور کلام کو بعد خطبہ امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ نے شاذان عطاء بن الحوام عن یحییٰ بن سعید عن یزید بن عبد اللہ عن ثعلبہ بن ابی مالک القرظی قال اذا ترک عمر وعثمان فکان الامام اذا خرج یوم الجمعة ترک الصلوة والکلام یعنی پایا سینے عمر و عثمان کو کہ جب خطبہ امام دن جمعہ کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علیؓ سے ماندا اسکے اور بھی روایت کی عروہ کہ جب خطبہ امام منبر پر نہ ہوں میں ہی نماز اور کلام نہ پڑھی کہ جو شخص آئے دن جمعہ کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو خطبہ اور نماز نہ پڑھے اور اخراج کیا علیؓ نے ابو ہریرہؓ کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ وسلم نے جب خطبہ کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہی سونو کیا تو اور جو خطبہ کیا اسکا بعض لوگوں نے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھی تو نماز ہی طاعت لے کر نہیں کیا کہ پڑھ دو رکعتیں لغو ہو کیونکہ دوسری روایت میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو رکعتیں اور باز سے ہے آپ خطبہ سے یہاں تک کہ فارغ ہو وہ شخص نماز اخراج کیا اسکا دارقطنی نے اور کہا کہ اسنا وکیا اسکا عبید بن محمد عبد بنی اور وہم کیا اوہم بن جبر کا دارقطنی نے احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور اوہم بن جبر کہ انتظار کیا آپ نے اسکا اور کہا کہ یہ معلول مہو اب ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مرسل حدیث تو اس کے مقتضی پر عمل ضروری ہے میرا سنا دو سکا زیادت ہے جبکہ ماقبل کے معارض نہ ہو کیونکہ اور حدیث میں اسکا ذکر نہیں ہے کہ اسکا مخالف مذکور ہے اور زیادت ثعلبی نے مقبول ہے اور فقط زیادت اسکی موجب غلط نہیں ورنہ مقبول کیجا و زیادت سلم کی ہے حدیث میں واللہ اعلم **صل** جب تک کہ تمام کے خطبہ کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کو ہی چھوڑ دوسری بار امام کے آگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں فقط یہی اذان تھی روایت کیا جامع نے سو سلم کے سائب بن یزید کہ امام تھی اذان دن جمعہ کے اول اس کے جب امام بیٹھا تھا منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے سوجب خلافت ہوئی عثمانؓ کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور ابن ماجہ میں ہے کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھر میں کہ امام اسکا وزا تھا بازار میں اور بعض مسلمانوں میں ہے کہ زیادہ کی حضرت عثمانؓ نے تیسری اذان اور تیسری اذان اس سے ہے کہ ایک قاصد کو بھی اذان شمار کیا ہے جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہین کل اذا نکت الصلوة یعنی دو بیان و نون اذان کے نماز ہی سنی ایک اذان اور ایک قاصد کے نوحہ ہو گیا اس سے وہ معارض جو وار کیا اسکو بعض لوگوں نے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے اور اس کے بعد نماز تو سنتیں کہ وقت ہو نہیں کہ یا اذان حضرت کے وقت میں تھی اور وہ جو چاہے یا اسکا بعض لوگوں نے کہ سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان کو تو وہ جہالت ہے کیونکہ اذان متصل ہوتی ہے خطبہ کے پانچوں کے اور جائز ہے بات

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد زوال کے نچلتے ہوں اور سنتین پڑھتے ہوں اور پھر اذان پہنچے خطبہ شروع ہوتا ہو کیونکہ اوپر بھی انبیاء علیہم السلام نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد زوال آفتاب کے دو رکعتیں اور کھتے تھے کہ یہ وہ ساعت ہے کہ کوئی جانتے ہیں تو میں دعا کروں کہ آسمان کے نو میں جا رہا ہوں کہ چڑھے میری جانب اس وقت میں کوئی عمل نیک **ص** اور لوگ اہل علم کی طرف مومنہ کے خطبہ سنیں اور امام باہمارت کھڑا ہو کے دو خطبے پڑھے اور اون دنوں کے بیچ میں ایک بار بیٹھے **ف** کیونکہ اس میں ابن ابی شیبہ نے منصف میں ثنا الخاری عن جابر عن عمار عن عقیق عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّهٗ كَانَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خطبہ پڑھتے دن جسے کے کھڑے ہوئے پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھتے تھے **ص** اور جب خطبہ تمام ہو جاسے تب قیامت کی جاکو اور امام لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھا **ف** جانا چاہیے کہ خطبہ طول کرنا نہایت مکروہ ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کا قصہ کرتا اور نماز کا بھی قصہ کرتے اور کہا حضرت عبد اللہ بن مسعود کہ قصہ خطبہ کا اور طول نماز کا خبر بہن فقہ سے اس شخص کے اور عمار سے مروی ہے کہ منع کیا کہ لوگ ملال کریں خطبہ کو مینصف ابن ابی میں ہے اور بہت مذمت بیان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگوں کی جو طول کرتے ہیں خطبہ کا اور نماز میں کوئی نہ اور یہ علامت قیامت میں سے آپ نے ارشاد فرمایا اور اسی طرح یہ جو لوگوں کی عادت ہے کہ دو خطبوں کے بیچ میں جب امام بیٹھتا تو دعا مانگتے ہیں بدعت ہے اور نہایت مکروہ ہے اور اسی طرح قبل نماز جسے کے جو لوگ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کے پکارتے ہیں بدعت ہے اور ہرگز جائز نہیں اور جسے کے دن کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہے حدیث میں جسے کو عید فرمایا ہے فقط

باب عیدین کی نماز کے بیان میں

مستحب ہے کہ عید فطر کے روز نماز کے پہلے کھانا کھاوے اور سواک کرے اور غسل کرے اور خوشبو لے اور اپنا اچھا پہناوے لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا خصوصاً جب کہ کھانا میٹھا ہو مستحب ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نچلتے تھے واسطے نماز عید کے یہاں تک کہ کھالیتے تھے کچھ خرما اور کھاتے تھے اور کوطاق اور لیکن سواک کرنا سوا سوا سوا کے ہر خواہ روز نماز کے وقت سنت ہے اور لیکن غسل کرنا سوا بیان اسکا غسل کے باب میں گذرا اور لیکن خوشبو ملنا تو واسطے کہ یہ دن خوشی کا ہے اور اجتماع کا اور جب کہ جسے میں خوشبو لگانا مستحب ہے تو عیدین میں بطریق اولیٰ مستحب ہوگا اور اچھا کپڑا پہننے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے پہنتے دن عید کے ایک جبہ صوف تھا یا کسی اور کپڑے سے اور یہ حدیث ہے میں ہے اور روایت کیا بیہقی نے ناسد اسکے طریق شافعی سے اور اخراج کیا طبرانی نے واسط میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے دن عید کی ایک اور سرخ اور جوڑا سرخ اسے عبارت ہے کہ میں میں ایک کپڑا ہوتا ہے او میں خط ہوتے ہیں سرخ اور بنر **ص** اور صدقہ فطر کا ادھر کے **ف** اور بیان اسکا کتاب الزکوٰۃ میں آو گیا **ص** اور مسجد کی طرف تکبیر آہستہ آہستہ کہتا ہوا **ف** خلافت تکبیر میں ہے عید فطر میں اصل تکبیر میں کیونکہ وہ عموم ذکر خدا میں داخل ہے تو نزدیک صاحبین کے ہر کرے جیسا کہ عید قربان میں اور امام صاحب کے نزدیک ہر کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر کرے اور کہا امام صاحب نے کہ ہر کرنا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے عید کے اور مخالف ہر اللہ تعالیٰ کے قول کے **وَاذْكُرْ لِي تَابًا فِي نَفْسِكَ تَضَرَّعًا وَخَفَعَةً كَدُّونَ الْجَحْمِ مِنَ الْعَوَالِ** یعنی یاد رکھنا

بَعْدُ وَاللَّيْلَةُ الْمَاضِيَةُ فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيُّ
 بِالْفُطْرِ فَأَفْطَرُوا ذَلِكَ السَّاعَةَ وَحَرَّجَ طَعْمُ قِمْنِ الْعَدَا فَصَلَّيْنَا الْعِيدَ يَمِينِي تَحْتِيقُ كَمَا جَاءَ بِشَرِّهِ
 لوگوں پر اخیرات میں رمضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو صبح کو انھوں نے روزہ رکھا اور آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بائیں ہاتھ کے لوگ کا انھوں نے کچھا پانڈ کو شب گذشتہ میں پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فطر کا اور کچھا پانڈ
 روزہ اسی وقت اور پہلے آپ ساتھ ان کے دوسرے روز صبح کے وقت اور پھر صبح کے ساتھ ان کے عید کی نماز **ص** اور امام مقتدیوں نے
 ساتھ دو رکعت پڑھا کہ اس طرح کہ پہلے تکبیر تحریر کی اور پھر ثانی پڑھے بعد اس کے تین تکبیریں پڑھے تب فاتحہ اور سورۃ بقرہ
 تب کو کر کے تکبیر کرتا ہوا اور دوسری رکعت میں پہلے قرآن پڑھنا شروع کرے اور بعد قرائت کے تین تکبیریں پڑھے اور پھر ایک تکبیر
 اور ایک رکوع میں جاکر اور چھ تکبیریں جو زیادہ ہیں ان میں باتھا وٹھا پڑھے اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے ان میں احکام مقتدیوں کے
 بتائے **ف** جانا چاہیے کہ تکبیرات ہمارے نزدیک عیدین میں چھ چھ ہیں اور احادیث میں مختلف اس میں وارد ہوئی ہیں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اور صحابہ کی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے عیدین میں سات اقل رکعت میں اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرائت کے سوا دو تکبیر
 رکوع کے اور یہی مذہب ہر امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اس کو حاکم نے اور کہا کہ تفرّد کیا ساتھ اسکے ابن ماجہ نے اور
 تحقیق کہ تشرّف کیا اوس سے مسلم نے اور کہا اس باب میں مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور طریق ان کے
 فاسد ہیں یعنی ضعیف ہیں اور سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تکبیر عید فطر میں سات میں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور قرات دونوں کھنوں میں بعد ان کے ہر یاد کیا اور طریق نے
 اور پانچ دوسری رکعت میں سو اکیس نماز کے کہا نووی نے کہا ترمذی نے علل میں کہ پوچھا میں نے بخاری سے اس حدیث کو سکا کہ وہ صحیح ہے
 اور اخرج کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبداللہ انھوں نے اپنے باپ عبداللہ انھوں نے اپنے دادا عوف بن زری سے کہ سوال کیا
 علیہ وسلم تکبیر کہی عیدین میں اول رکعت میں سات قبل قرائت کے اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرائت کے کہا ترمذی کہ یہ حدیث حسن ہے
 اور وہ اچھی ہے صحیحون میں جو مروی ہیں اس باب میں اور کہا ترمذی نے اس حدیث کو سکا کہ صحیح ہے
 اس باب میں کوئی حدیث اس حدیث سے اور اس سے اخذ کرنا ہونیں اور مروی ہوئیں چند حدیثیں ہوا ان کے موافق ہیں ان حدیثوں کی اور
 سنن ابو داؤد میں ہے جو معارض اس کی ہے کہ پوچھا سعید بن العاص ابو موسیٰ اشعرسی اور حذیفہ بن الیمان کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے ضعیفی اور عید فطر میں سو کہا ابو موسیٰ نے کہ تھے تکبیر کہتے چار مثل تکبیر چار کے سو کہا حذیفہ نے سچ کہا پھر کہا
 ابو موسیٰ ایسا ہی تکبیر کرتا تھا میں پھر کہیں اخیر حدیث کہا اور سکوت کیا اوس ابو داؤد نے پھر ترمذی نے اپنی مختصر میں یہ روایت
 برابر وہ حدیثوں کے کہ کوئی نہ تصدیق کی اس کی حذیفہ نے تو گویا انھوں نے بھی روایت کیا اس کو اس کو سکوت ابو داؤد اور ترمذی کا صحیح ہے
 واسطے اس حدیث کے اور جو ضعیف کیا ابن جوزی نے اس کو بسبب ضعیف عبدالرحمن بن قحطان کے اور نقل کیا اس کو ابن حبان اور
 امام احمد معارض ہے تھما قبل صاحب تنقیح کے اپنی کتاب میں کہ توثیق کی اس کی بہت لوگوں نے کہا ابن معین نے نہیں مرجع ہے ساتھ اسکے
 لیکن ہنادین اس کی ابو عیاضہ کہ ابن القطان نے نہیں جانتا ہوں میں حال اس کا اور کہا ابن زوف نے جو محل ہے تو اگر مسلم تو بھی نہ

تیسرے

عبدالرحمن بن ابی بکر

ابن اسحاق کی ضعیف ہے کہ کوکبا ہوا اضطراب اور سخت کا کوکبی ہوا وسیمین بن یزید بن حبیب عن
الزهری اور کوکبی بن عقیل عن الزهری اور بعض میں ہے عن ابن حبیب عن ابن اسحاق عن عروہ عن
عائشہ اور بعض میں ہے عن ابی نعیم عن ابی ہریرۃ کہما دارقطنی نے کہ اضطراب ہوا وسیمین بوجہ ابن اسحاق اور جوار
دو حدیثیں بیان کیں منع کیا اور انکی تصحیح کو ابن القطان نے اپنی کتاب میں اور کہا او سنے کہ کثیر بن عبد اللہ کا نزدیک محدثین کے
متروک ہے اور کہا احمد نے کہ کچھ نہیں اور نہیں روایت کی اور سب سے اپنی سند میں اور ایسا ہی کہا ابن حبیب نے اور کہا نسائی اور
دارقطنی نے متروک ہے اور کہا ابوزر عہ نے وہابی ہر حدیث اسکی یعنی ضعیف ہے اور کہا امام احمد نے نہیں ہے کثیر بن عید بن یزید
علیہ السلام سے کوئی حدیث صحیح لیکن سند بڑی گئی ہے اور وسیمین ہاتھ قول ابو ہریرۃ اور لیکن جو مروی ہے صحابہ سے کثیر بن عبد اللہ سے
ثنا سفیان الثوری عن ابی النضر عن عائشہ و الاسود عن ابن مسعود و کان یکنی فی البیت یثعنا لیلنا
قبل القراءۃ ثم یسبح فیہم و فی الثانیۃ یقر افاذ اخر کلنا اربعا یعنی ابن مسعود کہتے
عیدین میں تو تکبیر چار قبل قرات کے پھر تکبیر کہتے تھے اور کوع کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرات کرتے تھے اور چار قبل قرات
قرات تکبیر کہتے تھے چار بار اور اول رکعت میں تین تکبیریں عید کی ہیں اور ایک تکبیر تحریرہ اور دوسری میں تین عید کی اور ایک کوع کی
اور روایت کیا او سنے باسناد صحیح اوسنی اسناد سے کہا کہ تھے ابن مسعود بیٹھے اور نزدیک انکے ابو موسیٰ اشعری تھے اور حذیفہ سوچا
اونسے سعید بن العاص نے تکبیر سے نماز عید میں کہا حذیفہ نے پوچھا ابو موسیٰ کہا ابو موسیٰ کہ پوچھ عبد اللہ بن مسعود کیونکہ وہ ہم میں
قدیم ہیں اور سب زیادہ جانتے والے ہیں پھر پوچھا اونسے تو کہا ابن مسعود نے تکبیر کے چار پھر قرات کرے اور تکبیر کے اور کوع
کرے پھر طرہ دو دوسری رکعت میں اور قرات کرے پھر تکبیر کے چار بعد قرات کے اور ایک دوسرا طریقہ ہے کہ روایت کیا او سکے
ابن ابی شیبہ باسناد صحیح سوچا کہ تھے کھاتے ہوئے عبد اللہ بن مسعود تکبیر عید میں تین تکبیریں پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری
رکعت میں اور اس سے مراد یہ ہے کہ ایک تکبیر تحریرہ کی اور تین عیدین کی اور ایک کوع کی اول رکعت میں اور دوسری میں ایک کوع کی
اور تین عیدین کی اور ایک دوسرا طریقہ ہے اس حدیث کا روایت کیا او سکے امام محمد نے ثنا ابو حنیفہ عن حماد بن ابی اسحاق
عن ابن اریطہ التیمی عن عبد اللہ بن مسعود و کان قاعدًا فی مسجد الکوفہ و معہ حذیفہ بن الیمان
و ابو موسیٰ اشعری فخرج علیہم الولید بن عقیبہ بن ابی معیط و هو امیر الکوفہ فکی مسند
فقال ان عدائکم فکیف اصنع فقالوا خذ یا ابا عبد الرحمن فامسک عبد اللہ بن مسعود
ان یقول بخی اذان ولا قامة وان یکتب فی الاولی خسا و فی الثانیۃ اربعا وان یوالی بین
الفرعتین وان یخطب بعد الصلوۃ علی راحلتہ یعنی ایک در حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے سجدہ
میں اور تھے انکے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور ابو موسیٰ اشعری تو کھاتے انکے اوپر ولید بن عقبہ اور وہ امیر کوفہ کے تھے اس
زمانے میں اور کہا کہ کل عید ہر تمہاری تو کیا کروں میں نبی کسی طرح نماز پڑھاؤں میں کہا ابو موسیٰ اور حذیفہ نے کہ بتاؤ کوی مسجد
تو حکم کیا انھوں نے او سکے کہ پڑھے بغیر اذان اور قاسم کے اور تکبیر کے پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری میں چار اور یہ الات تک
دس بار دونوں قراتوں کے اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی حواری پر اور یہ انتر صحیح ہے اور بیٹھے ہوئے تھے ساتھ صحابہ کے ابن مسعود و کوا

فقہ حنفی کے مابین ۹
زیب و حسن کے ہونے
اور آثار موت کے
ظاہر ہونے کے ہونے
سنہ مطلق

کہ فرمایا آپ جب آؤ خواجگاہ اپنی کو تو وضو کر مثل وضو نماز کے پھر لیٹ دہنی کروٹ پر اور کہ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ نَفْسِیْ**
اَللّٰہِکَ آخر تک یہاں تک کہ کہا اگر مرد یا عورت کا موافق شہر ع کے اور لیکن دہنی کروٹ پر لیٹنا اور مرنہ قبلے کی طرف ہی کرنا
سو بعض لوگ حجت پکڑتے ہیں اوس سے جو روایت کیا او سکوا امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ نے وقت موت کے
مورنہ قبلے کی طرف کیا تھا اور بہت طویل حدیث بیان کی ذکر کیا او سکوا شیخ ابن الہمام نے لیکن یہ حجت ضعیف ہے اور اس واسطے نہیں کیا
او سکوا ابن ابی نعیم محقق کے باب میں کتاب الجنائز سے سو ایک اشکے ابراہیم غنی سے کہ مرنہ کسے میت طرف قبلے کے اور حکم سے بھی
ایسا ہی لیکن زیادہ کیا اوسنے کہ اوپر دہنی کروٹ کے اور میں نہیں جانتا ہوں کیونکہ ترک کیا ہوا وسکو مرد کے سے اور کون شہادت کیا گیا
اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ تم مردوں کو شہادت اس بات کی کہ نہیں ہی کوئی معبود سو اس کے روایت کیا او سکوا
جماعت سے سو ابراہیم غنی کی اور ایسا ہی مروی ہے حدیث ابو ہریرہ سے اور روایت کیا مسلم نے نائند او سکے **ص** اور جب مرد کا تباہی کی
داڑھی باندھ دیا وکی تاکہ کو بند کرے اور خوشبو آگ پر رکھے اور او کا تخت اور کفن بلبے اور بلبے کا شاپلاق ہو دے
ف اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہو اللہ تر ہی یعنی طاق ہی اور دوست رکھتا ہی طاق کو **ص** اور تخت پر رکھا جاوے
اور نگا کیا جاوے اور عورت او کی چھپالی جاوے اور وضو کرایا جاوے بغیر کٹی اور ناک میں پانی ڈالنے کے اور اوس مرد کے اوپر وہ
پانی جاری کرے جسکو میر کی پتی یا ایشنان گھانس ڈال کے جوش کیا ہو کو ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھو کو **ف**
اور وارد ہوئی ہے انصحنوں میں حدیث روایت کیا او سکوا حاکم نے مستدرک میں اور ایک روایت میں ہے کہ **اَغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَدُیْنِیْنِ**
یعنی غسل دو او سکوا ساتھ پانی اور میر کی پتی کے **ص** اور او سکوا اس واسطے کہ داڑھی گل خیر سے دھو کو بعد او سکے مرد کو بائیں
کروٹ لٹکے غسل دیکو اس قدر کہ جو بدن تخت ملا ہو کو او سکوا پانی پونچھے پھر دہنی کروٹ لٹکاو اور اسی طرح غسل دیکو
ف اس واسطے کہ شروع کرنا دہنی سے مستحب ہے **ص** اور پہلے بائیں کروٹ لٹکانا اس واسطے کہ کما کہ حسین ابنی مکر
سے غسل شروع ہو کو پھر او سکوا لیکن بچے کے بچھا اور او سکے پیٹ کو نرم نرم سے اور جو کچھ بچھا او سکوا دھو کو اور غسل کو نہ دھو کو
تباہ او سکے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور او سکے ناخون تر لٹکاو اور مال میں لگھی نہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک کسے
ف کیونکہ کہ حضرت عائشہ نے جب بچھا ایک عورت کو کہ کھینچ جاتے ہیں بال او سکے پیشانی کے یعنی لگھی کی جاتی ہے کہ کیون
کھینچتے تو ہم پیشانی او سکے کو یعنی لگھی کرنا تو واسطے زینت کے ہوا و مرد کو حاجت زینت کی نہیں اخراج کیا اسکا عبد الرزاق نے
سفیان نے اسے انصحنوں کا و انصحنوں ابراہیم انصحنوں نے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے حاد سے انصحنوں
ابراہیم سے اور روایت کیا ابراہیم غنی نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں **شَاہِدُکُمْ شَاہِدُکُمْ** عَنْ ابْنِ اَبِیْ حَرَبٍ عَنْ
عَائِشَةَ اَنَّهَا سَأَلَتْ عَنْ الْمَيِّتِ یُسْرَہُ رَأْسُہُ فَقَالَتْہُ یعنی پوچھی گئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرد کے
کہ لگھی کیا جاوے کہ انصحنوں نے وہ قول **ص** اور او سکے داڑھی اور سر پر جو خبوطے اور سجدے کے اعضا پر کافور سے یعنی پیشانی
اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدم پر **ف** اور کافور لگانا مساجد حدیث سے ثابت ہے **ص**
سنت کفن کی مرد کو واسطے ازار اور کرتہ اور لفافہ ہی اور لفافہ کہتے ہیں اوس ہوا کو جو سب کپڑوں کے اوپر لپیٹی جاتی ہے اور
میتا خیرینے حلیم سے باندھنا سنت رکھا ہی اور او سکے واسطے ازار اور لفافہ بھی کفایت ہے **ف** اور کفن سنت کی حجت

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھنڈیے گتے میں کپڑوں میں پیسیدے سول کے اور سول نام ایک تمام کا ہی ملک میں گلیوں کے
 اوس ملک کے بہت اچھے ہوتے ہیں اور روایت کیا اسکو اصحاب صحابہ نے حضرت عائشہؓ سے لیکن اوس میں ہیں یہ بھی مذکور ہے
 کہ تھا اوس کپڑوں میں تھوڑے ہمارے تو اگر یہ کہا جاوے کہ اس سے خارج ہو اور وہ بھی کھنڈیے میں لازم ہو جیسا کہ امام مالک نے تو چار
 کپڑوں میں کھنڈیے ہو گیا اور وہ غلط ہے کیونکہ بخاری میں ہے عن ابی بکر قال لعائشۃ فی کہ لکن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فقال لک فی ثلثۃ انا اب فیمن فی کل ذلک فافادہ فی بیویا حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کے گتے کپڑوں میں کھنڈیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑوں میں کرتا اور ازار اور لفافہ اور
 یہ ضعیف ہے سببناصح بن عبد اللہ کوئی کے اور ضعیف کیا اسکو نسائی نے اور اگر ہو کہ اون لوگوں میں سے جسکی حدیث صحیح ہو
 قوی حدیث حضرت عائشہؓ کی معارض ہوگی اور جو روایت کیا امام محمد نے امام شہارک ابو حنیفہ سے عن حماد بن ابی شیمان
 عن ابراہیم التیمی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن فی خلۃ یمکنتہ فیہ وقصیعہ یعنی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کھنڈیے گتے ایک جو کہ یعنی میں اور کرتے میں مرسل ہو اور مرسل اگر چہ ہمارے نزدیک حجت ہے لیکن تقدیم اور کسی حدیث حضرت
 پر کس طرح سے ہوگی ہاں اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قیس کی مروی ہے چند طریقوں سے تو معارض ہوگی حدیث حضرت عائشہؓ کے اور ان
 طریقوں میں سے کو طریقہ بیان کیا ہے اور تیسرے طریقہ وہ ہے جو روایت کیا عبد اللہ الزناق نے حسن چہرے مرسل اور جو تھا طریقہ وہ ہے جو روایت
 کیا ابو داؤد و ترمذی عباس رضی اللہ عنہ کے کھنڈیے گتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں اوس کرتے میں جس میں انتقال کیا
 اور ایک جو کہ عمرانی میں اور عمرانی ایک شہر کا نام ہے اور یہ ضعیف ہے سببناصح بن ابی بلح راوی کے لیکن تہجہ شایر طبرستان
 ہو کہ کہ کھنڈیے گتے کو مرد و عورت سے زیادہ جاتے ہیں ورنہ اس مقام میں شک ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل نہ گئے اوس
 قیس میں جس میں انتقال کیا پھر اوپر کس طرح سے کھنڈیے گتے بنایا جاوے گا واللہ اعلم اور تہجہ یعنی جوڑا عرب کے عرف میں وہ کپڑوں کا نام ہے
 ازار اور چادر اور ہمارے نزدیک عامہ نہیں لیکن اچھا بانا اسکو بعض لوگوں نے کیونکہ مروی ہے ان عمر سے کہ وہ عامہ باندھتے تھے
 مہر کا اور سبب کھنڈیے میں یہ کہ سفید ہو کہ مر دیکھ اسطے اور جوڑے کے لیے اور جائز ہے عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا کہ
 حالت حیات میں اسکو درست تھا اور جوڑا کا کہ قریب بلوغ کے ہو کہ اور اسی طرح لڑکی بھی حکم بالغہ اور اللہ میں ہے اور دو کپڑے
 کفایت ہیں کیونکہ کہ حضرت ابو بکرؓ نے نظر کر دیکھ کر کپڑوں میں سود مہلو کو اور کھنڈیے کو جکوا و سین کیونکہ زندہ کو زیادہ محتاج ہے
 نئے کپڑے کی طرف سے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہیں اس میں کفایت ہے کیونکہ زینت لباس اور صیغہ اللہ و نیلوی کی
 آجیات ہو جب حیات نے قصد انکال کیا تھا و سوف زینت وغیرہ بیادہ ہے اور روایت کیا عبد اللہ الزناق نے حضرت عائشہؓ سے
 سے کہما ابو بکرؓ نے اپنے دونوں کپڑوں میں حقین بیکار ہوئے تھے کہ وہاں کو اور کھنڈیے کو جکوا و سین کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا
 نہ خریدیں ہم تمہارے واسطے نیا کپڑا لیا کہ ہمیں زندہ زیادہ محتاج ہے طرف نئے کپڑے کے مر د سے اور صیغہ اللہ و نیلوی کی مروی ہے
 ابو بکرؓ سے خلاف اوس کے معارض ہوا کہ جوڑا کیا ہے صنف عبد اللہ الزناق سے اور سند عبد اللہ الزناق کی کہ ہم نہیں ہند بخاری سے
 بلکہ اوس سے بھی زیادہ صحیح ہے اور سند ابی یوسف سے ان کے حقین بیکار ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے کفایت نکالتا الخ و
 عمدت کی واسطے میں اور لانا راہ دہنی اور لفافہ اور سینہ بند جس سے اس کے پستان باغیہ جاوین سنت ہے اور اوس کے واسطے

بعض حدیثوں میں

بعض حدیثوں میں اور بعض حدیثوں میں

یہ معلوم ہوا کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الخاسرین صحیح میں عمران بن حصین کے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ السلام نے کعبہ کی گھاٹی میں
 نباشی داخل کیا اوتنے سو گھرے ہوا اور نماز پڑھو سو گھرے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم اور صف بازاری صاحب نے بھی
 آپ کے اور کعبہ میں چار کعبہ بن اور غنیم بن جانتے تھے کہ جنازہ ملے سہنے ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمان ایسا تھا کہ اس طوطی کا گھر
 بغیر چھوٹے کے نماز گھر میں ہوگی تو شاید کہ کشف ہوا آپ پر یا خصوصیات نباشی میں ہو کہ واللہ اعلم انہ لو انہ کوئی عکرم
 کر کے سو انباشی کے آپ نے مغویہ بن مخوفہ فرنی پر نماز پڑھی اور وہ حاضر تھے جیسا کہ اوپر حضرت جبریل علیہ السلام ہوں کہ اور کہا
 اے رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم کی میت میں تو اگر جاہل ہو تم لپیٹ دوں میں تمھارے واسطے زمین کو مینی اوس میں کہ جہان فون چھین
 حاضر کروں اور تم نماز پڑھو اور سب فرمایا کہ اچھا تو خدا اپنا بازو زمین پر حضرت جبریل نے تو اوٹھا آپ کے واسطے تھکا اور نماز پڑھی
 آپ کے اون پر اور بھیجے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کے دو صفیں تھیں فرشتوں کی ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے پھر پوجا آنحضرت صلی
 علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے کہ کس سب سے یہ درجہ پایا اوتنے کا کلا بھی گنتی تھی اوتکو سورت قل ہو اللہ احد کی اور پڑھتے
 اوتکو آتے جاتے اور جلتے اور کھڑے لپٹے روایت کیا اوتکو طبرانی نے حدیث ابی ہامسہ اور ابن سعد نے طبقات میں حدیث انس اور
 نماز پڑھی آپ نے زیر بن عارثہ اور جبریل پر جیسا کہ روایت کیا واد فی نمازی میں **حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلُومٍ**
عَلَيْهِ السَّلَامُ بْنُ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عَمْرٍاءَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ لَمَّا لَقِيَ النَّبِيَّ
الْمَكِّيُّ بِمَوَاتٍ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّجَرِ وَكُتِفَ لَهُ مَا يَكُونُ لَهُ وَبَيْنَ السَّلَامِ
فَهُوَ يَنْظُرُ إِلَى مَعْرُوفٍ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَذَ الْقُرْآنَ آيَةً زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ قَضَى حَقِّي اسْتَشْهِدُوا
عَلَيْهِ وَدَعَالَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ كَيْسِيُّ شَمٍّ أَخَذَ الْقُرْآنَ آيَةً جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
قَضَى حَقِّي اسْتَشْهِدُوا فَصَلَّيَ عَلَيْهِ وَدَعَالَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ بِطَيْفٍ فِيهَا
 بچنا حیات حیات شہادت یعنی بیٹھے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا اوتکو شام تک اور دیکھتے تھے اوتکو طبرانی
 کی جگہ کو پڑھایا آپ نے کیا نشان کو زیر بن عارثہ نماز گزرسے اور شہید ہوئے اور نماز پڑھی اوپر حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے اوپر
 اوتنے واسطے اور کہ انکے نشان کو اس کے لئے داخل ہو جنت میں اور وہ دروازہ جنت میں پھلایا نشان کو جنت میں لایا گیا اور گدڑ اور سید
 پھر نماز پڑھی اوپر و مال اوتنے واسطے اور کہ انکے نشان کو اس کے لئے داخل ہوا وہ جنت کو اور اوتوں جنت میں رہا
 دونوں بازو کے جہاں جاہل تھے تو جواب دے کہ خصوصیت نباشی کا ہنسنے دھمی اوتس پر کیا ہو کہ جب تختہ کو گناہ پڑا
 آپ کو اسطرح نہ دیکھیں آپ کو اور جنکو ہوا اوتس کے خلاف ہوا جو حضرت علی کے سوجھنازی مروی ہو مرسل ہو دونوں
 طبرانی سے اور جابر بن عبد اللہ سے جنت میں نہایت کھلم کھلا کے اور وہ بیٹا زید کا بیٹا اور کہا کہ بیٹا زید کا اتفاق کیا محمد فرشتوں کے
 ضعیف اور طبرانی کی روایت میں ابیہ بیٹا ولید کا بیٹا اور وہ بھی ضعیف ہی ہوا اگر اسکو تسلیم کریں تو لازم آتا ہے کہ جنت لوگ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لوگوں میں اگرچہ نماز پڑھی ہو آپ نے اوتس سب پر بعد ہرگز ثابت نہیں ہوا **ص** اور نماز کا کوئی
 یہ کہ پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو اوٹھا کے پھر دعا کے ہاتھ نہ اوٹھا اور شافعی کے نزدیک ہرگز نہیں اوٹھا اور شافعی کے پھر کہ
 کہنا اور وہ صحیح حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم پر پھر تیسری تکبیر کے اور یہ دعا پڑھے اگر مردہ بالغ ہو **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَبِيبِكَ وَمُؤْتِمِنِي**

وَسَلَامًا وَغَاثِيًا وَصَغِيرًا وَكَبِيرًا وَذَكَرًا وَأُنْثَىٰ ۖ اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَ مَوْتًا فَأَحْيِهِ عَلَىٰ سَلَامٍ
 وَمَنْ تَوَكَّلْتَهُ مَيِّتًا فَقَدْ تَوَكَّلْتَهُ عَلَىٰ الْوَيْسَانِ ۚ اَوْر اگر لوکا ہو تو اللہ اجلہ لکناں مَا اللہ اجلہ لکناں
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لَنَا شَافِعًا وَشَفِيعًا اَوْر اگر رکلی ہو تو اللہ اجلہ لکناں مَا اللہ اجلہ لکناں
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لَنَا شَافِعَةً وَشَفِيعَةً اَوْر اگر چھٹی تکبیر کے اور سلام پیر سے قرأت اس میں
 نہیں ہو اور شافعی کے نزدیک قرأت بھی ہوتی ہے اور ہرگز نزدیک جہاں تکبیر میں ہیں اور پہلے جواب بھی یا زیادہ تکبیر کے تھے
 نسخہ ہر ساتھ اس کے جو روایت کیا امام حنفی نے ابو حنیفہ سے انھوں نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے کہ تھے لوگ تکبیر کہتے تھے
 بائیں یا چھ یا چار یہاں تک کہ انتقال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تکبیر کہتے تھے ایسی ہی نہ حضرت ابو بکر صدیق میں یہ وجہ
 والی جو حضرت عمرؓ تو انھوں نے واسطے اُنکے کہ تم کہو ہو احباب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر تم اختلاف کرو گے اختلاف کرینگے
 لوگ بعد نماز اور ابھی لوگوں کو تھوڑا سا نگہ راہی جو حدیث سے تو اچھے کرو ایسی چیز کا اجماع کریں اور پھر لوگ بعد نماز سے نوب
 لوگوں کی راہ متفق ہوئی اس بات پر کہ اخیر نماز پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متقی تکبیر میں کہیں تھیں اوتنی ہی کہیں لو
 اوسکے ساتھ تسکیر میں اور چھوڑ دیں اوسکے ماسوا کو تو چھوڑ دیا انھوں نے اور پایا اخیر چنانچہ کہ لوگ تکبیر میں کہیں تھیں اور پھر
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیر میں اور یہ حدیث منقطع ہو گئی کہ نہیں پایا ابراہیم نے حضرت عمرؓ کو لیکن انقطاع ارسال میں داخل کر
 اور وہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور باوجود اسکے کہ ہوسل کیا اوسکو امام احمد نے روایت ملے شرح متقی سے انھوں نے ابو داؤد سے
 اور روایت کیا حاکم نے مستدرک میں ابن عباس سے کہ آخر جو تکبیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چنانچہ پر چار تکبیر میں تھیں اور تکبیر
 کہیں حضرت عمرؓ نے چار اور ابن عمرؓ نے چار اور حسن بن علیؓ نے علیؓ پر چار اور حسین بن علیؓ نے حسنؓ پر چار راضی ہو اندران
 بزرگواروں نے اور تکبیر کہی ملا کہ نے حضرت آدم علیہ السلام پر چار اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے سبب
 قرآن میں اسباب کا متروک ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن میں اور طبرانی نے نصر بن عبد الرحمن سے اور ضعیف کیا اوسکو
 بیہقی نے اور کما کہ وہی ہی بہت وجوہ سے اور ضعیف ہیں مگر یہ کہ اجتماع صحابہ کا چار پر دلیل ہو اس بات پر کہ یہ حدیث ثابت
 اور روایت کیا اوسکو ابو نعیم اسماعیلی نے تاریخ اصحاب میں حاکم نے شمس ابوبکر محمد بن اسحاق بن عثمان شمس
 ابن اھنؤ بن محمد بن الحارث شمس شیبان بن القزح شمس ناظر بن مزین شمس عطاء بن ابی حنظل
 اَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكُونُ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ تَكْبِيرًا كَاتٍ وَعَلَىٰ بَنِي هَاشِمٍ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ
 ثُمَّ كَانَ آخِرَ صَلَاتِهِ أَنْ يَتَكَبَّرَ ثَلَاثًا أَنْ خَاجَ مِنْ الدُّنْيَا يَمِينُ تَحْمِيْرُ حَضْرَتِ صَلي اللہ علیہ وسلم کی ہاں
 سات اور بنی ہاشم پر بائیں چھ نہیں آخر نماز میں چار تکبیر میں یہاں تک کہ نکلتے دینا سے اور مرفوع ہو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ تھی اخیر نماز میں تکبیر کہیں تھیں آپ نے اس میں چار تکبیر میں شرح سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور
 روایت کیا ابو عمر نے اسد کا سنن سلیمان بن ابی شیبہ سے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے چنانچہ پر چار اور بائیں
 اور سات اور آخر یہاں تک کہ انی خیر مرے نباشی کی تو نکلتے آپ طرف سے کے اور منسلک لوگوں نے بھی آپ کے اور تکبیر کی ہاں
 پھر ثابت ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہاں تک کہ اوٹھ لیا اوٹھ لیا اللہ تعالیٰ نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے ہاں اس سے

فمن بعد الحسن

فمن بعد الحسن

مسند میں ابن عباس سے منقول روایت ابن عباس کے مورز یا دو مکیا پر اور کھلا حاذی سے کتاب النسخ والنسخہ میں انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گمیر کہتے تھے اہل بدر پر سات گمیر بن اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کہ پڑھی تھی اور کھو اپنے گمیر بن کہیں تھیں اور سین چار یہاں تک کہ سطلے دنیا سے اضعیف کی گئی یہ حدیث بالحد ثابت ہوا کہ صحیح بار گمیر بن ہرچ ایسا ہی بیان کیا اور کھو مشائخ عظام نے واللہ سبحانہ اعلم وعلیہ السلام آخر شروع کرنا ساتھ درود اور شوا کے سنت دعا کی یہ روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبیدہ کہ کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہ دعا کرتا ہو اور نہیں دے دے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثنائی اللہ تعالیٰ پر کہ کما کہ جلد ہی کی اس شخص نے تو بلایا اور کھو اور کہ جب دعا کے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثنا کے پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر دعا کرے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا اور کھو ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں **ص** اور جو شخص کہ نماز پڑھے وہ مرد کے سینے کے برابر کھڑا ہو **ف** اس واسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور اوسمیں نور ایمان ہی تو کھڑا ہونا سینے کے پاس اشارہ ہر طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہوتا اوسکے سر کے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس سے کہ اور کما کہ یہی سنت ہے لیکن اوسکی اسناد میں کلام ہے **ص** اور تہجد و است کیواسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محل کا پھر ولی میت کا مصبات کی ترتیب اور ولی سے مرد کے اجازت لیکے غیر کو لانا درست ہے اور اگر ولی کے سوا دوسروں نے نماز پڑھی ولی کو اختیار ہے کہ نماز کو دہراؤ اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ دو ہر اور پڑھ مرد و غیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شبہ نہ پڑے کہ نہ ہو کہ یعنی تین روز تک **ف** اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی ایک عورت پر انصار سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اور کھو ابن جہل اور کما کہ اور کھو نکلتا کیا اوس سے اور اخراج کیا ملاک نے موطا میں بھی انھوں **ص** اور سوار ہے نماز جنازہ درست نہیں **ف** اور تو کیا اسکو مقفص ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقہ نماز نہیں ہو جہنہ نے ارکان نماز کے اور استحسان نہیں جائز ہے کیونکہ اوسمیں گمیر تحریر موجود ہے **ص** اور جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اوسکے اندر مرد کو رکھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اوسکے باہر ہو تو اوسمیں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے **ف** روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مرد پر مسجد میں تو نہیں اجز و واسطے اوسکے اور ایک روایت میں فلا تکتی لہ فی اوصاح مولى نو اسکا اوسکی اسناد میں ثقہ ہے لیکن اختلاف ہو گیا تھا اور کھو آخر عمر میں نکلتا نشانہ نے ابن مسیرج کہ وہ ثقہ ہے اور جس نے قبل اختلاف کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہے اور ابن ابی ذئب نے سنا اوس سے قبل اختلاف کے تو تفصیل کی اسکی شیخ ابن ہمام نے اور وہ جو مسلم میں ہے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد جہاد کی ایک آفتور کہ اوس سے معلوم ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بعد ہوا اور وہ جو بعضی نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز مسجد میں اوسکی اسناد میں صحیح عقیل عقیل شریک ہے واللہ اعلم **ص** اور جو کما کہ پیدا ہوا اور مر گیا تو اگر وہ باہر تو نماز پڑھا رکھا جائے اور غسل دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے **ف** روایت کیا انسانی نے جہاد سے کہ جب مرد کو کما نماز پڑھی جاوے اور پڑھ وارش ہوگا کما انسانی نے اور واسطے مغیرہ بن مسلم کے حدیث منکر ہے اور روایت کیا اب سکوما کہ نے سفیان بن عیینہ ابو یوسف

صحیح موطا

صحیح بخاری

صحیح مسلم

سنة ۱۰۰۰
کتاب الصلوٰۃ
باب جنازے کے احکام
بعض احادیث
ہوں اور مردہ
پیش سے نکالو
ایسے بچہ جنازہ
جنازہ نہیں

اسی مسئلے اور صحیح کیا اوسکو اور جابر سے مروی ہے مرفوعاً کہ اگر کافرانہ نماز پڑھی جاوے گی اوسپر اور نہ وارث ہوگا اور نہ اوسکا کوئی وارث ہوگا یہاں تک کہ روکے اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے کہا ترمذی نے روایت کیا اوسکو موقوف اور وہی صحیح ہے اور وہ جو معارضہ کیا ہے ساتھ اوسکے جو روایت کیا ترمذی نے حدیث منیرہ سے اور صحیح کیا اوسکو کہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط نماز پڑھی جاوے گی اوسپر اور وہاں جاوے گی واسطے والدین اوسکے کے ساتھ مغفرت کے ساتھ ہو کیونکہ منع اس مقام میں مقدم ہوا ثبات پر اور اگر ایک کا قید ہوا اگر اپنے باب کے ساتھ قید ہوا ہوگی اور ان میں مسلمان نہیں اور نہ وہ خود عاقل تھا نماز اوسپر پڑھی جاوے گی اور اگر کوئی ان میں سے مسلمان ہو تو نماز اوسپر پڑھی جاوے گی اور اگر ایسا قید ہو تو اوسپر نماز پڑھی جاوے گی یا وہ اگر مسلمان ہو لیکن اوسکو عقل تھی اور اوسکا کوئی باپ بھی مسلمان نہ ہو تو بھی نماز پڑھی جاوے گی اور اگر ایک کافر اور اوسکا ولی مسلمان تھا تو اوسکا ولی غسل دے جو جس طرح جسے نہیں پڑھائی جاتی ہر نبی اوسکو وضو نہ کرایا جاوے اور دھنی طرف سے شروع کرے اور ایک کپڑے میں اوسکو لپیٹے اور ایک گڑھا کھودے اور اوسکو اوسمیں ڈال دے

روایت کیا ابن سعد طبقات میں أخبرنا محمد بن عمر القوادری ثنی معاویہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رافع عن ابيه عن جده عن علي قال لما اخبرنا النبي صلى الله عليه وسلم بموت أبي طالب كئيباً قال لي اذهب فاعمله واكفنه ووارثه قال ففعلت ثم اتيته فقال لي اذهب واغسل قال وجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يستغفر له أياماً ولا يحس من يمينه حتى نزل عليه جبرئيل عليه السلام بهذا ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين يعني فرمايا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ جب خبر کی سینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابو طالب کے روئے پھر کہا واسطے میرے جاوے غسل دے اوسکو اور چھپا اوسکو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ کیا سینے ایسا ہی اور آیا میں پھر فرمایا کہ جاوے غسل کر اور تمھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے اوسکے کسی دن تک اور نہ نکلے گھر سے یہاں تک کہ او قریب جبرئیل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے نہیں جاوے واسطے نبی کے اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگیں ہر کوئی کے واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ شرک کی بخشش اگرچہ نبی کے عزیز و اقارب میں سے ہوئے نہیں ہوتی اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل دینے والے کو بھی بعد غسل دینے کے واجب تھا اور ایسا ہی روایت کیا ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تمھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے جنازے اور دن جیسے کے او غسل دیتے اور یہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسنے اور ترمذی نے مرفوعاً کہ غسل دے میت کو سو غسل کرے اور جو اٹھاوے اوسکو تو وضو کرے حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو جہونے اور اس باب میں کوئی حدیث صحیح وار نہیں ہوئی ہاں محمول انتخاب پر ہو سکتا ہے کہ مثلاً بعد غسل دینے کے غسل مستحب ہے اور اس طرح وضو بعد اوستھانے جنازہ کے ص اور سنت ہے جنازے کے اٹھانے میں چار آدمی اس طرح پر کہ اوسکے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو اپنے اپنے کندھے پر رکھیں تب اوسکے دوسری طرف کے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو اپنے اپنے بائیں کندھے پر رکھیں اور اسی طرح چلیں اور دوسری طرف نہیں

اور یہ تدبیر اٹھانے کی وارد ہوئی ہے بہت صحابہ اور تابعین سے روایت کیا ابن ابی شیبہ اور جبرئیل نے مصنف میں علی رضی اللہ عنہ کہ اگہ دیکھا سینے ابن عمر کو ایک جنازہ میں کہ وہ اٹھا یا جاتا تھا چاروں کو نوں سے نکلنے کے اور روایت کیا

اونہی دونوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ جو جنازہ کے تو کھڑے ہوں کہ نہ تھکے کیونکہ یہ سنت ہے اور سنا
 کیا امام محمد نے اونہی سے کہا انھوں نے سنت ہے یہ بات کہ اوٹھا دے جنازے کو جلد دین کو تو تھکے اور اخراج کیا اوکا
 ابن ماجہ اور نفاوس کا یہ کہ جو اوٹھا و جہاز کو تو کھڑے چاروں کو نے تھکے اور امام شافعی کے نزدیک اس کے کاشخ کردن
 کی طرح ہے اور پیچھے کا شخص سینے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن حنفیہ کے جنازہ اوٹھنے کو ابن سعد نے بقائتین
 اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف اور مروی ہے یہ بھی بہت صحیح ہے لیکن جواب او سکایہ ہو گیا اس وقت ہجوم تھا مالک کا اس وقت
 جنازہ اس طرح پراوٹھا گیا اور مروی ہے حدیث میں کہ ستر ستر از فرشتے جنازہ میں حاضر ہوئے تھے یا کوئی اور سب ہو گا اور علی بن
 حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کس طرح
 ساتھ جنازہ کے فرمایا کہ گنجب سے اور جنب ایک قسم ہو دو ٹو کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور کمال اصحاح ستہ والوں نے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر مردہ نیک ہو تو تم جلدی لیے جاتے ہو اس کو طرف نیک کے اور اگر کبر
 تو جلدی رکھتے ہو تم اس کو کندھوں پر اپنے **ص** قیل جنازہ رکھے جانے کے بیٹھا کر وہ **ہو** کیونکہ بیٹھ جانے سے معلوم ہوتا
 کہ اس سے اعراض اور تغافل ہو اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اس کے سامنے سے گزرے تو کھڑا ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر
 ہو اور صحیح اول ہے کیونکہ روایت کیا حضرت علی نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہو کہ کھڑے ہوں گے ساتھ جنازہ کے
 پھر بیٹھنے لگے بعد اس کے اور حکم کیا کہ بیٹھتے رہنے کا اور روایت کیا اس کو امام احمد وغیرہ نے **ص** اور جنازے کے پیچھے چلنا
 مستحب ہے **و** اور اس باب میں دونوں طرح کے آثار وارد ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازے کے
 چلتے تھے اور حضرت عمر اور ابو بکر وغیرہ سے آگے چلنا ثابت ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح چاہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سوار چلے پیچھے جنازہ کے اور پیدل جس طرف چاہے اور لڑکا ناز بڑھی جاوے اور سپر روایت کیا اس کو اصحاب سننے اور ترمذی
 نے صحیح کیا اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ پہلو آگے اس کے اور پیچھے اس کے اور اپنے اس کے اور بائیں اس کے اور روایت کیا
 ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر آگے جنازے کے **ص** قبو کو
 اور حدیث بناو **و** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمارا واسطے ہے اور شوق واسطے غیر ہمارے کے ہے روایت کیا
 اس کو ترمذی ابن عباس اور اسناد میں اس کی عبداللہ بن عامر ہو کہا اس سے کہ اس میں گفتگو ہے اور ابن ماجہ میں ہے اس میں
 بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مینے میں دو شخص ایک حد بنا تھا اور ایک نہیں بنایا
 تو کہا ہے کہ جو پہلے آویگا اس سے قبور ان کے تو پہلے آیا بنانے والا حد کا اور حد بنائی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اور حد کی وصیت کی سعد واسطے اپنے مرض موت میں **ص** اور مروی کہ حد میں جو قبر سے قبل کی طرف قریب ہے کہ
و اور ایسا ہی روایت کیا ابن ابی شیبہ ابراہیم نخعی سے اور ابو داؤد و ترمذی میں کہ اس کے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قبر میں قبل کی طرف اور نہیں کھینچے گئے کھینچنے کی یعنی مثل نہیں کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک مثل چاہیے اور یہ ہے
 کہ رکھا جاو تخت پیچھے قبر کے کہ ہو و سر مرد کا مقابل میں دونوں قدوں کے قبر سے پھر داخل کیا جاو سر مرد کا قبر میں اور نہ کہ کیا جاو
 اور مروی ہے ہر ایک کے مقام اس کے سر کے پھر داخل کیے جاوین پیراؤ کے اور نہ کہ جاوین ہی طرح اور یہی مروی ہے چند صحابہ سے

کہ اسی طرح کہ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اخراج کیا اوسکا امام شافعی نے اور تفصیل فتح القدر میں ہے اور کہنے والا کہ یتیم اللہ و علیہ صلوٰۃ رسول اللہ اور اس مقام پر صاحب ہدایہ لکھا ہے کہ ایسا ہی کیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دفن کیا تھا ابوہریرہؓ کو قبر میں سوہو پڑاؤ سے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ غلط ہے ابوہریرہؓ نے انتقال کیا بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن دعوت کیا ابن ماجہ نے صلیح بن ابیہریرہؓ سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل کرتے ہو کو قبر میں گتے تھے شیخ اللہ و علی و صلوٰۃ رسول اللہؐ زیادہ کیا ترمذی نے فقہ حنفی کے وبالہ اور کہا کہ حسن غریب ہے اور روایت کیا اسکی ابو داؤد و او طریقے سے اور حاکم نے اور او سمین نے کہ جب کھوتم مہود و انیکو قبر میں سو کو یتیم اللہ و علیہ صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اوسکو اور بستہ طرح دوسرے میں اس حدیث کے **ص** اور مرد کا موند قبیلہ کی طرف کر دے **و** اور یہی ثابت ہے حدیثوں سے اور اتفاق کیا ابو سیر علی اس نے **ص** اور جو کفن کے کھلنے کے خوف سے گروہ باندھی تھی کھول دیو اور کچی لٹ اور باتس قبر کے **و** اسواسطے کہ بھائی انین ابن اثین و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا مسلم نے سعد بن ابی وقاصؓ سے کہ کہا انھوں نے اوس مرض میں کہ مکر او سمین بناؤ و اسے میرے خدا و رکھو او سپر اینٹیں جیسا کہ کیا گیا تھا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور گذر حدیث ابن عباسؓ کہ رکھو او سپر اینٹیں جیسا کہ رکھی گئیں قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کئی گئی قصب اور یہ مسل ہے اور روایت کیا ابن سعد نے طبقات میں کہ وصیت کی ابوہریرہؓ عمر بن حبیل ہانی نے کہ کی جاوین اوسکی حد پر کچھ قصب اور کہا کہ دیکھا میں نے مہاجرین کو کہ دوست رکھتے تھے اوسکو اور قصب لک کو کتے ہر نقطہ **و** اور دفن کے وقت عورت کی قبر پر پردہ کرے اور مرد کی قبر پر کرے **و** اسواسطے کہ پردہ خاص واسطے عورت کے **و** اور پختہ اینٹ اور لکڑی قبر میں بچھا کر وہ ہے پھرنی ڈالے اور قبر کو ہا ہی پشت کرے اور یہ کرے **و** اور جس نے دیکھا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بیان کیا کہ وہ مثل اونٹ کی کولان کے ہے کہا امام ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی جیسا کہ شیخ نے مرفوعاً کہ منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مریع کرنے سے قبر کے اور برابر کرنے سے اوسکو اور روایت کیا امام محمدؓ ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے خبر دی تجھ کو اوسنے جس نے دیکھا قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کہ تھیں وہ اوٹھی ہون زمین سے اور او سپر پنج میں شکان تھا پھر سفید سے اور صحیح بخاری میں ہے ابو بکر بن عباسؓ سے کہ سفین تھارے حدیث بیان کی اونسے کہ دیکھا انھوں نے قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تھی مثل کولان شتر کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور بہت سے آثار اس باب میں وارد ہوئے ہیں اور روایت کیا ابو حنیفہ بن شاہین نے کتاب الجنازہ میں یہاں سے کہ پوچھا میں نے ابو جعفر محمد بن علی وقاصؓ میں محمد بن ابی بکرؓ اور سالم بن عبد اللہؓ کہ کس طرح تمہیں قبر میں آئے بزرگوں کی کہا کہ تمہیں یہ کچھ ناٹن کر کے اور وہاں نے روایت کیا سیاح ہندی کہا کہ کنگڑے حضرت علیؓ نے کہ سمجھتا ہوں میں تجھ کو او سپر کچھ سمجھتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھ کر کوئی نصیر کرنا اوسکو اور کوئی قبر پر لکھنا کہ جب یہ کفر عارض ہوئے ہوں اور میرے کفن میں یہ قی ہوئی ہو بلکہ ایسی ہے کہ میں سے متاثر ہوا اور وہ ہو گیا ہے

باب شہید کے بیان میں

جو شخص کھانا پورے لے ہو کہ اور تیرہ چیز سے مارا جاوے غلام کی راہ اور اس مارنے کے لئے میں مال دینا واجب نہواہی یا سفیدان قاتلین

زخمی پایا جاوے تو جہر غسل واجب ہے جیسے جنب اور راض اور نفسا یا الرکاب ہو تو وہ شہید نہیں اور جسکو تیز خیز سے قتل نہیں کیا بلکہ
بھاری چیز سے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو تو یا مشرکین یا لٹنے والوں نے گناہ مقتول جس چیز سے چاہیں
ماریں شہید ہو **ف** اور جنب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اوسکو کر لیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہ دینا امام صاحب
کی یہ کہ روایت کیا ابن حبان اور حاکم نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ امام کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اور
تحقیق کہ قتل کیا گیا خطلہ بن عامر ثقفی صاحب تمھارا غسل دیتے ہیں اوسکو ملا کہ تو پوچھا صحابیوں نے اونکی پیوستی کہا کہ کھلے تھے
وہ اور جنب تھے اخیر حدیث تک اور فرمایا آپ نے کہ یہ واسطے غسل دیتے ہیں اوسکو ملا کہ اور کہا حاکم نے صحیح ہے اور شرط مسلم
اور پیوستی کا ذکر نہیں کیا اور نام اونکی بیوی کا جمیلہ بنت ابی سلول ہیں تھیں عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے
یا مشرکوں کے ماتھے سے جو مارا جاوے تو وہ شہید ہو اور دلیل اسکی صاحب پر اپنے یہ بیان کی ہے کہ شہدا اُحد کے سب تمھارے
نہیں ہر گئے تھے اور کچھ کسیکو غسل نہیں دیا گیا **و** اور جو غلام سے مارا جاوے بلکہ حد یا قصاص سے مرے تو بھی شہید نہیں اور
جسکے مرنے سے دیت واجب ہو وہ بھی شہید نہیں مگر آپ اگر اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ شہید ہو اور اگر کسی شخص کو میدان میں جی
نپایا بلکہ اوسکی ناک پھوٹی ہوئی یا بائی تو وہ شہید نہیں جو اگر کسی سلمان کو ایک مسلمان نے کہ وہ باغی اور ڈکیت نہیں مار ڈالا تو اگر لوہے
مارا ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہید ہو اور جو لوہے سے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحبین کے نزدیک کچھ لوہے کی شرط نہیں اور
جو چیز کی طرح سے خاص نہیں جیسے پوستین اور قبا اور ٹوپی اور تمھارا روزنہ وہ شہید ہے اور تار لیا ونگی اور اگر کفن میں
کوئی چیز کم ہو تو زیادہ کرین اور جو زیادہ ہو تو کم کرین اور اوسکو غسل ندیوں اور ناز پڑھیں اور خون بھرا ہوا فخن دیا جاوے
ف کیونکہ روایت کیا امام احمد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے اُحد کے شہیدوں پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں
ان لوگوں پر دفن کرو اور انکو ساتھ زخموں اور ٹکڑوں کے اور خون کے اور سپتلمزم ہے عدم غسل کو کیونکہ جب غسل ہوگا تو خون کہاں پڑے گا
اور غسل کے ترک میں چند حدیثیں آئیں ہیں اخراج کیا بخاری اور صحابہ بن لیث بن سعد انھوں نے زہری سے انھوں نے عبد الرحمن
بن کعب سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے دو شخصوں کو شہیدوں اُحد اور فرماتے تھے کہ کون سا
زیادہ ہے حافظ قرآن کا تو جب بتلا تا کوئی کسیکو اوسکو آگے کرتے بعد میں اور کہتے میں گواہ ہوں ان پر دن قیامت کے سو حکم کیا آپ نے
انکے دفن کا خوف نہیں اور نہیں غسل دیا اور کوزیادہ کیا بخاری اور ترمذی اور نہیں نماز پڑھی یا وہ پر کہا انسانی نے نہیں جانتا ہوں
کہ متابعت کی پولیش کی کیسے صحابہ زہری سے اس سنا دیا اور بخاری نے نہیں اختیار کیا اوسکو اور روایت کیا ابو داؤد نے جابر سے
کہ گنا ایک شخص کو تیرہ سینے میں یا حلق میں سو مر گیا اور کھا گیا اسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور سند اسکی صحیح ہے اور روایت کیا انسانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو اور کھانکے خوفوں میں کہ چونکہ نہیں ہو کوئی
زخم کہ لگا ہو اسکی راہ میں مگر آوے گا دن قیامت کے کہ رنگ اوسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی اور امام شافعی کے نزدیک ہر
نماز بھی نہ پڑھی جاوے اور کہتے ہیں کہ تلوار چھو کرنے والی ہو واسطے گناہوں کے اور بعض فقہانے اوسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
اور ایسا ہی ہو صحیح ابن حبان میں اور صحیح بخاری میں جابر سے کہ نہیں پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قتلوں اُحد
اور جواب ہابری طرف سے یہ کہ روایت کیا ابو داؤد و مراسل میں عطاء بن ابی رباح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ابو

شہداء کے تو اب عارض ہو گئی حدیث جابر کی یہاں نزدیک لیکن اگر کوئی کہے کہ یہ اسل فقیر جواب دے کہ یہ عطا علیہ السلام سے ہیں اور مسلمات انکے مانند مرفوع کے ہیں اور اگر مسلم ہو تو جب قوت دیکھو اور مسکو دوسری حدیث مرفوع تو قوت ہو گئی اور وہ یہی جو روایت کیا عاکم نے جابر سے کہا کہ تم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی اونکی نقش نہیں مٹی تھی بسبب کثرت شہداء کے پھر کھڑے ہوئے لوگ قتال سے سوکھا ایک شخص نے کہ دیکھا میں نے اونکو فلاں درخت کے نیچے تباہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درخت کے پاس اور دیکھا اونکو اور اونکا حال اور روئے پکار کے سوکھا ہوا ایک شخص انصاریؓ اور ڈالا اونپر ایک کبڑا پھر لائے گئے حمزہ علیہ السلام اور نماز پڑھی آپ نے اونپر پھر باقی شہید پڑھتے جاتے تھے اونپر نماز پہلو میں حضرت حمزہؓ اور اوٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں رکھے گئے یہاں تک کہ پڑھی نماز سب شہید وہیں پڑا اور فرمایا آپ نے کہ حمزہؓ شہید وہیں ہیں اللہ کے نزدیک دن قیامت کے اور کہا کہ صحیح ہوا سنا دو سکا اور زمین نکالا او سکوشخین نے لیکن ہنادین اسکی مفصل بن صدقہ ہو اور او سکوا اگر ضعیف کیا بھی اور نسائی نے لیکن کہا ابوازی نے کہ تھے عطا بن مسلم تو شہید کرتے تھے اونکی اور احمد بن حنبل نے شہداء کی اونپر پوری شہادت اور کہا ابن عدی نے نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اس کے کچھ حرج تو نہ کم ہو گئی حدیث دوسری اور وہ جت ہو اور شہدائے حسینؓ کہ قوت کر گئی حدیث ابو داؤد کو اور کہا احمد نے ثنا عطاء بن مسلم ثنا حماد بن مسلم ثنا عطاء بن السائب عن الشعبي عن ابن مسعود قال قال كان النساء يوم اُخذ خلفاء المسلمين يمان تكركما فوضع حمزة لالمثني صلى الله عليه وسلم وتجي رجل من الانصار فوضع الى جنبه فصل عليه فرفع الانصار ي وتروا حمزة فتسجى باخر فوضع الى جنبه فصل عليه فتروا فرفع وتروا حمزة فصل عليه يوم ميث سبعين صلوة يعني تحمين جو تین دن احد کے پیچھے مسلمانوں کے یہاں تک کہ ماہیں رکھے گئے حمزہ واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لائے گئے دوسرے شخص انصاریؓ اور کہا انکے پہلو میں سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر اوپر چڑھ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ اور اوٹھا لایا اور شخص پھر لائے گئے دوسرے شخص اور کہا پہلو میں حمزہؓ کے اور نماز پڑھی آپ نے اوپر اوپر اوٹھا لایا اور رکھے ہے حمزہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پڑھی اونپر نماز مشربا اور یہ بھی درجہ حسن کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ آخر عمر میں حفظ اونکا کر لیا تھا لیکن جن لوگوں نے اونسے اہل عمر میں روایت کیا تو وہ صحیح ہو اور میں جانتا ہوں کہ حماد بن سلمہ نے اونسے قبل تغیر کے سنا کیونکہ حماد بن زید نے تو ثابت ہوا کہ قبل تغیر کے سنا اور وفات اونکی عطل کے بعد پچاس برس کے ہوئی اور حماد بن سلمہ نے انتقال کیا قبل حماد بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت اونکی صحیح ہوگی اور بشرط عدم تسلیم کے حسن تکم نہوگی اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباسؓ کے جب پھرے مشرک لوگ شہید وہاں تک کہ کہا پھر لائے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو اور نکیر کی اونپر دس باروں ذکر کیا مانند اور روایتوں کے اور یہ بھی درجہ حسن تکم نہوگی در صورتیکہ سب ضعیف ہوتیں تب بھی حامل اون حدیثوں کا حسن ہو جاتا نہ کہ ہر حدیث حسن ہو کہ علاوہ اسکے کہ ماقدسی نے سنائی میں حدیثی عبد اللہ بن مسعود عن عطاء بن السائب اور ذکر کیا اس حدیث کو تو رفع ہو گیا او سکا اور روایت کیا مولیٰ بن رجب بن قسطنطین نے کہا کہ تخمین اس لشکر میں کہ بھیجا تھا او سکوا جو کہ صدیقؓ نے ساتھ عمرو بن العاصؓ کے ایک اور فلسطین کی طرف اور ذکر کیا حدیث اور کہا کہ قتل کیے گئے انہیں مسلمانوں میں سے ایک ہوتیس آدمی اور نماز پڑھی اونپر عمرو بن العاصؓ اور اون لوگوں نے جو انکے ساتھ

نقل ابن مسعود

عطاء بن السائب

اور تھے اس وقت ساتھ عرف کے فوج ہزار مسلمان اور دوسرے کہ نماز واسطے ظاہر کر کے کراست کے ہی اور وہ شہید بین و برہنہ
اور ان کے اور عائش اور جناب اور نسا کو غسل دیا جاوے اور دلیل اسکی گذری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
غسل دیتے ہیں جنہ کو ملا لگا اور اس کے کو اس واسطے غسل دیا جاوے کہ سب کافی ہوئی شہداء اس کے حق میں غسل کے لئے کیونکہ وہ
مقصود تھے بخلاف اس کے کہ اس کا گناہ نہیں ہو تو اس کے حکم میں نہ ہوگا اور اگر ایک شخص کو شہر میں مقتول پایا او قاتل
اس کا معلوم نہیں برابر ہر قاتل اس کا لہو ہے یا بڑی لاٹھی یا چھوٹی لاٹھی سے ہوا ہو غسل اس کو دویسے اگر ایسے موضع میں
جہاں دیت اور قسامت لازم آتی ہو جیسے محلہ اور گھر وغیرہ میں پڑا ہو تو اور اگر شرک یا سحر یا جاس میں پڑا ہو تو اگر معلوم
کہ لہو سے قتل ہوا ہو غسل نہ دیا جاوے گا کیونکہ وہ شہید ہی اور اگر لہو سے نہیں قتل کیا گیا ہو بلکہ بڑی لاٹھی سے امام صاحب کے
نزدیک غسل دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی لاٹھی سے قتل ہوا ہو سب کے نزدیک غسل دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی
کست قتل ہوا ہو تو غسل دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص معرکہ میں خمی ہوا بعد اسکے سویا یا کچھ کھایا یا پیایا اس کا علاج کیا یا نہ کیا
یا لیکر قتل نماز تک غافل یا کچھ صیبت کی غسل دیا جاوے گا اور نماز پڑھی جاوے گی ان صعبہ رتوں میں امام محمد نزدیک فقط وصیبت سے غسل دینے اور اگر با
یا ڈانگہ والا مارا گیا ہو تو غسل دینے اور نماز نہیں پڑھینگے **ف** کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں نماز پڑھی باغیوں پر ایسا ہی ہوتا ہے

باب کعبہ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

کعبہ میں فرس اور نفل پڑھنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک یہ کہ میں کہا ہو کہ درست نہیں اور اونکی کتابوں میں لکھا ہو
کہ درست ہے جب متوجہ ہو طرف دیوار کعبہ کے یہاں تک کہ اگر مومنہ کی طرف دروازے کا اور وہ کھلا ہو اور چوکت بھی برابر اس کی
بالن کی کھڑکی نہیں تھیں جہاں نہ ہوگا اور یہی ہوا اونکی کتابوں میں کہ اگر معاذ اللہ کعبہ گرایا جاوے تو نماز اس کے باہر اس طرف
مومنہ کر کے درست ہے اور اس کے اندر جہاں نہیں مگر جب اس کے سامنے سترہ ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اور صاحبین صحیح و فاضل
ف اور یہاں نزدیک اس واسطے درست ہے کہ روایت جو صحیحین میں ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبہ میں
اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن ملکہ اور بندہ کر لیا اس کو پھر ہے تھوڑی دیر اور سین کہا ابن عمر نے کہ پوچھا میں نے بلال سے جس وقت
نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیسے دو ستون بائیں طرف اور ایک اہنی طرف اور تین پیچھے اپنے پھر نماز پڑھی
تو تھا خانہ کعبہ کا اس دن چھ ستون پر انتہی اور یہ دن فتح مکہ کا تھا جیسا کہ تصریح کی انھوں نے ساتھ اس کے نافع سے انھوں نے
ابن عمر سے تو حدیث اور سوا اس کے معارض ہوا اسکے جو نکالا اون دن و نون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
داخل ہوئے کعبہ میں اور اس میں چھ ستون تھے سو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رب کے اور دعا کی اور نماز پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر
کیونکہ اثبات مقدم ہے نفی پر اور بعضوں نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوٰۃ سے اس جگہ مراد دعا ہی غلط ہے کیونکہ خود بخاری میں ہے
ابن عمر سے کہ پوچھا میں نے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں کہا کہ ہاں دو رکعتیں آخر تک لیکن
معارض ہوا اسکے جو صحیحین میں ہے قول ابن عمر سے کہ بھول گیا میں پوچھنا اون سے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تمہیں تو اس صورت میں
جمع اس طور پر ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبہ میں دن نحر کے مومنین نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر
دوسرے روز نماز پڑھی اور یہ حج و اعاب میں تھا اور یہی ہوا حضرت ابن عمر سے اسناد حسن کے اخراج کیا اس کا واقعہ غلطی سے تو یہ ہو گیا ہے

حدیث ابن عباس کو اول روز پر واللہ اعلم ص کعبہ کے اندر نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ مقتدی کی بیٹا امام کی بیٹ کی طرف
مگر جس کی بیٹا امام کے مومن کی طرف ہوگی او سکی نماز درست نہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہو گیا اور کعبہ کے اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہے
تعمیم کے واسطے اور پہلے میں ہے کہ شافعی کے نزدیک جائز نہیں ف اس واسطے کہ کعبہ اونکے نزدیک اوس بنا کا نام ہے اور
ہمارے نزدیک کعبہ ایک احاطہ ہے اور ہوا ہی آسمان تک نہ بنا کیونکہ نقل اوسکا ہو سکتا ہے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ اگر پہاڑ پر کوئی شخص
نماز پڑھے تو وہ کعبہ سے اونچا ہے تو اس صحت میں جب عمارت کا نام ہو کہ نماز نہ جائز ہو کہ اور مکروہ ہے اس واسطے کہ اوس میں ترک
تعمیم ہے اور وارد ہوئی ہے اوس میں نہیں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ابن ماجہ سنن میں حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہ ہیں کہ نہیں جائز ہے نماز اوس میں بیٹا کعبہ کی اور مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی
یہ حدیث ساتھ ابو صالح کتاب اللیث کے لیکن توثیق کی او سکی جامع نے اور کلام کیا بعضوں نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہے
کہ مکروہ ہے اور نماز کامل نہیں ہوتی ص اور اونکی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب کوئی ستر لگے کھڑا کر لیوے تو درست ہے اور بغیر اوس کے
جائز نہیں اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگوں نے اقامہ کیا کعبہ کے گرد حلقہ باندھ کے تو درست ہے مگر کوئی انہیں سے اگر اپنے امام
زیادہ کعبہ کی طرف نزدیک ہے مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہے اور مقتدی ایک گز کے تو اس صحت میں اگر وہ شخص اوس طرف ہے
امام ہے تو نماز اوسکی درست نہوگی اور اگر اوس طرف میں ہے تو درست نہوگی جانا چاہیے کہ کعبہ کی چار جانب ہیں چار دیواری کے حساب سے
تو پھر جو شخص کہ اوس طرف کھڑا ہے جس طرف امام ہے تو وہ شخص جبوقت کہ کعبہ کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہے تو امام پر لگے ہو جاوے گا
دوسرے طرف کھڑے ہو والوں کیونکہ وہ جو شخص کہ اوس میں امام سے زیادہ کعبہ کے نزدیک ہے وہ امام کے آگے نہیں ہے فقط

کتاب الزکوٰۃ

زکوۃ چاندی اور سونا اور سوا تخم اور تجارت کے مالوں میں اگر حاجت پہلی سے زائد ہوں اور نصاب کے موافق ہوں اور فرض میں مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہو دین بعد ایک سال گزرنے کے ان چیزوں پر واجب ہوتی ہے **ف** زکوۃ فرض ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَأَنفُوا الزَّكَاةَ** یعنی ادا کرو زکوۃ مالوں اپنے کی اور اس پر جماع ہر دست کا اور واجب ہونے سے مراد اس مقام میں فرض ہونا ہے اور شرط آزاد ہونے کی اس واسطے ہے کہ مالک کا ساتھ حریت کے ہونا ہے اور غلام کی کچھ مالک نہیں ہے اور بلوغ و عقل کو بیان کرینگے اور اسلام شرط ہے اس واسطے کہ زکوۃ عبادت ہے اور عبادت کافر سے نہیں ہوتی اور نصاب بھی ضروری ہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کیا بخاری مسلم نے ابوسعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہے کم یا پنج و سق سے کم جو رکے زکوۃ اور سق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع چار مد کا اور مد ایک رطل اور تہائی رطل ہوتا ہے اور فرمایا کہ نہیں ہے کم یا من یا پنج اوقیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوۃ اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے تو یا پنج اوقیہ کے دوسو درم ہو تو اس ملک میں قریب چالیس روپے کے ہوتے ہیں اور فرمایا کہ نہیں ہے یا پنج اونٹوں کے کم میں زکوۃ اور ایک سال گزرنے کی اس واسطے قید ہے کہ روایت مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال تو نہیں ہے زکوۃ اس پر بیان کیا کہ گدھا اور اس پر ایک سال اور روایت کیا ابو داؤد نے عاصم بن ضمر رضی اللہ عنہ کا وراثت امور سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت نے جب ہوں تیرے واسطے دوسو درم اور اس پر گدھا جائے ایک سال تو او سمین یا پنج درہم ہیں اور پھر جب کے بیان کیا کہ نہیں ہے کسی

نصائح لکھنؤ

حارث بن العاص

عاصمین جعفر

مال میں کچھ یہاں تک کہ گزر جائے ایک سال اور حادث اگر ضعیف ہو لیکن ماحکم فقہی اور روایت کیا ملک کے گھر کا سامنے
 نہیں لیتے تھے حضرت ابو بکرؓ کی اس سے زکوٰۃ یہاں تک کہ گزرے اوپر ایک سال **ص** اور جو مال بھاری یا زائد حاجت کی
 سے ہو جسے غلام واسطے خدمت کے اور غلو واسطے کھانے کے اور کپڑے پہننے کے اور سبب خانگی اور جانور دار کی
 اور تھیار کرنا کوئی محتاج کرنا ہی اور ضروری کے ہتھیار اور کتابین پرشکن کی زکوٰۃ واجب نہیں **ف** کیونکہ فرمایا حضرت علیؓ
 علیہ السلام نے کہ نہیں جو سلمان چھوٹا اس کے غلام میں اور اس کے گھوڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں جو اس کے غلام
 صدقہ مگر صدقہ فطر روایت کیا اسکو بخاری سلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے **ص** اور نیت تجارت کی بھی ضرور ہر مثلاً غلام کو کما
 حاجت سے فاضل یا گھر بھی رہنے کے واسطے نمونہ تجارت کی ہوگی زکوٰۃ واجب ہوگی اور کتاب پر زکوٰۃ واجب نہیں
ف اور کتاب اس غلام کو کہتے ہیں کیا اس سے مالک کہے کہ اگر لڑتے رو تو مجھے دے تو تو آزاد ہو اور زکوٰۃ اس واسطے
 اوپر واجب نہیں کہ حریت صرف اس میں نہیں ہر ملک ایک طرح کی حدیث یعنی غلام ہونا متحقق ہو جب تک اپنی قیمت ادا کر لے
ص اور جو شخص کہ قرضدار ہو یا قرض اس کے زکوٰۃ اوپر واجب ہوگی جب تک کہ قرض کسی شخص کا تھا ہو اور
 اگر قرض خدا کا ہو جیسے نذر یا کفارہ تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور مال شمار یعنی اس مال میں کہ مالک سے غائب ہو اور ہمسار کے
 ملنے کی نہیں ہو جیسے مال گیا ہو یا دیار یا مین ڈوبا ہو یا غصب کیا ہو اور اوپر کوئی گواہ نہیں یا چھل میں مثلاً گاڑا اور چھوٹا
 اسکی بھول گیا جو قرض کے لینے والے نے اسکا انکار کیا برسوں پہلے قرار کیا گو کوئی کے سامنے بعد برسوں کا یا جو مال نے مال
 لے لیا اور پھر بعد برسوں کے مل گیا تو ان سب صورتوں میں کو تو ان برسوں کی لازم نہ آوے گی اور امام شافعی کے نزدیک لازم نہیں
 اور جو قرض کہ منسلک یا غنی پر ہو کہ اور وہ اقرار کرتا ہو یا قرضدار انکار کرتا ہو لیکن گواہ اس کے لینے پر موجود ہوں یا قاضی اس سے
 واقع ہو تو یہ مال اگر اسکو مل جائے زکوٰۃ اون کے لئے دنوں کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خریدا بعد اس
 نیت خدمت کی کی زکوٰۃ اس میں واجب ہوگی اگر چہ پھر نیت تجارت کی کرے جس تک اس سے بچ نہ دے
 اور جو شخص کسی مال کا سوا چاندی اور سونے اور سوا تم کے ہبہ یا وصیت یا تحاج یا طبع یا دیت سے مالک
 ہو جاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہو دے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واسطے تجارت کے ہوگا
 اور زکوٰۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب ہوگی اور بعضوں کے کہ ہاں کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب ہوگی اور محمد کے نزدیک
 واجب ہوگی اور اگر ملک کے وقت نیت تجارت کی نہ ہو اگر چہ پھر نیت تجارت کی ہو جاوے زکوٰۃ واجب ہوگی جب تک اسکو بچ نہ دے
 بچ ہو کہ سب ملک کا اختیار ہی ہو اور اگر اختیار ہی نہ ہو جیسے ورثہ وغیرہ زکوٰۃ واجب ہوگی بلکہ زکوٰۃ میں نہیں کے وقت
 نیت زکوٰۃ کی چاہیے یا مال زکوٰۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزاروں کا مال یا شاخہ زکوٰۃ کو جدا کرے یا جدا کرنے کے قعود مال
 زکوٰۃ سے محسوب ہوگا اور اگر سال کوئی شخص اسکی زمین دیدیکو تو زکوٰۃ ساقط ہوگی اور اگر تصویر مال دیکو تو بقیہ مال
 دیا جو اسکی زکوٰۃ امام محمد کے نزدیک ساقط ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہیں ہوگی مثلاً اگر اس کے پاس دوسو درم تھے آٹھ
 سو ان میں سے صد دینے امام محمد کے نزدیک زکوٰۃ ان سو کی ادا ہو جاوے گی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا ہوگی

باب مالوں کی زکوٰۃ کے بیان میں

۱۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۰۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۱۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۲۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۳۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۴۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۵۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۶۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۷۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۸۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۹۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۰۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۱۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۲۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۳۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۴۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۵۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۶۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۷۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۸۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۲۹۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۰۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۱۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۲۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۳۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۴۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۵۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۶۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۷۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۸۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۳۹۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۰۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۱۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۲۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۳۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۴۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۵۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۶۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۷۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۸۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۴۹۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۰۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۱۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۲۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۳۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۴۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۵۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۶۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۷۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۸۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۵۹۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۰۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۱۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۲۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۳۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۴۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۵۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۶۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۷۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۸۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۶۹۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۰۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۱۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۲۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۳۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۴۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۵۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۶۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۷۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۸۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۷۹۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۰۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۱۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۲۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۳۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۴۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۵۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۶۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۷۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۸۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۸۹۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۰۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۱۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۲۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۳۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۴۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۵۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۶۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۷۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۸۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۹۹۔ زکوٰۃ کے بیان میں
 ۱۰۰۔ زکوٰۃ کے بیان میں

نصاب اونٹ کی پانچ مین اور گائے کی تیس اور بکری کی چالیس توجہ اونٹ پانچ سے یا گائے تیس سے یا بکریاں چالیس
کم ہون کو وہ واجب ہوگی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت علیؓ اور جسکے نہون مگر چار اونٹ تو نہین ہوا وہیں ہمدہ مگر یہ کہ چاہے
مالک و سکا یعنی فرس نہین کو وہ اوہمین اور جب ہو جاوین پانچ تو اوہمین ایک بکری ہو اور فرمایا کہ جب ہوں کم چالیس مگر یوں
اوی کے پاس تو نہین ہوا وہیں ہمدہ مگر یہ کہ چاہے مالک و سکا اور فرمایا **و** فی البقر فی کل ثلثین تیبع یعنی گائے میں
تیس مین ایک گائے ہو ایک برس کی اور دوسرے برس میں لگی ہو **ص** ہر پنجے مین اونٹ کے بختی ہوں یا عربی **ف** بختی
اونٹ او سکو کہتے ہین کہ عربی اونٹ اور عجمی سے مل کے پیدا ہوا ہو اور عربی جسکے ما پاپے و نون عربی ہوں **ض** ایک بکری
واجب ہو تو دس مین و بکریاں اور سپدرہ مین تین اور بیس مین چار واجب ہوگی اور چھ پچیس اونٹ ہو جاوین ایک بنت مخاض
یعنی ایک برس کی اونٹنی کہ دوسرے مین لگی ہو چھتیس تک اور جب ہو جاوین تو ایک بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی کہ تیس برس
لگی ہو اور جب چھیا لیس مین تو ایک حقہ یعنی تین برس کی کہ چوتھے مین لگی ہو اور جب اکسٹھ مین تو ایک جذعہ کہ چار برس کی یا پنج
مین ہو اور جب چھتر ہوں تو دو بنت لبون اور جب اٹانوے ہوں تو ایک سو بیس تک دو حقہ پھر اسی طرح ہر پنجے مین ایک بکری
پھر ایک سو بیس تالیس مین ایک بنت مخاض اور دو حقہ اور ڈیڑھ سو مین تین حقے واجب ہونگے پھر ہر پنجے مین ایک بکری پھر
پچیس مین ایک بنت مخاض اور چھتیس مین ایک بنت لبون پھر ایک سو چھیا تو مین دو سو تک چار حقے واجب ہونگے پھر بعد
دو سو کے پنجے سے شروع کیا جاوے گا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا **ف** اور ایسا ہی وارد ہوا حدیث میں اور
اسمین خلاف امام شافعی کا ہی **و** اللہ اعلم **ص** اور جب تیس گائے ہوں یا پچیس تو ایک تیبع یعنی ایک سال کا دیکھ اور جب
چالیس مین تو ایک سستہ یعنی دو برس کا پڑ یا پڑوا اور پھر ساٹھ تک حساب لگا کرے توجہ ساٹھ ہو تو تیبع دے اور تیر تک پھر ستر
ایک سستہ اور ایک تیبع دے پھر چھ اسی ہوں تو دو سستے اور جب نوے ہوں تو تین تیبعے اور جب سو ہوں تو دو تیبعے اور ایک سستہ اور
ایک سو دس مین تو ایک تیبعہ اور دو سستے پھر جب سو اور بیس مین چار تیبعے یا تین سستے دیکھ اسی طور سے ہر ایک تیس مین تیبعہ اور ہر
چالیس مین سستہ دیکر لگایا اور چالیس مین یا پچیس مین تو ایک بکری ہو پھر ایک سو اکیس مین دو بکریاں پھر جب دوسو اور ایک بکری
تین بکریاں دے پھر جب چار سو ہوں تو چار بکریاں دے پھر اسی طرح ہر سیکڑے مین ایک بکری دیا کرے **ف** اور ایسا ہی شد
مین آیا ہی روایت کیا او سکا بودا و نے حضرت علیؓ سے اور اسناد او سکا ضعیف ہی اور مروی ہی کہتا ہے حضرت ابو بکر مین آنحضرت صلی
علیہ وسلم سے ایسا ہی ذکر کیا او سکو بھاری **ص** اور جو چتر یا گدے تجارت کے نہیں ہین اونہیں زکوۃ واجب نہیں مگر یہ کہ تجارت
کے لیے ہوں **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نازل ہوا حجیا اوہمین کچھ اور جب تجارت کے لیے
ہوں تو زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ حال او کا مثل حال اور اسوال کے ہو **ص** اور اونٹ گائے بکری اگر گھر سے اونکو کھلایا جاوے
اور چارہ دیا جاتا ہو تو اونہیں زکوۃ واجب نہیں اور یہ جو کھانین گذرین جب ہین کہ وہ جانور سوائے غنیمت کے چرائے جاتے ہوں
اکثر مین سال کی اور جو جانور کہ کام کے لیے ہین جیسے بیل جو تنے کے یا دھڑ لانے کے لیے تو اونہیں بھی زکوۃ دینا
بکری کے اور اونٹ کے اور گائے کے بچوں مین جتنے چاہے ہوں زکوۃ نہیں مگر بڑے کی تعیت مین مثلا چالیس مین
بکریوں کو اور پانچ مین اونٹوں کے اور تیس مین گایوں کے اگر ایک بھی بڑا ہوگا تو زکوۃ واجب ہوگی اور بڑے اگر نہ ہو تو نہ

تو زکوۃ واجب نہیں اور زری یاد ہو تو بھی ایک روایت میں واجب نہیں اور اگر زیادہ ملے چھ ہون ہر گھوڑے میں ایک دینا لازم آوے گا یا دو کی قیمت لگا کے اگر نصاب ہو تو چالیسواں حصہ لازم آوے گا **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور قول امام کا یہی ہے اور کہا صاحبین نے نہیں کہ وہ ہر گھوڑے میں کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ زمین ہر صدقہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں روایت کیا اور گھوڑے میں سلم وغیرہ ہائے اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اسکا وہ گھوڑا ہے جو واسطے جاہی کے ہو اور ایسا ہی منقول ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یا وہ جو گھر میں کھاتا ہو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑے پر دینے میں ایک دینا ہی یاد دہم کر کیا اس حدیث کو شیخ تقی الدین نے امام میں دارقطنی سے روایت جابر رضی اللہ عنہ اور بعضوں نے کہا کہ پہلے واجب تھی زکوۃ گھوڑوں میں پھر منسوخ ہو گئی جیسا کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضرت نے تحقیق کہ سینے ساق کی تیسے زکوۃ گھوڑے اور غلام کی تو کھالو صدقہ دہا ہم میں اور یہ صحیح نہیں کیونکہ جائز ہے کہ غلام چارہاں سے ہو اور حدیث دارقطنی نا صحیح اس حدیث کی ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر جو روایت کیا دارقطنی نے زہری سے کہ سائب بن زید خبر دی او کو کہا کہ دیکھا سینے باپ اپنے کو کہ کھڑا کرتے تھے گھوڑوں کو پھر دیتے تھے صدقہ اسکا حضرت عمر کو اور حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا ہی روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کیا عبدالرزاق ابن جریر سے انھوں نے ابن شہاب کہ عثمان رضی اللہ عنہ لیتے تھے گھوڑوں کا اور سائب بن زید نے خبر دی اسکو کہ عمر بن خطاب لیتے تھے صدقہ گھوڑوں کا کماز ہر سنی نہیں جانتا ہوں میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت رکھا ہو صدقہ گھوڑوں کا اور روایت کیا امام محمد نے انہا میں ثنا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابن ابراہیم التیمی انہ قال فی الخیل الشاکسة التي یطلب نسکھا ان شئت فی کل فرس دینار او عشرة دراهم وان شئت فالغنمة فیکون فی کل ما فی ذرکم خمسة دراهم فی کل فرس ذکر او انثی انتہی یعنی جو گھوڑے چرنے والے کہ طلب کی جاوے اولاد او کی اگر چاہے ہر گھوڑے میں ایک دینار یاد دہم اور اگر چاہے تو قیمت کے حساب سے ہر دو سو درہم میں پانچ درہم ہر گھوڑے میں نہ کر ہو یا مونث اور روایت کیا دارقطنی نے کہ مشہور کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ شہر کہ ہر گھوڑے سے دس درہم لیے جاوے **ص** زکوۃ اور کفارہ اور نذر اور عشر میں قیمت کا بھی دیدینا درست ہے اور جو صدق یعنی صدق لیتا ہو حاکم کی طرف سے اسکو چاہیے کہ اوسط مال کیو تو اگر اوسط ملے ادنیٰ لیوے اور کی کیو یا اعلیٰ کیو اور جو بڑھ دیکو **ف** اور اوسط مال اسواسطے لیوے کہ فرمایا حضرت نے واسطے معاذ کے نہ تو اچھے مال انکے اور ایسا ہی مروی ہے سنن ابوداؤد اور نسائی میں **ص** اور جو مال کہ بیچ سال میں چھ بار اصل نصاب اپنی قسم میں مل جاوے گا مثلاً اس کے پاس اوس سال میں دس سو درہم تھے اور بیچ سال میں سو اور بڑھ گئے تو یہ بھی اربع سو کے ساتھ ملے جاویں گے تو تین سو کی زکوۃ لازم آوے گی اگر چہ اس سو پر پورا سال نہیں گذرا ہے اور زکوۃ نصاب سے متعلق ہوئی اور جو کچھ غنوی اسکا حساب نہیں ملتا جو کوئی چھتیس اونٹ کا مالک ہو تو واجب ایک بنت مخاض ہے چھتیس میں اور جو زیادہ ہیں وہ معاف ہیں یہاں تک کہ اگر اس سال میں دس ہلاک ہو جاوے زکوۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور اگر بعد ایک سال کے تمام نصاب ہلاک ہو جاوے زکوۃ ساقط ہوگی اور اگر بعض ہلاک ہو تو جتنا ہلاک ہو اسکی زکوۃ ساقط ہوگی اور اپنے جو کچھ نصاب سے ہلاک ہو کر اسکو غنوم میں نہ کرے بجاوے اس کے اوس نصاب میں جو غنوم سے متصل ہے بعد اس کے اوس نصاب میں کہ اوس سے متصل ہو مثلاً اگر ساٹھ

بکریوں میں سے جس کریان ہلاک ہو جاوین یا چھ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو چالیس کریوں پر اور پانچ اونٹ پر ایک کبری باقی رہیگی اسی طرح اگر چالیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہو جاوین چار کو حضور میں صرف کریں اور گیارہ کو چھتیس میں لکھو جس متصل ہو تو چھتیس اونٹ رہ جاویں گے اور ان میں ایک بنت خاص لازم آویگی اور اگر چالیس اونٹ سے بیس ہلاک ہو تو چار حضور میں صرف کیے جاویں گے اور گیارہ اونٹ نصاب میں جو عنق کے قریب ہی اور پانچ اونٹ نصاب میں جو اونٹ نصاب سے قریب ہی میان تک کے بیس اونٹ میں چار کریان باقی رہ جاویں گی اور چھتیس ہلاک ہوں پندرہ رہ جاویں گی تو تین کریان لازم آویگی اور چھتیس ہلاک ہوں دس رہ جاویں گی تو دو کریان لازم آویں گی اور چھتیس ہلاک ہو جاوین پانچ رہ جاویں گی تو ایک کبری لازم آویگی میان تک کے نصاب سے زیادہ رہ جائے اور باقی اس کے لینا خرچ کا امام کو پہنچتا ہو اور اسی طرح دسواں حصہ خارج کا اور زکوۃ سواٹم اور زکوۃ مالون تجارت کی سب امام لے لیا تو اگر باغیوں نے خرچ لے لیا تو مالکوں سے دوسری بار نہ لیا جاوے گا کیونکہ خرچ حق لڑنے والوں کا ہو اور وہ کافروں سے لڑنے میں اور اگر زکوۃ مال تجارت کی لے لی اور زکوۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی مالکوں سے دوبارہ نہ لیا جاوے گا اور اگر انھوں نے اس کے مصروف میں صرف نہیں کیا تو ان لوگوں کو چاہیے کہ چھپکے سے دوبارہ زکوۃ دیوں اور اسی پر فتویٰ ہے ابو یوسف کے نزدیک ان کو بھی دینا لازم نہیں اور حضور کے نزدیک اگر ان کو دینے کے وقت نیت تصدق کی کرینگے تو زکوۃ اون سے ساقط ہو جائے اور شیخ ابو منصور راتریدی اس کو قبول نہیں کیا **ف** اور باقی تفصیل اس کی اصل میں لکھی ہے بنیاس عجیبہ نظر اس بات کے کہ علوم فہم تھارک کیا **ص** اور جو مال کا تغلبی ہو تو اس کے مال سے جزیہ نہ لیا جاوے گا اور عورت تغلبی کے مال سے مثل ان کے مردوں کے لیا جاوے گا جاتا ہے کہ تغلبی منسوب بہ طون بنو تغلب کہ کہ ایک قوم تھی مشرکین سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جزیہ طلب کیا انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ دینا چاہتے تھے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی جزیہ ہے تیرے چوتھے چوتھے چوتھے چوتھے چوتھے اس کا تو جب ان سے زکوۃ کے دو فی صد صلح ہو گئی **ف** ان کے زکوۃ سے نہیں لیا جاوے گا اور عورتوں سے لیا جاوے گا اور جو صاحب نیکان ہو اور اس کو ایک سال کے پہلے یا زیادہ زکوۃ کا دیدینا اور بھی اس کو کوئی نصاب ہون کی زکوۃ کا دیدینا درست ہو شکاؤ کے پاس صدقہ اور اس سے کوئی نصاب ہون کی زکوۃ اوس میں سے ادا کی اور بعد اوس کے وہ نصاب و سکول ملی پہلی زکوۃ اوس سے بھی کافی ہوگی اور چوتھی ایک نصاب مالک نہیں اور وہ پیشینہ نصاب ہون کی زکوۃ دے تو درست نہیں **ف** پہلے سال سے زکوۃ دیدینا ہوا سطلے درست ہو کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی عبد اللہ بن عمر بن العاص کہ پوچھا عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی علیہ السلام سے زکوۃ جلدی دینے میں قبل گزرنے سال کے واسطے مسارعت کے طرف نیکی کے تو لذن دیا آپ نے ان کو **ص** نصاب ہونے کا بیشقال جو اور چاندیکادوسی درم کہ ہر دوسرے سال شقال کے ہوں اور اس میں کو وزن سب سے کہتے ہیں تو ایک ماہ آٹھ اونٹ پانچاں حصہ شقال کا ہو دیکھا تو دس مہ سات شقال کے ہوں اور شقال میں قیرا کا ہوتا ہے اور دس مہ چودہ قیرا کا اور قیرا پانچ جو کا ہوتا ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے نہیں کہ پانچ اوقیہ سے چاندی میں زکوۃ اور ذکر کیا اور پہنچے اس میں شکاؤ اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دوسرے درم ہو اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور اوس میں کہ کھالو صدقہ چاندیکادوسی مہ میں ایک درہم اور نہیں ہے ایک سو نوے مہ میں کچھ اور جب دوسرے ہوں تو اوس میں پانچ درہم اور روایت کیا دارقطنی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا سات مہ میں چالیس اوقیہ سے چاندی میں زکوۃ دینا کہ لیوے

ابن ابی نعیم

ہرچالیس دینار میں سے ایک دینار اور ہر دس درہم سے بائیس درہم اخیر تک اور وہ ضعیف ہو ساتھ عبد اللہ بن شیبہ کے اور روایت کیا دارقطنی نے حضرت عائشہ اور ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے ہر مئید دینار سے آدھا دینار اور چالیس دینار سے ایک دینار اور ضعیف ہو ساتھ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع کے اور دینار ایک مثقال کا ہوتا ہی اور روایت کیا ابو احمد بن زنجویہ نے کتاب الاموال میں عمرو بن شعیب سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہو وہ سودیہ کم میں کچھ اور بیس مثقال سے کم سونے میں کچھ اور وہی میں بائیس درہم ہیں اور بیس مثقال میں آدھا مثقال ہی اور اسناد او کا ضعیف ہی اور روایت کیا ابو داؤد و ترمذی میں اور انسائی نے دیات میں عمرو بن حزم سے اور اوسین سے کہ فرمایا آپ نے ہجرت میں ایک دینار ہی اور یہ حدیث ثابت ہے اور کہا ابن المہامی نے وھو حدیث لا شک فی ثبوتہ علی ما قد متناہ فیہ یعنی یہ وہ حدیث ہے کہ نہیں شک ہے اور میں جیسا اوپر پہنچے او کو بیان کیا **ص** سونا یا چاندی میں سکہ دار اور معمول ہو یا ولا ہو چالیس دینار حصہ زکوۃ میں واجب ہوتا ہے **ف** تو اگر زیور چاندی یا سونے کا ہو گا زکوۃ واجب ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک نہیں واجب ہی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے حدیث روایت کیا ابو داؤد اور انسائی نے کہ ایک عورت آنی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی اور اس کے ہاتھ میں دو کنگن تھے سوئے سونے کے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی سے کیا ادا کرتی ہو تو زکوۃ اس کی کہا نہیں کہا کہ آسان ہے بلکہ کہ چھوٹا اس کے ہاتھ میں دو کنگن دن قیاس کے ال کے کہا اور کہا کہ اتوار او کو اٹھائے اور پھینکے یا حضرت کے سامنے اور کہا کہ یہ دو خون واسطے آئندہ اور رسول کے ہیں کہا ابو الحسن قطبان نے سنو لو کا صحیح ہی اور کہا منذری نے مختصر میں کہ نہیں ہر کنگن کو اس کی اسناد میں اور سن ترمذی میں ہی ابن ہب سے کہ آئیں دو عورتیں جنت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ذکر کیا اوس حدیث کو اور اوسین سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر زکوۃ تو اس کی پورچہ ضعیف کیا او کو ترمذی نے اور کہا کہ نہیں صحیح ہے اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ملو یہ ہے کہ اس طریقہ سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہے فی در خطا ہے کہ منذری نے شاید قصد کیا اوستے اوں کو طریقوں کو جو ذکر کیا تو کیا اور طریقہ ابو داؤد کا نہیں ہے اوسین اور کہا ابن القطان نے بعد صحیح کے حدیث ابی داؤد کو کہ ضعیف کیا ترمذی نے اس حدیث کو اس واسطے کہ نزدیک اوستے اوسین دو ضعیف ہیں ابن ابی نعیم اور ثنی بن الصباح اور روایت کیا ابو داؤد نے بعد عبد بن شہد سے کہا کہ داخل ہوئے ہم حضرت عائشہ سے کہ داخل ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رکھیں پھر ہاتھ میں بڑی بڑی انگوٹھیاں چاندی کی سو فرمایا کیا ہی یا عائشہ سو کہا میں نے بنایا سینے او کو کہ زکوۃ میں اس واسطے تھا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ ادا کرتی ہو زکوۃ تو اس کی کہنا نہیں فرمایا کہ وہ کافی ہے بلکہ آگ کے لیے اور روایت کیا ابو سکوما کہ نے اور صحیح کیا او کو اور ضعیف کیا او کو دارقطنی نے اس طرح کہ محمد بن علی جہول ہو چکا کیا او کو باقی اور ابن القطان نے کہ محمد بن عمرو بن عطاء اللہ لوگوں میں سے ہیں اور لیکن وہ او کی اسناد اپنے دادا کی طرف منسوب ہے اس واسطے دارقطنی نے او کو مجہول جانا اور متابعت کی او کی جہاد حق نے اور بیان کیا ابو داؤد میں اور بیان کیا او کو شیخ نے اوس کے محمد بن ادریس اسدی نے اور ماہر تہذیبی میں امام حرج جو قدیل کے اور روایت کیا ابو داؤد امام طحاوی سے کہا کہ میں پہنچے تھی اوضاح سونے سے اور اوضاح ایک قسم زیور کی ہے سو کہا میں نے کہ اسے رسول اللہ کیا کہ تیری فرمایا کہ جو پہنچے یہاں تک کہ ادا کی جاوے زکوۃ اس کی اور زکوۃ اس کی ہی جاوے تو وہ کمتر نہیں ہے اور اگر کسی سے

ابن ابی نعیم

ابن ابی نعیم

محمد بن علی

عن ابن عمر
عن ابن عباس
عن ابن عمر
عن ابن عمر

مراویہ ہو کہ روکنا چاندی اور سونے کا اور زکوٰۃ نہ دینا اس کی گناہ ہے اور آخر حج کیا اوس کا حکم نے مستدرک میں محمد بن ماجہ سے
انھوں نے تابع سے اسی سنا ہے اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط بخاری اور لفظ اوس کا یہ ہے کہ جب داک کی جاو زکوٰۃ اوس کی تو وہ
کفر نہیں ہو لیکن کہا بیہقی نے نہ متفرق ہو اساتھ اوس کے ثابت بن جہلان اور کہا صاحب تنقیح نے یہ کچھ ضرر نہیں کہ لکھنا ثابت بن جہلان
روایت کیا اوس سے بخاری اور توثیق کی اوس کی ابن عیینہ نے اور وہ جو کہا عبد الحق نے کہ نہیں جبت پکڑی جاو لی ساتھ اوس کے
قول ہی ضعیف نہیں کہا کیسینا اور انکار کیا اوس پر شیخ تقی الدین ابن دقیق اچھا ہے اور وہ جو کہا ابن الجوزی کہ محمد بن جہلان
اسناد میں کہا ابن جہلان کہ بتا تا ہی احادیث کو اور نسبت کر تا ہی اوس کی طرف نقائص کے کہا صاحب تنقیح نے یہ وہم ابن الجوزی
قیح ہے اس واسطے کہ محمد بن جہلان کذاب وہ اور ہے اور یہ جو روایت کر تا ہی ثابت بن جہلان سے فقیہ ہشامی ہے روایت کیا اوس سے
مسلم نے اور توثیق کی اوس کی احمد اور ابن عیینہ اور ابو زرہ اور دحیم اور ابو داؤد وغیرہم نے اور عتاب بن بشیر روایت ابو داؤد
میں توثیق کی اوس کی ابن عیینہ نے اور روایت کیا اوس سے بخاری نے ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہے جابر انھوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ نہیں ہے زبور میں زکوٰۃ کہا بیہقی نے باطل ہے نہیں ہے اصل اوس کی باور ذکر کیا اوس کو شوکانی نے موضوعات میں
اور یہ مروی ہے جابر کا قول اور جو آثار کہ مروی ہیں ابن عمر اور حضرت عائشہ اور اساتھ سو وہ موقوف ہیں اور معارض ہیں ان کے
اور آثار روایت ہے حضرت عمر سے کہ انھوں نے لکھا ابو موسیٰ اشعری کو کہ زکوٰۃ دیوین عورتیں اپنے زیورون کی روایت کیا اوس کو
ابن ابی شیبہ نے اور ابن سعد و شمس کے کہ زیور میں زکوٰۃ ہے روایت کیا اوس کو عبد الرزاق نے اور لکھا عبد اللہ بن عمر نے طرف
بیوی سالم کے کہ کھالے زکوٰۃ اپنی بیٹیوں کے زیورون کی روایت کیا اوس کو دارقطنی نے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عطار
اور ابراہیم اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شداد کہ کہا انھوں نے وَفِي الْحُلِيِّ زَكَاةٌ يَعْنِي زِيُورِ مِزْنِ كَوْتِ هِرَاقِ
بھی روایت کیا عطار اور ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے جاری ہوئی سنت کہ زیور میں زکوٰۃ ہے اور بہت سے آئے اس باب میں
اور وہ جو روایت کیا مالک نے ابن عمر اور حضرت عائشہ سے کہ نہیں ان کی انھوں نے زیور میں زکوٰۃ معارض ہے اوس کے جو اوپر گذرا تو صحیح
مذہب امام صاحب ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَ عَلَیْہِ السَّلَامُ **ص** اور ایسا ہی اسباب تجارت میں بھی چالیسواں حصہ دیا جاوگا
اور چالیسواں حصہ درہم سے کریگے اگر اوس میں فقیرون کو نفع ہو کہ یادینا سے کریگے اگر اوس میں زیادہ نفع ہو اور جب نصاب
پانچواں حصہ بڑھباو لیکھا تو اوس میں بھی حساب سے زکوٰۃ واجب کی جیسے دوسرے درہم میں چالیس بڑھ جاوین تو ایک درہم اور زکوٰۃ
میں دس پار لکھا اور جو اتنی بڑھیں دو بڑھاوینگے اور اگر پانچویں حصہ سے نصاب کم بڑھیں تو کچھ لازم نہیں آتا **و**
صاحبین کے نزدیک جو دوسو پر زیادہ ہو تو زکوٰۃ اوس کے حساب سے واجب کی جاوے پانچواں حصہ یعنی چالیس درہم پور ہو
یا نہون اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور دلیل اوس کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو زائد ہو دوسو پر تو زکوٰۃ اوس کی
اوس کے حساب سے ہے اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مسافروں کے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَنْ لَا يَأْخُذَ فِي الْكُسُودِ شَيْئًا يَعْنِي حُكْمُ كَيْفَاؤُنْ كُنُوْنِی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیوے کے کسور سے
کچھ یعنی چالیس تک جو چھریں کسرت واقع ہیں ان میں زکوٰۃ نہ دی جاوگی مثلاً دوسو پر بیس تین تو پانچ درہم اور آٹھاد درہم کو
اور دس تین تو پانچ درہم اور تیس بڑھیں تو تین حصے درہم کا اور روایت کیا ابن عمر سے کہ دارقطنی نے معاذ سے اور

مسائل میں

ضعیف ہے ساتھ سنہال بن خرم کے اور کہا عبدالمحق نے احکام میں کہ روایت کیا ابو اویس نے عبد اللہ اور محمد بن اسحق نے اپنے اپنے داوا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لکھی آپ نے کتاب اسطے عمرو بن خرم کے کہ نہیں ہے چنانچہ صدقہ یہاں تک کہ پہنچے دوسرے کو تو اوس میں پانچ ہیں اور ہر چالیس میں ایک ہی اور زمین ہر چالیس سے کم میں صدقہ اور وہ کتاب بن خرم میں بروایت نسائی اور ابن حبان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیہ میں چاندی پانچ درہم ہیں اور جو زیادہ ہو تو ہر چالیس سے ایک درہم ہو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیثنا عبد اللہ بن محمد بن سلیمان عن عائشہ عن الحسن قال کتب عمر بن الخطاب فی فساد علی الیامانین فی کل اربعین درہم ہما درہم یعنی لکھا حضرت عمرؓ نے فساد ابی موسیٰ اشعری کے اور لیکن جو زیادہ ہو دو سو درہم ہر چالیس درہم میں ایک درہم ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اڑچو تھما حدیث میں ہے کہ کابنی چالیسوں حصہ ہر چالیس حصہ سے ایک حصہ اور اگر درم میں کچھ غل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہو اوی کا اعتبار ہو گا اور اگر غش یعنی تانبہ وغیرہ زائد ہو تو انکی قیمت لگائی جاوے گی اور اگر نصاب کا بیچ سال میں نقصان ہو جائے اور پھر آخر سال میں پورا ہو جاوے رکوع واجب ہوگی مثلاً اگر اوس کے پاس اوس سال میں نصاب یعنی بیس دینار موجود تھے پھر سال کے درمیان میں کم ہو گیا اور پھر آخر سال میں بیس دینار ہو گئے زکوٰۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملایا جاوے گا اور اسباب و نون کی طرف ملایا جاوے گا مثلاً اگر اوس کے پاس دس دینار اور نوے درہم تھے قیمت اوسکی دس دینار میں زکوٰۃ امام صاحب کے نزدیک واجب ہوگی اچھا جو کچھ نزدیک نہیں واجب ہوگی اور جب اوس کے پاس دس دینار اور سو درہم تھے کچھ نزدیک نہ تھے واجب ہوگی

باب عاشر کے بیان میں

عاشر اوس شخص کو کہتے ہیں جسکو بادشاہ نے راہزیر تاجروں کے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی تاجر نے عاشر سے کہا کہ تمام سال میرے اوپر زمین گندہی یا قرض سے میں فارغ نہیں ہوں یا سوا سوا تم کے اور مال میں کہا کہ شہر میں فقیروں کو دیکھا ہے تو عاشر اوس کے قول کو بغیر قسم کے قبول کرے اور اگر کہے سوا تم میں کہ فقیروں نے دیکھا ہے تو اوس کا قول سچ نہ لے کیونکہ سوا تم فقیروں کو دینا درست نہیں بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے کہ وہ اوس کو صرف میں اوس کے صرف کرے اور اگر دعویٰ کیا کہ زکوٰۃ اس سال کی میں جو کچھ عاشر کو دے چکا ہوں اگر وہ عاشر اوس سال کا عاشر تھا تو قول اوس کا ساتھ قسم کے مان لینگے اور اوس عاشر سے نہ پوچھا اور میں قبل سلطان کا اعتبار کیا جاتا ہو ذمی کا بھی اعتبار کیا جاوے گا نہ حربی کا اگر حربی اگر اپنی لونڈی میں کہے کہ یہ میری ام ولد ہے تو سچ جانا جاوے گا اور اوس کچھ نہ لیا جاوے گا اور مسلمان سے عاشر چالیسوں حصہ لیوے اور ذمی سے بیسوں اور حربی سے چوائے اگر مال اوس کا نصاب کو پہنچ جاوے اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمرؓ نے روایت کیا امام محمد نے حضرت عمرؓ سے کہ چھ ماہ ہونے لگے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ اسے مسلمانوں کے مال سے جب تجارت کے لیے ہوں چوتھا حصہ دس حصوں میں اور ذمی کے مال سے آدھا حصہ دس حصوں میں اور حربی کے مال سے دسواں حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اوس کو عبد الرزاق نے اور ابو یوسف نے قالہ اعلم ص ما وجہ کافر ہمارے تہجد سے لیتے ہیں معلوم نہ ہو کہ اور اگر معلوم ہو جاوے تو ہوتا ہی ہم بھی اونسے لیوینگے اگر کل مال نہ لیتے ہوں تو اگر اہل حرب ہمارے مال میں ہیں تو ہمارا عاشر حربی سے کل مال لیوے گا اور اگر نصاب کم ہو تو اونسے نہ لیا جاوے گا اگرچہ اوس نے تو اکر کیا باقی نصاب کا کہ گھر میں ہو اور اگر اہل حرب ہم کو اونسے کچھ نہیں لیتے تو ہم بھی اونسے لیتے

ذمی اوس کا ذکر
کتنے میں ہے
اسلام میں ان
ذمی کی ہوا
اوس کی ہوا
لہذا حربی سے
ان ذمی کی ہوا
منہ غرض کہ
۱۸۴
وہ ذمی کی ہوا
لکھا کہ اگرچہ
منہ غرض کہ

لال
مال کی زکوۃ
تھا جو کہ
انہی میں سے
مذکور ہے
اس کے
سلی احادیث
کی سے تو یہ
عبد اللہ بن

عمران بن قیس
عمران بن قیس

اور اگر حربی سے عشرے لیا اور پھر قبل سال گذرنے کے پھر عاشر یا س گنہارا اگر دارا محرب ہے آیا ہو تو اس سے دو بار دسواں حصہ لیا جاوے گا اور اگر نو گنہ کے لئے وطن جاتا ہو تو نہ لیا جاوے گا اور جو دمی شراب لیکے گذرے تو بیسواں حصہ لیا جاوے گا اور سو میں کچھ نہ لیا جاوے گا قطع شراب یا سو کو یا دونوں کو بجاوے یا امام ابو حنیفہ کا مذہب ہو اور شافعی کے نزدیک کسی کا بیسواں حصہ لیا جاوے گا اور نزدیک امام زفر کے دونوں کا لیا جاوے گا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر دونوں کو لیکے گذرے تو دونوں کا بیسواں حصہ لیا جاوے گا اور اگر قطع شراب لیکے گذرے تو نہ لیا جاوے گا اور اگر قطع شراب لیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص اپنی منشاء سے لے کر شافعی کے مذہب ہو تو اس سے عاشر کچھ لے لیا جاوے گا کہ وہ مال اس کے پاس نہ ہو مگر یہ کہ مال منشاء میں لگا ہو کا قطع شراب کو پیچھے تو اس کے حصے کے مطابق ہو لیا جاوے گا اور اگر کوئی غلام یا دونوں گنہارا کو اگر قرضہ ہو تو کچھ نہ لیا جاوے گا اور اگر قرضہ نہ ہو تو اگر سولی اور کھانڈ کے ساتھ ہو تو لیا جاوے گا اور اگر ساتھ نہ ہو تو نہ لیا جاوے گا

باب رکاز کے بیان میں

رکاز اس مال کو کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو تو کان پیدا ہوتی ہو اور خزانہ رکھا جاتا ہو کان سے کنی اور اس کے زمین خراج یا خمیری میں ہو یا پانچواں حصہ واجب ہو تا مؤلف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکاز میں پانچواں حصہ ہی اخراج کیا او سکما صحیح مستہ والون نے **ف** اور باقی سب اپنے والوں کا ہے اگر لوں میں کا کوئی مالک نہیں ہو اور اگر وہ زمین کی مالک ہو تو باقی مالک کو ہو اور اگر کسی کے گھر میں کچھ نکلا تو اس میں کچھ واجب نہیں ہوا اور اگر اپنی زمین میں پایا تو اس میں ایک وایت میں کچھ لازم نہیں آتا اور ایک میں لازم آتا ہے اور دونوں اور عزیز و فیر و مک میں اگر پہاڑ پر طبعی تو زکوۃ ان میں نہیں **ف** اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الخمس فی النجی یعنی نہیں ہے پانچواں حصہ پھر میں اور یہ حدیث ہر ایسے میں ہے اور اس لفظ سے زمین ملی مان وایت کیا ابن ہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لا زکوۃ فی النجی یعنی نہیں ہے زکوۃ پھر میں دو طریقوں سے اور دونوں ضعیف ہیں پہلا بسبب عمر بن ابی حمزہ کلاعی کے اور دوسرا ساتھ محمد بن عبد اللہ عزمی کے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عکرمہ سے کہ نہیں ہے موتی اور زرمو میں زکوۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہوں اور ایسا ہی ہے جو میں اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور محمد کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زبور کی قسم سے دیا سے نکالی جاوے اس میں پانچواں حصہ اور اس واسطے کہ حضرت عمر نے لے لیا خمس عشرے اور یہ حدیث بیہمین ہے اور روایت کیا او سکوفاسم بن سلام نے کہ لا مال میں لیکن اسناد او سکما ضعیف ہے علاوہ اسکے کہ ما شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے علی آن نبی کہ عمن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیحہ اصلاً اتھی یعنی ثبوت اس حدیث کا عرضی اللہ عنہ نہیں صحیح ہوا مگر لیکن روایت کیا عبد اللہ بن ابی شیبہ نے کہ لا زکوۃ فی النجی **ف** سماعہ بن الفضل عن محمد بن عبد العزیز أنہ أخذ من العنبر الخمس یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عکرمہ سے پانچواں حصہ اور حسن بصری اور ابن شہاب زہری کا کہ انھوں نے عنبر و موتی میں پانچواں حصہ ہے اور روایت کیا شافعی ابن عباس سے أنہ اذہب بن سعدی کان حاکماً لا یعذب سأل ابن عباس عن العنبر فقال لو کان فیہ شیء فاکم خمس یعنی پانچواں حصہ اس سے عکرمہ کا کہ اگر ہوا اس میں کچھ تو پانچواں حصہ ہے اور اس سے شک معلوم ہوتی ہے کہ دلیل جاری یہ ہے جو روایت کیا ابو حنیفہ نے کتاب الاصول میں اور شافعی نے بھی ثمان ابن ابی مسعود عن داود بن عبد اللہ عن الطائری عن عمن وبن دینار عن محمد بن عمار عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یس فی العنبر الخمس

اور ایسا ہی روایت کیا ترمذی نے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا ابن ماجہ نے اس حدیث کو بسند صحیح کہا اور اسے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ شَنَاوِيُّ بْنُ كَثِيرٍ شَنَاوِيُّ الثَّمَالِيُّ شَنَاوِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْقُسْرَ
 یعنی ایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے دھواں حصہ اور یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں اور اسی لازم ہے جسکا کہنا
 اور اسناد اسکا صحیح ہے اور روایت کیا ابن ماجہ ابو سیدہ جوسی سے کہ کہا میں نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ شہد کو
 فرمایا کہ ادا کر عشر کو یعنی دسویں حصے کو سو کہا پس نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تو میرا واسطے سو کی آپ نے اور ایسا ہی روایت کیا
 اسکو امام احمد اور ابو داؤد و طحاوی نے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اپنے مسند میں کہا یہ حدیث صحیح ہے جو روایت کیا گیا
 واجب ہے عشر میں اور وہ قطع ہے کہ ترمذی نے پوچھا میں نے محمد بن اسماعیل سے اس حدیث کو سو کہا کہ منقطع ہے سلیمان بن موسیٰ نے
 نہیں پایا کسیکو صاحب سے اور زمین پر صحیح شہد کی زکوٰۃ میں کچھ اور روایت کیا مثل اسکے طبرانی نے معجم میں اور تفسیر کی
 اسکی شیخ ابن الہمام نے واللہ اعلم بالصواب لیکن حق یہ ہے کہ ان سب احادیث سے زکوٰۃ شہد کی ثابت ہو گئی اگرچہ ایک ایک
 حدیث سے ثابت نہ ہو اور دوسرے کہ حدیث عمر بن شعیب کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ صحیح ہے اسناد اسکا اور زمین پر پایا گیا آٹھویں
 کوئی قدح **ص** اور سنہ ۱۰۰۰ میں یا جو چیزیں کہ برس بھر زمین میں ہیں صاحبین اور شافعی کے نزدیک صدقہ نہیں اور امام صاحب
 نزدیک واجب ہے کہ مالک بن زید وغیرہ کا فقیر کو صدقہ دینا کہ بادشاہ اسکو لے لے ایسا ہی لکھا ہے اسرار میں قاضی امام ابو زید جوسی
ف اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو اوپر گزری کہ جو اگلا دے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو او سمین دھواں حصہ ہوا
 اطلاق حدیث کا افیکہ نزدیک حجت ہے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے جو جامع ترمذی میں ہے حدیث معاذ سے کہ نہیں ہے سنہ ۱۰۰۰ میں
 صدقہ اور کہا کہ نہیں ہے اسناد اسکا صحیح اور زمین پر صحیح ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اس باب میں اور روایت کیا عالم
 نے یہ مضمون اور صحیح کیا اسکو اور غلطی کی اسے اسناد میں اسکی اسحق بن یحییٰ متروک ہے ترک کیا اسکو احمد اور نسائی وغیرہ نے
 اور اچھی اس باب میں ایک حدیث ہے روایت کیا جسکو دارقطنی نے موسیٰ بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ
 لیا جاوے سنہ ۱۰۰۰ میں صدقہ اور مرسل ہے کہ نزدیک حجت ہے **ص** اور لکڑی وغیرہ جیسے نکل یا گھانسن میں صدقہ واجب نہیں اور
 جو کہ زمین سے نکلے لہر ڈول یا دولا ہے پانی یا جاوے تو او سمین بیسواں حصہ یا جاوے تو پہلے صدقہ دے لین اور بعد اس کے کلشنے
 وغیرہ کی ضروری نکالیں **ف** اور دلیل اسکی اوپر گزری **ص** اور جو زمین عشری قطعی کی ہے او سمین سے جو نکلے تو پانچواں
 حصہ لازم آوے گا اور مرد اور عورت سب لے کر برابر ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہو یا اسکو مسلمان یا ذمی خریدے کیونکہ اگرچہ مسلمان
 حصہ لازم آتا ہے ہر کوں پر تو ان کے ہر کوں پر اسکا دونا لازم آوے گا اگرچہ مسلمان ہو یا زمین طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے
 نزدیک اگر مسلمان ہو یا تو دھواں حصہ لازم آوے گا اور عشری زمین کو ذمی نے خریدا تو وہ خراجی ہو جاوے گی اور اگرچہ اسکو مسلمان
 نے لیا تو ہر عشری ہو جاوے گی **ف** زمین عرب کی اور جو زمین کہ اہل اس کے اسلام لائے اور وہ زمین کیا اسکو بعد فتح کے
 ساتھ غلبہ کے لشکر فتح کیا عشری ہو اور وہ زمین کیا اسکو بعد غلبہ کے انصاف کے غلبہ پر پہنچے دیا اور وہ زمین کہ ان کے ساکنوں سے
 صلح پر خراجی ہے **ص** اگر ایسی زمین کو ذمی نے باغ بنایا خراجی ہو جاوے گا اور اگر اسکو مسلمان نے بنایا تو اگر اسکو خراج کے

ابو زید جوسی

زید بن ریحان

زید بن ریحان ہوا اور اس میں کلام ہوا اور توشیح کی اوسکی ابن معین نے اور کہا ابن جبار نے کہ یہ صدق ہو طواہ اسکے صریح ہے
 بہت طریقے ہیں سب طریقوں میں یہ مرفوع ہوا اور روایت کیا ابوداؤد اور نسائی نے کہ آئے وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 اور حضرت تقسیم کرنے کے لئے اور انھوں نے مانگا آپ سے سو فرمایا آپ نے ولا حظ فیہا لغنی ولا لغنی فیکتب
 یعنی نہیں ہر حصہ میں واسطے غنی کا اور نہ واسطے قوی کما کی کرنے والے کے کما صاحب تفسیر نے یہ حدیث صحیح و امیر کہا
 امام احمد نے یہ حدیث حسن ہوا اسناد اوسکا اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث ساتھ حدیث معاذ کے کہ صدقہ مسلمانوں
 امیروں اور دیگر اوسکی کے فقیروں کو حجت ہوا امام شافعی پر کہ تجویز کیا انھوں نے صدقہ کو واسطے مالدار جہاد کرنے والے کے اور
 دلیل امام شافعی کی یہ ہو جو روایت کیا ابوداؤد اور ابن ماجہ اور مالک نے کہ فرمایا حضرت نے نہیں حلال ہے صدقہ واسطے غنی کے
 مگر پانچ شخصوں کے لیے ایک جو شخص کما حل ہو صدقہ پر اور وہ شخص کہ جس نے خریدہ اوسکو اپنے مال سے اور قرضدار جو کما حل ہو
 اسکی راہ میں اور مسکین کے کسینے اوسکو صدقہ دیا اور اسنے جلے ایک امیر کو تحفہ دیا تو وہ اوس امیر کے واسطے درست ہے جیسا کہ
 حضرت نے برہنہ دیا اوسے ارشاد فرمایا اوس گوشے کے حق میں جو اوسکو صدقہ میں ملا تھا لک صدقہ و کنا ہذیۃ یعنی تیرے
 واسطے صدقہ ہوا اور ہر واسطے یہ ہوا اور ذکر کیا شیخ ابن الہمام نے قیل کو ثبت و کو ثبت فائتہ لم یفوقوۃ حدیث
 معاذ فائتہ رواۃ اصحاب الکتب السبکۃ مع قرینہ من الحدیث الاخر و کو قوی قوتاً لکن صحیح حدیث
 معاذ فائتہ صلی اللہ علیہ وسلم و ما رواۃ ائمہ یعنی یہ حدیث ثابت نہیں ہوا اگر ثابت ہو تو نہ ہوگی قوت اوسکی قوت حدیث معاذ کی ہی ہوا
 کہ روایت کیا اسکو اصحاب کتب سے باوجود اسکے کہ ایک اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے معین ہوا آخر تک ص زکوۃ نبی مانگا
 یعنی حضرت علی اور عباس اور جعفر اور عقیل اور حارث کی اولاد کو اور ان کے غلاموں آزاد کو دینا درست نہیں کیونکہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں حلال ہوا واسطے تمہارے اہل بیت صدقات کچھ اوس واسطے کہ وہ سیل ہوا دیوں کے
 ہاتھوں کا اور تمہارے واسطے پانچویں حصہ میں پانچواں حصہ ہو جو کو غنی کر گیارہ روایت کیا اسکو طبرانی نے اور روایت کیا بخاری
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے ہم اہل بیت ہیں نہیں حلال ہے ہر ایک لیے سیل آدمیوں کا اور روایت کیا مسلم
 نے ایک مضمون طویل اس باب میں اور ان کے مولی یعنی جو غلام اور کما آزاد کیا ہو اوسکو بھی درست نہیں اور روایت کیا ابوداؤد اور
 ترمذی اور نسائی نے ابورافع سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابورافع سے کہ اوسکو مانگا
 واسطے ابورافع کے ساتھ رہ کر کہ کو بھی کچھ اوس سے مانگا ابورافع نے کہ آیا میں حضرت کے پاس اور پوچھا میں نے اوس سے سو فرمایا کہ مولی
 قوم کا وہ ہیں ہوا ہر واسطے نہیں حلال ہے مگر ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح و امیر کہا اوسکو حاکم نے اور ابورافع نام اوسکا اسلام
 اور باب کا نام صمدیہ ہوا اور وہ کاتب تھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ذمی کو زکوۃ کے سوا اور چیزیں دینا جیسے متغیر وغیرہ
 درست ہوا اور زکوۃ درست نہیں کیونکہ حدیث مسند میں ہے کہ صرف کر زکوۃ کو مسلمانوں کے فقیروں میں اور ذمی کما حل ہوا
 اور اگر مالک نصیب لے سیکو زکوۃ دیدی اور پھر معلوم ہوا کہ وہ صرف نہیں جیسے غلام یا کاتب یا کما حل ہوا پھر کو مانگا زکوۃ کو اور اگر
 معلوم ہوا کہ اوسکا باپ یا لڑکا یا غنی یا ذمی یا غنی یا غنی نکلا تو پھر نہ لے زکوۃ کو اور امام ابو یوسف کے نزدیک پھر لے لے اور
 مستحب ہے زکوۃ دینی اتنی کہ ایک دن کو اوس کے سوال سے ہوا کہ لے لو یا رضایا دینا ایک فقیر کو شاد دوسری درہم جبکہ وہ فقیر نہیں

یعنی فقیر کے
 مال میں پانچویں
 حصہ کا پانچواں
 حصہ تھا کہ
 واسطے ابورافع
 منہ مانگا

کر دے اور مال زکوٰۃ کا دوسرے شہر میں بھیجا کر دے مگر اپنے عزیز و کمویا کو جو اپنے شہر سے زیادہ محتاج ہیں

باب صدقۃ فطر کے بیان میں

صدقۃ فطر کا گھون یا او سکے آٹے یا او سکے سنو سے یا سوکے انگوڑے سے یا جو صاع اور خرما یا جو سے ایک صاع اور وہ صاع بہین
 اٹھہر مل یا سو سے سوکے صدقۃ فطر واجب ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زکوٰۃ معید فطر کی یعنی مقبوض
 او سکے پاکی پر واسطے مسلمانوں کے لغو اور رفعت اور کھانا پر واسطے مسکین کے سوچنے والا کیا او سکے قبل نماز کے سو وہ زکوٰۃ
 مقبول ہو اور جس نے ادا کیا او سکے بعد نماز کے تو وہ ایک صدقہ ہے صدقہ تو سن روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابو داؤد اور ابویہ
 اور کما دارقطنی نے کہ نہیں ہے اور ہمیں کوئی معروضہ ضعیف اور وہ جو حدیث صاحب ہدایہ بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں کہ ادا کرو ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے سے آدھا صاع گھون یا ایک صاع گھور سے یا ایک صاع جو
 روایت کیا او سکے ثعلبہ بن صغیر حدیثی یا صغیر حدیثی یعنی اختلاف ہے اس میں کہ عدوی دال سے ہے یا عدوی ذال اور کسے
 تو وہ حدیث موسیٰ بن سنان ابو داؤد اور دارقطنی اور سند عبد الرزاق میں اور اختلاف ہے اس کی نسبت ابن نام اور مز حدیث میں
 لیکن اختلاف نسبت میں سو یہ کہ عدوی ہے یا عدوی ذال کے پیش اور کسے تو بعضوں نے کہا ہو کہ عدوی ہے نسبت ہر
 ساتھ اس کے بڑے دال کے اور کہا ہو کہ عدوی اور یہی صحیح ہے اور ذکر کیا او سکے مغرب غیر میں یا سوچنے والا ابو علی غسانی نے
 عدوی کو اور کنیت اس کی ابو محمد ہے اور اختلاف نام میں سو یہ کہ وہ ثعلبہ بن ابی صغیر ہے یعنی ثعلبہ بن عبد اللہ بن ابی صغیر ثعلبہ
 بن عبد اللہ بن صغیر اور اختلاف میں ہوا ایک روایت میں ہے صدقۃ الفطر صاع تین نمیاؤں فقیر عن کل رأس
 یعنی صدقۃ فطر کا ایک صاع ہے گھور سے یا گھور سے ہر آدمی کے نیچے اور ایک میں ہے صدقۃ الفطر صاع تین نمیاؤں فقیر علی
 کل اثنین یعنی صدقۃ فطر کا ایک صاع ہے گھور سے دو آدمیوں میں کہ صاحب امام نے کہ ممکن ہے تخریف راس کی طرف اثنین کے تہی
 لیکن یہ احتمال ہے کیونکہ اکثر فقہان صحیحین فقہائین کا وارد ہے کہ عبد الرزاق نے اخبہرنا جریج عن ابن شہاب
 عن عبد اللہ بن ثعلبہ قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس قبل یوم الفطر یعین
 او یومین فقال اذوا صاعا تین نمیاؤں فقیر بین اثنین او صاعا تین نمیاؤں فقیر بین اثنین او صاعا تین نمیاؤں فقیر بین اثنین
 او گھین کہ ثعلبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قبل دن فطر کے ایک دن یا دو دن ہو کہ ادا کرے ایک صاع گھور سے دریا
 دو آدمیوں کے یا ایک صاع گھور سے یا جو سے ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے کی طرف سے اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا بخاری سلم بن ماہ
 وغیرہم نے ابن عمر سے کہ فرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو رمضان سے لوگوں پر ایک صاع گھور سے یا جو سے اور ہر
 آزاد اور غلام مرد اور عورت کے مسلمانوں میں اور ایک روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کا اور لازم
 کہ محبت پڑی ہو اور میں سے جسکو روایت کیا حاکم نے مستدرک میں ابن عباس سے اَنَّهُ عَلَیْہِ السَّلَاحُ اَمَّا صَاعُ رِخَاءٍ
 یَطْلُقُ مَلَكًا یُنَادِیْ اَنَّ صَدَقَةَ الْفَطْرِ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ صَوْنًا اَوْ کِبَرًا اَوْ مَلَأَ اِلَیْہِ الْحَدِیثُ
 یعنی صدقۃ فطر کا حق ہے واجب ہے ہر مسلمان چھوٹے بڑے پر آزاد ہو یا غلام آخر حدیث تک اور امام شافعی کے نزدیک ہے جنوں
 میں سے ایک ہی صاع ہو اور دلیل لائے ہیں ساتھ حدیث ابو سعید خدری سے کہ ہم نکلتے تھے جب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بنا

زکوۃ فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اقل سے یا ایک صاع حب سے یا کھجور سے یا گندم خشک سے تو ہر ایسا ہی کاٹنے سے یہاں تک کہ لے سواوین حج کرنے کو یا عمرہ تو بیان کیا لوگوں سے منبر پر قیام کیا کلام کہ جانتا ہوں کہ دو مدگیوں شام سے برابر ہونے ایک صاع کھجور کے تو لیا اوسکو لوگوں نے اور میں ایسا ہی نکالتا تھا جیساکہ کتاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں مشہور ہیں ایک حدیث ثعلبہ کی جو اوپر گزری اور روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے حسن انھوں نے ابن عباس کے خطبہ پڑھا انھوں نے اخیر رمضان میں بصرہ میں ہو کہما کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع گیہون سے آخر حدیث تک اور راوی اس حدیث کے بھی ثقبہ میں مگر حسن نے نہیں بیان عباس سے تو وہ مرسل ہے اور ہمارے نزدیک مرسل محبت ہے اور روایت کیا ابو داؤد نے مرسل میں سعید بن ابیہ سے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کی دو مدگیوں اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے کما تنقیح میں اسناد اوسکا صحیح ہو ماندا کتاب کے اور ہونا اوسکا مرسل نہیں مگر کر تابی اور مرسل سعید کے محبت ہیں اور نہایت ملول کیا اس مقام میں شیخ ابن المہام نے اور ضعیف کیا امام شافعی کی سبیلوں کو اس باب میں جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور چمنے بوجہ خوف تطویل کے ترک کیا

ص اور لو صاع سے صاع عراقی ہے اور صاع عراقی چار من کا ہوتا ہے اور من چالیس تارکا ہوتا ہے اور ستار ساڑھے چار مثقال تو اس حساب سے من ایک سو اتنی مثقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک ہر صاع حجازی ہے **ف** اور دلیل اوکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا صاع حجازی ہے چھوٹا ہے اور اس حدیث کے ثبوت میں کلام ہر طعن وایت کیا ابن حبان نے اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ کہہ کیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ای رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہے صاع حجازی ہے اور ہمارا بڑا ہے اور مدون سے سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای اللہ برکت و بھارے صاع میں اور برکت و بھارے قلیل میں اور کثیر میں اور اگر ہر ایک ساتھ ایک برکت کے دو برکتیں اور ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہے کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل ہے ابو یوسف اوکی یہ کہ وہ لائے مینے میں اور دیکھا قریب پاس آدمیوں کے انصار اور مہاجرین کی اولاد میں کہ صاع اونکا پانچ رطل کا تھا اوکھے زیادہ اور کما انھوں نے کہ یہی صاع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کما انھوں نے ترک کیا سینے قول ابو ضیفہ روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور مروی ہے کہ مضافہ کیا اوسے امام مالک نے اور حجت پکڑی اوں صاع حجازی کے لائے تھے اوسکو وہ لوگ سورج علی ابو یوسف نے طرف انکے قول کے اور ہمارے دلیل یہ ہے کہ مروی ہے ہوا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرموا کرتے تھے ساتھ مکے پرانہ دو رطلوں کے اور رطل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ رطلوں کے اور ایسا ہی مفسر واقع ہوا روایت انس اور حضرت عائشہ میں تین رطلوں میں روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو کو حجاز سے بھی روایت کیا اوسے ابن عدی نے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ عمر بن موسیٰ اور یحییٰ صحیحین میں ہے اور وزن اوسین صاع اور مد کا مذکور نہیں اور اسی حدیث سے دلیل لائے صاحب ہدایا اور کہا کہ ایسا ہی تھا صاع عمرہ کا اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے بھی بن آدم سے کہا کہ سنائے حسن بن صالح سے یقول صاع عمرہ ثمانیۃ ارجل یعنی کہتے تھے صاع عمرہ کا آٹھ رطل کا تھا ہر ایک رطل کا کتر تھا سات سے اور کم تھے آٹھ رطل سے اور روایت کیا ماندا کے موسیٰ بن طلحہ نے عمر بن خطاب سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے بھی ہر حال یہ روایت صحیح ہے **ص** اور اگر صدقہ فطر میں جو گھون پکڑنے کے گھون کیل سے ناپے درست ہے اور امام محمد کے نزدیک غیر کیل کے درست نہیں اور گھون سے مستحب ہے

نیز ان کی روایت میں ہے کہ صاع حجازی چار من کا ہوتا ہے اور من چالیس تارکا ہوتا ہے اور ستار ساڑھے چار مثقال

ابن عدی

جہاں چیزوں کو گھیرنے سے خریدتے ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک یہ ہوں کہ دینا ہر جگہ مستحب ہے اور صدقہ فطر کا واجب ہر ایک شخص پر جو خیرینی آزاد ہو کہ اور مسلمان ہو اور وہ شخص مالک ہو نصاب کو کہ زیادہ ہو حاجت اصلی سے تو سونے اور چاندی مال تجارت میں صدقہ واجب ہے اگرچہ مال پر رائے گذرے اور اگر سوا ان مالوں کے ہو جیسے گھر ہونہ رہنے کے لیے اور نہ تجارت کے لیے اور قیمت کو کی نصاب کے پہنچتی ہو قند فطر اس سے واجب کا اور زکوۃ واجب کی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک اگرچہ مالک نصاب کا ہو لیکن صدقہ پر قادر ہو اس کو صدقہ دینا واجب ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے صدقہ مگر والد سے روایت کیا اس کو امام احمد سند میں اور ذکر کیا اس کو بخاری تعلیقاً اور وجہ دلیل ملے ہیں امام شافعی ساتھ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ادا کرنا واجب ہے ہر شخص سے بڑے ہوں یا چھوٹے مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام امیر ہو یا فقیر لیکن ہر شخص ادا کرنا کہ تا ہر اسکے مال کو اللہ تعالیٰ اور فقیر کو سپرد کیا ہو اور سپر اکثر اس سے جو دیتا ہو روایت کیا اس کو امام احمد نے اور ضعیف کیا اس کو ساتھ نعمان بن راسد اور جہالت ابن ابی صغیر کے اور بر تقدیر صحت کے ہماری روایت کے مقابل ہوگا مترجم کتابت کے دلیل امام شافعی کی وہ جو روایت کیا طحاوی ہا سنا صحیح اور ہر سے کہ کما انھوں نے زکوۃ فطر کی اوپر ہزار ادا اور غلام اور مرد اور عورت چھوٹے اور بڑے فقیر یا مالدار کے ہو اور کما عمر نے کہ بچہ بچہ کو کہ دفع کرتے تھے اس کو زہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لیکن صاحب امام نے کہا کہ یہ حدیث وقف اس کا صحیح ہے اور وقف اس مقام میں مانند دفع کے ہے **ص** حسب صدقہ فطر واجب شد زکوۃ وہ محروم ہو گا اور زکوۃ اوپر حرام ہے **ف** ہمارے نزدیک اس واسطے کہ وہ مالک نصاب کا ہو بخلاف امام شافعی کے **ص** صدقہ فطر نے اپنی جان کو واسطے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کو مرد اور عورت ہر آدمی پر گذری یہ حدیث اوپر **ص** اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے اگر فقیر ہو اور اپنے غلام لونڈی کی طرف سے جو حد تک واسطے ہیں اگرچہ بدر یا کافر یا ام ولد ہو **ف** ہر آدمی اس غلام کو کہتے ہیں جس کو مولیٰ نے یہ کہا ہو کہ بعد سے مرنے کے تو آزاد ہو اور ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے مالک کی اولاد ہو کہ اور کافر غلام کی طرف سے بھی قصداً واجب ہے اس واسطے کہ کافر غلام بھی مال ہے اور سبب وجوب صدقہ کا بھی مال ہے اور نہیں دخل ہے او سمین کفر اور اسلام کو اور دوسرے یک حدیث مطلقہ وار ہے نہیں ہے قید او سمین مسلمان اور کافر کی اور تیسرے یہ کہ روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر علی کل صغیر وکبیر ذکر وَاُنْثٰی یَعْقُدِیْ اَوْ نَضَرَ اِیَّیْ حَتّٰی اَوْ قَطَعَ صَاعٍ مِّنْ بُنْ اَوْ صَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ یعنی صدقہ فطر کا ہر صغیر اور کبیر اور مرد اور عورت اور بچہ اور نضرانی آزاد یا غلام پر نصف صاع ہے اگرچہ بچہ اور ایک صاع ہے اگرچہ بچہ یا جو سے لیکن یہ نہایت ضعیف ہے بلکہ شمار کیا ہے اس کو موضوعات میں کما شوکانی نے و زیادہ یَعْقُدِیْ اَوْ نَضَرَ اِیَّیْ اَوْ نَضَرَ اِیَّیْ مَوْضُوعَةٌ تَقَعُ دِہَا سَلَامُ الطَّوِیْلِ وَهَؤُلَاءِ مَذْذُوکٌ یعنی زیادتی یہودی اور نضرانی کی موضوع ہے فقیر و کما ساتھ اسکے سلام طویل راوی نے اور وہ متروک ہے اور کما ابن امام نے بلکہ عَدَّ فی الْمَوْضُوعَاتِ مِنْ قَبْلِ سَلَامِ الطَّوِیْلِ فَإِنَّهُ مَذْذُوکٌ رُفِعَ بِالْوَضْعِ یعنی شمار کی یہ حدیث موضوعات میں بسبب سلام طویل کے اس واسطے کہ وہ متروک ہے نسبت کیا گیا ہے طرف بنا حدیث کے اور حدیث صحیح ہے نہ نہیں اور جو بھی روایت ہر ایہ میں ہے اور اس کا کمین نشان نہیں ملا **ص** اور اپنی جو رو کی طرف سے اور بچہ لڑکے کی طرف سے

ابن ابی شیبہ
نعمان بن راسد

سلام طویل

صدقہ ندیہ سے اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے بھی جو مالک انصاف کا یعنی غنی ہو بلکہ اوس کے مال سے دیکھو اور کتاب کی طرف اور اوس غلام کی طرف جو تجارت کے واسطے ہو اور اوس غلام کی طرف جو بیکار والا ہو نہ دیکھو مگر جب بعد بیکار کے پھر آیا ہو تو اوس کی طرف سے دیکھو اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شریک کے بیچ میں ہو وہ میں تو اوس غلاموں کی طرف سے کسی شریک کے صدقہ واجب ہوگا نزدیک امام صاحب کے اوز نزدیک صاحبین کے دونوں پر واجب ہو اور اگر ایک کے اختیار سے بیچا گیا تو جس کا ہو عید الفطر کی جمع میں اوس پر صدقہ لازم آویگا یہ اختلاف اوس معرت میں ہے کہ کئی غلام ہوں اور اگر ایک غلام ہو تو کسیے نزدیک کسی پر صدقہ واجب ہوگا اور صدقہ واجب ہوتا ہی عید الفطر کی جمع ہونے سے تو پھر جو شخص سلطان ہو یا پیدا ہوا عید الفطر کی جمع ہونے کے پہلے تو اوس کے لیے واجب ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ڈوبنے سے واجب ہوتا ہی تو جو اسلام لاویگا یا پیدا ہوگا رات کو عید کی اوس پر واجب ہوگا نزدیک اؤنگے اور جو شخص کہ عید کی رات میں مر جاوے ہر نزدیک صدقہ اوس کی طرف سے واجب نہیں اور شافعی کے نزدیک واجب ہو اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کیسے نزدیک واجب ہوگا اور اگر صدقہ پہلے سے دیکھو تو درست ہو **ف** اور اس باب میں حدیث بخاری کی یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ فطر کا یہاں تک کہ کہا اوتھے وہ جیتے قبل فطر کے ایک دن یا دو دن **ص** اور تب ہی صدقہ فطر کا جمع ہونے کے بعد جلدی دینا **ف** اور دلیل اسکی یہ کہ روایت کیا حکام نے کتاب علوم الحدیث میں اوس باب میں جبکی زیادت ساتھ ایک راوی منقول **ثنا** ابوالمثنیٰ محمد بن یعقوب **ثنا** محمد بن ابی نعیم **ثنا** الشعمی **ثنا** انصاری **ثنا** حماد **ثنا** ابو معشر عن النضر بن زبیر قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نخرج صدقة الفطر عن كل صنفين فكلين حرا وعبد صاعا من تمر او صاعا من زبيب او صاعا من شعير او صاعا من عجين فخرج وكان يأمرون ان نخرجها قبل الصلوة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسمها فبدا ان يتخير فنادى المصلى يقول اغنواهم عن الطوائف في هذا اليوم يعني علم کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ فطر کا چھوٹے سے آٹک سے یا قلم ایک صاع کھجور سے یا خشک انگور سے یا جو یا گندھک اور کمر کرتے تھے ہر کوہ کا لین صدقہ کو قبل نماز کاوتھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تقسیم کرنے تھے صدقہ کو قبل نماز کے طرف عید گاہ کے اوتھتے تھے کہ بے پروا کرد و اوتھتے تھے پھر تقسیم فرماتے تھے کہ میں نے اس کا حق دیا ہے اور اس کے حق کو دینا واجب ہے مگر اس کا حق نہیں دینا

کتاب الصوم

کہا اپنا جماع ترک کرنا فرض ہے آفتاب نکلنے تک ساتھ نیت کے اسی کو روزہ کہتے ہیں اور روزہ رمضان کا فرض ہے ہر مسلمان مافل بالغ پر اور اگر ایسی اوس کا فرض ہے اور اگر کسی عذر سے ترک ہو جاوے تو قصاص بھی فرض ہے اور روزہ نذر اور کفارت کا واجب ہے اور اس کے سوا باقی سب نفل ہیں **ف** لیکن صحیح یہ ہے کہ روزہ نذر اور کفارت کا بھی فرض ہے اور واجب ہے اور اس کا فرض نہیں ہے اور ثابت کیا اوس کو صدقہ الشریعہ نے **ص** اور یہ کہ میں کہتا ہوں کہ روزہ رمضان کا فرض ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کتاب علیکم التوہیات یعنی فرض کیا گیا ہے ہر روز ماورائے کفر سے ہر اجماع ہی تو اسے واسطے انکار کرنے والا اس کا کفر ہے اور نذر کا بھی ذمہ ایسا ہی واجب ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھو فوکل و ساءم یعنی پوری کرین غنم اپنی اور باقی تفصیل اسکی

اوسکو اذقنی نے اور مروی ہے سن الجہ میں ابن عباس کے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ بچا ہے
 چاند کو کہ احسن یعنی چاند رمضان کا سوچو چاہو جس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا گواہی دینا ہو تو اس بات کی کہ نہیں ہے
 کوئی مہود سوا اللہ کے کہا کہ ان پھر پوچھا کہ گواہی دینا ہو اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہا کہ ان فرمایا ای ہلال بکارو لوگوں کو
 کہ روزہ کہیں تو یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کہ یا تھا اور تفسیر کرتی ہو اس کی
 حدیث فارغی کی جو بیان کی ابھی ہے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے معنی اوس کے یہ ہیں کہ نہیں کہاں پر روزہ کا
 بدون نیت کے جیسے لا صلواتک ولا یغایثک الکتاب او لا یمان لیس ولا امانۃ لہ اور لا صلواتک للعبد
 الا یؤی اور لا صلواتک فی الاثر من المصنوع بقاء ولا یؤی لمن لا عہد لہ اور سوا اسکے واللہ اعلم **ص** اور اگر
 نیت فطر روزہ کی کرے کہ میں روزہ اسکا کل رکھوں گا اور میں نکرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست ہو جاوے گا
 اگر رمضان کے مہینہ میں دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جاوے گا اور اگر مریض یا سافر رمضان
 دوسرے واجب کی نیت کرے گا تو وہ ہی روزہ ادا ہو گا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی مگر مہینہ میں تھا روزہ رکھو گا
 اور اوس روزہ دوسرے واجب کی نیت کی تو وہی واجب ادا ہو گا جس کی نیت کی خواہ سافر ہو خواہ قسیم تندرست ہو یا مریض اور
 نفل کا روزہ ادا ہونا ہی نفل کی نیت سے اور صرف نیت سے اور نیت قبل و پھر کے کرے اور وہ پھر کے بغیر **ف** اور امام مالک
 کے نزدیک اس سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روزہ ہی اوسکا جسے نہیں نیت کی اوس کی رات
 اور حدیث مطلق ہے شامل ہے فرض روزہ اور نفل روزہ کو اور ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روزہ دہا
 اور پھر پوچھتے تھے کہ میں آنکے کچھ کھا نیکی ہو گا کہ مباحا کہ نہیں کہتے تھے میں روزہ دار ہوں اور اگر کہنا تھا کہ کھا لیجئے
 اور نیت کر چکے تھے روزہ کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ سے **ص** اور قضا اور کفارہ اور نذر غیر میں کچھ اسطے
 شرط ہے راست نیت کرنا اگر رات شک کی ابرہہ جیسے تیسویں رات میں شعبان کی اوس کے بعد دن کو روزہ نہ کیجئے **ف**
 کیونکہ مروی ہے صحیحین میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھو اور افطار کرو چاند دیکھو تو اگر ابھو تھا
 اور پھر پوری کر لگتی شعبان کی تیسویں دن **ص** مگر نفل **ف** کیونکہ حدیث میں ہے کہ نہیں روزہ ہی دن شک کے رمضان
 مگر نفل ایسا ہی ہے کہ نہیں اور یہ حدیث مجھ کو نہیں ملی اور بعضوں کے نزدیک جائز نہیں اور دلیل لائے ہیں ہاتھ حدیث کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اچھٹے ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کر گیا
 اوسکو ابھی ہر تذکرے میں موضوعات میں اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصہ نے لیکن یہ زیادتی ہے کیونکہ اس حدیث کو ذکر کیا چلتا
 قطعاً اور روایت کیا اوسکو صاحب بن ابی رجب اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کیا اوسکو
 خطیب نے تاریخ بغداد میں اس نفل سے من صائم البوم الذی یبشاش فیہ فقد عصى الله ورسوله یعنی جسے روزہ
 رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اچھٹے اس کی اچھٹے رسول کی واللہ اعلم اور تفصیل اس کی فتح القدر میں ہے **ص** اور اگر دوسرے
 واجب کا روزہ ادا میں دن کھا تو کہو وہی اور ادا ہو جاوے گا واجب صحیح مذہب میں مگر معلوم ہوا کہ یہ رمضان کا دن تھا اور اگر رمضان
 کا رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہے سب کے نزدیک اگر وہ دن ہو سکے

روزہ رکھنے کا ہوا و زمین جو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھیں اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کریں بعد اگر کراہت نہ
 شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی ورنہ روزہ نہیں رکھتا ہوں میں روزہ اس کا درست ہوگا
 اور کروہ ہی کہ نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی ورنہ نہیں تو دوسرے واجب کا ہی یا نہیں تو دوسرے
 نفل کا ہی لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جائیگا اور باقی دو صورتوں میں نفل ہو جائیگا اور جس شخص نے
 رمضان کا یا عید کا چاند کیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے ہونوں صورتوں میں اگرچہ اس کا قول قبول ہوگا اور اگر افطار کرے تو رمضان
 روزہ رکھے اور کفارہ اوسپر نہیں اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا لیکن روزہ رکھنا تو اس واسطے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَوْمُوا لِحَقِّ يَوْمٍ وَأَقْبِلُوا لِحَقِّ يَوْمٍ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھ کے اور افطار کرو چاند دیکھ کے
 یعنی روزہ موقوف کر دو جب چاند دیکھو شوال کا اور شروع کر دو جب کھلو چاند رمضان کا اور اس شخص نے چاند دیکھ لیا اگرچہ
 قاضی کے نزدیک مقبول ہو کہ اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصدا چاند دیکھ کے اس نے افطار کیا اور ہمارے
 نزدیک اس واسطے واجب ہوگا کہ جب قاضی نے اس کی شہادت قبول کی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہ بڑ گیا اور صحت
 اور کفارہ دفع ہو جائے ہن شک اور شبہ سے کذا فی اللہ اذیۃ اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اس کی شہادت رد کرے افطار کیا تو اس
 اختلاف پر شائع ہوا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پورا کر لیے تو روزہ موقوف نہ کرے جب تک کہ امام موقوف
 نہ کرے اس واسطے کہ وجوب اہم پر واسطے احتیاط کے ہو اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار میں ہی اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے
 افطار کیا تو اس پر کفارہ نہیں **ص** اگر آسمان میں بلی یا خبار ہو تو رمضان کے چھینے میں ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہے
 اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زنا کی تہمت کسی کو لگائی ہو کہ اور اسکے بدلے میں وہ دھوکا مار گیا ہو اور پھر اس نے توبہ کی ہو
 اور امام شافعی کے نزدیک دعاوی لازم ہیں اور دلیل اونپر یہ ہے کہ روایت کیا اس کو اصحاب بنیاریکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ آیا ایک امراہی
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو سو فرمایا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں تو اس بات کی کہ نہیں یہ کوئی مسجد و مسجد کے
 کہا اس نے مان پھر پوچھا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں تو کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہا اس نے کہ مان فرمایا کہ ای بلبل پکارو لوگوں کو کہ
 روزہ رکھیں اور بیان کیا اور پھر عنایت حدیث کو **ص** اور شوال اور ذی الحجہ میں مرد یا ایک مرد و دو عورتیں جو چاند دیکھا
 یعنی گواہی دیں **ف** اور بعضی روایتوں میں ہر ایک شخص کی گواہی آسمان میں مقبول ہوگی اور ایسا ہی ہر شخص میں اور
 آسمان کے بھی صحیح ہے انتہی اور کہتا ہوں میں کہ اس کو موافقت کرتی ہیں احادیث واللہ اعلم اور صاحب ہدایہ نے اس کو اختیار
 عین کیا **ص** اور جب کوئی آسمان میں علت ہو کہ اور مطلع ہو کہ تو شرط ہے کہ تینوں میں سے واسطے چھٹا
 آدمی ہوں تو اس کا قول قبول کیا جائے یعنی اتنا کہ وہ ہو کہ اسکے سچے ہونے پر عقل گواہی ہو اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے
 چاند کی گواہی دی اور آسمان میں کچھ علت تھی تو سب آدمیوں نے تیس دن روزہ رکھے اور مسیون اور پھر ایک شخص کی گواہی
 افطار نہ کرے جب تک کہ وہ شخص عادل ہوں اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے ہی افطار درست ہو جائیگا
 لغویاں ہو کہ ایک شخص نے کہ نہایت معلوم ہے کہ تیس دن زیادہ نہیں ہوگا اور اس ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے میں حاجتی نہیں ہوگی
 صاحب تہذیب نے پوچھا چاند نہ دیکھ کر تو کو باؤں ایک ایک ہی نے افطار کیا اس شخص کی شک کو کفارہ تو لازم ہوگا **ف** اور قاضی امام شافعی

باب وزے کے فاسد ہونے کے بیان میں اور اسکی قضاء و کفار کے حال میں

جو شخص کہ قصد جماع کرے یا جماع کیا ہے قبل یا بعد من یا کچھ کھائے یا پیوے خدا کی واسطے مبراہ و اس کے لیے یا بچنا لگا و
 اور معلوم ہوا کہ سکو کہ میرا روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصد کھا لیا تو ان صورتوں میں قضا روزہ کی کرے اور کفارہ دیکر
 جیسے نماز کا کفارہ ہوتا ہے اور کفارہ فقط رمضان کے روزہ قصد اتورنے میں ہوا و دوسرے کی واسطے نہیں **و** نماز
 فقہ سے کہتے ہیں کہ اپنی سوچی کسی عضو کو جو عورت میں کیا و سچرام میں ان کے عضو سے تشبیہ دیکر اور اس سے ایک غلام آزاد کرے
 اور اگر نہ ہو سکے تو دو مہینے پر درپڑے روزہ کرے اور اگر نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے لیکن قصد کھا یا پینے
 سو اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے افطار کیا رمضان میں سوا و سپہری جو نماز کرے و اس پر پڑا کرے اسکو
 صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث نہیں لی لیکن صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک
 شخص کو کہ افطار کیا تھا اس نے رمضان میں یکہ آزاد کرے ایک غلام ہاروڑ کرے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا
 کھلا دے اور جماع بھی روزہ کو افطار کرنا ہو وہ بھی اسی میں داخل ہے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہے
 صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا میں کہا کہ کیا ہوا تجھ کو کہا
 اس نے کہ جماع کیا میں نے اپنی عورت سے روزہ رمضان میں سو فرمایا آپ نے کیا بایا تو غلام کو کہ آزاد کرے اسکو کما نہیں فرمایا کہ قات
 کھانا ہو تو دو مہینے روزہ کرے کما نہیں فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے کما نہیں فرمایا بیٹھ تو لا نبی صلی
 علیہ وسلم ایک نوکر الا و سمن کھجور تھی سو فرمایا کہ تصدق کر اسکو فقیروں پر کما اس نے ای رسول اللہ نہیں فرما دے مجھے فقیر کوئی تو خدا
 کی نہیں ہے شہر کے کناروں تک اور اس کے بیچ میں کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو میرے گھر سے سو بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا
 کہ لگے کے دانت آپ کے ظاہر ہو پھر فرمایا کہ لیجا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو کما زہری کہ یہ اس کے واسطے خاص نصحت تھی اور اگر کوئی
 شخص اب ایسا کرے تو نہیں چارہ ہی اسکو کفارے سے اور واقع ہوا روایت ہدایہ میں کل أنت و عیالک و جنتک
 ولا یجئک احدٌ بعدک یعنی تو کھالے اور تیرے عیال کافی ہو جاوے گا تجھے اور نہ کافی ہو گا سو آئیر گسیکو بعد تیرے
 لیکن کہا ابن الکلبی کہ یہ قول کسی طرح ہے میں اس حدیث کے نہیں ہوا و ظاہر ہے کہ یہ خصوصیت ہو کہ کوئی دارقطنی کی روایت
 میں ہے فقد کفر اللہ عنک یعنی کفارہ قبول کیا اللہ یہ تجھے واللہ اعلم **و** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلاً اوکو
 روزہ باو تھا اور کھلی کرنے لگا تب اس کے حلق میں بغیر قصد کیے جوئے پانی چلا گیا یا کسینے اسکو زبردستی افطار کرادیا یا ہتھ لیا
 یا تاک یا کان میں دانی ڈالی یا سر کے زخم میں دوا لگائی اور دماغ میں گئی یا پیٹ کے زخم میں لگائی اور اس کے پیٹ میں دوا لگئی
 یا اس نے سگرزہ نکلا یا بھر موند اپنی خواہش سے فی کی یا پھر کھایا یا افطار کیا اس شبہ سے کہ رات ہو اور وہ دن تھا یا جو لے سے
 کچھ کھالیا اور شبہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصد کھا یا عورت سوئی تھی اور جماع اس سے کیا گیا یا رمضان کے تمام
 میں روزہ رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتوں میں قضا کا روزہ ہے فقط
و روایت کیا ابو یعلیٰ موصلی نے مسند میں حدیث حضرت عایشہ سے اور اس میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 افطار یوس چیز سے ہو کہ داخل ہو و اور زمین ہو اس سے چھوٹے کما ابن المہامی نے لا شاک فی شہودہم و قائلہ جماعہ

حسن ہر اور حسن محبت ہر شل صبح کے اور چھٹے لگاتے سے روزہ نہیں جاتا اور دلیل اس کی یہی حدیث ہے اور امام احمد بن حنبلہ
 حیات میں چھٹے لگانا روزہ کو توڑنا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **اَلْحَجُّ مَعْمُومٌ** یعنی افطار کیا
 چھٹے لگانے والے نے اور جبکہ چھٹے لگے روایت کیا اور کونہ میں بھی اور بخاری میں بھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تین چیزیں ہیں کہ نہیں توڑتی ہیں روزہ جماعت اور تو اور حلال اور دوسرے کھروے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 چھٹے لگاتے اور آپ حرام سے تھے اور چھٹے لگاتے اور روزہ روزہ ہوتے روایت کیا اور کونہ بخاری وغیرہ اور کہا گیا ہے
 انس کہ کیا تم کو وہ کہتے تھے جماعت کو واسطے صائم کے زنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو کہا انھوں نے کہ نہیں مگر نسبت
 روایت کیا اور کونہ بخاری اور کہا انس نے **اَوَّلُ مَا كَرِهْتُ اِلْحَاجَةَ لِلصَّائِمِ اَنْ يَجْعَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَالِبًا اِخْتِجَ**
وَهُوَ صَائِمٌ قَسَمَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْطِرْ هَذَا اَتَمَّ رَحْصَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ فِي اِلْحَاجَةِ بَعْدُ لِلصَّائِمِ وَكَانَ اَنَسُ يَحْتَجُّهُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ الدَّارِقُطِيُّ وَقَالَ فِي
رَوَايَةٍ مَعْلُومَةٍ ثِقَاتٌ وَلَا اَعْلَمُ لَهُ عِلَالَةً یعنی اول جو کر وہ کہا سینے جماعت کو واسطے صائم کے تو اس سے
 کہ جعفر بن ابی طالب نے جماعت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گھر سے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اور
 پھر حضرت سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت میں واسطے روزہ دار کے اور تھے انس جماعت کر تلو روزہ دار
 ہوتے تھے روایت کیا اور کونہ دارقطنی نے اور کہا کہ سب ثقہ ہیں اور نہیں جانتا ہوں میں او میں کہ سیطرح کی علت اور فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **اَلْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ يَمْتَنِعُ** یعنی فطر اس میں جو داخل ہوگا اور نہیں ہو
 اس سے جو خارج ہو اور تو اگر آپ آجائے تو روزہ نہیں جانا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو فطر کرے تو اور
 روزہ دار ہو تو نہیں ہو اور پھر قضا اور جو کرے قصد اتو قضا کرے روایت کی کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے نہیں بجا نہیں
 اور کونہ حدیث ہشام بن حسان انھوں نے ابن سیرین انھوں نے ابو ہریرہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسیٰ بن یوسف
 سے کہا ہمارے نہیں دیکھتا ہوں میں اور کونہ محفوظ سبب کے اور صحیح کیا اور کونہ حاکم نے اور شرط تھیں کہ اور ابن جبران نے اور
 روایت کیا اور کونہ دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سب ثقہ لوگوں کی ہے اور کونہ ہوں میں کہ متابعت کی عیسیٰ بن یوسف کی ہشام
 بن حسان شخص بن خباب نے روایت کیا اور کونہ ابن ماجہ نے اور روایت کیا اور کونہ حاکم نے اور سکوت کیا اور سپر اور روایت کیا
 اور کونہ مالک نے موطا میں محفوظ اور ابن عمر کے اور روایت کیا اور کونہ نسائی نے حدیث اور اس میں قوف اور ابو ہریرہ کے اور کونہ
 اور کونہ عبد الرزاق نے ابو ہریرہ سے اور وہ جو سن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کہ تھے آپ روزہ کہتے
 اور سن ہو رہا تھا ایک برتن اور پانی پیسا سو کہا صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ روزہ کہتے تھے فرمایا کہ ہاں لیکن تو کی
 سینے معمول ہو اور قبل شروع کرنے روکو کہ یا ہر شخص کے واللہ اعلم اور کونہ لگانے سے بھی روزہ نہیں جانا اس واسطے
 کہ روایت کیا ترمذی نے ابو حاکم سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیار سی بیان کی اپنی
 انھوں نے کیا ستر لگاؤں میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاں کہ ترمذی نے نہیں اسناد اور کونہ
 قوی اور نہیں صحیح ہے اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابو حاکم اجماع ہے اور کونہ ضعف پر اور روایت کیا ابن ماجہ نے

ماہنامہ

ماہنامہ

بقیہ سے حدیثنا از یسیدی عن شکوہ بن محمد و عن یسیدی عن عیسیٰ بن عمار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا صائغ یعنی سرسنگا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ روزہ دار ہونے سے اور گمان کیا بعض علمائے کہ زبیدی سند ابن ماجہ میں وہ صحیح ہے اور وہ ثقہ ہے اور یہ وہم ہے کہ زبیدی معیہ بن ابی سعید زبیدی ہی ہے جیسا کہ تصریح کی اسکی یہی ہے اپنی سند میں اور لیکن جیسا یا اس تمام پاسکوداؤچی کہ تفسیر میں کہ وہ مجهول نہیں ہے جیسا کہ کہا اسکو ابن عدی اور یحییٰ نے بلکہ وہ سعید بن عبد الجبار کا ہے کہ ابن عدی اور یحییٰ کا بلا سعید بن عبد الجبار معی ہے اور وہ مشہور ہے لیکن اتفاق ہے اس کے ضعف میں اور ابن عدی اپنی کتاب میں فرق کیا میان سعید بن ابی سعید اور سعید بن عبد الجبار کے کہ وہ دو شخص ہیں اور صحیح ہے کہ وہ ایک ہی شخص ہے اس کے باوجود کہ سعید بن ابی سعید نام عبد الجبار ہے اور اخراج کیا اسکو یحییٰ نے محمد بن سعید بن ابی رافع سے کہا یہ یحییٰ نے کہ وہ قوی نہیں ہے اسے اپنے اپنے دواؤں کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرسنگا لگاتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے کہا صاحب تفسیر نے اسناد اسکا قوی ہے طوطی صحت کے کہا ابو حاتم نے عتبہ بن حریضی ابو معاذ بصری صالح الحدیث ہے تو چنانچہ طوطی ہیں اگر ایک طریقہ ہے صحت نہوگی تو سب طریقوں سے ملا کے صحت ہوگی اور وہ جو سنن ابوداؤد میں ہے عبدالرحمن بن نعمان بن سعید بن ہشام انھوں نے اپنے اپنے انھوں نے اپنے دواؤں کے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حکم کیا آپ نے ساتھ لگانے انہو شہود کے وقت سونے کے اور کہا کہ ہرگز نہ کرے اس سے روزہ دار تو خود اس حدیث میں ابوداؤد لکھا قال فی یحییٰ بن یسویٰ ہوا مشکوٰۃ یعنی حدیث الکحل یعنی کہا واسطے میرے یحییٰ بن یسویٰ کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی حدیث سرسنگا لگانے کی اور کہا صاحب تفسیر نے کہ سعید اور یسویٰ اسکا نعمان دونوں مجهول ہیں اور اس کے سوا اور کوئی حدیث انکی نہیں ہے چنانچہ ابوداؤد رحمہن بن نعمان کہا ابن یسویٰ نے ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے سچا ہے اور ان کے کلام میں منافات نہیں ہے کیونکہ صدق جمیع وجہ صحت کو نفی نہیں کرتا اور روایت کیا ابوداؤد نے اسناد صحیح آتش سے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو اپنے اصحاب میں کہ مکر وہ رکھتا ہو سکر واسطے سامع اور تھے ابیہم خصمیت تھے سرسنگی واسطے سامع کے واللہ اعلم **و** اور اگر مینہ بہت تھی یا برف پڑتی ہے اور اس کے موسم میں جاو تو اسکا روزہ فاسد ہوگا صحیح مذہب میں اور اگر دھلی کی طرح یا چار پائے سے یا فرج کے سوا اور مقاموں میں جس طرح ران ہے یا بوسلیا یا ساس کیا تو ان سب صورتوں میں اگر انزال ہو تو قصدا کرے اور اگر انزال نہ ہو تو قصدا کرے **ف** اور بوسلیا مکرہ کیواسطے جب انزال سے اس ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور نہ بشارت بھی نہ اس کے جائز ہے رعایت مجتہدین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسلیتے تھے اور بشارت کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور ام سلمہ سے مروی ہے کہ بوس لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اسکو بخاری سلم نے اور اجماع ہے کہ اگر جوان ہو تو بوسین احراز ایسے امر سے اجماعی اور ثبت ہے وغیرہ مضافہ نہیں اور تفصیل حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابوداؤد نے ساتھ ہنا صحیح کے ابوہریرہ سے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباشرت سے واسطے روزہ دار کے تو فرمایا آپ نے اسکو یاد آیا دوسرا شخص اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر معلوم ہوا کہ جسکو رخصت دی تھی وہ بڑھ چکا اور جسکو منع کیا وہ جوان تھا واللہ اعلم **م** ایک شخص نے گوشت کھا یا اور اس کے دانت میں چبے کے برابر ہاتھ

محمد بن یسویٰ

سعید بن ابی سعید

عتبہ بن حریضی

د

طوطی

عبدالرحمن بن نعمان

فمنکرے فقط اور اگرچہ سے کم ہو تو قضا لازم نہیں ہے مگر حیض وقت کے دنوں کو نہ سے کھالے اور اتار تھ میں لیوے اور پھر کھالے تو اگرچہ سے کم ہو قضا کرے اور اگر کسینے ایک نل کھالو تو اس کا روزہ فاسد ہو گا اور اس کو جب چاہو یگانہ روزہ نہیں چاہو یگانہ اور بھروسہ نہ تو اس کے پھر بیت میں چلی جاو یا وہ خود آپ بیت میں نکلے روزہ فاسد ہو گا اور تھوڑی سی تو سے وہ فو حالت میں فاسد ہو گا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر تو آپ سے پھرے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہو گا اور خود پھر جانے میں اگرچہ بہت سی ہو روزہ فاسد نہیں ہوتا تو بہت سی تو کے آپ پھر نے میں سے نزدیک روزہ فاسد ہو گا اور تھوڑی سی تو پھر جانے میں کیسے نزدیک فاسد ہو گا اور تھوڑی سی تو کے پھر نے میں ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو گا اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہو گا اور بہت سی تو اگر لوٹ جاو تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو گا اور امام محمد کے نزدیک نہیں فاسد ہو گا

باب روزے کے مکروہات کی بیان میں

مکروہ ہر روزہ دار کو چھنا کسی چیز کا اور چنانا اگر اس کے واسطے وقت ضرورت کے اور مکروہ ہر یوسف لینا اگر اس میں چھ سے سرنگا نا اور سوچ میں تل لگانا اور سوک کرنا اگرچہ زوال کے بعد ہو مکروہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہر وقت دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کیا طبرانی اور دارقطنی نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تو مسواک کرو صبح کے وقت اور نہ مسواک کرو قریب شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہو جاتے ہیں دونوں ہونٹھاؤ سکے تو ہو گا واسطے کو نوردن قیامت کے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علیؓ پر اور دونوں طریقوں میں کیسان ابو عمرو قصاب نے روایت کیا اسکو ابن مسعود اور کہا عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا ہم نے اپنے باپ سے کیسان ابو عمر سو کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہی ذکر کیا اسکو نیز ان میں اور ایک دلیل دہلی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مونہ روزہ دار کا آئد کے نزدیک پاک زیادہ ہوشک سے تو مسواک سے وہ بوزائل ہو جاو گی اور دلیل لئے ہیں صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر خلال روزہ دار کا مسواک ہی روایت کیا اسکو ابن ماجہ حدیث حضرت عائشہؓ سے اور دارقطنی نے اور اسناد میں اسکی مجالہ ہی ضعیف کیا اسکو بہت لوگوں نے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہو یا میری امت پر البتہ حکم کر میں اسکو مسواک کا نزدیک ہر نماز کے اور یہ عام ہر روزہ دار وغیرہ کو اور سند احمد میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز مسواک سے بہتر ہر نماز میں بغیر مسواک کے اور یہ بھی عام ہے اور روایت کیا طبرانی نے ثنا ابراہیم بن ہاشم البغوی حدثنا حریف بن معروف ثنا محمد بن سلمۃ الحجری ثنا ابی بکر بن خنیس عن ابی عبد الرحمن بن عبادۃ بن شیبہ عن شیبہ عن عبد الرحمن بن غفر قال سألت معاذ بن جبل السدوسی وانا صلاۃ قال نعم قلت لابی التمار اسئلک قال آبی التمار کد شئت خذوہ ووعشیتک الحدیث یعنی کہا عبدالرحمن بن غفر نے کہ پوچھا میں نے معاذ سے کہ مسواک کروں میں اور میں روزہ دار ہوں کہا انھوں نے ہاں کہا میں نے اسوقت تک کہ لو کہیں کہا جسوقت چاہے تو صبح اور شام سے آخر حدیث تک ذکر کیا اسکو ابن الہمام نے اور روایت کیا بیہقی نے اسحاق سے کہ پوچھا میں نے معاذ سے کہ مسواک کروں روزہ دار ساتھ مسواک کر کے کہا ہاں کیا دیکھتا ہے تو تر زیادہ اسکو بانی سے کہا میں نے اول روز میں اور آخر میں کہا ہاں کہا میں نے اس سے پوچھا یہ تجھ کو رحم کرے تمہارا کہ اللہ کے رسول نے انھوں نے بی صلاۃ وسلم

کیسان ابو عمرو قصاب

مجاہد

ابن عباس رضی اللہ عنہما
عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

ابن عباس رضی اللہ عنہما
عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

اور کہا یہی نے فقر کیا ساتھ اس کے ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق کہ حدیثیں بیان کیں نہ ہونے ماضی سے
منکر حدیثیں کہ نہیں ہر جہت ساتھ لکھنے اور روایت کیا ابن عباس کتاب الصغیر ابن عمر سے قال کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یستأذنی اخا التھار وهو صائم یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوا کرتے
آخر روز میں اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا او کو بسبب ابویس کے کہ انہیں ہر جہت ساتھ اس کے اور رفع کرنا
اس کا باطل ہے اور صحیح ابن عمر کا فعل ہے اور روایت ہے حضرت انس کے کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سوا
کر صائم اور وہ روزہ دار ہو فرمایا کہ ہاں کہا میں نے کہ ساتھ ترسواک کے اور خشک کے فرمایا ہاں کہا میں نے اول روز میں اور
آخر روز میں فرمایا ہاں تو کہا گیا واسطے انس کے کہ سننا تھے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا او کو
تمام نے انس کے فرمایا کہ ابن عباس کا اصل لہ نہیں ہے اصل اس کی اور اسناد میں اس کی ابراہیم بن بھاری خوارزمی
روایت کرتا ہے حاصر احوال سے منکر کیا کہ صاحب لاکہ نے اخراج کیا او کو نسائی نے کہ میں نے سنن میں او کو کہا کہ
منفرد ہوا ساتھ اس کے ابراہیم اور وہ منکر ہے حدیث اس کی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ واسطے اس کے ایک شاہد ہے حدیث مسند سے
جو او پر گذری **ص** پڑھا ضعیف لہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روز کے بے ہر سکین کو کہا نادیدہ
جتنا کہ صدقہ فطر دیا جاتا ہے اور جب بڑھے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس کی قضا کرے **ف** و علی الذی یطیقون
فدایۃ طعام مسکین قول اللہ تعالیٰ کا اس باب میں جہت ہے **ص** عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی جہت
کہ اپنی جان بچنے کی جان کا خوف کرے یا مریض ہو و اور زیادتی مرض کا او کو خوف ہو و یا مسافر ہو تو یہ سب افطار کرین
اور پھر جب عذر اٹکا جائے تو قضا ادا کرین بغیر صدقہ کے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت انس کے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے وضع کیا مسافر سے روزہ اور آدمی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ کو
روایت کیا اس کو ابو داؤد وغیرہ نے اور بعض بھی اس واسطے نہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن کان مریضاً او کھالی السفر
فیعلیٰ ثمن آتاکم احس یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اتنے ہی شمار کر لے اور دنوں سے یعنی اتنے ہی روزہ جتنے
قضا ہوئے اور دنوں میں رکھے اور اسی طرح بڑھا بھی روزہ نہ رکھے اور دلیل اس کی یہ آیت جو گذری لیکن وہ منسوخ ہے جہت
اس کے لا یطیقون کے نہونگے دوسری آیت ہے اور کہا ابن عباس نے کہ وہ منسوخ نہیں ہے اور وہ بڑھے مرد اور عورت کی واسطے
جو طاقت روزہ کی نہیں رکھتے تو کھلاوین بڑھے روزہ کے ایک سکین کو روایت کیا او کو بخاری اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی
اور ابن عباس اور ابن عمر اور سوانکے صحابہ اور کسی سے طاعت کا مروی نہیں تو اجماع ہو جاوے گا و سپر **ص** اور جس
مسافر کو کچھ روزہ سے نقصان نہو تا ہو تو او کو سفر میں روزہ رکھنا مستحب ہے تو اگر وہ سفر میں یا مرض میں ہو گیا تو اس کے
روزہ کے بدلے میں صدقہ دیا جاوے گا اور اگر بیمار تھا اور اچھا ہوا تب مر یا مسافر تھا اور مقیم ہوا تب مر تو اس کے روزہ کے بدلے
میں اس کا ولی صدقہ دیکو اس طرح پر کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اس کے جتنے روزہ فوت ہوئے تھے اتنے روزہ جی
مرا ہو تو اس کے سب روزوں کے بدلے صدقہ دیکو اور اگر اتنے روزہ نہیں جیا تو جتنے روزہ تندرست اور مقیم رہا اتنے دنوں کا
صدقہ دیکو مثلاً اس کے دس دن فوت ہوئے تھے سو وہ بعد رمضان کے پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا تب مر تو پانچ دن کا

اور جو اب اس کا یہ کہ روایت کیا نسائی نے سنن کبریٰ میں ابن عباسؓ اور ابو موسیٰؓ حدیث کہ نہ نماز پڑھے کوئی پہلے
 کیسے اور نہ روزہ رکھے نہ کسی اور فتویٰ راوی بخلاف روایت کے ہنزلہ ذکرناغ کے ہے اور ایسا ہی کہ حضرت عمرؓ نے روایت کیا
 اس کو عبد الرزاقؓ نے اور ذکر کیا اس کو مالکؓ نے موطا میں اور کمالکؓ نے نوہینؓ نے سنن کبریٰ میں صحابہؓ اور تابعینؓ میں کہ کوئی نہ
 روزہ رکھتا ہو کسی پہلے یا نماز پڑھتا ہو کسی پہلے اور یہ نوید ہی نسخ کو اس حدیث کے واللہ اعلم **ص** صدقہ ایک وقت کی اور
 ایک روزہ کے صدقہ کے برابر ہو اور یہی صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک خدیجہ باج غاروں کا یعنی ایک دن کی غاروں کا صدقہ دے
 ایک دن کے روزہ کے ہے اور رمضان کی قضا لگتا تا چاہے ادا کرے اور چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کرے اور اگر دوسرا
 رمضان آجائے تو قضا کے روزہ نہ رکھے بلکہ اس میں رمضان کے تہجد رمضان کے پھر اسی قضا کے روزہ رکھے اور صدقہ
 ہر روز کی طرف سے نہ دیکو اور امام شافعی صاحب کے نزدیک صدقہ بھی واجب ہوگا **ف** اور دلیل یہ کہ ابن عباسؓ حدیث
 کہ بیکار ہوئے ایک رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر افطار کیا یہاں تک کہ نہ درست ہوئے پھر نہ روزہ رکھے یہاں تک
 کہ دوسرا رمضان آگیا اور روزہ رکھے اسی رمضان کے پھر روزہ رکھے اور صدقہ جو قضا کیے تھے اور کما دیتے تھے ایک سیکین کو ہر روز
 اور دلیل یہی قول اللہ تعالیٰ کا ہے قِیْلَ لَا تَزِدْ لَهُمْ اَحْزَانًا وَاُخْرٰی اِنِّیْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ سُلُوْبِهِمْ اور یہ عام ہے اور وہ شافعی
 نے روایت کیا ثابت نہیں ہے کیونکہ سند میں اس کی برابر ہم بن نافعؓ کی کیا ابو حاتم رازیؓ نے جو صحابہؓ روایت کیا حدیث میں اور ان
 ایک شخص جو جسکو تہمت ہے وضع حدیث کی **ص** روزہ کا ولی روزہ کے روزہ کے بدلے روزہ کرے اور ایک نماز کے بدلے
 نماز نہ پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اس پر تمام کرنا اس کا لازم آتا ہے تو اگر اس کو توڑ دیا گیا تو قضا
 اس کی ادا کرے **ف** کیونکہ حضرت نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھالیا اور یہ حدیث اوپر گذری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 افطار کیا روزہ کو سفر میں بعد اسکے کہ رکھ چکے تھے اور اسی واسطے ضیافت کے واسطے روزہ نفل توڑ دینا درست ہے تو قضا اس کا لازم
 کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کو جب کھالیا تھا انھوں نے کھانا اور روزہ رکھا تھا صحیح کہ انھیں
 یومئذ اُخْرٰی مَکَانَہُ یعنی قضا اور دوسرے دن بدلے اسکے اور ضعیف کیا اس کو بخاریؓ اور روایت کیا اس کو ابو داؤدؓ اور ترمذیؓ اور
 نسائیؓ نے اور دفع کیا گیا یہ ضعیف اس کا بیان کیا اس کو شیخ ابن الہمام علاوہ اسکے روایت کیا اس کو ابن حبانؓ نے صحیح ہے اور اس
 طریقے کے اور ابن ابی شیبہؓ نے اور طریقے سے اور ہزار نے اور طریقے سے اور روایت کیا اس کو طبرانیؓ نے اور طبرانیؓ میں سب
 طریقوں کے اور طریقوں سے پھر کہا شیخ ابن الہمامؓ قَدْ ثَبَتَ هَذَا لِحَدِیْثِ شُعْبَةَ الْاَکَامِیْنَ اَلْیَافِیْ ثَابِتِ ہُوَ یُحَدِّثُ
 اس طرح پر کہ نہیں ہے روزہ کرنے والا اس کا کوئی اور روایت کیا دارقطنیؓ نے جابرؓ کہ تیار کیا ایک شخص نے واسطے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تو بلایا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہؓ کو تو جب لاؤ وہ کھانا کھنکھار ایک شخص
 سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے کھانہ اس میں روزہ سے پہلے تو کہا حضرت علیہ السلام نے شکیف کی تیرے پہلے
 اور بنا واسطے تیرے کھانا اور تو کہتا ہے میں روزہ دار ہوں کھانے اور روزہ رکھنے کے لئے اس کے اور بعضوں نے کہا کہ روزہ کو
 نہ توڑو اور دلیل لائے ہیں اس حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلا لیا کوئی تم میں سے طرہ کھانے کے تو قول
 کرے اور اگر روزہ نہ ہو تو کھائے اور روزہ دار ہو تو دھا کرے اور اس حدیث کا کہ شیخ ابن ابی شیبہؓ نے علوم کے اس حال میں

ابو حاتم رازی

میں تمام میں شیخ ابن اہم فصیح مگر جس ایام میں کہ روزہ رکھنا منع ہے اور نہیں اگر شروع کر گیا تو تمام کرنا اور سکا لانا
 نہ آویگا اور وہ پانچ دن میں ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقدر عید کا دن اور تیس دن اس کے بعد یعنی گیارہویں اور بارہویں
 اور تیرہویں جمعہ کی اور نفل کا روزہ ہے عذر نہ توڑے ایک وایت میں اور ایک وایت میں جائز ہے کہ کوئی قضا اس کے قائم مقام
 اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہے اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہے اور
 اگر رمضان میں دن کو ایک لکھ کا بالغ ہو یا کافر مسلمان ہو تو اس روز باقی روز میں کچھ نہ کھائے اور نہ پیو رمضان کی
 بزرگی کے سبب اور اس روز کی قضا ادا کرے اگر چہ نیت روز کی ان دونوں کی اور پھر کھا لیا تب بھی قضا نہیں کرے
 اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونوں باقی روز کچھ کھاوین اور نہ پیوین اور اس روز کی
 قضا ادا کریں اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اس کے اپنے گھر آیا تب نفل روز کی نیت کی اور نیت کرنے کا وقت تھا
 یعنی دوپہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہوا اور اگر وہ رمضان کا مہینہ تھا تو اس پر اس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا تقیم
 اس دن پھر کیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اون دنوں اگر افطار کیا تو کفارہ نہیں ہے جن دنوں میں بیہوش رہا یا اون کی قضا ادا کر
 مگر جس دن بیہوشی شروع ہوئی ہو اور وہ نیت روز کی کر چکا ہو یا اس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو افطار کی قضا کرے غرض
 یہ ہے کہ اگر نیت کر چکا ہو تو روز صحیح ہو جاوے گا اور جو نہیں نیت کی تو پھر صحیح ہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون رہا تو قضا کرے
 اور اگر بعض دن رمضان میں یوانہ رہا تو جتنے روز گزرے ہیں افطار کی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ یا عاقل تھا اور حالت جنون میں
 بالغ عاقل ہو تو بھی یہی حکم ہے پھر روایت میں اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون میں بالغ ہو تو روز کو اس پر جواب
 نہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان یوانہ نہ رہا اور دلیل اس کی شرح عربی میں مذکور ہے اور اگر اون پانچ دن میں جن میں روزہ رکھنا
 حرام ہے روز کی نذر کیا یا پورے سال کے روز کی نیت کی تو اون دنوں کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھ لیا تو پھر قضا نہیں کرے اگر ننگا
 ہوگا تو اگر کچھ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہیں ہے تو ان صورتوں میں نذر ہوگی اور
 اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہیں ہے تو قسم ہوگی اور اگر افطار کر گیا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونوں کی نیت کی
 یا قسم کی اور یہ نہ کر نہ کیا کہ نذر نہیں ہے یا یہ تو ان صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہوگی اور اگر افطار کر دیا تو قضا نذر کی
 اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں کی نیت میں نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت میں قسم ہوگی اور
 اتنی تفصیل اس کی شرح عربی میں مذکور ہے شش عید یعنی چھ روز بچہ شوال میں رکھتے ہیں تو ان کو جدا جدا رکھنا مستحب ہے لگتا تا
 نہ کہے تو مکروہ نہ ہوگا اور مشابہت نصاریٰ کے لازم آوے گی **فصل** اولاً استحباب ان چھ روزوں کا احادیث سے بیان کرنا
 لازم ہے سو وہ یہ ہیں جو روایت کیا مسلم اور ابوداؤد و ترمذی وغیرہم نے ابویوسف کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص
 روزے کے رمضان کے اور چھ رکھے اسکے سات روز شوال میں تو ہوگا ایسا جیسے کسینے سات روزے کے اور چھ رکھے
 نصاریٰ کی بیان کرنا واجب ہے یہ ہے کہ اہل کتاب کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھ روز بعد فطر کے متصل رکھے گئے تو ایک طرح
 کی تشبیہ نصاریٰ کے ساتھ تھی جوئی اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب عید فطر کے روز روزہ نہ رکھا تو شبہائی
 و لا یشاء اہم کا وجہ شہان کے روز کے اور ملا دیا اس کو ساتھ رمضان کے تو اچھا کیا اس نے اور تب میں روز ایام میں یعنی

اور عورت کو چاہیے کہ نفل ہونہ بدون اذن خلونہ کے نہ کرے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم وغیرہ نے اور جو شخص کسی قوم پر جب کے اوتے تو بغیر اذن اٹکے کے روزہ نہ کرے کمالا اوسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہے واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف سنت موکہ ہے اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ دیر تک ہمار روزہ دار کا مسجد میں بنیت عبادت حبس میں جات ہوتی ہے لیکن سنت موکہ ہونا تو فقط عشرہ اخیرہ میں ہو گیا نہ کہ روایت کیا بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرے عشرہ اخیرہ میں رمضان میں یہاں تک کہ اوتھا لیا اوتکو اللہ تعالیٰ نے پھر اعتکاف کیا بعد ازیں اذکی ازواج مطہرات کو یہ واجب لالت کرنی یہ سنت ہے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہے وہ یہ کہ نہ کرے اعتکاف اور ایک ستوبہ یکہ سوال ہے من فون میں اخیر رمضان اور دنوں میں اعتکاف کرنا اور ان فون میں اکتھ ثابت نہیں ہے بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک ہمار یہ رکن ہے اعتکاف کا اور نیت شرط ہے اوسکی اور روزہ بھی شرط ہے اور الم شافعی کے نزدیک شرط نہیں ہے لیل ہمار یہ کہ روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا اعتکاف الا بصوم نہیں ہے اعتکاف کرے روکے سے کہ بیہقی نے یہ وہم ہے سفیان بن حسین یاسوید اوضیف کیا اوسنے سوید کو لیکن کمال میں ہے کہ کمال علی بن حجر نے کہ پوچھا سینہ بیہقی سے اوس دنوں کے احوال سے تو شنا کی انھوں نے اونپر روایت کیا ابو داؤد عبد الرحمن بن اسحق سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عروہ انھوں نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کمال انھوں نے سنت ہے اور پھر اعتکاف کو کرنے والے کے کہ زعمیات کو کسی مریض کی ماور نہ حاضر ہو جائے میں اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوس سے اور نہ نکلے کسی حاجت کو مگر جو ضرور ہے اور نہیں ہے اعتکاف کرے روکے سے اور نہیں ہے اعتکاف مگر مسجد جامع میں کہا ابو داؤد سواع عبد الرحمن کے اور کوئی اوسین لفظ اسے کہ نہیں ہے کہ کرنا اور عبد الرحمن بن اسحق اگر چہ کہا گیا ہے اوسین لیکن اخراج کیا اوس سے مسلم نے اور توفیق کی اوسکی ابن حسین نے اور شنا کی اوسپر غیرو اسکے نے اور روایت کیا ابو داؤد نے اور شالی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کرین جاہلیت میں ایک دن اور ایک ات نزدیک کہے کے سو پوچھا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ کہ اور ایک وایت میں نسائی کی ہے کہ حکم کیا حضرت جلیل علیہ وسلم نے اوتکو کہ اعتکاف کرین اور روزہ کہیں کہا دارقطنی نے متفرد ہو اساتھ اوسکے عبداللہ بن کثیر بن قمار الخراجی عروہ سے اور ضعیف حدیث ہے اور ثقات لوگوں نے صحابہ عمرو بن زینار سے نہیں ہے کہ کیا روزہ کا اور نہیں ہے ابن جریر اور ابن اور حاد بن سلمہ اور حاد بن زید اور سولانک اور یہ حدیث صحیحین میں ہے نہیں ہے اور سین کر روزہ کا بلکہ اتنا ہی ہے کہ کہا حضرت عمر نے کہ نہ کرے کسی سینہ جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں ہی حرام میں ایک ات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کرانی نہ اور ایک وایت میں حضرت عمر سے کہ نہ کرے کسی سینہ جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں ایک دن نزدیک مسجد حرام تو ملو یہ پھر ایک ساتھ رات کے یا ایک ات ساتھ ایک دن تاکہ مطابقت ہو کہ حدیثوں میں اور جواب یا جاوید کا غایت اسکی یہ ہے کہ سکوت کیا روکے کے ذکر سے ان لوگوں نے اور یہ بات اصول حدیث میں مقرر ہوئی ہے کہ زیادت تقدضا بط کی مقبول ہے اور ثم وضعف ثابت کرے یہ وہ عبداللہ بن کثیر کا مسلم نہیں ہے کہ کہا ابن جریر حدیث ہے اور نہ کرے سکوت میں یا جانے ثقات میں یا نہ کرے

سود

عبداللہ بن اسحق

عبداللہ بن کثیر بن قمار

مؤید ہوا اسکے حدیث حضرت عائشہؓ کی جو نقل کی جھنے اور ابو داؤد و نسائی سے اور بخاری و بیہقی نے ابن جریر سے انھوں نے عطاء سے انھوں نے ابن عباس اور ابن عمر سے کہ کما اون دونوں کے اعتکاف یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ رکھنے تو یہ قول ابن عمر کا بھی مؤید ہوا اسکے ہر کیونکہ نقل کیا انھوں نے اسکو اپنے باپ سے اور یہ واقعہ اس واقعہ سے اور امام شافعی دلیل لائے ہیں اس سے جو روایت کیا اسکو حاکم نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ وسلم نے نہیں ہر اعتکاف کرنے والے پر روزہ مگر یہ کہ کرے اپنے نفس پر اور صبح کی اسکی حاکم نے اور جواب یہ کہ تصحیح اونکی تمام نہیں اسناد میں ابی اسکی عبداللہ بن محمد علیؓ اور وہ مجہول ہے اور باوجود جہالت اسکی کے نہیں رفع کیا اسکو کیسے سوا اسکے بلکہ موقوف کرتے ہیں اسکو ابن عباس پر اور مؤید ہوا اسکے وقت کے جو ذکر کیا اسکو بیہقی نے بعد ذکر اس بات کے کہ متفرد ہوا ساتھ اسکے رلی کہ روایت کیا اسکو ابوبکر حمید بن عبدالعزیز بن محمد سے انھوں نے ابوسہیل بن مالک سے کہا کہ جمع ہوا امین اور ابن شہاب نزدیک عبد اللہ بن عمر کے اور اونکی عورت نے مذکر کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام میں سو کہا ابن شہاب نے کہ نہیں تھا یہ اعتکاف مگر ساتھ روک کے سو کہا ابن عبدالعزیز نے کہ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کہا انھوں نے نہیں سو کہا کہ ابوبکرؓ سے کہا انھوں نے نہیں کہا عمرؓ سے کہا کہ نہیں کہا ابوسہیل نے کہ پھر پھر امین سو پایا مینے طاؤس اور عطا کو تو پوچھا مینے اوشے یہ سو کہا طاؤس نے تھے ابن عباس نہیں دیکھتے تھے اعتکاف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر مقرر کر لے اور کہا عطاء نے یہ صحیح ہے تو اگر ابن عباس نے رفع کیا ہوتا اسکو نہ وقف کرتے طاؤس اسکو ابن عباس پر اور اسید واسطے اعتراف کیا بیہقی نے کہ رفع اسکا وہم ہوا اور پھر جمعیت ہے کہ وقف بھی معارضے سے سالم نہیں ہوا سطلہ اور پر ہم ذکر کر چکے ابن عباس اور ابن عمر سے کہ کما اون دونوں نے اعتکاف روزہ اور کہا عبدالرزاق نے حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ ثَمَّةٍ عَنْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ يَعْنِي جَوَاعِ عِتْكَافٍ كَرِهَ تَوَادُّهُ سَبْرُ رُزْءٍ هُوَ اسناد او اسکا صحیح ہے اور بخاری و بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے موقوف من اعتکف فعليه الصوم اور زہری اور عروہ سے بھی کہ کما اون دونوں نے الاعتکاف کا الاعتکاف بالاقصود اور بطولین مالک کی ہے کہ پوچھا او کو قاسم بن محمد اور نافع مولیٰ بن عمر سے کہ کما اون دونوں نے نہیں ہر اعتکاف مگر ساتھ روک کے سبب نبی اللہ تعالیٰ کے ثُمَّ آتَتْهُمُ الصِّيَامُ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تَبَايَسُوا هُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ یعنی تمام کرو روکرات تک اور نہ مباشرت کرو عورتوں سے جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدوں میں تو ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کو ساتھ روک کے کہا بھی کہ مالک نے وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ يَعْنِي حُكْمٌ زَيْدٌ سَاحِدٌ اس پر کہ نہیں ہر اعتکاف مگر ساتھ روک کے اور یہ بھی جانا چاہیے کہ اعتکاف اس مسجد میں صحیح ہے جہاں جماعت ہوتی ہو روتا کیا طبرانی نے بار بار ہم نسخی سے کہ کما خذیفہ نے واسطہ ابن سعد کی تا تم تعجب نہیں کرتے ہوا اون لوگوں کہ درمیان ہفتار کے کہ اور ابو موسیٰ کے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہم اعتکاف سے ہیں کما ابن سعد کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہوں اور تم خطا پر اور ان لوگوں کو یاد دہو اور تم بھول گئے ہو کما خذیفہ نے لیکن میں جانتا ہوں کہ نہیں ہر اعتکاف مگر مسجد جماعت میں اور بخاری و بیہقی نے ابن عباس سے کہ بدتر کیا مومن میں کہ نہ نزدیک عین میں ہیں تو تحقیق کہ بدعت میں ہر اعتکاف کرنا اون مسجدوں میں جو گھروں میں ہیں اور وہ بدعت کیا ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق دونوں نے اپنے صنف میں ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ أَخْبَرَنِي جَابِرٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہے اور منکر اور کافر ہی **ف** اور فرضیت اس کی قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ
 وَفَلْيَعْلَمْ عَلَى النَّكَايَةِ حُجَّ الْبَيْتِ لَيْسَ بِالْمَدْيُونِ لَوْ كُنَ كَفَرًا بِرَبِّهِ جِجْ خَانَهُ كَعْبُكَ كَا اور عمر بھر میں ایک بار فرض ہے
 نواہت کیا احمد نے مسند میں اور واقطنی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کما صحیح ہے اور بشرط شیخین کے ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سے کہ خطبہ پڑھا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا اے لوگو فرض کیا اللہ نے تمہارے حج کو سوکھڑے ہو کر اقرع
 بن عباس اور کہا کہ ای رسول اللہ کیا ہر سال میں ہو فرمایا آپ نے اگر میں کہتا ہوں البتہ واجب ہوتا ہر سال میں اور تم اس کی قدر نہ کرتے
 حج ایک بار ہو اور جو زیادہ ہو وہ نفل ہے اور روایت کیا مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہؓ سے مانند اسکے **ص** ہر آزاد مسلمان بکھٹ بکھٹ
 آنکھ والے پر حبا و سکے واسطے توشہ اور سواری ہو فاضل ضروری خرچ اور عیال کے نفقے سے کٹتے تک اور راہ کا بھی کہ
ہو **ف** آزاد اور بالغ ہونا اس واسطے شرط ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوگ حج کرے پھر بالغ ہو تو اس پر
 دوسرا حج ہو اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو اس پر دوسرا حج ہے روایت کیا اس کو حاکم نے ابن عباس سے اور کما صحیح ہے بشرط
 شیخین پر اور تفرّد محمد بن منہال کا ساتھ رفع اس کے کچھ ضرر نہیں کرتا کیونکہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور بڑا بڑا
 اسکے ایک مرسل حدیث روایت کیا جس کو ابو داؤد نے مراسیل میں محمد بن کعب قرظی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو لوگ حج کریں اہل اس کے اور مر جاوے کافی ہو جاوے گا اوس سے تو اگر آپ کا بلوغ کو حج کرے اور جو غلام کہ حج کریں لوگ اس کے کافی ہو جاوے
 اوس سے تو اگر آزاد کر دیا جاوے تو لازم ہے اور پیر حج اور یہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے یہ روایت موافق ابن
 سے اور تندرست ہونا شرط ہے یا ہر حج نہیں آنکھ والا چاہیے اندھے پر اگر مال ہو حج نہیں توشہ اور سواری شرط ہے اس واسطے
 کہ روایت کیا حاکم نے سعید بن ابی عروہ کے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس سے اللہ کے قول میں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّكَايَةِ حُجَّ الْبَيْتِ
 مَنِ اسْتَظَاكَ الْيَكْفُ سَبِيلًا لَّيْسَ جِجْ لَوْ كُنَ كَفَرًا بِرَبِّهِ جِجْ خَانَهُ كَعْبُكَ كَا اور کما صحیح ہے بشرط شیخین کے ابن عباس سے اور کما صحیح ہے بشرط
 سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری اور کما صحیح ہے اور بشرط بخاری مسلم کے اور نہیں نکالا اونے اونے اس کو اور متابعت کی سعید
 کی حدیث میں ہے قتادہ سے پھر نکالا اس کو حاکم نے اس طرح پر اور کما صحیح ہے اور بشرط مسلم کے اور مروی ہے اور طریق صحیح سنن
 مرسل کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں کہ سبیل نل اور راحلہ ہے اور بہت لوگوں سے یہ حدیث مروی ہوئی ابن عمر
 اور ابن عباس اور حضرت عائشہ اور جابر اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم سے پھر چاہیے کہ فاضل ہو حاجت اہلی ضروری سے
 مانند خادم اور سہا بنگلی اور کپڑوں وغیرہ کے اس واسطے کہ یہ چیزیں ہونا ضروری ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ اہل عیال کے نفقے سے فارغ
 اس واسطے کہ نفقہ فرض ہے اور حق سبب کا مقدم ہے اس کے حق پر نزدیک شرع کے اور جو لوگ کے سے قریب ہیں ان کو سواری شرط نہیں
 کیونکہ ان کی شقت اس قدر نہیں کہ سواری بھی ضرور ہو بخلاف اور لوگوں کے اور راہ کا بھی اس شرط ہے اس واسطے کہ محافظت جان
 و مال کی ضرور ہے **ص** عورت کو بغیر محرم اور خاوند کے حج درست نہیں اگر اوس عورت کے کنگ مدت سفر کے برابر رہے ہو
ف اور اگر اس سے کم ہو تو شرط نہیں اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو بے محرم کے حج جائز ہے جب کہ ایک فائدہ ہو
 اور اس کے ساتھ مستبر محمد بن ہون اور ہمارے نزدیک جائز نہیں اور دلیل امام شافعی کی عموم آیت کا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّكَايَةِ حُجَّ الْبَيْتِ

محمد بن منہال

اور ثعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کو مطلق اور ذکر نہ کیا اور عورت کا اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت مسکنی
 لَا تَحْجُّ امْرَأَةٌ وَلَا وَمَعَهَا ذُو حَرْمٍ فَقَالَ دَجَلٌ يَا بَنِي اللَّهِ لَا تَحْجُّنَّ مَنِي غَزْوَةً وَلَا أَمْرًا بِي حَاجَةٍ
 قَالَ أَرَيْتُمْ لِحَجَّتِمْ مَعَهَا وَآخِرَ جَهَنَّمَ لَلذَّارِ قَطْعِي أَيْضًا عَنْ حَجَّائِهِمْ عَنْ بَنِي جَهَنَّمَ وَلَفْظُهُ لَا تَحْجُّنَّ
 امْرَأَةٌ وَلَا وَمَعَهَا ذُو حَرْمٍ وَمَعْنَى نَحْجُّ كَرَمٍ عورت مگر اوس کے ساتھ محرم ہو سکو یا ایک شخص نے اسی نبی اللہ کے مین کہا گیا
 ہر ظلمے غزوة میں اور عورت میری حج کرنے والی ہے کہ آپ نے لوٹ جا اور حج ساتھ اوس کے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
 اور معنی اوس کے یہ ہیں یا ورت سفر کی ہوا سطرے شرط ہے کہ دوسری حدیث میں صحیحین کی ہے ابو سعید انھوں نے ابن عباس سے
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت مگر ساتھ محرم کے اور سفر کے معنی اور ہر کتاب الصلوۃ میں بیان ہے کہ
 کہ تین دن اور تین رات کے کم نہیں ہوتا اور احتیاط اس میں ہے کہ کسی جاکا ارادہ بغیر محرم کے کرے اگرچہ مدت سفر کم ہو و
 اس واسطے کہ روایت کیا بخاری سلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت دو دن مگر اوس کے ساتھ و کا
 خلو نہ ہو یا اور کوئی محرم ہو اور ایک روایت میں ابو ہریرہ سے ہے کہ نہیں حلال ہے جو ایمان لائی ہو واسطے اللہ کے اور دن قیامت
 یہ کہ سفر کرے ایک ات بغیر محرم کے اور ایک روایت میں طبرانی کی ہے کہ نہ سفر کرے تین میل بھی بغیر محرم کے **ص** عمر بن ابی
 فرض ہے جو وقت قدرت ہو فی الفور فرض ہو و گیا یہ مذہب امام ابی یوسف کا ہے اور امام محمد کے نزدیک فی الفور واجب نہیں ہوتا
 تو اگر اوس سال میں نہ گیا اور دوسرے تیس سال میں ادا کیا سب کے نزدیک ادا ہو جاوے گا اور اگر ادا نہیں کیا اور مگر گیا تو سب کے نزدیک
 گنہگار ہو گا تو اگر پہلے سال سے تاخیر کی امام ابی یوسف کے نزدیک گنہگار ہو گا اور محمد کے نزدیک نہیں ہو گا اور اگر ٹکے نے
 احرام باندھا اور بالغ ہو گیا یا غلام نے اور آزاد ہو گیا اور حج کیے گئے فرض ادا نہ ہو گا تو اگر ٹکے نے احرام بچہ باندھا و
 پھر وقوف کیا فرض اوست ادا ہو جاوے گا اور غلام کا نہ ہو گا فرض حج کے تین میں احرام باندھنا اور عرفات میں کھڑے ہونا اور
 طواف کرنا زیارت کا اور واجب پانچ ہیں مرد و عورت میں کھڑے ہونا اور دوڑنا صفا اور وکوفہ سے حج میں اور ٹکڑے یا بھینکنا اور طواف صد کا
 یعنی اخیر کا طواف وقت خصلت کے واسطے افاقے کے اور نہ انا سکا اور ان آٹھ کے سوا باقی سنت یا تحب ہیں **ف** اور
 ان سب چیزوں کا ذکر تفصیل سے آگے آوے گا **ص** مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن فیحجہ کے ہیں اور پہلے قبل
 احرام باندھنا مکروہ ہے **ف** فرمایا اللہ تعالیٰ نے **الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ** یعنی حج کچھ مہینے میں مقرر اور روایت
 بخاری وغیرہ ابن عمر سے کہ مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن فیحجہ کے ہیں اور مروی ہے بخاری میں تعلیقا اور
 روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ایسا ہی
 روایت کیا اوسکو ابن سعد اور بخالا اوسکو ابن ابی شیبہ اور حدیث عبد اللہ بن بکر کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے کہ مہینے
 حج کے شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں تو یہ سب عبادہ سے مروی ہے عبادہ کہتے ہیں عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ بن عمر عبد
 بن عباس عبد اللہ بن ہریرہ رضی اللہ عنہم کو اور بعضوں کے نزدیک عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو بھی **ص** عمر و سنت ہے اور
 عمر طواف اوس کی یعنی دوڑنے کو در میان صفا اور وکوفہ کہتے ہیں اور وقوف یعنی کھڑے ہونا و سمین نہیں ہے اور سارے برس میں
 جب سچا درست ہے اور مکروہ ہونے کے اور چار دن میں بعد عرفے کے **ف** اور سنت ہونا اوسکا حدیث سے ثابت ہے

روایت کیا ترمذی نے جابر بن عبد اللہ سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر سے کیا واجب ہو وہ فرمایا نہیں مگر یہ حکم کہ تو فضیل ہو اور اسکا بیان آگے آگیا **ص** میقات پینے کے پہنچنے والے کا ذوالحلیفہ ہو اور عراق والون کا ذات عرق اور شام والون کا تحنہ اور نجد والون کا قرن اور یمن والون کا یلم **ف** میقات او سکو کہتے ہیں جہان سے احرام باندھتے ہیں اور ذوالحلیفہ اور ذات عرق اور تحنہ اور قرن اور یلم یہ سب مقاموں کے نام ہیں اور تعین حدیث میں مروی ہے روایت بھی صحیح میں حضرت ابن عباس سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مدینہ کے ذوالحلیفہ اور واسطے اہل شام کے تحنہ اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلم اور اخرج کیا او سکا ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ نے اور آخر حدیث کا یہ ہے کہ یہ مقام اون لوگوں کے واسطے ہیں اور جو اون پاس آئے اور اون لوگوں میں سے نہ ہو جو ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو ان کے سوا ہو تو جہان چاہے یہاں تک کہ اہل مکہ احرام باندھیں مکہ میں اور نہیں فر کر کیا او میں میقات اہل عراق کو لیکر فر کیا او سکو جابر نے روایت کیا او سکو مسلم نے اور شک کی راوی اس کے رفع میں اور ابن جبر نے روایت کیا او سکو اور او میں شک نہیں اور او میں ہے کہ یہ مقام اہل اہل مشرق کا ذات عرق ہے مگر اسناد میں او سکی ابونعیم بن یزید جوڑی ہے اور نہیں شک ہے او سکی حدیث میں اور روایت کیا ابو داؤد حضرت عایشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور اسناد میں او سکی افصح بن حمید ہے اور تھے احمد بن حنبل انکار کرتے اسکا اور بخالا عبدالرزاق نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث **ص** ان مقاموں سے آگے بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہے جو اس کا قصد کے میں داخل ہو گا وہ برابر ہے کہ قصد کرے حج اور عمرے کا یا کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تجاوز کرے کوئی میقات مگر احرام باندھ کے اور یہ عبارت ہے **ص** میں ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں **ح** ثنا عبد السلام بن محمد بن عیسیٰ عن سہید بن جبیر عن ابن عباس ان التبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یجوز الوقت الا باحرام یعنی نہ تجاوز کرے میقات مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا او سکو طبرانی نے اور کہا شافعی نے اپنے سند میں **ح** ثنا ابن عیینہ عن عیسیٰ بن عمر عن ابی الشعثاء انہ راى ابن عباس یؤد من جاوز المیقات بغیر احرام یعنی پھر دیتے تھے ابن عباس او سکو جو آگے جاتا تھا میقات کے بغیر احرام کے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے **ح** ثنا دکیع عن سفیان عن جبیر بن ابی نکیب عن ابن عباس اور ذکر کیا او سکو اور روایت کیا احمد بن یحییٰ نے سند میں **ح** ثنا فضیل بن عیاض عن لیث بن ابی سلیمان عن عطاء بن اوفی عن ابن عباس قال اذا جاوز الوقت فلم یحرم حتی دخل مکة رجلا الى الوقت فاحرم وان خشي ان لا یجوز الى الوقت فانه یحرم ویبصر فذلک دما یعنی کہا ابن عباس کہ جب تجاوز کرے کوئی شخص میقات کی اور نہ احرام باندھے یہاں تک کہ داخل ہو جاوے مکہ میں پھر نہ لے طوں میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے رجوع کا طرف میقات کے تو وہ احرام باندھ اور اس کے بل میں ایک قرانی کرے **ص** اور قبل پہنچنے کے ان حکاوں میں اگر پہلے سے احرام باندھ لے تو درست ہے **ف** روایت کیا حاکم نے باب التفسیر میں مستدرک سے کہ پوچھے گئے حضرت علی قول تاملی واکملوا الحج

نہ تجاوز کرے کوئی میقات مگر احرام کے

بعد نماز کے سجدہ سے ثابت ہے روایت کیا ترمذی اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لہیک کی بعد نماز
 اور کہا ابن ابیہم کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ثابت کیا اسکو اور اگر سواری پر چڑھ کے لہیک کہے تو بھی درست ہے اور یہ بھی لعافیت سے
 ثابت ہے روایت کیا انکو بخاری سلم نے اور زیادہ کرنا اس سے جائز ہے اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں اور ذیل میں ہمارے یہ کہ
 حضرت عمر بن الخطاب نے زیادہ کیا ان کلمات پر اور کہا وَسَعْدَ يَاكَ وَانْجِنِي يَدَ يَاكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ مَرْدِي وَ
 صحاح میں اور زیادہ کیا ابو داؤد ایک روایت میں کہ زیادہ کرتے تھے لوگ ان کلمات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے
 اور کہ نہیں کہتے تھے اور زیادہ کیا ابن سعد اس پر مروی ہے سند اسحق بن راہویہ میں اور امام حسن بھی زیادہ کرتے تھے ان کلمات
 روایت کیا اسکو ابن سعد نے طبقات میں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور جب لہیک نیت کر کے کہلی احرام او سکا بندہ چکا تو
 جامع اور خوش کلام موقوف کرے اور ذکر کرنے کو جامع سے عورتوں کے سامنے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے جب شہر ہوا
 مشعر فہن یمینین وناھیسکون یصدق الطیرم ثنک لیستاکہ معنی مارو اسکے یہ ہیں کہ اونٹ چلتے ہیں ہمارے
 ساتھ درنا لیکہ ان کے سوزون کے نعل سے آواز آتی ہے اگر فال سج ہو تو ہم بیس کہ ایک عورت ہے اور سج جو ہراجی چاہیے بیکار
 تو لوگوں کے کہا کہ آپ رفت کرتے ہیں احرام میں تو فرمایا کہ رفت اسکو کہتے ہیں جسمیں عورتیں مخاطب ہوں اور بچے فسوق اور
 گناہوں اور جدال سے اور وہ یہ کہ اپنے رفیق سے بڑے یا مشرکوں سے حج کی تقدیم اور تاخیر میں **ف** کیونکہ فرمایا اللہ علی
 فَلَارَفَتْ وَلَا فَسُوقٌ وَلَا جِدَالٌ فِي الْحَجِّ یعنی نہیں ہے رفت اور فسوق اور جدال حج میں **ص** اور نہ شکار کر
 خشکی کا احرام میں اور نہ شکار منع نہیں اور شکار کے جانور کو کسی نہ بتلائے اور نہ اسکی طرف اشارہ کرے **ف**
 اسواسطے کہ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ شکار کیا تھا ایک عار وحشی کا اور وہ احرام سے نہ تھے تو پوچھا صحابہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اسکے کمانے کو سو فرمایا آپ نے کیا تھے اسکے شکار میں کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا کچھ تھے کہا انھوں نے نہیں
 تہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کہا و جو اسکا گوشت باقی ہے روایت کیا اسکو اصحاب صحاح سے فادو دوسرے کی دلالت
 کرنے والا یعنی بتانے والا کسی چیز کا مثل کرنے والے کے ہے اور یہی حکم نیک کا اون کے باب میں ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اَلَّذِي عَلَى الْخَيْلِ كَفَّارًا یعنی بتلانے والا بہتری کا مانند اسکے کرنے والے کے ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَقْتُلُوا
 الصَّيْدَ وَانْتُمْ مُحَرَّمُونَ یعنی نہ شکار کرو جب احرام باندھے ہو تم **ص** اور یہ نیز کہے خوشبو لگانے سے اور ناخن کاٹنے سے
ف اور یہ منع حدیث میں وارد ہے **ص** اور موندہ جانپنے سے اور سر ڈھانپنے سے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک
 جائز ہے واسطے مرد کے چھپانا موندہ کا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِحْرَامُ الْاِنْسَانِ جُلُّ فِي رَأْسِهِ وَقَدْ اَحْرَمَ
 اَلنَّسْ اَقْرَبِي وَجَمْعًا یعنی احرام مرد کا اسکے سر میں ہے اور احرام عورت کا اسکے منہ میں ہے روایت کیا اسکو دائرہ فی
 بیہی نے موقوف ابن عمر پر اور نہ کر گیا اسکو مرفوع صاحب ہائے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے باب میں جب کہ تھا
 احرام میں کہ چھپاؤ موندہ اسکا اور نہ چھپاؤ سر اسکا روایت کیا اسکو امام شافعی نے اور ذیل میں ہمارے یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 لیکٹ شخص کے باب میں جب نہ مگر گیا تھا احرام میں کہ نہ چھپاؤ موندہ اسکا اور نہ چھپاؤ سر اسکا اسواسطے کہ وہ اونٹیاں لاون کیا اسکے
 لہیک کہتا ہوا اور دوسرے کہ جب عورت نے باجوہ اس بات کہ اسکے موندہ کو لٹنے میں خون فتنے کا ہی موندہ نہ چھپا یا تو

۱۰
 کہ لہیک کہتا ہوا اور دوسرے کہ جب عورت نے باجوہ اس بات کہ اسکے موندہ کو لٹنے میں خون فتنے کا ہی موندہ نہ چھپا یا تو

مرد کو ضرور روزہ کھولنا واجب ہوگا اور دلیل امام شافعی کی یہ بھی ہے جو روایت کیا امام مالک نے حضرت عثمان سے کہ چہ پہنچے
 موزہ پہنا اور وہ صوم چھوٹے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے مرفوعاً اور کہا کہ صواب مقوف ہونا اس حدیث کا یہی **ص** اور
 دھونے سے اور دارمی دھونے سے ساتھ خطی کے **ف** اسواسطے کہ خطی خوشبودار چیز ہو اور سر کے کپڑوں کو قتل کرنی
 اہل کراہی میں درست ہے اسواسطے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اسکو مالک و یحییٰ **ص** اور
 دارمی کرتے سے اور سر منڈانے سے اور مالک بن نویر سے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ
 حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ ۚ وَانْزِلُوا مِنْهُ زَيْتًا حَلَالًا ۚ وَانْزِلُوا مِنْهُ زَيْتًا حَلَالًا ۚ وَانْزِلُوا مِنْهُ زَيْتًا حَلَالًا ۚ
ص اور کہ نہ پہننے اور سراول اور قبا اور علامہ اور ثوبی اور موزوں کے پہننے سے **ف** اسواسطے کہ منع کیا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کے پہننے سے احرام میں روایت کیا اسکو صحاح ستہ والو نے اور اگر موزہ پہننے والا اسکو کاٹے کے
 ٹخنے سے نیچا کرے اور اسی طرح اگر نہت نہ ہو تو اس کے بٹے سراول ہیں پھر اوپر صوف کی نزدیک کاٹے اور ہیں پھر جب نعل ہو
 جو لوگ سوکے کاٹے کو کہتے ہیں دلیل ان میں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا آپ نے اور نہ پہننے موزہ مگر جب پاؤں نعلین پہن کاٹے کو
 اور نیچا کرے ٹخنوں سے اور جو کہتے ہیں نہ کاٹے دلیل ان میں حدیث ابن عباس کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نیچا تو مت
 پہننے سراول اور جو نہ پاؤں موزہ پہن پھر نعلین روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد وغیرہم نے **ص** اور اس کیلئے سے جو خوشبودار
 رنگ میں لگا ہو مگر بعد زائل ہو جائے خوشبو کے **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہننا اس کیلئے کہ
 حسین بن عمار نے اور روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور روایت کیا اسکو بہت محدثین نے مثل طحاوی کے ابن عمر سے
ص اور حرام میں جانا اور سایہ لینا گھر سے اور محل سے یعنی کہاٹے سے جائز ہے **ف** اور کپڑا نان دینا واسطے سائے کے
 سر کے آگے ہمارے نزدیک جائز ہے اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور عثمان سے یہ منقول ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ثنا وکیعہ ثنا
 الصَّلَاتُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَطْلُبُ وَأَنَّ قِسْطَ أَطْلَعَهُ مَضْرُوبٌ وَسَيَعْقِلُ
 بِالْفَجْرِ يَنْسِي كَمَا تَبَيَّنَ لِي أَنَّهُ كَانَ يَنْسِي عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَوَالِطٍ مِنْ قِسْطِ أَطْلَعَهُ وَأَنَّ قِسْطَ أَطْلَعَهُ مَضْرُوبٌ وَسَيَعْقِلُ
 صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کبریا بسبب گرمی کے حج میں روایت کیا اسکو سلم نے حدیث ام المومنین میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 کمال کی دخت پر اور اس کے سایہ میں بیٹھے تھے اور آپ احرام سے ہوتے تھے اور حرام میں جانور سے اسواسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل کیا
 اور آپ احرام سے تھے روایت کیا اسکو شافعی نے اور روایت کیا اسکو مالک نے موطا میں اور نقل کیا حضرت ابو یوسف نے سر و مٹو کو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موسیٰ بن جحیم بن ولہ اللہ اعلم **ص** اور بمبانی کا باندھنا جائز ہے کہ میں **ف** یہ اسواسطے
 بیان کیا کہ احرام میں سیاہی ہوا کپڑا پہننا نہیں جائز ہے اور بمبانی سی ہوئی ہو تو اسکا باندھنا ضرورت کے سبب جائز ہے **ص**
 اور زیادہ لیک کہ جب نماز پڑھ چکے یا کسی اور بھی جگہ پر چڑھ جائیگی جگہ میں اترے یا سواروں کے ملاقات ہو اور جب حاج کا وقت
ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیک کہتے تھے اور صحابہ آپ کے ان مقول میں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ثنا وکیعہ
 عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ حَيْثُمَةَ قَالَ قَالَ كَانُوا يَسْتَحْبُّونَ الْمَلِيَّةَ عِنْدَ سِتِّ دُفْرِ الصَّلَاةِ وَإِذَا اسْتَقْبَلَتْ بِالْحَجَلِ رَأَوْهُ
 وَإِذَا اصْبَحَ شَرَّاهَا وَهَبَطَ وَأَوْبَاوَا ذَالِقِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَبَالَاسْتِخَارَةَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا كَمَا تَحِبُّونَ تَعْلِيكَ كُنْكَو

اور کہ نہ پہننے اور سراول اور قبا اور علامہ اور ثوبی اور موزوں کے پہننے سے اسواسطے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کے پہننے سے احرام میں روایت کیا اسکو صحاح ستہ والو نے اور اگر موزہ پہننے والا اسکو کاٹے کے ٹخنے سے نیچا کرے اور اسی طرح اگر نہت نہ ہو تو اس کے بٹے سراول ہیں پھر اوپر صوف کی نزدیک کاٹے اور ہیں پھر جب نعل ہو جو لوگ سوکے کاٹے کو کہتے ہیں دلیل ان میں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا آپ نے اور نہ پہننے موزہ مگر جب پاؤں نعلین پہن کاٹے کو اور نیچا کرے ٹخنوں سے اور جو کہتے ہیں نہ کاٹے دلیل ان میں حدیث ابن عباس کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نیچا تو مت پہننے سراول اور جو نہ پاؤں موزہ پہن پھر نعلین روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد وغیرہم نے اور اس کیلئے سے جو خوشبودار رنگ میں لگا ہو مگر بعد زائل ہو جائے خوشبو کے اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہننا اس کیلئے کہ حسین بن عمار نے اور روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور روایت کیا اسکو بہت محدثین نے مثل طحاوی کے ابن عمر سے اور حرام میں جانا اور سایہ لینا گھر سے اور محل سے یعنی کہاٹے سے جائز ہے اور کپڑا نان دینا واسطے سائے کے سر کے آگے ہمارے نزدیک جائز ہے اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور عثمان سے یہ منقول ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ثنا وکیعہ ثنا الصَّلَاتُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَطْلُبُ وَأَنَّ قِسْطَ أَطْلَعَهُ مَضْرُوبٌ وَسَيَعْقِلُ بِالْفَجْرِ يَنْسِي كَمَا تَبَيَّنَ لِي أَنَّهُ كَانَ يَنْسِي عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَوَالِطٍ مِنْ قِسْطِ أَطْلَعَهُ وَأَنَّ قِسْطَ أَطْلَعَهُ مَضْرُوبٌ وَسَيَعْقِلُ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کبریا بسبب گرمی کے حج میں روایت کیا اسکو سلم نے حدیث ام المومنین میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمال کی دخت پر اور اس کے سایہ میں بیٹھے تھے اور آپ احرام سے ہوتے تھے اور حرام میں جانور سے اسواسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل کیا اور آپ احرام سے تھے روایت کیا اسکو شافعی نے اور روایت کیا اسکو مالک نے موطا میں اور نقل کیا حضرت ابو یوسف نے سر و مٹو کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موسیٰ بن جحیم بن ولہ اللہ اعلم اور بمبانی کا باندھنا جائز ہے کہ میں یہ اسواسطے بیان کیا کہ احرام میں سیاہی ہوا کپڑا پہننا نہیں جائز ہے اور بمبانی سی ہوئی ہو تو اسکا باندھنا ضرورت کے سبب جائز ہے اور زیادہ لیک کہ جب نماز پڑھ چکے یا کسی اور بھی جگہ پر چڑھ جائیگی جگہ میں اترے یا سواروں کے ملاقات ہو اور جب حاج کا وقت اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیک کہتے تھے اور صحابہ آپ کے ان مقول میں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ثنا وکیعہ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ حَيْثُمَةَ قَالَ قَالَ كَانُوا يَسْتَحْبُّونَ الْمَلِيَّةَ عِنْدَ سِتِّ دُفْرِ الصَّلَاةِ وَإِذَا اسْتَقْبَلَتْ بِالْحَجَلِ رَأَوْهُ وَإِذَا اصْبَحَ شَرَّاهَا وَهَبَطَ وَأَوْبَاوَا ذَالِقِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَبَالَاسْتِخَارَةَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا كَمَا تَحِبُّونَ تَعْلِيكَ كُنْكَو

جہ بگڑے تو ناز کے اور جب ہمارے آؤں تو مرد کے سواری اور سکی اور جب چڑھے چڑھائی پر اور جب اونٹوں کے اوتار میں اور جب طاقت کے
بعض نہیں اور صبح کے وقت اور دعا وایت کیا ابن ماجہ نے فوائد میں ہے کہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکتب
إذ ألقى راکباً یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کرتے جب طاقت کرتے سواروں کی اور ذکر کیا انھوں نے سب تماموں کو
سوال کیا کہ جب سارے آؤں سواری جیسا کہ روایت کیا ابن ماجہ نے اور جب داخل ہووے کے میں پہلے جاوے مسجد حرام
ف اس واسطے کہ صحیحین میں ہے کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے شروع کرتے تھے مسجد سے تو پہنچتے تھے پہن
دور کھینچ کر قبلہ کی طرف پڑھتے تھے ساتھ آدمیوں کے اور زمین پر مضایقہ اس میں کہ جاتے مسجد میں بات کو یادوں کو رعایت کیا
نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کے میں بات کو یادوں کو داخل تھے حج و طواف میں بات کو یادوں کو عمرے میں
ص اور جب دیکھے خانہ کعبہ کو تکبیر اور تہلیل کہے ف تہلیل کے معنی لا الہ الا اللہ کہنا اور دعا ہے اللہ
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے اھو خیر بیت البیت من الکفر والفسق ومن
ضیق الصدور وعدا اب القہر اور اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اور اوٹھام پر اللہ تعالیٰ سے جنت میں داخل ہونا بھیجا
و کتاب کے مانگے کیونکہ دعا قبول ہوتی ہے وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے ص میرے سامنے جاتے حجرا سود کے اقد تکبیر کے اور تہلیل کے
اور اٹھاتے دونوں ہاتھ مانند ناز کے اور چوم لیتے اور کو ہونہ لگا کے اور اگر چہ منا نہ ہو سکے تو پہلے اس کو ہاتھ سے چوم کے
پھر ہاتھ چوم لیتے اور اگر یہ بھی بوجہ حجوم کے نہ ہو سکے تو سامنے اس کو چوم لیتے اور تکبیر اور تہلیل کہے اور تہلیل کہے اللہ تعالیٰ کی اور
درو بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ف لیکن سامنے جانا حجرا سود کو اور تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا حدیث سے ثابت ہے روایت کیا
امام احمد نے سند میں سعید بن مسیب سے انھوں نے حضرت عمر سے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ان کے تمام ایک
مرد قوی ہو سوز مزاحمت کرو لوگوں کی نزدیک حجرا سود کو تو ایذا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاؤ تو چوم لے اس کو ورنہ سامنے جانا اس کے اور
تکبیر اور تہلیل کہنا اور ہاتھ اٹھانا اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اٹھائے ہاؤں مگر سات جگہ میں اور ذکر کیا انہیں
وقت چومنے حجرا سود کو ذکر کیا اس کو صاحب ہایہ نے اور زمین پر بقول اس حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوۃ میں یہ حدیث گزری ہے
چومنا سو اس طرح چاہیے کہ اوپر دونوں ہاتھ لے اور ہونہ لگا کے چوم لیتے اس واسطے کہ صحیحین میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے
حجرا سود پاس اور چپا اس کو اور کہا قسم اس کی میں جانتا ہوں کہ تو پھر ہی نہ ہو مگر کہہ سکتا ہی نہ نفع کر سکتا ہو اور اگر میں نہ دیکھتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چستے تھے حجرا سود چومنا میں چکا اور مردی ہے حضرت ابن عباسؓ سے کہ وہ چستے تھے حجرا سود کو اور
سجد کرتے تھے اوپر پڑھنے ہر اپنا واسطے چومنے کے اوپر رکھ دیتے تھے اور کہا انھوں نے کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ چستے تھے اس کو
اور سجد کرتے تھے اوپر اور پھر کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اس کو روایت کیا
اس کو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اس کو اور روایت کیا حاکم نے ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجد کرتے تھے
حجرا سود پر بعد بوسہ لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباسؓ اور کہا کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ بوسہ دیا اس کو پھر سجد کیا اور پڑ
کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اس کو روایت کیا ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا
اس کو اور جب حجوم ہو تو چومنے سے باز ہے تاکہ کسی کو ایذا نہ ہو اس واسطے کہ چومنا سنت ہے اور سلمان کے ایذا پہنچنے سے

مقام ابراہیم پر فرمایا وَاخْذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مَوَاقِعَ یعنی لو مقام ابراہیم کا صلی فواسق و جو باس غاذا کا
نابت ہوتا ہے اور وہ جو صاحب پرانے دلیل و جواب کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَلْيَصِلِ الطَّاغُوتُ لِكُلِّ اسْتَبْرَاجٍ
رُكْعَتَيْنِ یعنی طواف کرنے والا پڑھے بعد ہر سات پھر رکن دو کو تین بیان کیا یہ نہیں پایا گیا مان عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نابت محمد بن یحییٰ بن عیسیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کرتے تھے حج اور عمرہ میری آپ جلدی ملتے تھے
پہلے تین پھر دین میں اور آہستہ چلتے تھے پچھلے چار پھر دین میں پھر بڑھتے تھے دو تین اور روایت کیا عبد الرزاق نے مرسل ابن جریر سے
انھوں نے حطائے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي لِكُلِّ اسْتَبْرَاجٍ رُكْعَتَيْنِ یعنی تھے بڑھتے بعد طواف
دو کو تین **ص** پھر لوٹ آئے اور چمے حجاز سود کو **ف** حدیث جابر بن یحییٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کے
دو کو تین لوٹ آئے طرف حجاز سود **ص** اور نکلے اور چمے صفا پہاڑ پر اور موند کرے طرف خانہ کعبہ کے اور تکبیر کہے اور
تہلیل کہے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اٹھائے دونوں ہاتھ اور دعا مانگے جو **ج** **ف** اسوئے
کہ حدیث جابر بن یحییٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر بیان تک کہ دیکھا خانہ کعبہ کو سو تو حید بیان کی اللہ تعالیٰ کی
اور موند کرے کی طرف اور تکبیر کہی اور فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحْسَنُ وَعَدَهُ وَنَصَحْتَهُ بِهِ وَهَتَمَ الْأَخْبَابَ وَحْدَهُ
پھر دعا کی در بیان اسکے اور کہا مانند اسکے تین بار اور موند کرے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ
لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ اور اٹھائے دونوں ہاتھ واسطے دعا کے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
پھر دعا مانگے اور جب مان کرے اَللّٰهُمَّ اسْتَعِزَّنِي بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَى صَلَاتِهِ وَاعِزَّنِي مِنْ مُضَلَّاتِ
الْفِتَنِ بِسَيِّدَتِكَ يَا اَكْرَمَ الرَّاْسِ **ص** پھر چلے طرف مغربہ پہاڑ کے دوڑنا ہوا در بیان دو سیلون ہنر اور سرخ کے
اور چڑھ جاؤ اور سپر اور کرے جیسا کیا تھا صفا پر سی طرح کرے سات بار شروع کرے صفا سے اور ختم کرے مردہ پر **ف**
یہ دو میل نشان میں بطن ملو می میں در بیان صفا اور مردہ کو توجہ پونچے بطن ادسی میں در میان ان دونوں سیلون کے کہے
رَبِّ اغْفِرْ وارْحَمْ وَتَجَاوَرَعْنَا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى اَلْاَكْبَرُ یہ مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے اور
مردہ پڑھنے صفا کے اور صفا کی طرف جس دروازے سے چلے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے دروازہ بنی مخزوم سے
روایت کیا طبرانی نے ابن عمر سے اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ
بَنِي هَاشِمٍ وَاسْتَدَّ اَيْضًا عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى اَنْ قَالَ شَمَّ مِنْ بَابِ الصَّفَا
وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَلَا أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِي هَاشِمٍ وَاسْتَدَّ
یعنی نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ بنی مخزوم سے اور کہا جابر نے باب مٹا اور میں بنی شیبہ کی روایت میں ہے کہ نکلے صفا
کو دروازہ بنی مخزوم سے اور سات بار صفا سے مردہ کو جانا حدیث نابت ہے محمد بن یحییٰ کہ ابن عمر سے کہنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے میں سوطان کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور پڑھیں پچھے مقام ابراہیم کے دو کو تین اور طواف کیا در بیان صفا اور مردہ کو سات
اور دوڑنا در بیان صفا اور مردہ کے ہمارے نزدیک ہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ فرض ہے دو میل اوکلے یہ کہ فرمایا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم فرما سقوا فان الله كتب عليكم الشعي يعني دوڑو اس واسطے کہ فرض کیا اللہ تم پر وہاں یعنی بکرا
 صفا اور مردہ اور میل ہو گا یہ جو کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلا جناحکم علیہ ان یطوقنہ وحمایہن من کما ہو بکرو
 طواف کرے در میان ان دونوں کو ذکر کیا اسکو صاحب بکرا اور ذکر کیا اس حدیث کا میں ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابو یوسف
 یون بن یزید نے عن صفیۃ بنت حبیبہ عن ابیہا عن ام سلمہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یطوف الناس بین یدیه وهو ذکرا مہم وهو یکسفی حتی ارکب تکبیرہ من شیلہ ما لیس فیہ وکھو
 یقول اسقوا فان الله كتب عليكم الشعي اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریقے سے کہ صاحب تہجد نے
 اسنادہ صحیح یعنی اسناد او کا صحیح ہو اور صفا سے اس واسطے شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الصفا
 والمروة من شعائر اللہ یعنی صفا اور مردہ اسکی نشانیاں ہیں ہو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدن کما
 یما بئنا اللہ یہ یعنی شروع کرو اس سے جس شروع کیا اللہ تعالیٰ نے شروع کیا اللہ تعالیٰ صفا اپنے کلام میں روایت کیا اس حدیث کو اس لفظ
 نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اسکا مسلم اور ابو داود اور ترمذی ابی بن ماجہ مالک وغیرہم نے **ص** اور ایک پیر صفا
 مردہ تک ہوتا ہے پھر مردہ صفا تک دوسرا پھر اتو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اسکو ساتویں بار میں مردہ پر
 اور روایت ملوادی میں ہو کہ سی صفا و تک ہی پھر مردہ صفا تک ایک پیر ہو حاصل یہ ہو کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا یہ ایک
 پیر ہو تو اس صفا سے چودہ پیر تک اور ختم صفا پر ہو گا اور سچ اول مذہب یہ ہے کہ مریض احرام باندھے ہو اور طواف کرے
 ثلثہ کعبہ کا نفل جتنا ہے **ف** اس واسطے کہ طواف مثل نماز کے ہو اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے الطواف بالبيت صلوة یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہو **ا** ان الله احل فیہ المنطوق
 فمن نطق فلا ینطق **ا** یعنی جہاں لال کیا اللہ تعالیٰ نے اور میں کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نہ کرے کہ وہ تہر اور یہ
 حدیث مرفوعہ اور یوقوف دونوں طرح مرفوعہ ہیں لیکن مرفوعہ روایت غیاث سے انھوں نے عطاء بن سائب سے انھوں نے طاؤس سے
 انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اسکو حاکم اور ابن حبان اور نکالوا اسکو بیہقی نے روایت موسیٰ بن عیینہ انھوں نے لیث بن
 ابی سلمہ سے انھوں نے عطاء بن سائب سے انھوں نے طاؤس سے مرفوعہ اساتحادی لفظ اور روایت کیا انھوں نے اسکو اور طریقے سے اور روایت کیا
 اسکو قتات نے موقوف الیک جطلہ بن سائب ثقفی ہوزیادی ثقفی کی مقبول ہو اور خطا اسکا اخیر میں تغیر ہو گیا تھا اور جسے اس سے
 قبل تغیر کے ساتھ روایت اسکی صحیح ہو اور تغیر کے ساتھ ہی اور روایت کیا اسکو طبرانی نے طاؤس سے انھوں نے
 ابن عمر سے کہ فرما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الطواف بالبيت صلوة فاقولوا فیہ الکلام یعنی طواف خانہ کعبہ
 کا نماز ہو سو کہ روایت میں کلام **ص** اور خطبہ ہے امام کے میں بتا تو بن تاریخ اور کھانے اور میں طریقے حج کے مثلاً خطبات
 سنہ کے اور نماز اور کھانا ہوا عرفات میں اور افاضہ یعنی لوٹنا اس جگہ سے اٹکے سب طریقے بتلائے اور دوسرا خطبہ بن تاریخ
 دن عرفات اور میرا خطبہ کیا مومنین تاریخ مئی میں تو ہر خطبے میں ایک دن کا فاصلہ چاہیے **ف** ایسا ہی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابو بکر نے اور امام زفر کے نزدیک میں دن برابر خطبہ پڑھے انھوں نے تاریخ
 دسویں تک **ص** پھر نکلے صبح کے وقت دن تیرہویں یعنی انھوں نے تاریخ پچیس کے اور زفر کے معنی سیراب کرنے کے ہیں

اور عرب لوگ آج کے دن میں اونٹوں کو سیراب کرتے ہیں نہی کی طرف اور شہر سے وہاں روز عرفہ کی فجر تک بھروسہ رکھتے
عرفات کو جاؤ **ف** اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صیحت جابر میں ہو کہ جب عبادین ترویہ کا نو بجے انھوں نے
طرف میں گئے اور اہلال کیا ساتھ حج کے سو سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھیں ان کے ساتھ ظہر اور عصر اور خیراؤ
عشا اور فجر پھر شہر سے تھوڑی دیر یہاں تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر کی دن ترویہ میں
کے میں پڑھے اور جب عرفات کو جاؤ کہ لا الھ الا انت تو جھٹ و علیک توکل و وجھک اذ ذلک فاجل
ذنبی منفق و اقرب منی مذبر و را و از کھنئی و کالتی بھئی واقض بصر فانت حاجتی اناک علی کل شیء قدیر
اور لیک کے اور تکبیر کرے اور تہلیل کرے اور مروی ہے یہ ابن مسعود سے روایت کیا اسکو ابو ذر **ص** اور عرفات میں چائے
شہر کے وطن عرفہ میں کہ ایک مقام ہے اس جگہ نہ شہر **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ شہر کی
جگہ ہے اور نہ شہر و وطن عرفہ میں اور مزدلفہ سب قوف کی جگہ ہے اور نہ شہر و وطن محشر میں وایت کیا اسکو طبرانی اور حاکم نے
ابن عباس سے لو کہ ان کا صحیح ہے اور بشرط مسلم کے اور روایت کیا اسکو ابن عبد بنی کامل میں ابن عمر سے اور ابو ہریرہ سے مانند حدیث
ابن عباس کے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ہناد و اسکا ضعیف ہے **ص** اور جبے قال ہو آفتاب کا خطبہ پڑھے امام
دو خطبے مانند جسے کے اور سکھائے اس میں طریقہ حج کے مشکا کھڑا ہونا عرفہ میں اور مزدلفہ میں اور رمی جبار اور غر و طوق
اور طواف زیارت **ف** اور یہ مروی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخراج کیا اسکا ابو داؤد اور امام احمد وغیرہ **ص** اور
پڑھے ان کے ساتھ ظہر اور عصر کو وقت ظہر میں ساتھ ایک لہ ان اور دو اقامتوں کے **ف** اور جب کرنا اس مقام میں صحیح حدیثوں سے
ثابت ہے ذکر کیا ہے انکو کتاب الصلوۃ میں **ص** اور شرط اس کے واسطے یہ کہ امام ہو اور احرام ہو دونوں نمازوں میں تو نہیں جائز ہوگی
عصر اسکی جسے نہیں پڑھی ظہر ساتھ حاجت کے اور جسے احرام نہیں باندھا اور جس شخص نے کہ ظہر کی نماز جا چکی ہے پھر وہ عصر
احرام باندھا تو نہیں جائز ہے عصر اسکو پڑھنا ساتھ امام کے کہ وقت عصر میں **ف** اور ظہر جائز ہے کیونکہ ظہر اپنے وقت میں
اور عصر نہیں جائز ہے وقت ظہر میں مگر ساتھ شرط حاجت کے ظہر اور عصر میں یا اور احرام کے دونوں نمازوں کے وقت میں **ص**
پھر جائز ہے طرف موقف کے اور غسل کرنا اور وقت سنت ہے **ف** تو اگر فقط وضو کیا جائز ہے اور دلیل سنت ہے غسل عرفہ کی
کتاب الصلوۃ میں گذری **ص** اور کھڑا ہونا امام اونٹ پر قریب جبل رحمت کے موندہ قبلہ کی طرف کر کے اور دعا مانگے خوب کوششوں
مجزو زاری اور کھٹا طریقے حج کے اور کھڑے ہو وین لوگ پیچھے امام کے نزدیک اور موندہ سب کا قبلہ کی طرف ہو کہ اور امام کلام کو
ف لیکن کھڑا ہونا امام کا سواری پر سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کیا یہ جابر نے اور
موندہ کرنا قبلہ کی طرف سو اسواسطے کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر التواقف ماکستقبل بہ
القبلة یعنی بہتر موقف وہ ہیں کہ موندہ ہو کہ اونٹین طرف قبلہ کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں پائی گئی لیکن روایت کیا
حافظ ابو نعیم نے تاریخ اصہبان میں محمد بن مسلم سے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر المجالیں ماکستقبل بہ القبلة یعنی بہتر مجلس یہ ہیں کہ موندہ ہوا زمین پر قبلہ کے اور
روایت کیا حاکم نے اب میں ایک حدیث مذکور اول و سکا یہ ان کھٹا شیئی شرفا و ان شرف النجا لعل استقبل

نقد و مباحث فقہانی و علمی
نام: فقہاء و محدثین علیہ السلام
موضوع: احکام حج و عمرہ
نویسندگان: مولانا محمد رفیع
مترجم: مولانا محمد رفیع
تقریر: مولانا محمد رفیع
مطبع: دار الفکر

میں کہ نماز می رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی او کو صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہوئے
قصو اور بر بیان تک کہ آئے مشعر حرام میں اور وہ نہ کیا طرف قبلے اور دعا مانگی اور تکبیر اور تمطیل کی اور توحید بیان کی تعالیٰ کی
تو آپ قوف کرتے رہے یہاں تک کہ خوب و شنی ہو گئی سو قوف کیا آفتاب کے طلوع ہونے تک **ص** اور یہ قوف بہار نزدیک
واجب ہو اور رکن حج کا نہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک کن ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذا قرأوا للہ عند
المشعر الحرام ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ اور یہ وہم ہے کیونکہ امام شافعی کی کتابوں میں اس قوف کو سنت لکھا
اور دلیل ہماری ابن الہمام فتح القدیر میں بیان کی ہو اور ایک دلیل یہ ہے جو روایت کیا احباب سنن ابن عباس کے کہ تھے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم آئے اپنے گھر کے ضعیفوں کے پاس تاریکی میں یعنی رات باقی ہوتی تھی اور فرط تھکے کہ نہ رمی کریں جو کہ یہاں تک
کہ طلوع ہوا آفتاب اگر کر جو مانہ حکم کرتے آپ او کو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نسائی ابن ماجہ
نے عروہ بن زبیر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس زمین اور قوف کرے ہمارے ساتھ یہاں تک
کہ لوٹے اور قوف کرے کا تھوہ عرفہ میں ات یا دن کو سو تمام ہوا حج لو کا کا حکم نے صحیح بخاری علی مشرط کا قافیۃ الحدیث یعنی
صحیح ہوا بشرط اکثر محدثین کے تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے آئے منی میں اور رمی کرے
جمرہ عقبہ کی بطریق اسی سات بار او گلیوں سے اور تکبیر کے ساتھ ہر تکبیر کے **ف** یعنی سات لنگریاں چھوٹی چھوٹی لیکھیں
اور سی ایک سستی ہر اطراف کے میں اور چھوٹی لنگریاں اس واسطے پھینکے کہ ذلت ہو شیطان کی اور تاکہ لوگوں کو اذیت نہ ہو اور جب تمام
چاہے لنگریاں اوٹھالے مگر نزدیک جمرہ کی کیونکہ او سکے نزدیک چھوٹی لنگریاں میں مودودین اور یہ حدیث میں وارد ہو اور جو کسے چھوٹا
سنگریز او عقبہ تنگ گمانی کو جو ہاروں میں ہوتی ہے کہتے ہیں اور کہا حضرت سعید بن جبیر نے کیا حال ہو سنگریزوں کا کہ پھینکے ہیں
لوگ او کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور وہ معلوم نہیں ہوتیں اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک ہزار لنگریوں کا ہو جانا
حضرت ابن عباس نے کہ نہیں جانا تو نے جس کا حج قبول ہو جانا ہو تو او کی لنگریاں اوٹھتی جاتی ہیں اور جس کا قبول نہیں ہوتا وہی
بڑی رہتی ہیں کہا جاتا ہے کہ جب سنا پھینکے یہ اونٹنے پھینکے اپنی لنگریوں پر نشانی مقرر کر دی پھر آیا میں پاس جمرہ کے اور وہ ٹھوٹھا پھینکے
افکو مونہ پائیں او جانزوری جو قسم سے زمین کے ہو و شلا لنگری تھمری وغیرہ اعلیٰ اور یا قوت اور چاندی اور سونا اور پسیا اور
چھوٹی لنگریاں لوٹھے اوٹھے کی اوٹھکی سے پھینکنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیہ السلام کو موصی المخذوف یعنی
لازم ہے تم پھینکنا لنگریوں کا اوٹھکیوں اور مردی ہے صحاح میں روایت کیا او سکے وسلم وغیرہ نے اور آسان ہے کہ لنگری کوچی کوچی
اور ٹھکے کی اوٹھکی کے کنا سے سے پڑے اور او سکے پھینکے اور اگر بڑی لنگریاں پھینکے درست ہے سو اس کے بڑے بڑے پھینکے
کہ لوگوں کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبہ کے اوپر سے درست ہے لیکن خوب یہ ہے کہ بطریق اسی کرے کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی
صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمرہ کی بطریق اسی اور آپ جمرہ تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر تکبیر کے آخر حدیث تک یہاں تک کہ ارعنا
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اگرین بعض تم میں سے بعض سے اور جب پھینکو تم پھینکو لنگری خدو کے یعنی چھوٹی لنگریاں
اوٹھکیوں اور مردی ہے بہت حدیث میں اور اگر لنگری کے پھینکے کہ سبحان اللہ کہتا تو جانزوری اور لیک کہنا سو قوف کرے جب پہلی
لنگری پھینکے ایسا ہی کرتے تھے سوار ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر لنگری کی کو ڈال تو کافی ہو جاوے لیکر جناخت ہوگی

سنت کی اور اعتقاد ہے کہ لنگری باج کر کے جاکر ایسا ہی روایت کیا حسن نے امام ابو حنیفہ سے اور اگر لنگری کو بھیجا اور وہ
 گہڑی قریب جرن کے کافی ہی اور اگر وہاں سے دور جا بھی نہیں پڑے **ص** اور موقوف کرے لبیک کو جہاں لنگری ہی کرے
ف اور دلیل اس کی اور گندری **ص** ہرنج کرے اگر چاہے پھر قصر کرے اور حلق افضل ہو **ف** اور قربانی کرنا اب
 حج میں لازم نہیں لیکن اگر چاہے تو کرے روایت کیا جہاں سے سوا ابن ہاشم حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے
 مکہ کے حجر کے پاس اور سی کی پھر اپنے مقام پر آئے منی میں اور قربانی کی پھر مکہ واسطے حجام کے لئے اشارہ کیا طرف انہی
 طرف کے پھر انہی طرف پھر شروع کیا آپ نے دینا بالون کا لوگوں کو اور اسی طرح پر مہمانا سنت ہو **ص** اور اب حلال ہوئیں
 اوسکے واسطے سب چیزیں مگر عورتیں **ف** اور امام مالک کے نزدیک خوشبو لگانا بھی درست نہیں اور یہاں تک حلال ہے دلیل
 امام مالک کی یہ کہ روایت کیا حاکم نے مستدرک میں عبد اللہ بن سیرین کہ کہا انھوں نے سنت حج کی یہ بات ہو کہ جب می کو چکے حجر کی
 حلال ہو گئیں اور سب چیزیں ہو عورات اور خوشبو کے یہاں تک کہ زیارت کرے خانہ کعبہ کی اور کہا حاکم نے صحیح بخاری میں
 مسلم کے اور قول صحابی کا سنت ہے حکم رفع میں ہی اور عمر سے ہی کہا انھوں نے **اِذَا وَجَّهْتُمُ الْجَمْعَةَ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ مَحَلُّكُمْ**
اِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّبَّاءَ یعنی جب می کر چکے تم حجر کی تو حلال ہوئیں اسطے تمہارے جو چیزیں حرام ہوئیں تمہیں ہو عورتوں اور
 خوشبو اور اس کا قطع ہو ذکر کیا اوسکو شیخ فقی الدین نے امام میں اور ہماری دلیل یہ کہ روایت کیا انسانی اور ابن ماجہ سفیان
 انھوں نے سلمہ بن کہیل سے انھوں نے حسن انھوں نے ابن عباس سے کہا انھوں نے جب می حجر کی کر چکے تو حلال ہوئیں تھا یہ سب چیزیں
 مگر عورتیں تو کہا ایک شخص نے خوشبو بھی حلال ہو سو فرمایا انھوں نے کہ کھائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ترک کرتے تھے سر کر اپنے شکست
 تو کیا شک خوشبو ہی نہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرِوَةَ عَنْ عَائِشَةَ**
عَلَيْهَا السَّلَامُ اِذَا رَمَى أَحَدُكُمْ جُحْرَهُ الْعَقَبَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَاءَ یعنی غریبا حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کہ جب می کر چکا کوئی تم میں سے حجر عقبہ کی تو حلال ہوئیں اوسکے واسطے سب چیزیں مگر عورتیں اور نہیں فرمایا خوشبو کو
 اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور اسناد میں اوسکی حجاج بن اوطاة ہی اور وہ ضعیف ہی اور روایت کیا اوسکو داؤد قطعی ہی اور ابی نعیم
 حجاج ہی اور کہا انھوں نے کہ نہیں روایت کیا اوسکو مگر حجاج بن اوطاة نے کہتا ہوں میں کہ ایک دلیل قوی ہے اس باب میں یہ کہ روایت
 کیا بخاری سلم نے حضرت عائشہ سے کہ کہا انھوں نے خوشبو لگائی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت احرام کے جب احرام ہا
 اور دن قربانی کے قبل طواف خانہ کعبہ اور زمین مشک تھی **ص** پھر طواف کرے زیارت کا کسی دن میں ایام نحر کے سات با
 بغیر رمل اور سی سگا اگر بیشتر رمل اور سی کر چکا ہو ورنہ رمل اور سی بھی کرے اور اول وقت اوسکا بطول فجر کے ہون نحر کا اور
 اوسی دن بطواف کو نہ افضل ہو اور حلال ہیں اب اوسکے واسطے عورتیں تو اگر تاخیر کی طواف کی ایام نحر سے مکروہ ہو اور واجب ہے اگر
 قربانی پھر آئے منی میں اور جب دوسرا دن نحر کا ہو تو بعد زوال آفتاب کے رمی کرے تین تین حجروں کی شروع کرے اوس حجر سے
 جو نزدیک ہو سب سے ضعیف کے پھر جو اوس سے نزدیک ہی حجر عقبہ پر سات سات باز اور تکبیر کے ساتھ ہر لنگری کے اور خود گئے
 بعد پہلی رمی کے اور دوسری رمی کے بعد تیسری رمی کے اور نذر بعد رمی کے دن نحر کے اور دعا مانگے پھر دوسرا دن ایسا ہی کرے
 پھر دن اوسکے ایسا ہی کرے اور یہ اچھا ہی اور اگر پہلے کیا رمی کو چوتھے دن زوال پر جائے اور دوسرا دن اوسکو وہاں سے چھوڑے

فرق ہے کہ جب تک کہ لنگری باج کرے اور اگر لنگری کو بھیجا اور وہ گہڑی قریب جرن کے کافی ہی اور اگر وہاں سے دور جا بھی نہیں پڑے

حجاج بن اوطاة

قبل فجر نہ چوتھے دن کے زبدہ طلوع فجر کے اور اگر شہر اطلوع فجر تک تو واجب ہو گیا اور پھر می کرنا **ف** اس سے کہ روایت برنی علی المد علیہ وسلم سے کہ جب طے کیا انھوں نے جمع کیا طرف کے کے اور طواف کیا تھا کہ اس سے پھر پھر لوٹ لے نہی میں اور نماز پھر ہی نہی میں اخراج کیا اور اس سے اپنے غرض سے کمانافع نے اور تھیں اور پھر لوٹنے والے کے پھر جمع کر کے طرف نہی کے اور پڑھتے تھے طہر و س جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا پھر ہی علی المد علیہ وسلم نے اور حدیث جابر بن عبد اللہ سے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے قحطہ مکہ میں اور پھر ہی غزوہ کی مکہ میں اور نہی شک سے اس بات میں لکھائی انہیں سے وہ ہم ہوا و ثابت ہو حضرت علیؓ سے مثل حدیث جابر کے اور اس میں اس کی اتنی حجت ہو صحیح مذہب ہوا و اس سے کہ اس مذہبی نے مختصر میں یہ حدیث حسن ہے کہ شیخ ابی امام جب معارض میں حدیثیں اور ضرور ہو پڑھنا نماز ظہر کا کسی جا میں تو مسجد حرام میں ہر سو بوجہ کثرت ثواب کو میں اور باقی سب اور حدیث جابر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول میں **ص** اور جائز نہی رہی کرنا سوار ہو اور می جہز اولی کی جو مسجد بیت کے پاس ہو اور جہز الوسطی کی جو اسکے بعد ہو بغیر سوار ہو کے کرنا افضل ہو اور جہز عقبہ کی سوار ہو کے افضل ہو **ف** اور ضروری ہو یہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہو کہ ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہو امین ابو یوسف کے پاس اس بیمار میں کہ انتقال کیا انھوں نے او میں تو کہیں میں آنکھیں اپنی اور کہا جسے کہ می کرنا سوار ہو کے افضل ہو یا پیدل کہ افضل ہو سو کہا سینے پیدل کہ اس خطا کی تو نے سو کہا سینے سوار ہو کے اس خطا کی تو نے اور کہا کہ جوری کہ اس کے بعد شہرنا التوسیع اور تبدیل اور علازم یہ وہ پیدل افضل ہو اور جو ایسی نہیں او میں سوار ہو کے افضل ہو اور بیان کی ہے اس کی تو میں جلا اللہ کے پاس سے یہ کہ تاکہ نہ ہو نہی تاکہ نہ ہو کہ دروازہ تک کہ خبر او کے انتقال کی سنی سو تعجب کیا سینے او کے حفظ ہوا کہ موت کے وقت بھی اس طرح حال حضور **ص** اور اگر اسباب اپنا کے میں بھیج دیا اور اقامت کی نہی میں اس سے رہی کے کہ وہ وہ **ف** اس سے کہ روتا کیا ابن ابی شیبہ نے حمزہ من قدام ثعلبہ قبل الشفر فلا یجزلہ یعنی جو شخص جیسا سبب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہیں کہ حج اس کا اور حکم کہ انھوں نے کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے من قدام ثعلبہ من ثنی لیکہ و یفسد فلا یجزلہ اور نہی میں جب تک تو چاہے کہ رات کو بھی اسی جا ہے اور کہ وہ ہو کہ رات کو رہی کی اور جگہ پر رہا اس سے کہ صنف ابن ابی شیبہ نے جو عن عمرؓ انہ کان یحتمل ان یبیت احد من ذرأ العقبہ و کان یأمر ہما ان یذخلوا منی و اخرجہ ایضا عن ابن عمرؓ انہ کراہ ان ینام احد الا من منی و سئلہ انہ معنی اسکے یہ کہ وہ ہر ایام نہی میں سوا نہی کے اور جگہ رات نہی میں اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہو **ص** اور جب کوچ کر کے کے کو اوپر سے تختہ میں **ف** اس سے کہ اوپر سے تھے او میں سوار ہو کر محمد بن ابی علی المد علیہ وسلم نے یہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طواف کے طواف صدر کا سات جگہ بغیر پیدل اور سی کے اور طواف واجب ہو گا اگر پیدل ہو **ص** اس سے کہ حدیث کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت علی المد علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے نماز تکبیر کا تو آخر کلام اس کا کہ طواف طواف ہو گا مگر ماضیہ جو نہی میں اور رخصت دی او کو اس کے ترک میں کہ ترمذی نے حدیث حسن سے کہ تو جو میں حج میں جا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اس کا اور اس سے وجوب اس کا ثابت ہوتا ہی اور جولوگ کے کہ نہی میں اور پھر طواف

۲۲۲

باب کثرت طواف طواف

واجب نہیں ہوا اس لئے کہ یہ طواف و داع یعنی رخصت کا ہی اور رکے کے لوگ کہے سے رخصت نہیں ہوئے ہیں **ص** پھر پوچھا
 بانی زفرم کا **ف** روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر بانی دنیا میں بانی زفرم کا ہے
 کہ وہ میں کمانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہے بیمار کی یعنی جو بانی زفرم کا جھوکا شخص سیر کرنے کی نیت سے بیابان کو اوسکو اپنی
 سے سیر کرنا ہو روایت کیا اس میں کو طبرانی نے مجمع کبریٰ میں اور روی اور اسکے نقیضین اور روایت کیا اوسکو ابن جابر نے بھی
 آخر حدیث تک اور روایت کیا ابن کثیر نے ساتھ اسناد صحیح کے ابو ذر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بانی زفرم کا کمانا ہو کر
 اور شفا ہے بیمار کی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ مروی ہے کہ ہم نام رکھتے تھے زفرم کا شبتا یعنی سیر کرنے والا اور ہم باتے تھے
 اوسکو اچھی مرد عیال و اطفال پر یعنی وہ اگر جھوکے ہوتے تھے تو اوسکے پانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے
 کبریٰ میں اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ مروی ہے کہ کما مآء زمّن کم لکما شرب لک ان شربتمہ
 لتشفي شفاؤا للہ ولکن شربتمہ لاشبعک اشبعک اللہ وان شربتمہ لقطع ظمراک قطعہ اللہ وہی
 ہر مہ جنت میں و سقی اللہ اسمعیل یعنی بانی زفرم کا جس واسطے بیابان ہی اوس کی واسطے ہوتا ہے اگر کسی نے تو اوسکو
 شفا کے لیے شفا دیا گا جھوکا اللہ تعالیٰ اور اگر سیر کرنے کے واسطے پیہ سیر کر گیا جھوکا اللہ اور اگر پیاس موقوف ہوئے کے لیے پیہ موقوف
 کر دیا گیا پیاس کو تیری اللہ تعالیٰ اور وہ پانون مارنا حضرت جبریل کا ہی اور بانی پانا اللہ کا حضرت اسمعیل کو روایت کیا
 اوسکو دارقطنی نے اور سکوت کیا اوس سے باوجود کہ شیخ ادھکا اوس میں عمر بن حریس شامی نے طعن کیا اور نیز وہی نے بسبب کتب کچنے
 اونسکے کے اوس حدیث پر باوجود اس بات کے کہ ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہے یونس کے کاذب کہا انھوں نے اوسکو
 اور اوسکے واسطے اور طعن میں اور کہا کہ یہ حدیث اس سنا سے باطل ہے نہیں روایت کیا اوسکو ابن عیینہ نے بلکہ معروف حدیث
 جابر کی ہے روایت عبداللہ سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک میں اور زیادہ کیا قرآن شربتمہ مستقیم
 احاذک اللہ یعنی اگر سیر کرے تو اوسکو دریا کی نہ مانگے لایا نہ دیا گیا اللہ جھوکا اور تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب بیٹے بانی زفرم کا فرماتے
 اللہ عزّوجلّ انک علمنا نافعاً و مرء قفا و اسعاف و شفاء من کلّ داء اور اس حدیث کی محبت میں کلام ہی بیان کیا
 اوسکو ابن العاصم نے اور طبرانی نے اس حدیث کی حرج اور تعدیل میں اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے بہت طریقوں اور یہاں حضرت رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بانی اوسکا اور اپنے اوس میں سے ایک قول نکالے کچھ بانی بی لیا اور باقی کو اوس میں ال دیا روایت کیا اوسکو دارقطنی
 تاجی مکہ میں اور ابن سعد طبقات میں اور بعض وایتوں میں ہے کہ اپنے اوس میں تھوک دیا تھا اس سبب اوسکو غیرت اور شرف حال
 روایت کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباسؓ سے **ص** پھر بوسہ دیکھو کھٹ کو اور کے سینہ پانا اور مونہ پانا مضمون پر اور طبرانی
 در بیان حجر اسود اور دروازے کے جو اوپر دیکھے کا نام تھمیں کہ کر دیا ہوا دعا مانگے نہایت مجرور راسی اور وہاں سے حسرت کرتا ہوا
 بروتا ہوا کہے کی مخالفت اور حدیث میں انھوں نے پانون لوستے یعنی پشت اوس طرف کے نہ لوستے **ف** روایت کیا ابو داؤد
 عمرو بن شیبہ کے کہ طواف کیا سینے ساتھ عبد اللہ کہ توجہ کے ہم دیکھ کے کہ اپنے کیا سینے کیا نہیں پناہ مانگتے ہو کہ اگر نہ مانگتے
 میں دوزخ سے بھر گئے اور بوسہ دیا حجر اسود کو اور کہہ دے در میان کن اور باب کے سوکھا سینہ پانا اور مونہ اور دونوں ہاتھ
 دونوں کن کو اور کہہ دے کہ اوسکو پھر کیا کہ ایسا ہی دیکھا تھا سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کیا اوسکو ابن جابر نے

یا دارمی کسی درخت کی باندھ دیوے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی ہے یعنی کعبہ میں جانی ہو اور اسکو تقلید بدہنہ کہتے ہیں **ص**
 نفل کے طور پر یا نذکی تھی یا بدلہ تھا شکار کا احرام میں یا مانند اسکے مثل قربانیوں کے بسبب جنایت کے جو اگے سال میں بوس
 واقع ہوئی تھی **ف** یعنی یہ قربانی یا بدلہ ہو شکار کا کہ اسنے احرام میں کیا تھا کیونکہ احرام میں شکار کرنا حرام ہے اور اگر کسی
 تو بڑا ہو سکے دوسرا جانور قربانی کرے اور جنایات کا بیان لگے **ا** و **گ** **ا** **ص** اور وہ ارادہ کرنا ہی حج کا یا قربانی بھی ہے اور
 کہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہے اور تمتع ہوا ساتھ اس قربانی کے کے شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا البیک
 کہنے سے محرم ہو جاتا ہے **و** اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **مَنْ قَلَّدَ بَدَنَهُ فَقَدْ آخَرَ** یعنی جسنے
 تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث دو تھیں ہے اور مرفوع نہیں پائی گئی مان روایت کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے تصنیف میں
 ابن عباس اور ابن عمر سے لیا کہ قول اور بخلا سعید بن جبیر سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی جسے بدنہ کی ہو کر انھوں نے
 کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وہ ہوا مثل اس کے حدیث مرفوع میں بخلا اسکو عبدالزاق نے اور روایت کیا بزار نے مسند میں حضرت حوالہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں کہ **ا** و **ط** قربانی سے تقسیم بن سیدنا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **ص** اور اگر اشعار کیا یعنی ایک
 سے اونٹ کی کوئی مان میں بائیں طرف چیر دیا معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی ہو یا اسکی بیٹھ پر جمبول کو ڈالا یا تقلید کی بکری کی محرم ہوگا **ف**
 اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبین بعد اہل علم شافعی کے نزدیک اچھا ہے اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
 اور کچھ مضائقہ نہیں اس میں اور جمبول ڈالنے سے اس واسطے محرم نہیں ہوتا کہ وہ واسطے خاالت کرنے کھیوں جو چیز ہوتی ہے تو حج کے کھانا
 میں اسکا شمار نہیں **ص** اور اگر بدنہ بھیجے تو محرم نہ ہو گا جب تک کہ خود اس سے میل نہ جائے اور اگر ساتھ نہوا بدنہ کے بلکہ فقط اسکو
 بھیجے یا محرم نہ ہوگا اور جب بل جاوے گا محرم ہوگا **ف** کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے قلائد اور بیچ دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگو اور حلال ہوتی تھی اور یہ مروی ہے بہت حدیثوں میں جوایت کیا اسکو بخاری نے
ص اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گائے کو کہتے ہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہمارے
 نزدیک اونٹ اور بیل بدنہ بھیجا دو نون درست ہیں اور شافعی رحمہ کے نزدیک سو اونٹ کے درست ہیں اور بیل اور بکری قطعاً بدہنہ ہیں تو ہمارے

باب قرآن اور تمتع کے بیان میں

قرآن افضل ہے حج مفرد اور تمتع سے **ف** ہانا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اسکو کہتے ہیں کہ تنہا کرنا حج کا
 اس طرح کہ لوں سال میں عمر کو کرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھ کر عمر کے افعال کرنا
 حج کے مہینوں میں یا قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمر سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرنا لیکن اگر قربانی
 ساتھ لے ہو تو اسکو حج سے پہلے حلال ہونا جائز نہیں اور تمتع نام اسکا واسطے ہے کہ تمتع قائم دوا و شاکستہ ہوا میں جنہوں میں حج
 احرام میں ممنوع ہیں درمیان احرام ہوا اور حج کے خلاف قرآن کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمر کے کوئی جنایت کرے گا قربانی لازم ہوگی
ص اور قرآن اسکو کہتے ہیں کہ البیک کہنا ساتھ حج اور عمر کے ایک ہمارے میں **ف** اور قرآن افضل ہے تمتع اور اگر
 ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہے اور اسے کیونکہ روایت کیا طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا اھل محمد
 اھل محمد حج و عمر قرآن یعنی اہلال کر دینی ہند کرو آوازیں اپنی ساتھ البیک کے واسطے حج اور عمر کے ایک ساتھ اور تمتع صلی اللہ

علیہ وسلم سے حج مفرد اور قرآن اور تمتع سب منقول ہیں یہ حدیث صحیحہ میں ہے کہ کیا انکو شیخنا بنی الامام نے فص اور کھ قرآن میں
 بعد ان کے یعنی بعد اوس دن دو گھنٹے کے جو احرام باندھ کے پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَتَقَبَّلْ مِنْیْ
 میری اور امداد دے کہ تباہوں حج اور عمرے کا سو آسان کرو تو اون دونوں کو میرے واسطے اور قبول کر اور انکو مجھے اور طواف کرے وہ
 عمرے کے سات پھر بدل کرے اول کے تین پھر دین میں اور سی کرے اور ستر نہ مند کو پھر حج کرے جیسا کہ گذرا سو اگر اسنے
 دو طواف کیے اور دو بار سی کی کر وہ ہی یعنی جو وہ پھر طواف کے کچھ سات واسطے عمرے کے اور سات طواف قدم حج کے لیے
ف اس واسطے کہ طواف قدم سنت حج میں ہے عمر میں نہیں **ص** پھر سی کرے دونوں کو **ف** اور چار ہزیک
 یہ کر وہ ہی اور عمر کر کے پھر افضال حج کے شروع کرے اور دوبارہ حج کی واسطے بہستور سعی اور طواف کرے اور امام شافعی کے نزدیک
 ایک ہی طواف کرے اور ایک ہی بار سعی کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوا عمر حج میں بن قیامت تک اور
 صحیحین میں ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے قرآن کیا اور ایک طواف کیا دونوں کو واسطے پھر کہا کہ ایسا ہی کیا تھا او سکوا رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہر غزائی لیل یہ کر کہ روایت کیا انسانی نے ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے کہا انھوں نے طواف کیا سینے ساتھ
 اپنے باپ کے اور حج کیا تھا انھوں نے حج اور عمرے کو سو طواف کیے اون دونوں کے واسطے دو طواف اور دو بار سعی کی اور کہا کہ کیا
 حضرت علیؑ نے ایسا ہی اور حدیث بیان کی اون سے کہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی اور کیا تھا بعض لوگوں نے
 ایسا ہی سو کہا ان کے واسطے حضرت عمرؓ نے ھُدَیْتُ بِسُنَّةِ نَبِیِّکَ ہدایت کیا گیا تو واسطے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ایسا ہی ہے میرے میں اور یہ حدیث نہیں ملی اور نسائی کی روایت میں حماد بن عبد الرحمن اگرچہ ضعیف کیا او سکوا زیدی نے لیکن درج
 او سکوا بن جہان ثقات میں تو حدیث اوسکی درج حسن کم نہیں اور روایت کیا امام محمد نے آثار میں ثَنَا ابُو حَنِیْفَةَ ثَنَا
 مَرْثُومُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ابْنِ اَبِیْهِمُ النَّخَعِیِّ عَنْ ابْنِ اَبِیْهِمُ الشَّامِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ رِضَا قَالَ اِذَا اَهْلَلْتَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ
 فَطَفَّحْ طَوَافِیْنِ وَاسْتَعِزَّ بِمَا سَعِیْکَ بِالْقَصْفِ وَالْمَقْوَةِ قَالَ مَنْصُورٌ فَلَقِیْتُ مُجَاهِدًا وَهُوَ یَقِیُّ
 بِطَوَافِیْنِ وَاحِدَ لَیْسَ قَرْنٌ فَحَدَّثَنِيْ هَذَا الْحَدِیْثَ فَقَالَ لَوْ کُنْتُ سَمِعْتُهُ لَمْ اَفْتِ بِاَنَّ طَوَافِیْنِ
 وَامَّا بَعْدُ فَکَمْ اَفْتِ بِاَنَّ طَوَافِیْنِ کَمَا یُنِیْ کہ حضرت علیؑ نے یہ کیا ہلال کرے تو ساتھ حج اور عمرے دونوں کے تو دو بار طواف کر اور
 دو بار سعی کر صفا اور مردہ پر کہا منصور نے طافا تکلی میں مجاہد اور وہ فتویٰ دیتے تھے ساتھ ایک طواف کے جو قرآن کرے تو یہ حدیث بیان
 کی میں نے نو سے سو کہا انھوں نے اگر میں سنتا یہ حدیث نہ فتویٰ دیتا مگر ساتھ دو طوافوں کے او لیکن ایچا کے سونہ فتویٰ دو گنا کرنا خود
 طوافوں کے اور نہیں شہید اس سند کی صحت میں باوجود اس بات کہ مروی ہے حضرت علیؑ سے بہت تلخوں سے اور عینے اونکو ترک کیا
 اور اقتضا کر کیا اس صحیح طریقے پر اور روایت کیا او سکوا امام شافعی نے اور اوسکی اسناد میں ایک اوی مجہول ہے اور تاویل کی اوسکی امام شافعی
 اس طرح پر کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور ساتھ صفا اور مروہ اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف زیارت اور یہ صریح مخالف ہے کلام
 حضرت علیؑ کے اور وہ جو کہا ابن المنذر نے کہ اگر یہ قول ثابت ہو حضرت علیؑ سے تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تسک کرنا ساتھ ہو
 اولیٰ ہے اور وہ یہ کہ فرمایا آپ نے جو شخص احرام باندھے ساتھ حج اور عمرے کے کافی ہے اون دونوں سے ایک طواف اور ایک سعی جواب
 او کا یہ ہے کہ باندھ قول حضرت علیؑ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مروی ہے تو معارض ہوئے دونوں قول تو یہ روایت باقی ہے امام شافعی

طواف عبد الرحمن

کہ تھکر کر تھا سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمر سے میں تھا واللہ اعلم کو اول طواف میں موقوف کرے ہوا ہے
کہ روایت کیا ترمذی نے ابن عباس سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمر میں جب بوسیت سے تھے حجرہ کو اور کہا
ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہہ کر مکر کرنے والا بوسیت سے حجرہ تک
اور یہ حدیث میں جنت میں امام مالک پر کہ نزدیک اونکے لبیک کو وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے موقوف کرے **ص** مگر فرق یہ ہو کہ بل کر
طواف زیارت میں اور سعی کرے بعد اسکے اور اگر مجمع نے قبل جانے منی کے بعد احرام کے طہان کیا اور سعی کی تو اب طواف
زیارت میں مل نہ کرے اور نہ سعی کرے بعد اسکے اس واسطے کہ وہ ایک بار دو فون کو کر چکا اور اس پر لازم ہے بیچ کر اور نہ کا بیچ ہو
اس سے قربانی دن عمر کی اور اگر عاجز ہو اس روز رکھے مانند قرآن کی اور تین روز رکھنا جائز ہیں بعد احرام کے نہ قبل احرام کے
اور تاخیر انکی سبب یہ یعنی تین روز جو رکھے جاتے ہیں حج میں جو قربانی پیش کرے تو اسکو بعد احرام کے حج کے مہینوں میں رکھنا چاہیے
درست ہے اور افضل یہ ہے کہ تاخیر کرے اس طرح پر کہ تین روز پڑھ لے اور اخیر روز عرفہ کے دن چلا اور اگر مجمع قربانی کو مانگنا
چاہے اور یہ افضل ہے احرام باندھ اور اپنی ہدی کو چلا کر اور سو ق یعنی بیچے سے ہدی کو مانگنا افضل ہے اسکو آگے چلے کہ نصف ہے اور
اسکو تو دیکھتے ہیں **ف** اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ذوالحلیفہ میں اور ہایا آپ کی مالکی جاتی تھیں لگے اونکے
مگر جب سو ق سے ہدی نہ چلے تو قود کرے **ص** اور تقلید کرے بدن کی اور یا ولی ہی تحلیل سے **ف** تقلید کے معنی بیان کرے
یعنی اونٹ لگے کے گلے میں جو تانوشہ دان وغیرہ ڈال دیکو اور تحلیل جھول ڈالنے کو کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے لیکن تقلید افضل ہے تحلیل سے
اس واسطے کہ حدیث میں تقلید اور جیسا گذرا اور قرآن شریف میں ہر وہ کہ اھلکمی و کلا القلائد **ص** اور تحلیل سے
محرم نہیں ہوتا جب تک لبیک کہے اور تقلید سے ہو جاتا ہے اور مکروہ ہے اشعار یعنی چیدینا کو مان اونٹ کا بائیں طرف سے اور اگر کرے
تو بائیں طرف اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیز مارا اسکی بائیں طرف میں قصدا اور دھنی طرف میں اتفاقاً اور
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ رکھا اسکو کیونکہ مشابہ ہے شمشاد کے **ف** اور شمشاد کے معنی تحلیل دینا اور منع کیا اس سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلبے میں مگر منع کیا ہونگوشہ
سے اور شمشاد حرام ہے مگر ترمذی نے جب کا قتل واجب ہے تو کیونکر نہ ہو گا قربانی میں **ص** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
اس واسطے کیا تھا کہ شکر کن تعرض کرتے تھے ہایا اگر با شاعر کرتے تھے تو ہار رہتے تھے اور سے اور بھونکے کہا ہر مکروہ رکھا امام ابو حنیفہ
نے اشعار کو اپنے زمانے کے لوگوں کو اس واسطے کہ وہ او میں بیان کرتے تھے یہاں تک کہ خوف ہوتا اور سے ساریت زخم کا اور بعضوں نے کہا ہر
اختیار کرنا اسکا تقلید پر مکروہ ہے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک سبب ہے روایت ہے جامع ترمذی
کہ بیٹھے تھے ایک جگہ و کعب اور حدیث بیان کی انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپ نے اور کہا کہ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ شاعر
منگے ہو تو کہ ایک شخص نے ابراہیم سے بھی یہی مروی ہے کہ اشعار شمشاد پر تو نہایت عصبے ہوئے و کعب رحمۃ اللہ علیہ و کہا کہ میں تو تجھے حدیث بیان کرنا
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرنا ہی اسکے مقابلہ میں فل ابراہیم کہ لائق ہے کہ قید کیا جاوے تو پھر غلامی ہو تو یہی جب تک کہ
باز آئے تو اس قول سے انتہی اور سبب عصبے ہوئے کعب کا تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص قول بیان کرے تو اسکے مقابلہ میں کوئی
کسی دوسرے کا قول مخالفت اسکے بیان کرے تو لائق تنبیہ ہے اس واسطے کہ معاخذہ کرنا یہ وہ فعل غیر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

یہاں جمع ہدی
کی جگہ ہدی
مکروہ جانورین
کو کہہ سکتے ہیں
و اس کے خلاف ہے
یہاں جمع ہدی
کی جگہ ہدی
مکروہ جانورین
کو کہہ سکتے ہیں

جب یہ حدیث بیان کی کہ لا یتمتعوا امعاء و بشائر اللہ نہ منع کرو امعاء کو یعنی عورتوں کو اور بشائر کو یعنی مسجدین میں جانے کے
 قوا کے بیٹے کے کہ اگر ہم نہ منع کرتے اور عبد اللہ اس کے پاس سے ہو اور بت بڑا کہ لاؤ نکلو اور نہ کہ کیا کلام اور نہ کہ تم کو ہم کی احادیث
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو روایت کیا ترمذی نے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں دو جو تیان اور شاعر کا
 ہری کا داہنی طرف سے دو اعلیٰ ترین اور نائل کیا اور اس سے خون کو کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور روایت کیا اور کو سلم نے اور بخاری
 نے بھی اور نہیں ذکر کیا داہنی اور بائیں طرف کو اور پہلے نے نزدیک بائیں طرف کرے اگر کرے روایت ہی ابی حسان انہوں نے ابن عباس
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا جانباہی یعنی بائیں طرف میں پھر بہا یا خون اور اسے اور تقلید کی او کی دو خون روایت کیا
 اسکو ابن عبد البر نے اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے حدیث ابن عباس سے بلکہ مشہور ہے جو روایت کیا اور نہ سلم نے اور بت لوگوں نے پہلی
 میں اور صحیح کیا ابن القطن نے کلام او سکا لیکر روایت کیا ابو یعلیٰ نے ابن عباس تک اور طریقے سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اشعار کیا بد نہ بائیں جانب میں پھر بہا یا خون اور اسے اونگلی سے اور موٹا میں ہو کہ حضرت ابن عمر یہ بھی تھے تھے میں سے
 تقلید کرتے تھے او کی دو نقلوں کے اور اشعار کرتے تھے او سکا بائیں طرف سے اور یہ عارض ہوا اس کے جو روایت کیا سلم نے حال ہی کے
 ان حدیثوں سے اشعار کرنا ثابت ہو تو عمل کرنا انہیں کہ سنائی مذہب امام ابو حنیفہ نہیں کیونکہ فرمایا اپنے ماصحیح عن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تھو ماذہبنا جو صحیح ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذہب ہمارا ہی اور وجہ اس کی یہ تھی کہ حضرت
 امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام کو نفسانیت نہ تھی فقط ظاہر کرنا حق کا منظور تھا اور اشعار میں صحیح یہ کہ سنت ہو لیکن چونکہ اب لوگ
 او میں نہایت بالغہ کرنے لگے اور بخوبی کیفیت اشعار سے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا واقعہ نہیں اور تقلید بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 مروی ہو تو حق المقدور احتیاط تقلید میں ہر اشعار اللہ اعلم اور عمر کے اس نہ کہو کے احرام عمر کے کا یہ مان تاکہ احرام پانچ حج کا
 دن ہو سکے اور قبل اسکے فصل ہی اور احرام نہ کہو کے عمر کا جب تک کیا ہو ہی کا اور اگر نہیں حق کیا ہی کا تو حلال ہو جاوے اور احرام سے جبر
 گذارے اور اس باب میں حدیث وارد ہوئی کہ اگر کیا او کو صاحب ہا نیص او حلق کرے دن بھر کے اور حلال ہو جاوے دونوں احرام
 یعنی ایک احرام حج کا اور ایک احرام عمر کا ص اور جو شخص کے کا رہنے والا ہو وافر اور کے اور قرآن اور تمتع نہ کرے ف ہو اس کے
 فرمایا اللہ تعالیٰ نے خلائک لمن اور یکن اھلہ خاصہ النبی احسن ام یہ اس کے واسطے ہو کہ نہ خون اہل اس کے حاضر ہو جہا میں اور
 امام شافعی نزدیک کی بھی قرآن تمتع کو سے اور جو شخص عات کے اندر داخل ہو وہ مثل کی کے ہو اور بھی تمتع اور قرآن کے سے ص اور جس نے
 عمر کیا اور نہ سوچ کیا ہی کا اور لوٹ آیا اپنے گھر میں تو اسکو اب احرام کھولنا صحیح ہو اور امام اسکا کامل ہو گیا اور تمتع باطل ہو جاوے گا اور
 سوچ کیا ہی کا تو لوٹنا او کو واسطے حج کے واجب ہو گا تو اب امام اسکا فاسد ہو گیا اور جب لوٹ آیا اور احرام باندھا حج کا تمتع او کا حج ہو گا
 اور جس نے احرام باندھا قبل حج کے مہینوں کے اور طواف کیا او میں کم چار پچھوٹاں اور پھر حج کے مہینہ آئے اور تمام کر لیا اور طواف کو او
 حج کیا تو تمتع ہو گا اور جس نے او کو چار پچھوٹاں قبل حج کے مہینوں کے تمتع ہو گا اور اگر شخص کھنے کا رہنے والا ہو طواف اس کے حج کے
 مہینوں میں ہو کہ کوئی کی اپنے کے میں یا پھر میں حج کیا تو تمتع ہو گا اگر اگر اس کے کو تو توڑا لاو سکوا نہ کر یا پچھوٹاں سے نہ کیا او کو
 عمر کی فسخ حج کے مہینوں میں حج کیا او کی تمتع ہو گا اگر جبکہ لوٹ آیا اپنے گھر میں اور پھر حج کیا حج کے مہینوں میں تو اسکی حج کیا
 تو تمتع ہو گا اور جس نے عمر کیا حج کے مہینوں میں تو اسکی حج کیا تو تمتع ہو گا اگر جبکہ لوٹ آیا اپنے گھر میں اور پھر حج کیا حج کے مہینوں میں تو اسکی حج کیا

۱۲
 امام ترمذی نے
 ابن عباس سے روایت کیا
 اور کو سلم نے اور بخاری
 نے بھی اور نہیں ذکر کیا
 داہنی اور بائیں طرف کو
 اور پہلے نے نزدیک بائیں
 طرف کرے اگر کرے روایت
 ہی ابی حسان انہوں نے
 ابن عباس سے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اشعار کیا جانباہی
 یعنی بائیں طرف میں
 پھر بہا یا خون اور اسے
 او سکا لیکر روایت کیا
 ابو یعلیٰ نے ابن عباس
 تک اور طریقے سے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اشعار کیا بد نہ
 بائیں جانب میں پھر بہا
 یا خون اور اسے اونگلی
 سے اور موٹا میں ہو کہ
 حضرت ابن عمر یہ بھی
 تھے تھے میں سے
 تقلید کرتے تھے او کی
 دو نقلوں کے اور اشعار
 کرتے تھے او سکا بائیں
 طرف سے اور یہ عارض
 ہوا اس کے جو روایت
 کیا سلم نے حال ہی کے
 ان حدیثوں سے اشعار
 کرنا ثابت ہو تو عمل
 کرنا انہیں کہ سنائی
 مذہب امام ابو حنیفہ
 نہیں کیونکہ فرمایا
 اپنے ماصحیح عن رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تھو ماذہبنا جو صحیح
 ہو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے وہی مذہب
 ہمارا ہی اور وجہ اس
 کی یہ تھی کہ حضرت
 امام ابو حنیفہ رحمہ
 اور امام کو نفسانیت
 نہ تھی فقط ظاہر کرنا
 حق کا منظور تھا اور
 اشعار میں صحیح یہ کہ
 سنت ہو لیکن چونکہ
 اب لوگ او میں نہایت
 بالغہ کرنے لگے اور
 بخوبی کیفیت اشعار
 سے جس طرح آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کیا واقعہ نہیں اور
 تقلید بھی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم

باب جنایات کے بیان میں

اگر خوشبو لگانی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا سوا ساتھ منہ دی کے یا تیل ڈالا یعنی لگا یا تیل کو کسی عضو میں اور تیل یا خضاب
 زینون کا یا تیل کا تو واجب ہوگا دیگر نزدیک العلم ابو حنیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدق واجب ہو اور امام شافعی کے نزدیک اگر تیل کو
 بالون میں استعمال کیا تو واجب ہوگا ورم اور اگر استعمال کیا اوسکو اور جگر میں تو اوسپر کچھ نہیں اور اگر تیل خوشبو دار جسے تین منشتکا
 تو واجب ہوگا دم بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیسے ہر کپڑے کو پہنایا چھپایا سر کو ایک دن تک یا مٹھایا چوتھائی سر کو یا پھینے
 لگانے کی جگہ کے بال ہونڈے یا ایک ہل کے بال یا دونوں یا بل زیر ناف کے دور کیے یا ناخن ہاتھوں کے کانے یا بیسوں ایک مائیں
 یا ایک ہاتھ یا ایک کچھ یا طواف قدم کیا یا طواف صد کیا اور وجہ تھا یا فرض طواف ہو عضو کیا یا لو اعرفا سے قبل امام کے
 یا ترک کیا طواف زیارت میں ایک پیر یا دو پیر یا تین پیر کیونکہ اگر تین پیر سے زیادہ ترک کیا تو محرم پر گناہ شاک طواف کے یا ترک کیا
 طواف صد کیا یا پیر سے لے کر کسی حرکت کر لیا تو قوف و فوف کو یا سببی کو یا ایک دن کی رجمی کو یا پہلی رجمی کو اور وہ رجمی جو محرم خضاب کی
 نہ کرے یا اگر تلو اس کے ترک کیا شلہا پر ترک کر یا ان جھینکنا ترک کر یا ان جھینکین یا معلق کیا زمین میں یا اسطرح کے یا سحر کے ہوا
 کہ اس سے پہلے رجمی میں اور وہ محرم میں داخل ہوا ورم کر کے والا نخل گیا محرم قبل طواف ہونے کے اور پھر یا محرم میں تو اوسپر کچھ نہیں اور حج
 کرے والے نے اگر ایسا کیا تو اوسپر دم لازم آوے گا یا اوسپر یا چھو یا شہوت سے انزال ہوا یا نہو یا تاخیر کی مطلق کی یا فرض طواف کی ایام محرم
 یا ایک قبل کو دوسرے بعد کیا مثلاً معلق کیا قبل رجمی یا قربانی کی قربان کرنے والے نے قبل رجمی یا معلق قبل فوج کے تو ان سب صورتوں میں
 اوسپر دم لازم ہو اور قارن پر دو دم لازم آوے گا اگر معلق کیا اوسنے قبل فوج کے ایک دم تو معلق کا قبل اوسکے وقت کے اور ایک دم
 فوج کی تاخیر کا معلق سے اور نزدیک صاحبین کے ایک دم لازم آوے گا اور اگر سردی یا مرض کی ضرورت سے محرم سر یا تمام بدن کچھ
 ڈھانپنے یا سیسے ہوئے کپڑے پہنے جب تک وہ ضرورت باقی ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہے اگر چاہے کچھ مصلحت کی ضرورت کے وقت میں
 بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ علمہ بھی باندھ اور اگر ایک عضو کے ڈھنکنے کی ضرورت کی وقت و عضو کو چھپایا جیسا کہ
 سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنایا فقط ایک وقت ضرورت تھی بے ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو وہ کفارہ لازم
 آوے گا اور اگر خوشبو لگانی کم ایک عضو سے یا چھپایا یا سر نہا یا سیاہوا کپڑا پہنا ایک دن کم میں یا موٹا سر کم چوتھائی سر یا کتر
 ناخن کم یا پنج سے یا باج متفرق یا طواف قدم اور صد کا یا خوشبو کیا یا سات پیر وں میں طواف صد کر تین پیر ترک کیے یا تین
 جہروں میں ایک کی رجمی ترک کی یا موٹا دوسرے شخص کا سر صدقہ دیکھ نصف صاع گریوٹ اور اگر خوشبو لگانی یا سر موٹا عذر فوج کر
 یا صدقہ دیکھ تین صاع طعام کے چھ مسکینوں پر یا تین روکے اور اگر اوسنے وطی کی اگرچہ مجبولے سے ہو قبل و قوف عرافت جو
 فرض ہو یا طواف ہو یا گناہ حج اوسکا اور حج کرنا چاہا یا عذر کرے اور پھر فضا کرے حج کی اور یہ لازم نہیں کہ عورت کو چھو یا حج کی
 فضا میں اور نزدیک العلم مالک کے چھو واد اوسکو جب تلین و فون اور امام زفر کے نزدیک جب احرام باندھیں اور امام شافعی کے نزدیک
 جب دوسرے مقام کو پہنچے جہاں جماع کیا تھا اوس پر چھو واد اوسکو اگر وطی کی بعد قوف کے تو نہ فاسد ہوگا حج اوسکا اور واجب ہوگا
 بدنا اور وطی میں بعد طواف کے ایک کبوی لازم آتی ہے اور عمر میں اگر اوسنے چار پیر طواف کر لے یا اور بعد اوسکے جماع کیا تو فاسد ہوگا
 اور واجب ہوگا زنج اور اگر قبل اسکے کیا عموماً فاسد ہوگا اگر تاجا جاکو اور زنج کرے اور پھر فضا کرے تو اگر قبل کیا محرم نے کسی کو یا

بہرہ اسکندرنہ
 فخریہ داروینہ
 تلمیذی فیہ
 اور تیل طواف کا
 وغیرہ

لیکن بی بی بی بی اور کلاما حکم نے ابن عمر سے کہ نہیں ہوئی کسی شخص اس کی تخلیق سے مگر لازم ہو سب حج اور عمرہ اور دو فوج ہیں
جو شخص طاقت کے وہاں جانے کی اور تخلیق کی اور کسی بھاری اور کلاما ابن عباس سے اَلْحَمْدُ وَالْعُسْرُ وَفِي مَقَاتِلٍ عَلَى النَّاسِ
مُتَوَعَّدًا لَا أَهْلَ مَلَكَةٍ فَاكْ عُمَرُ طَعْنًا فَخْلِيخُ حَوَالِي الشَّوْخِ لَمْ يَكُنْ خَلْقًا لِحَدِيثِ ابْنِي حَجَّ اَوْزُو
دو فوج فرض میں آخر حدیث تک اور کہا حکم نے کہ یا و پڑھو مسلم کے ہی اور دلیل باری یہ ہے جو روایت کیا ترمذی حجاج بن اوطاة
سے انھوں نے محمد بن کندی سے انھوں نے جابر کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر سے کیا واجب ہو وہ فرمایا نہیں کہ
یہ عمر کو نافضل ہو کہ ترمذی نے حدیث حسن صحیح ایسا ہی ہے ایک نسخے میں جامع ترمذی اور ایک نسخے میں یہ حدیث حسن اور وجہ
ذکر کیا انھوں نے کہ اسناد میں اسکی حجاج بن اوطاة اور وضعیف ہو تو جواب دے سکا یہ کہ نہیں ہے کہ حدیث اسکی درجہ حسن اور
متفق ہو بین روایتیں ترمذی اس بات پر کہ حسن کہا انھوں نے اس حدیث کو اور روایت کیا اسکو ابن حجاج سے انھوں نے محمد بن کندی سے
انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا اسکو طبری نے جو صنفی مرین اور دارقطنی نے اور طریقے سے اور اسناد میں اسکی بھی بن ابی
اور وضعیف کیا اسکو اور روایت کیا عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد ہی اور عمر و فضل ہو تو
یہ بھی حجت ہو اور کہا ابن خزم نے کہ یہ مرسل ہو روایت کیا اسکو معاویہ بن احنی نے مانا جنفی سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اور جواب دے سکا یہ کہ ابن قانع نے رفع کیا اسکو اور وہ بڑے حافظین حدیث میں سے ہیں اور باقی اسناد میں سب اوہی ثقہ ہیں
باوجود اس بات کے کہ مرسل ہے ہر نزدیک حجت ہو اور ضعف کرنا مانا کا صحیح نہیں ہے کیونکہ توشیح کی لاوکی ابن عیینہ اور روایت کیا
اوس سے جماعت مشاہیر نے اور مروی ہے حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور اسناد میں اسکی مجاہیل ہیں اور روایت کیا ابن ماجہ نے
طلحہ بن عید اللہ سے انھوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حج جہاد ہی اور عمر و فضل ہو اور اسناد میں اسکی عمرو بن قیس
کہ صاحب ابام نے کلام کیا گیا ہو اوس میں اور بہ حال حدیث اسکی درجہ حسن کم نہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیث
ابو اسامہ سے انھوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انھوں نے ابو معشر سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا عبد اللہ بن
نے کہ حج فرض ہو اور عمر و فضل ہو اور کافی ہیں عبد اللہ بن عبد اللہ کے واسطے اور کلام اسکا حجت ہی ہے +

فائدہ دوسرا اضمحیم کے بیان میں

درست ہے حج مبینہ کا ذبح قربانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہیں اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں اور گائے دو برس
یا زبہ دم کی اور اس سے کم کی درست نہیں اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہے اور اس سے کم کی درست نہیں اور
اگر قربانی کا جانور نہ اسکو بکشی بے سنگہ کا یا بد میا ہو یا دیوانہ ہو یا کانا تو قربانی کرنا درست ہے اور اگر اندھا ہو کر
یا بہت بڑا ہو کر اسکی ہڈیوں میں مغز نہ ہو یا لنگر ہو یا اسقدر کہ قربانی کرنے کی جاگت جاسکے تو ان سب جانوروں کو قربانی کرنا
درست نہیں اور جس جانور کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کٹا ہو یا اسکا کان تیس حصے سے زیادہ کٹا ہو یا اسکی آنکھ تیس حصے سے
زیادہ کٹی ہو یا اسکا سر تیس حصے سے زیادہ کٹا ہو تو ان سب جانوروں کو قربانی کرنا درست نہیں اور باقی ذکر اسکا کتاب الاضمحیم میں

فائدہ تیسرے کی اور سجدہ الحرام کی فضیلت کے بیان میں

روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کے کہ کیا اچھا شہر ہو تو اور میرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اور اگر

حجاج بن اوطاة

محمد بن ابی بکر

محمد بن عیینہ

محمد بن قیس

مطلب آپ کا یہ ہے کہ مسجدوں کی زیارت کیواسطے جانا اور سفر کرنا اونکے لیے درست نہیں مگر ان میں سجدوں کی طرف اور حج
 معنی اس حدیث کے جسے بیان کی ہے صحیح نہیں اور دلائل کتابی و سنی کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے واکاوی
 عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِيفِ تَجَرُّدُ النَّيِّتِ قَوْلًا يَأْتِي قَبْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي أَوَّلِي زِيَادَةِ سِرِّهِ بِرُكُوعِهِ
 نَيْتِ كَوَاسِطَةِ زِيَارَةِ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا آتَى فِي ذَلِكَ زِيَادَةُ تَعْظِيمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَعَيْنِي السَّيِّدِ زِيَادَةِ تَعْظِيمِهِ بِرُكُوعِهِ وَاسْطَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا آتَى فِي ذَلِكَ زِيَادَةُ تَعْظِيمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 كَمَا هُوَ كَسِي تَعْلَامُ كِي زِيَارَتِ كَوَاسِطَةِ مَكَرَانَ سَجْدُونَ كِي طَرَفِ تَوَوَهُ مَعْنَى اس حدیث مستقیم نہیں کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام صحیح
 سنائی ہے اس کے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا اس حدیث کو اور اوامین ہے کہ نہ سفر کیا جاوے طوطی مسجد کے مگر ان میں سجدوں
 کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کہتے ہیں اس حدیث کا کہ اسناد میں اس کی شہر بن حوشب ہوا وروہ راوی ضعیف ہے اور وہم کیا
 اس روایت میں تو جواب دے سکیا ہے کہ جو وقت توثیق ثابت کر دیوں ہم شہر کی تو نسبت وہم کی اس کی طرف غیر قبول ہے اور کلام ہذا
 اور اصل حدیث میں ثابت ہے کہ زیادتی نقصان بط کی مقبول ہے لیکن توثیق شہر بن حوشب کی معلوم کیا جاوے کہ نہ ضعیف کیا او
 مگر ابن عیون اور سلم نے اور توثیق کی اس کی احمد بن منبل اور یحییٰ بن یحییٰ اور بہت لوگوں نے قَالَ أَحْمَدُ مَا أَحْسَنَ حَدِيثَهُ وَوَقْفَهُ
 هُوَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَجَلِيُّ هُوَ يَأْتِي ثِقَةً وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَتِيبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ هُوَ ثِقَةٌ وَلَوْ بَدَّلَ
 ابْنُ أَبِي خَتِيبَةَ عَنْ هَذَا وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْبَخَارِيِّ شَيْخٌ حَسَنٌ
 الْحَدِيثُ وَقَوِيٌّ أَمْرُهُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَتِيبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ هُوَ ثِقَةٌ وَلَوْ بَدَّلَ
 يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ شَيْخٌ ثِقَةٌ أَوْ كَمَا صَاحِبُ بَيْهَقِ رَوَى عَنْهُ النَّاسُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَأَهْلِ
 الشَّامِ وَلَوْ يَوْفَقُ مِنْهُ عَلَى كَذِبٍ يَعْنِي شَهْرُ رَوَايَتِ كَمَا أَوْسَى ابْنُ كَوْزٍ وَأَبُو بَصْرٍ وَأَبُو شَامٍ فِي أَوَّلِ مِائَةِ عَشْرٍ هُوَ كَذِبٌ
 كَسِي طَرَحُ تَوَجُّهٍ نَاجِيًا بِهَيْكَلِهِ كَلَامِ مُتَقَدِّمِينَ كَمَا فِي شَهْرِ بَيْهَقِ شَرْحِ مَعْنَى
 بَلْ وَثِقَةٌ كَثِيرُونَ مِنْ كِبَارِ أَيْمَةِ السَّلَفِ وَقَالَ ابْنُ خَتِيبَةَ هَذَا أَكْلَامٌ هَقٌّ لَا عِلَالَةَ عَلَيْهِ عَلَى التَّنَادُّ عَلَيْهِ
 اور کما حافظ ابن حجر نے شہر صدوق اور کما شیخ ابن الہمام نے فتح القدر حاشیہ ہدایہ میں وَالْقَمِيحُ فِي شَهْرِ التَّوَسُّعِ وَوَقْفَهُ
 أَبُو زُرْعَةَ وَأَحْمَدُ وَيَحْيَى وَالْحَجَلِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ وَسَنَانُ بْنُ سَبِيحَةَ تَوْجِبُ شَهْرُ كَوَاسِطَةِ
 یحییٰ بن یحییٰ اور احمد بن عبد اللہ اور ابن ابی ختیبہ اور ابو زرہ اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب و صاحب بن محمد اور سنان بن یحییٰ
 اس قدر لوگ اجلہ محدثین توثیق کریں تو پھر ضعف بیان کرنا اس کا سبب تضعیف مسلم اور ابن عیون کے باوجود دیگر رجوع کیا ہو
 اعلان دونوں نے اس کی تضعیف سے اور نہ قبول کرنا اس کی زیادت کو نہایت بے انصافی ہے اور وہ جو طعن کی ہو لوگوں نے کہ شہر نیک
 تحصیل ہیں لہذا اس سے جہاں تو کہا تو وہی قد حمله العلماء علی حقیقہ یعنی حل کیا اس کو علمائے محل صحیح اور
 وہ جو طعن کرتے ہیں کہ شہر نے سفر حج میں اپنے رفیق کی رشتی جرائی غلط ہے اور کذب ہے کہا تو وہی غیر مقبول عند المحققین
 یعنی طعن غیر مقبول ہے نزدیک محققین کے اور بعد اس کے جب ہم سلف سے توثیق اس کی ثابت اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر
 اور امام نووی قائل اس کی صحت کے ہیں تو زیادتی اس کی اس حدیث میں بلاشبہ مقبول ہے اور اگر تسلیم بھی کریں تو بھی جب صحیح حدیث

ضعیف میں مروی ہو تو معنی اوسکے اوسکے موافق لیے جاتے ہیں بہر حال ترجیح اسی مذہب کو جسکو چننے والا اور دوسرے کو کلام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث میں ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے تعلقہ حاجۃ الاسلام زبیدی کی تصحیح والی اس
بات پر کہ مراد حدیث مذکور میں فرساجہ کا ہے اور جب جاؤ واسطے زیارت کو کرتے ہو تو صحیح ہے درود اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
راہ میں اور جب مدینہ شریف کے قریب پہنچے غسل کر کے قبل داخل ہونے کے مدینہ طیبہ میں اور چاہے وضو کرے اور غسل افضل ہے
اور ایچھک پڑے اپنے پہننے اور نہ کپڑے پہننا افضل ہے اور وہ جو لوگ جب شہر کے قریب پہنچتے ہیں تو سوار سچی اوتر کے پیدل
مدینہ شریف میں جاتے ہیں کہ شیخ ابن الہمام کہ فیعل اچھا ہے کہ انھوں نے ذکر کیا کہ کان اذ دخل فی الکادب والاحلال کان
حسنا یعنی جو فصل اب کا ہو تو وہ اچھا ہے اور جب مدینہ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھیں اللہ رب اذخنی من کل صنف
واخر جنی فخر صدق اللہ فخر لی ابواب رحمتک واذ رزقنی من زینۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما رزقت اولیاءک واهل طاعتک واغفر لی واذ حتمی باخیر مسئولی اور چاہیے کہ
نہایت تواضع اور عاجزی اور خشوع اور خضوع سے چلے اور نہ باز رہے دم بھر درود شریف اور دل میں خیال کرے کہ جاؤں
وہ شہر جو حسین ہمارے دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہے اور اسی جگہ قرآن اور وحی اونپڑاوتی ہے اور جگہ کو
ایمان اور احکام کی گواہی حضرت عیسیٰ نے کہ جتنے شہر میں نسبت ہے نہیں تو اسے مگر مدینہ کہ یہ فتح ہوا ہی رحم سے اللہ اور قرآن
اور تعجب ہے کہ مدینہ شریف میں جو ایک چلے ہوا اسے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب اچھا ایک شخص نے کہ کیوں نہیں ہوا اور ہوا ہے
میں کہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ رندوں ایک چارپائے کے گھر سے اس مٹی کو جو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور
جب مسجد نبوی میں داخل ہوا ہوا ہوا ہے مسجد میں کہے اور اندھا کو کہے اللہم اغفر لی ذنوبی واقفر لی ابواب
رحمتک اور مسجد میں باب جبریل بابا بالسلام سے داخل ہو کر باب جبریل سے جانا بہتر ہے اور یہ دعا بھی چاہیے پڑھے
اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اللہم اغفر لی ذنوبی واقفر لی ابواب رحمتک اللہم اجعل لی
الیوم من اوجہ من توجہ الیک وافرک من تقرب الیک واجرح من دعاک وابعث من رضایک
پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ ستون منبر کا دایبہ کندھے کے برابر چلے سامنے محراب کے دو گانہ تھوڑے المسبح کا اوپر
اور یہ مقام موقف ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور داخل ہر وقت المہر من اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت علمی کو پونچا پھر آئے
قبر شریف پاس اور رخسار کے قریب دیوار کی طرف اور پیچھے کہ طرف قبلہ کے اور وہ جو فقیر ابو الیثیم مروی ہے کہ کھڑا ہو کر منبر کے
طرف قبلہ کے صبح نہیں ہو کہ روایت کیا ابو حنیفہ نے مسند میں عرض ہے کہ انھوں نے سنت سے یہ بات کہ آئے تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر کے پاس قبلہ کی طرف اوڑھ کر اپنی قبلہ کی طرف پھر کہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ
وبن کا تھ پھر کہ السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا خیر خلقی اللہ السلام علیک
یا خیر خلقی اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا سید ولد آدم السلام
علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رسول اللہ ان لا امر الا اللہ وخذ ولا شریاک لہ
والاک عبدک ورسولک ما شہدک یا رسول اللہ انک بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ

وَكشفت الغمة فجزاك الله عني افضل ما جازي الاكثياء عن امته اللهم اعظم سيدنا محمد عبدك ورسولك الوسيلة والفضيلة والشرف والدرجة العالية الرفيعة وابعثه للمقام المحمود الذي وعدته وانزله المنزل المقرب عندك سبحانك يا ذا الفضل العظيم او
 اسبقی سے اپنی حاجت کو بوسیلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس کو جس خاتمہ اور حضرت کو ہنگے پھر گئے رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم سے شفاعت کو اور کہے یَا رَسُولَ اللَّهِ اسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاتَّوَسَّلُ بِكَ إِلَى اللَّهِ فِي أَنْ أَمُوتَ مُسْلِمًا
 عَلَى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ اوجود مائیں طلب رحمت اور محبت کی ہوں اور کو پڑھے اور دل میں خیال کرے کہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم زندہ موجود ہیں اور میرے حاضر ہیں اور زیارت کو جانتے ہیں اور میرے کلام کو سنتے ہیں اور نہایت لحاظ اور آداب و تہذیب
 اور حضور قلب سے یہ دعا پڑھے اور ابو ذر کے حوالہ سے علیہ سے روایت ہے کہ سنا میں بعض اہل عصر سے کہتے تھے کہ پونچھا ہوا کہ جو شخص
 وقوف کرے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پڑھے اس آیت کو لَئِكَ اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ اور پھر کہے
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَأْتِيهِمْ سِتْرٌ بَارُتُونَ ذَكَرَ بِيَا اوسکو ایک فرشتہ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانٌ یعنی رحمت بھیجی
 اللہ نے اور پھر یہ قول ذکر کیا اس حکایت کو شیخ ابن الہمام نے اور جس شخص نے اوسکو کہا ہو کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پونچھا دینا تو اوسکا سلام پونچھا دے اور کہے السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ فُلَانٍ بِنِ فُلَانٍ اور فُلَانِ بِنِ فُلَانٍ کی جگہ اوسکا
 نام اور اوسکے باپ کا نام لے کر یا اس طرح پڑھے فُلَانٌ بِنِ فُلَانٍ يَسْلِمُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اور حضرت عمر بن عبد الغفر نے یہ روایت
 کرتے تھے گو گو کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پونچھا دینا اور قاصد بھیجتے تھے اسی واسطے شام سے مدینہ شریف کو
 اور جب کو رحمت ہو سکے ان سب باتوں کی توفیق بطاقت کے بحال آکر پھر ایک ہاتھ دہنی طرف ہٹ کر سانس نہ رو شریف حضرت ابو بکر
 صدیق کے پھر کہے السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ وَنَائِبَهُ فِي الْغَايَةِ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقُ حَاضِرًا وَاللَّهُ عَنِ
 أُمَّةٍ مُحَمَّدٌ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ اچھے اسی طرح ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت عمر فاروق کے سانس نہ رو کہے السَّلَامُ
 عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ الْفَارُوقِيُّ الَّذِي أَعَزَّ اللَّهُ بِهِ الْأِسْلَامَ حَاضِرًا وَاللَّهُ عَنِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٌ خَيْرٌ
 پھر منبر اور قبر شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آکر دعا لے گا اور شفاعت طلب کرے اور اپنے والدین کی واسطے
 اور جس نے درخواست کی ہو اور اپنے دوست کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا خیر کرے اور بعد ختم دعا کے آئیں گے اور درود اور سلام
 اور حضور کے کہا کہ پھر سر ہاتھ منبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آنا صحابہ سے منقول نہیں روایت کیا ابو داؤد نے لکھے قاسم حضرت عائشہ
 پاس آکر کہا ایسا کہ کوئی میرے لیے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابو بکر اور عمر کی سوکھو لینا جو میں نے یہ کہتے ہوئے ہیں
 سو دیکھا میں نے کہ وہ قبرین بلند ہیں اور نہ زمین سے ملی ہوئی ہیں آخر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا اوسکو اور زیادہ کیا کہ چکا
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اور حضرت ابو بکر کو کہ سر اٹھا آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان تھا اور حضرت عمر
 برابر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کے تھا اور میرے کیا اوسکو حاکم نے اور جابر بن عبد اللہ نے روایت کیا میں نے یہ روایت کی ہے
 درود اور سلام اور نماز پڑھے نفل اگر وقت کروہ ہوا اور حدیث صحیح میں آیا ہے مَا بَيْنَ بَيْتِي وَبَيْنَ قَبْرِ نَبِيِّ رَفِضَةٌ مَوْتٌ
 قِيَاضُ الْجَنَّةِ درمیان گھر اور منبر میرے کے ایک باغچہ ہی باغچہ جنت کے گھر کے عبادت میں ہے صلی اللہ علیہ وسلم کے

[illegible]

۱۱۵	۱۱	القوم	۱۳۶	۲۲	قرض	۱۸۱	۱۹	ثی بن الصباح	۳۳۳	۱۱	الطیب	الطیب
۱۱۶	۷	ابن ملز	۱۳۷	۱۷	بن العزیز	۱۸۲	۱۰	عشری	۲۳۴	۲۲	ثین بن	نین
۱۱۷	۸	هشیم	۱۳۸	۱۸	عسی	۱۸۳	۱۱	هوتا	۲۳۵	۲۱	کره	کره
۱۱۸	۳	تھارک	۱۳۹	۲۵	یغنی	۱۸۴	۱	تخلج	۲۳۶	۵	اکویری	اکویری
۱۱۹	۹	زانی	۱۴۰	۱۷	یغنی	۱۸۵	۷	المنہک	۲۳۷	۹	زاند	زاند
۱۲۰	۲	کوه کسی	۱۴۱	۷	عباد	۱۸۶	۳	رباچ	۲۳۸	۱۵	الشلی	الشلی
۱۲۱	۲۲	تجاج	۱۴۲	۲۲	زورا	۱۸۷	۷	مهران	۲۳۹	۱	زدی	ازدی
۱۲۲	۸	سید	۱۴۳	۵	مقسم	۱۸۸	۹	مدینه	۲۴۰	۹	توکھو	توکھو
۱۲۳	۹	عبدلہ	۱۴۴	۲۶	مومنی	۱۸۹	۱۸	المکاب	۲۴۱	۱۶	تروہ	تروہ
۱۲۴	۱۸	تمن	۱۴۵	۱	طیعة	۱۹۰	۲۶	یادنی	۲۴۲	۹	خصیف	خصیف
۱۲۵	۸	اجد	۱۴۶	۲	الزهری	۱۹۱	۱۳	نصر	۲۴۳	۱۳	جرات	نجر
۱۲۶	۱۳	ابن شیبہ	۱۴۷	۷	طیعة	۱۹۲	۱۱	بودہ	۲۴۴	۲۵	قریب	قریب
۱۲۷	۲۶	ابن شیبہ	۱۴۸	۷	طیعة	۱۹۳	۱۳	معیین	۲۴۵	۲۲	سند	سند
۱۲۸	۱۷	سید	۱۴۹	۵	مومنی	۱۹۴	۲۳	آبی	۲۴۶	۲	الجلج	الجلج
۱۲۹	۱۶	قنیہ	۱۵۰	۲	عمارة	۱۹۵	۱۲	بانجی	۲۴۷	۱۷	زوی	زوی
۱۳۰	۱۷	توکھو	۱۵۱	۲۷	اردی	۱۹۶	۲۷	روایت	۲۴۸	۱۸	اکھو	اکھو
۱۳۱	۲۲	ابن سیدان	۱۵۲	۷	یہی	۱۹۷	۷	یہی	۲۴۹	۲	نعماء	نعماء
۱۳۲	۱۶	ابن الجعفی	۱۵۳	۱۱	گدرا	۱۹۸	۱۶	سکال	۲۵۰	۲۲	سرس	ابن عمر
۱۳۳	۱۳	سنہ	۱۵۴	۹	مفضل	۱۹۹	۱۶	عروہ	۲۵۱	۲۶	وحدہ	وحدہ
۱۳۴	۱۰	شلا	۱۵۵	۲۵	شکری	۲۰۰	۳	لاشج	۲۵۲	۱۷	امہ	امہ
۱۳۵	۱۹	مساید	۱۵۶	۱۰	فائل	۲۰۱	۷	کرہ	۲۵۳	۵	الفرد	الفرد
۱۳۶	۲۰	صلوہا	۱۵۷	۲۶	انتیاری	۲۰۲	۷	ہوتے	۲۵۴	۸	مطعون	مطعون
۱۳۷	۷	طرہ	۱۵۸	۱۹	توچار	۲۰۳	۲۰	شرعت	۲۵۵	۱۳	نسیک	نسیک
۱۳۸	۴	طبیان	۱۵۹	۱۱	جریج	۲۰۴	۲۱	کک	۲۵۶	۷	مشجک	مشجک
۱۳۹	۶	ماہر	۱۶۰	۱۳	یطلب	۲۰۵	۷	اورل	۲۵۷	۷	حریمہ	حریمہ
۱۴۰	۹	تذرون	۱۶۱	۲۶	یلے	۲۰۶	۱۸	مخرمہ	۲۵۸	۲۲	وکی	وکی

[illegible]

قطعه تاریخ از تالیف امیر خسرو صاحب زمان که تالیف آن بمجلس اخلاق حمید و ملا سنا و جناب محمد زکی صاحب تصنیف منکی ادا ام الله فیو صهم

حق اگاه علم و عمل است نگاه بزرگتر جوهر بر قطره در تقدس باین غفوان شب گر حیدر آباد بر باغ خلد وکن اوج دین و نور و حسا نظم من جوهر بیدار و علی خدا را یار و یار و دیوان سکندر نے پایا از سلطه و نور نیمین تو بر زمین کاثر لکھی و حسن من و نادر کا یہ دفتر چہ زیات و اخبار کا بجائی گاہی لیل و نهار	فرید زمانہ و حیدر الزمان زہی جو شہ دریا طبع رون تخت باین لہو سیکر ان کہ بین جسمین است گل و نیران تعلی اسلام پر بگمان تو وصل نبی و علی و عیان کہ شہر و نظر تا آسمان بگو حکم و حکمت و اب تو مان نہو کثرت علم کیو کر بیان کھنڈ جس سے ابواب شہ زمان ہدایت کے کھنڈ ہیں پریشان بنائیں اس آیت کو جزو جان لکھی بیتا زہر کی بھی نشان	نماینده شان لقن و حدیث تبحر خدا و خلق کی بال اطاعت گزار و عبادت شعا نہیں اس جگہ کونسا علم و فن ولایت بھی مصمم جو الہی بحق نبی و علی سخن فہم حق فہم روشن میر یو بین جہاں کان ہیں نیک ہوای سہی قدرہ الہی شمس بجلا کس سے ہواں قاضی کج ہوئی تہہ کر مطبوع و مطبوع نسکی لکھی تاریخ تمام طبع کہ شہر ہو قایہ زہندی بیان	بلاغت کام و فصاحت بیان مقلات شرعی ہمہ بر زبان بحسن عمل کامل الاستحسان یہی شہر ہی فخر ہند و ستان ملا عصمت انبیا کا نشان یہ والی رہے تاقیام جہاں رعیت پناہ و الت نشان ہر اک مقدم ہی ہر اک راز دان وحید الزمان بھی حیدر الزمان یہ حق خود لور پر اردو زبان بفضل خداوند کوئی مکان عقیدت شرح وقایہ ہومان
---	---	---	---

قطعه تاریخ از تالیف امیر خسرو صاحب زمان کہ تالیف آن بمجلس اخلاق حمید و ملا سنا و جناب محمد زکی صاحب تصنیف منکی ادا ام الله فیو صهم

خلف الصدیق مولانا محمد مدنی صاحب و تالیف امیر خسرو صاحب زمان کہ تالیف آن بمجلس اخلاق حمید و ملا سنا و جناب محمد زکی صاحب تصنیف منکی ادا ام الله فیو صهم

وہ نام و فضل کے ہیں فی القیاس طبیعت ان کا نور افشا قیاس مسائل جسے ہیں سچ و سچ ہر اک نظر اسکی ہے تفسیر لکھا و الا سال اس طرح کا	مسیح کا زمان ہیں ان کے والد دو سینا کا اوصاف ہیں بہت کیا ہی ترجمہ ہندی ہیں اسکا مسائل کی عبارت وہ سلسل ہو نور الہی نور و لکھش	مواضع الہی العلی و کتب ش وہ مسیح کا عارف ہیں سچ و سچ فصاحت جسکی جو حق و حقیقت نہ زمین مبتدی ہو و کتب ش
--	---	---

قطعه تاریخ از تالیف امیر خسرو صاحب زمان کہ تالیف آن بمجلس اخلاق حمید و ملا سنا و جناب محمد زکی صاحب تصنیف منکی ادا ام الله فیو صهم

بہمد میر محبوب علی شاہ باخلاق مکر و عدل و احسان جہاں شادان و حسن و احسان بفضل حق شود و عدل و احسان	کہ در طفلی خدا و شرف لایت دل غدیہ گانہ زور رعایت خدا دارد برو و احسان خلاق را از و گرد و رعایت گو شمع گفت بافت از پیر طیف	عجب دیوان و تار و کست چنان افروز قدر عالم نرا وحید عصر و کتاے زمانہ چو طبعش یافت انجام پذیرفت شود بافتہ آن نور الہی لایت	ہنر و خلق پرور و رعایت کہ جب کشید در دلی حلیت نوشہ شرح در سن بدایت بقلم فکر و تار و کست سرایت
---	---	--	--